دُرِّ ثمین

کلامِ منظوم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ترجمہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ

فہرست منظوماتِ دُرِّ ثمین فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مناجات

۱ ہر دم از کارِ عالم آوازیست — کہ یکش بانی و بنا سازیست

یہ نظام عالم اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا کوئی بانی اور صانع ضرور ہے۔

۲ نہ کس اُورا، شریک و انبازیست — نے بکارش، دخیل و ہمرازیست

نہ کوئی اس کا شریک ہے نہ ساجھی، نہ اس کے کام میں کوئی دخیل ہے نہ کوئی اس کا ہمراز ہے۔

۳ ایں جہاں را، عمارت اندازیست — واز جہاں، برتراست وممتازیست

وہ اس جہان کا بنانے والا ہے مگر خود جہاں سے بالاتر اور ممتاز ہے۔

۴ وحدہٗ لاشریک، حیّ وقدیر — لم یزل، لایزال فرد وبصیر

وہ اکیلا لاشریک، زندہ اور قادر ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ یگانہ اور باخبر ہے۔

۵ کارسازِ جہان و پاک وقدیم — خالق و رازق و کریم و رحیم

جہان کا کارساز، پاک اور قدیم ہے۔ پیدا کرنے والا، روزی پہنچانے والا مہربان اور رحیم ہے۔

۶ رہنما و مُعَلِّمِ رہِ دِیں　　ہادی و مُلہِمِ عُلُومِ یقیں

وہ رہنما اور معلم دین ہے۔ وہ ہادی اور یقینی علوم کا الہام کرنے والا ہے۔

۷ مُتَّصِف ، باہمہ صفاتِ کمال　　برتر، از اِحتیاجِ آل و عیال

وہ تمام صفات کاملہ سے متصف اور آل واولاد کی احتیاج سے بالا اور برتر ہے۔

۸ بَریکے حال ہست ، درہمہ حال　　رَہ نیابد ، بدو ، فنا وزوال

وہ ہر زمانہ میں ایک ہی حال پر قائم ہے۔ فنا اور زوال کا اس کے حضور گزر نہیں۔

۹ نیست از حُکمِ اُو ، بِرُوں چیزے　　نہ زچیز یست اُو، نہ چُوں چیزے

کوئی شے اس کے حکم سے باہر نہیں ہے۔ نہ وہ کسی سے نکلا ہے اور نہ وہ کسی کی مانند ہے۔

۱۰ نتواں گُفت، لامِسِ اَشیاست　　نے تُواں گُفتن اِیں کہ، دُور اَزماست

نہیں کہہ سکتے کہ وہ چیزوں کو چھوتا ہے۔ نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہم سے دور ہے۔

۱۱ ذاتِ اُو ، گرچہ ہست بالاتر　　نَتُواں گُفت، زیرِ اُوست دِگر

اُس کی ذات اگرچہ سب سے بالاتر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور چیز بھی ہے۔

۱۲ ہرچہ آید، بہ فہم و عقل و قیاس　　ذاتِ اُو، برتر است زاں وسواس

جو کچھ فہم، عقل اور قیاس میں آ سکتا ہے اُس کی ذات اُس خیال سے بالاتر ہے۔

۱۳ ذاتِ بیچون وچند ، اُفتادشت　　وزحُدُود و قُیُود آزادشت

اُس کی ذات بے مثل اور یکتا ہے اور حدود وقیود سے آزاد ہے۔

۱۴ نہ وُجُودے بذاتِ اُو اَنباز　　نہ کسے در صفاتِ اُو اَنباز

کوئی وجود اس کا ہمسر نہیں نہ کوئی اُس کی صفات میں اُس کے برابر ہے۔

١٥ ہمہ پیدا ، زِ دستِ قدرتِ اُو — کثرتِ شاں ، گواہِ وحدتِ اُو

سب کچھ اُس کے دست قدرت سے پیدا ہوا ہے۔ اُن کی کثرت اُس کی وحدت پر گواہ ہے۔

١٦ گر شریکش بُدے ، ز خلق دِگر — گشتے ، ایں جُملہ خلق ، زیر و زبر

اگر مخلوق میں سے کوئی اوراس کا شریک ہوتا تو یہ تمام مخلوق زیر و زبر ہو جاتی۔

١٧ ہر چہ ، از وصفِ خاکی و خاکست — ذاتِ بیچُونِ اُو ، ازاں پاکست

ہر وہ چیز جو خاک ہے یا خاکی صفات رکھتی ہے اُس کی بے مثل ذات اُن سے پاک ہے۔

١٨ بَند ، بر پائے ہر وُجُود نہاد — خُود ، زِ ہر قید و بند ہست آزاد

اُس نے ہر وجود کے لئے کچھ پابندیاں لگا دی ہیں مگر خود وہ ہر قید اور پابندی سے آزاد ہے۔

١٩ آدمی بندہ ہست ، و نفسش بند — در دو صد ، حرص و آز ، سر بکمند

آدمی اسیر ہے اوراس کا نفس مقید ہے (اور) صدہا خواہشوں اور لالچوں میں پھنسا ہوا ہے۔

٢٠ ہمچنیں بندہ ، آفتاب و قمر — بند ، در سیر گاہِ خویش و مقر

اسی طرح سورج اور چاند بھی پابند ہیں (اور) اپنے راستوں اور قرار گاہوں کے پابند ہیں۔

٢١ ماہ را نیست ، طاقتِ ایں کار — کہ بتابد بروز ، چوں احرار

چاند کو اس امر کی طاقت حاصل نہیں کہ وہ دن کو آزادانہ چمک سکے۔

٢٢ نیز ، خورشید را ، نہ یارائے — کہ نہد ، بر سریرِ شب ، پائے

اسی طرح سورج کو بھی یہ قوت نہیں کہ وہ رات کے تخت پر قدم رکھ سکے۔

٢٣ آب ہم بندہ ہست زیں کہ مُدام — بند در سردی است ، نے خود کام

پانی بھی پابند ہے کہ وہ ہمیشہ سرد (مزاج) رہے۔ مرضی کا مالک نہیں۔

۲۴ آتش تیز، نیز، بندۂ اُو — در چنیں سوزشے، فگندۂ اُو

تیز آگ بھی اس کی تابعدار ہے، اُس کی سوزش بھی اُسی کی ڈالی ہوئی ہے۔

۲۵ گر بر آری، بہ پیشِ اُو فریاد — گرمیش، کم نہ گردد، اَے اُستاد

اے استاد! اگر تو اس آگ سے التجا کرے تب بھی اُس کی گرمی کم نہ ہوگی۔

۲۶ پائے اشجار، در زمیں بند است — سخت، در پا، سَلاسِل افگند است

درختوں کے تنے بھی زمین میں پیوست ہیں۔ اُن کے پاؤں اُس نے میں مضبوط زنجیریں ڈال دی ہیں۔

۲۷ ایں ہمہ بستگانِ آں یک ذات — بر وُجُودش، دلائل و آیات

یہ سب چیزیں اُسی ایک ہستی سے وابستہ ہیں اور اس کے وجود پر دلائل اور نشان ہیں۔

۲۸ اَے خُداوندِ خَلق و عالمیاں — خَلق و عالَم، زِ قُدرتت حیراں

اے جہانوں اور مخلوقات کے آقا! مخلوق اور عالم تیری قدرت سے حیران ہیں۔

۲۹ چہ مُہیب است، شان و شوکتِ تُو — چہ عجیب است، کار و صنعتِ تُو

تیری شان و شوکت کس قدر بارعب ہے، تیرے کام اور تیری صنعت کس قدر عجیب ہیں۔

۳۰ حَمد را، با تو نسبت، از آغاز — نے در آں کس شریک، نے اَنباز

حمد کا تیرے ساتھ تعلق شروع ہی سے ہے اور اِس معاملہ میں نہ کوئی تیرا شریک ہے نہ ہمسر۔

۳۱ تو وحیدی و بے نظیر و قدیم — مُتنَزّہ زِ ہر قسیم و سَہیم

تو اکیلا، بےمثل اور قدیم ہے اور ہر ساجھی اور شریک سے پاک ہے۔

۳۲ کس نظیرِ تو نیست، در دو جہاں — بر دو عالَم تُوئی، خُدائے یگاں

دونوں جہان میں تیرا کوئی نظیر نہیں۔ دونوں عالم میں تو اکیلا خدا ہے۔

۳۳ زورِ تو غالِب است ، بر ہمہ چیز ہمہ چیزے ، بہ جَنبِ تو ناچیز

تیری طاقت ہر شے پر غالب ہے اور ہر چیز تیرے مقابل پر ہیچ ہے۔

۳۴ تَرسَت، اَیمن کُنَد زِ تَرس و خَطر ہر کہ عارف ترست، ترساں تر

تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے، جو زیادہ عرفان رکھتا ہے وہ زیادہ ڈرتا ہے۔

۳۵ خلق جوید، پناہ و سایۂ کس واں پناہِ ہمہ،تو ہَستی و بَس

مخلوق کسی کی پناہ اور سایہ ڈھونڈتی ہے مگر سب کی پناہ صرف تیری ذات ہے۔

۳۶ ہست یادت،کلیدِ ہر کارے خاطرے، بے تو، خاطر آزارے

تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے۔ تیرے بغیر ہر خیال دل کا دکھ ہے۔

۳۷ ہر کہ نالد، بدرگہت بہ نِیاز بختِ گُم کردہ را ، بِیابد باز

جو بھی تیری درگاہ میں عاجزی سے روتا چلاتا ہے وہ اپنی گم کی ہوئی قسمت کو دوبارہ پاتا ہے۔

۳۸ لُطفِ تو ، ترکِ طالباں نکُنَد کس بکارِ رَہَت ، زیاں نکُنَد

تیری مہربانیاں طالبوں کو نہیں چھوڑتیں۔ کوئی تیری راہ کے معاملے میں نقصان نہیں اٹھاتا۔

۳۹ ہر کِہ باذاتِ تو، سرے دارد پُشت، بر رُوئے دِیگرے دارد

ہر وہ شخص جو صرف تیری ذات سے تعلق رکھتا ہے وہ دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔

۴۰ زِینکہ، چُوں کار برتو ، بِگُذارَد رُو بہ اَغیار، ازچہ رُو آرد

کیونکہ جب وہ اپنا معاملہ تجھ پر چھوڑ دیتا ہے تو پھر کیوں غیروں کی طرف توجہ کرے۔

۴۱ ذاتِ پاکت بس ست، یار یکے دِل یکے ، جاں یکے ، نِگار یکے

تیری ذات پاک کا ہمارے لئے دوست ہونا کافی ہے۔ دل بھی ایک ہے، جان بھی ایک ہے، محبوب بھی ایک ہونا چاہئے۔

۴۲ ہر کہ، پوشیدہ باتو در سازد رَحمتت ، آشکار بِنْوازد

ہر وہ شخص جو پوشیدگی میں تجھ سے تعلق رکھتا ہے تیری رحمت کھلم کھلا اُس کو نوازتی ہے۔

۴۳ ہر کہ گیرد دَرَت بصِدق وحُضُور از درو بامِ اُو، بِبارَد نُور

ہر کوئی جو صدق اور اخلاص سے تیرا دروازہ پکڑتا ہے تو اُس کے دَر و بام سے نور کی بارش برساتا ہے۔

۴۴ ہر کہ راہَت گرفت، کارش شُد صد اُمیدے، بروز گارش شُد

جو بھی تیری راہ پر گامزن ہوا اُس کا کام بن گیا اور اُس کی کامیابی کی سو اُمیدیں بندھ گئیں۔

۴۵ ہر کہ راہِ تو جُست، یافتہ است تافت آں رُو کہ، سرَتافتہ است

جس نے بھی تیری راہ ڈھونڈی اُس نے اُسے پالیا۔ وہ چہرہ نورانی ہو گیا جس نے تجھ سے سرکشی نہ کی۔

۴٦ وانکہ از ظِلِّ قُربَتِ تو، رَمید بر درِ ہر کہ رفت، ذِلّت دید

لیکن جو بھی تیرے قرب کے سایہ سے بھاگا، وہ جس دروازہ پر بھی گیا ذلت دیکھی۔

۴۷ اَے خُداوندِ من! گُناہم بَخش سُوئے درگاہِ خویش، راہم بَخش

اے میرے خداوند! میرے گناہ بخش دے اور اپنی درگاہ کی طرف مجھے رستہ دکھا۔

۴۸ روشنی بَخش، در دِل وجانم پاک کُن، از گناہِ پنہانم

میری جان اور میرے دل میں روشنی بخش اور مجھے میرے مخفی گناہوں سے پاک کر۔

۴۹ دِل ستانی و، دِلرُبائی کُن بہ نگاہے، گِرہ کُشائی کُن

محبت اور پیار کا سلوک فرما۔ اپنی ایک نظر کرم سے میری مشکل کشائی فرما۔

۵۰ در دو عالَم ، مرا عزیز توئی وانچہ میخواہم از تو، نیز توئی

دونوں جہانوں میں تو ہی میرا پیارا ہے اور جو چیز میں تجھ سے چاہتا ہوں وہ بھی تو ہی ہے۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۴ تا ۱٦)

نعت

۱ دَر دِلم جوشد، ثنائے سرورے آنکہ در خوبی ، ندارد ہمسرے

میرے دل میں اُس سردارؐ کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔

۲ آنکہ جانَش ، عاشقِ یارِ اَزَل آنکہ رُوحش، واصِلِ آں دلبرے

وہ جس کی جان خدائے ازلی کی عاشق ہے وہ جس کی روح اُس دلبر میں واصل ہے۔

۳ آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است ہمچو طِفلے پروریدہ، در برَے

وہ جو خدا کی مہربانیوں سے اُس کی طرف کھینچا گیا ہے اور خدا کی گود میں ایک بچہ کی مانند پلا ہے۔

۴ آنکہ در بِرّ و کرم ، بحرِ عظیم آنکہ در لُطفِ اَتَم، یکتا دُرے

وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک بحرِ عظیم ہے اور کمال خوبی میں ایک نایاب موتی ہے۔

۵ آنکہ در جُود و سَخا ، ابرِ بہار آنکہ در فیض و عطا، یک خاورے

وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابر بہار ہے اور فیض وعطا میں ایک سورج ہے۔

۶ آں رحیم و رحمِ حق را، آیتے   آں کریم و جُودِ حق را مظہرے

وہ رحیم ہے اور رحمت حق کا نشان ہے وہ کریم ہے اور بخشش خداوندی کا مظہر ہے۔

۷ آں رُخِ فرّخ، کہ یک دیدارِ اُو   زِشت رُو را، میکُند خُوش منظرے

اُس کا مبارک چہرہ ایسا ہے کہ اُس کا ایک ہی جلوہ بدصورت کو حسین بنا دیتا ہے۔

۸ آں دِلِ روشن، کہ روشن کردہ است   صد دُرونِ تیرہ را، چُوں اخترے

وہ ایسا روشن ضمیر ہے جس نے روشن کر دیا سینکڑوں سیاہ دلوں کو ستاروں کی طرح۔

۹ آں مُبارک پَے، کہ آمد ذاتِ اُو   رحمتے، زاں ذاتِ عالَم پرورے

وہ ایسا مبارک قدم ہے کہ اُس کی ذات خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت بن کر آئی ہے۔

۱۰ احمدِ آخر زماں، کز نُورِ اُو   شُد دِلِ مَردُم، زِ خُور تاباں ترے

اس احمدؐ آخر زماں کے نور سے لوگوں کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے۔

۱۱ از بنی آدم، فزُوں تر در جمال   وز لآلی پاک تر، در گوہرے

وہ تمام بنی آدم سے بڑھ کر صاحب جمال ہے اور آب و تاب میں موتیوں سے بھی زیادہ روشن ہے۔

۱۲ بَر لَبَش جاری، زِ حِکمت چشمۂ   در دِلش، پُر از مَعارِف، کوثرے

اس کے منہ سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور اُس کے دل میں معارف سے پر ایک کوثر ہے۔

۱۳ بہرِ حق، داماں زِ غیرش، بَر فشاند   ثانئِ اُو نیست، در بحر و برے

خدا کے لئے اُس نے ہر وجود سے اپنا دامن جھاڑ دیا۔ بحر و بر میں اُس کا کوئی ثانی نہیں۔

۱۴ آں چراغش داد حق، کِش تا ابد   نے خطر، نے غم، ز بادِ صرصرے

حق نے اُس کو ایسا چراغ دیا ہے کہ تا ابد اُسے ہوائے تند سے کوئی خوف و خطر نہیں۔

١٥ **پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل   بر میاں بستہ، ز شوکت، خنجرے**

وہ خدائے جلیل کی درگاہ کا پہلوان ہے اور اُس نے بڑی شان سے کمر میں خنجر باندھ رکھا ہے۔

١٦ **تیرِ اُو تیزی، بہر میداں نمود   تیغِ اُو، ہر جا نمودہ، جوہرے**

اُس کے تیر نے ہر میدان میں تیزی دکھائی ہے اور اُس کی تلوار نے ہر جگہ اپنا جوہر ظاہر کیا ہے۔

١٧ **کرد ثابت بر جہاں، عجزِ بُتاں   وا نمودہ، زورِ آں یک قادرے**

اُس نے دنیا پر بتوں کا عجز ثابت کر دیا اور خدائے واحد کی طاقت کھول کر دکھا دی۔

١٨ **تا نماند، بے خبر، از زورِ حق   بُت ستا و بُت پرست و بُت گرے**

تا خدائی طاقت سے بے خبر نہ رہیں بت ستا بت پرست اور بت گر۔

١٩ **عاشقِ صدق و سداد و راستی   دُشمنِ کذب و فساد و ہر شرے**

وہ صدق۔ سچائی اور راستی کا عاشق ہے مگر کذب۔ فساد اور شر کا دشمن ہے۔

٢٠ **خواجہ و، مر عاجزاں را بندۂ   بادشاہ و، بیکساں را چاکرے**

وہ اگرچہ آقا ہے مگر کمزوروں کا غلام ہے وہ بادشاہ ہے مگر بیکسوں کا چاکر ہے۔

٢١ **آں ترحُّم ہا، کہ خلق از وے بدید   کس ندیدہ، در جہاں، از مادرے**

وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں وہ کسی نے اپنی ماں میں بھی نہیں پائیں۔

٢٢ **از شرابِ شوقِ جاناں بیخودے   در سرش، بر خاک، بنہادہ سرے**

وہ محبوب کے عشق کی شراب میں بیخود ہے اُس کی محبت میں اُس نے اپنا سر خاک پر رکھا ہوا ہے۔

٢٣ **روشنی از وے بہر قومے رسید   نورِ اُو، رخشید بر ہر کشورے**

اس سے ہر قوم کو روشنی پہنچی۔ اُس کا نور ہر ملک پر چمکا۔

۲۴ آیتِ رحماں، برائے ہر بَصیر حُجّتِ حق، بہرِ ہر دِیدہ وَرے

وہ ہر صاحب بصیرت کے لئے آیت اللہ اور ہر اہل نظر کے حجت حق ہے۔

۲۵ ناتواناں را، برحمت، دستگیر خستہ جاناں را، بہ شفقت، غم خورے

کمزوروں کا رحمت کے ساتھ ہاتھ پکڑنے والا اور ناامیدوں کا شفقت کے ساتھ غمخواری کرنے والا۔

۲۶ حُسنِ رُویش، بہ زِ ماہ و آفتاب خاکِ کُویش، بہ زِ مُشک و عنبرے

اس کے چہرہ کا حسن شمس و آفتاب سے زیادہ ہے اور اس کے کوچہ کی خوشبو مشک و عنبر سے زیادہ اچھی ہے۔

۲۷ آفتاب و مَہ، چہ مے مانَد بدُو در دِلش، از نُورِ حق، صد نیّرے

سورج اور چانداس سے کیا مشابہت رکھ سکتے ہیں اس کے دل میں تو خدا کے نور سے سو سورج روشن ہیں۔

۲۸ یک نظر بہتر زِ عُمرِ جاوداں گر فِتَد، کس را، براں خُوش پیکرے

ہمیشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر اس پیکر حسن پر پڑ جائے۔

۲۹ منکِہ از حُسنش، ہمے دارم خبر جاں فشانم، گر دہد دِل دیگرے

میں جو اُس کے حسن سے باخبر ہوں اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جب کہ دوسرا صرف دل دیتا ہے۔

۳۰ یادِ آں صُورت، مرا از خُود بَرَد ہر زماں مستم کُنَد، از ساغرے

اس کی یاد مجھے بیخود بنا دیتی ہے وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے۔

۳۱ مے پَرِیدم، سُوئے کُوئے اُو مُدام من اگر میداشتم، بال و پَرے

میں ہمیشہ اس کے کوچہ میں اڑتا پھرتا اگر میں پر و بال رکھتا۔

۳۲ لالہ و رَیحاں، چہ کار آید مرا من سرے دارم، باآں رُوے و سرے

لالہ و ریحان میرے کس کام کے ہیں؟ میں تو اس چہرہ و سر سے تعلق رکھتا ہوں۔

۳۳ خُوبیٔ اُو، دامنِ دِل مے کَشَد　　مُوکشانم مے بَرَد، زور آورے

اس کی خوبی دامن دل کو کھینچتی ہے اور ایک طاقتور ہستی مجھے کشاں کشاں لے جا رہی ہے۔

۳۴ دیدہ اَم، کُو ہست، نُورِ دیدہ ہا　　در اثر، مِہرش، چو مِہرِ انورے

میں نے دیکھا کہ وہ آنکھوں کا نور ہے اس کی محبت کا اثر چمکدار سورج کی مانند ہے۔

۳۵ تافت آں رُوئے، کزاں رُو سر نتافت　　یافت آں دَرماں، کہ بگزید آں درے

وہ چہرہ روشن ہو گیا جس نے اس سے روگردانی نہ کی۔ وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس کا دروازہ پکڑ لیا۔

۳۶ ہر کہ بے اُو زد قدم، در بحرِ دِیں　　کرد، در اوّل قدم گُم مَعْبَرے

جس نے اس کے بغیر دین کے سمندر میں قدم رکھا۔ اس نے پہلے ہی قدم میں گھاٹ کھو دیا۔

۳۷ اُمّی و، در علم و حکمت بے نظیر　　زیں چہ باشد، حُجّتے روشن ترے

وہ امی ہے مگر علم و حکمت میں بے نظیر ہے اس سے زیادہ اس کی صداقت پر اور کیا دلیل ہو گی؟

۳۸ آں شرابِ معرفت، دادش خُدا　　کز شعاعش خیرہ شُد ہر اخترے

خدا نے اسے وہ شراب معرفت عطا فرمائی کہ اس کی شعاعوں سے ہر ستارہ ماند پڑ گیا۔

۳۹ شُد عیاں از وَے، علی الوجہ الاتم　　جوہرِ انساں، کہ بُود آں مُضمرے

اس کے باعث پورے طور پر عیاں ہو گیا انسان کا وہ جوہر جو مخفی تھا۔

۴۰ ختم شُد، بر نفسِ پاکش، ہر کمال　　لاجَرم، شُد ختم ہر پیغمبرے

اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اس لئے اس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا۔

۴۱ آفتابِ ہر زمین و ہر زماں　　رہبرِ ہر اَسود و ہر اَحمرے

وہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے۔

۴۲ مجمعُ البحرَینِ علم و معرفت   جامعُ الاِسمَینِ ابر و خاورے

وہ علم اور معرفت کا مجمع البحرین ہے۔ بادل اور آفتاب دونوں ناموں کا جامع ہے۔

۴۳ چشمِ من، بسیار گردید و ندید   چشمۂ چُوں دینِ اُو، صافی ترے

میں نے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہیں دیکھا اس کے دین کی مانند مصفی چشمہ۔

۴۴ سالکاں را، نیست غیر از وَے اِمام   رَہرواں را، نیست جُز وَے رہبرے

سالکوں کے لئے اس کے سوا کوئی امام نہیں راہ حق کے متلاشیوں کے لئے اس کے سوا کوئی رہبر نہیں۔

۴۵ جائے اُو، جائے کہ طَیرِ قُدس را   سوزَد از انوارِ آں، بال و پَرے

اس کا مقام وہ ہے جہاں جبریل کے اس مقام کے انوار کے باعث پر و بال جلتے ہیں

۴۶ آں خُداوندش بِداد، آں شرع و دِیں   کاں نگردد تا ابد، متغیّرے

اس خدا نے اسے وہ شریعت اور دین عطا کیا جو کبھی بھی تبدیل نہ ہوگا۔

۴۷ تافت اوّل، بر دیارِ تازیاں   تا زِیانش را شَوَد درماں گرے

پہلے وہ عرب کے ملک پر چمکا تا کہ اس ملک کی خرابیوں کا انسداد کرے۔

۴۸ بعد ازاں، آں نُورِ دِین و شرعِ پاک   شُد مُحیطِ عالَمے چُوں چَنبرے

بعد ازاں وہ نور اور پاک شریعت تمام عالم پر آسمان کی طرح محیط ہوگئی۔

۴۹ خلق را بخشید، از حق، کامِ جاں   وا رہانیدہ، زِ کامِ اژدرے

مخلوق کو خدا کی طرف سے مقصد زندگی بخشا اور ایک اژدھے کے منہ سے اسے رہائی دلائی۔

۵۰ یک طرف حیراں ازو، شاہانِ وقت   یک طرف مبہوت، ہر دانشورے

ایک طرف شاہان وقت اس سے حیران تھے دوسری طرف ہر عقل مند ششدر تھا۔

نے بِعِلمش کس رسید و، نے بزور — در شِکَستہ کِبرِ ہر مُتکبّرے ۵۱

نہ اس کے علم تک کوئی پہنچا نہ اس کی طاقت تک اس نے ہر متکبر کے تکبر کو توڑ کر رکھ دیا۔

اُو چہ میدارد بمدحِ کس نیاز — مدحِ اُو خُود فخرِ ہر مدحت گرے ۵۲

اسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے اس کی مدح ہر مدحت گر کے لئے باعث فخر ہے۔

ہست اُو، در رَوضۂِ قُدس وجلال — وز خیالِ مادِحاں، بالاترے ۵۳

وہ پاکیزگی اور جلال کے گلستان میں متمکن ہے اور تعریف کرنے والوں کے وہم سے بالاتر ہے۔

اَے خُدا، بَرَوَے سلامِ مارساں — ہم برِ اِخوانش، زِ ہر پَیَغمبرے ۵۴

اے خدا ہمارا سلام اس تک پہنچا دے۔ نیز اس کے بھائی ہر پیغمبر پر۔

ہر رَسُولے، آفتابِ صدق بُود — ہر رَسُولے، بُود مہرِ انورے ۵۵

ہر رسول سچائی کا سورج تھا۔ ہر رسول نہایت روشن آفتاب تھا۔

ہر رَسُولے بُود، ظِلّے دِیں پناہ — ہر رَسُولے بُود، باغے مُثمِرے ۵۶

ہر رسول دین کو پناہ دینے والا سایہ تھا اور ہر رسول ایک پھلدار باغ تھا۔

گر بُدُنیا نامدے، ایں خَیلِ پاک — کارِ دِیں ماندے سراسر ابترے ۵۷

اگر یہ پاک جماعت دنیا میں نہ آتی تو دین کا کام بالکل ابتر رہ جاتا۔

ہر کہ شُکرِ بعثِ شاں، نارد بجا — ہَست اُو آلائے حق را کافرے ۵۸

جو ان کی بعثت کا شکر بجا نہیں لاتا وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا منکر ہے۔

آں ہمہ، از یک صدف، صد گوہر اند — مُتّحِد در ذات و اصل و گوہرے ۵۹

وہ سب ایک سیپی کے سو موتی ہیں۔ جو ذات اور اصل اور چمک میں یکساں ہیں۔

٦٠ اُمّتے ہرگز نبُودہ، در جہاں　　کاندراں نامد، بوقتے، مُنذِرے

ایسی کوئی امت بھی دنیا میں نہیں ہوئی جس میں کسی وقت ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

٦١ اوّل آدم، آخرِ شاں احمدؐ است　　اَے خُنک آنکس کہ بیند آخرے

ان میں پہلا آدم اور آخری احمد ہے۔ مبارک وہ جو آخری کو دیکھ پائے۔

٦٢ اَنبیا روشن گُہر ہستند، لیک　　ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے

تمام نبی روشن فطرت رکھنے والے ہیں۔ مگر احمد ان سب سے زیادہ روشن ہے۔

٦٣ آں ہمہ، کانِ مَعارِف بُودہ اند　　ہر یکے، از راہِ مَولیٰ مُخبِرے

وہ سب معرفت کی کان تھے اور ہر ایک مولیٰ کے راستے کی خبر دینے والا تھا۔

٦٤ ہر کہ را، علمے زِ تَوحیدِ حق است　　ہست اصلِ عِلمش، از پَیغمبرے

جس کسی کو توحید حق کا کچھ علم ہے اس کے علم کی اصل کسی پیغمبر سے ہے۔

٦٥ آں رسیدش از رہِ تعلیم ہا　　گو شَوَد، اَکنُوں، زِ نَخوت مُنکِرے

وہ علم اسے ان کی تعلیم سے ہی پہنچا ہے خواہ اب وہ تکبر سے منکر ہو جائے۔

٦٦ ہست قَومے، کج رَو و ناپاک راے　　آنکہ، زِیں پاکاں ہمے پیچد سرے

ایک گمراہ اور ناپاک قوم ایسی بھی ہے جو ان پاک لوگوں کا انکار کرتی ہے۔

٦٧ دیدۂ شاں، رُوئے حق ہرگز ندید　　بس سِیَہ کردند، رُوئے دفترے

ان کی آنکھوں نے حق کا منہ کبھی نہیں دیکھا اس لئے اس بحث میں انہوں نے دفتر سیاہ کر ڈالے۔

٦٨ شورِ بختی ہائے بختِ شاں بہ بیں　　ناز بر چشم و، گُریزاں از خُورے

ان کی قسمت کی بدبختی کو دیکھ کہ اپنی آنکھ پر فخر کرتے ہیں اور سورج سے بھاگتے ہیں۔

٦٩ چشم گر بُودے غنی، از آفتاب کس نبُودے تیز بیں چُوں شپّرے

اگر آنکھ آفتاب سے بے نیاز ہوتی تو کوئی بھی چمگاڈر سے زیادہ تیز نظر نہ ہوتا۔

٧٠ ہر کہ کور ست و، براہش صد مغاک وائے بر وَے، گر ندارد رہبرے

جو کہ اندھا ہے اور اس کے راستے میں سو گڑھے ہیں اس پر افسوس اگر اس کا کوئی رہبر نہیں۔

٧١ قومِ دیگر را، چُنیں رائے رکیک در نشَستہ از جہالت، در سرے

ایک اور قوم کی ایسی ہی کمزور رائے ہے جو جہالت سے اس کے سر میں سما گئی ہے۔

٧٢ کاں خُدا، مُلکے دِگر، اندر جَہاں از دیارِ شاں ندیدہ، خوشترے

وہ یہ کہ خدا نے دنیا میں کسی اور ملک کو ان کے ملک سے زیادہ اچھا نہیں بنایا۔

٧٣ ہم دِگر رُوئے، چو رُوئے خُوبِ شاں نامدش مرغُوبِ طبع و خاطرے

نیز ان کے خوبصورت چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ اس کی طبیعت اور دل کو پسند نہیں آتا۔

٧٤ لاجَرَم، از اِبتِدائَش تا اَبَد ماند و خواہد ماند، آنجا بسترے

اس لئے ازل سے ابد تک اس کا مقام اسی ملک میں رہا اور رہے گا۔

٧٥ مُلکِ دِیگر، گرچہ مِیرد، در ضَلال مے نگردد، زُو گہے، مُستَفسِرے

کوئی دوسرا ملک خواہ گمراہی میں مر جائے لیکن وہ کبھی اس کو نہیں پوچھتا۔

٧٦ داد، مَر یک ذرّہ قَومے را کتاب ترک کردہ، صد ہزاراں مَعشَرے

صرف ایک چھوٹی سی قوم کو کتاب دے دی اور لاکھوں گروہوں کو اس نے چھوڑ دیا۔

٧٧ چُوں بروزِ اِبتِدا، تقسِیم کرد درمیانِ خلق، از خَیر و شرے

جب ازل میں اس نے خلقت کے درمیان نیکی اور بدی کو تقسیم کیا۔

۷۸ راستی، در حصّۂ او شاں، فتاد — دیگراں را کِذب شُد آبشخورے

تو راستی ان لوگوں کے حصہ میں آئی اور دوسروں کی قسمت میں جھوٹ ہی آیا۔

۷۹ قولِ شاں اِیں ست کاندر غیرِ شاں — آمده، صَد کاذِب و حیلت گرے

ان کا قول یہ ہے کہ ان کے سوا اوروں میں سینکڑوں جھوٹے اور مکار آئے ہیں۔

۸۰ لیک نامد، نزدِ شاں یک نیز ہم — آنکہ بُودے، از خُدا، دِیں گُسترے

اوران کے پاس ایک بھی ایسا نہیں آیا جو خدا کی طرف سے دین کی اشاعت کرنے والا ہوتا۔

۸۱ آنکہ، ایشاں را، نمُودے راہِ حق — در کُشُودے، کِذبِ ہر کِذب آورے

اوران کو خدا کا راستہ دکھاتا اور ہر جھوٹے کا جھوٹ کھول کر رکھ دیتا۔

۸۲ تا شُدے دادار را حُجّت تمام — بر سرِ ہر مُسلِم و مُتنَصِّرے

تا کہ منصف خدا کی حجت پوری ہو جاتی ہر مسلمان اور ہر عیسائی پر۔

۸۳ الغَرَض، نزدیکِ شاں، دادارِ پاک — ہست ظالم تر، زِ ہر ظالم ترے

الغرض ان کے نزدیک خدا تعالیٰ ہر بڑے ظالم سے بھی زیادہ ظالم ہے۔

۸۴ کُو گُذارَد، عالَمے را، در ضَلال — مُبتلا در پنجۂِ ہر ماکِرے

کیونکہ وہ ایک جہان کو گمراہی کی حالت میں ہر مکار کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ دیتا ہے۔

۸۵ خود، ہمے دارد، بَیک قَومے مُدام — ہمچو شیدائے کسے، مَیل و سرے

اور وہ خود کسی عاشق کی طرح صرف ایک ہی قوم سے ہمیشہ محبت اور تعلق رکھتا ہے۔

۸۶ اِیں چُنیں پُر حُمق رائے، اِیں قَوم را — حُمقِ دیگر اِیں کہ، بر وَے فاخرے

اس قوم کی اس قسم کی احمقانہ رائے ہے دوسری حماقت یہ کہ اس احمقانہ رائے پر فخر کرتی ہے۔

۸۷ عاقبت، ایں رائے زشت و بدخیال — کرد ایشاں را، عجب کور و کرے

آخر کار اس بری رائے اور برے خیال نے ان کو عجیب طرح کا اندھا اور بہرہ بنا دیا۔

۸۸ چشم پوشیدند، از صد چشمۂ — سرنگوں گشتند، بر یک آخورے

انہوں نے سو چشموں سے تو اپنی آنکھ بند کر لی اور ایک کھرلی پر گر پڑے۔

۸۹ سخت ورزیدند کیں، با انبیا — الاماں، از کینِ ہر متکبّرے

انہوں نے نبیوں سے سخت دشمنی اختیار کی ایسے ہر متکبر کی دشمنی سے خدا کی پناہ۔

۹۰ آنچہ کینِ شاں، بپاکاں ثابت است — از شیاطیں، کس ندارد باورے

پاکبازوں سے جس قدر ان کی دشمنی ثابت ہے اتنی دشمنی کی تو کوئی شیطانوں سے بھی امید نہیں رکھتا۔

۹۱ خر بود، اندر حماقت بے نظیر — لیکن، ایشاں را، بہر مو صد خرے

گدھا بے وقوفی میں بے مثل ہے۔ لیکن ان کے ایک ایک بال میں سو سو گدھے ہیں۔

۹۲ نے سرِ تحقیق دارند و ثبوت — نے زنند، از صدق، پا بر معبرے

نہ تو ان کو تحقیق اور ثبوت سے کوئی غرض ہے نہ وہ سچے دل سے کشتی پر چڑھتے ہیں۔

۹۳ نے دوائے را شناسند، از اثر — نے درختے را شناسند، از برے

نہ وہ دوا کو اس کے اثر سے شناخت کرتے ہیں نہ وہ درخت کو اس کے پھل سے پہچانتے ہیں۔

۹۴ نے ز کس پرسند، از روئے نیاز — نے بصرفِ فکرِ خود، متفکّرے

نہ خاکساری سے کسی اور سے پوچھتے ہیں اور نہ خود اپنے فکر سے کام لیتے ہیں۔

۹۵ نے بدل پروائے ایں تفتیش ہا — کز ہمہ دیں ہا، کدامیں بہترے

نہ دل میں اس تحقیقات کی پروا رکھتے ہیں کہ سب دینوں میں کون سا دین بہتر ہے۔

۹۶ بر یکے مائِل ، عَدُوِّ صد ہزار فارِغ از فرقِ اقلّ و اکثرے

صرف ایک (دین) پر مائل اور لاکھوں کے مخالف ہیں قلت اور کثرت میں فرق سے بے فکر ہیں۔

۹۷ نے بدِل، خَوفِ خُدائے کِردگار نے بخاطِر، بیمِ روزِ محشرے

نہ ان کے دل میں خدا کا خوف ہے نہ قیامت کا ڈر۔

۹۸ تِیرہ جاناں، دِیدہ ہارا دوختہ سوختہ درکیں وری، چُوں اژدرے

ان سیاہ دل والوں نے اپنی آنکھوں کو سی لیا ہے کینہ اور بغض سے اژدہے کی طرح جل بھن رہے ہیں۔

۹۹ دِیدہ و دانِستہ، از حق قاصِر اند دِل بِنہادہ ، در جہانِ غادرے

جان بوجھ کر سچائی سے روگرداں ہیں اور بے وفا دنیا سے دل لگایا ہوا ہے۔

۱۰۰ از برائے حق، تراشیدہ، زِجہل دائما ، در خانۂ خود مِنبرے

حقایق و معارف کا یا سچائیوں کا وعظ کرنے کے لئے اپنی جہالت سے اپنے ہی گھر میں ایک مستقل منبر بنالیا ہے۔

۱۰۱ آں خُدائے شاں، عجب باشد خُدا کُو، تغافل داشت، از ہر کشورے

ان کا خدا بھی عجب خدا ہے جسے ہر ملک سے لاپروائی رہی۔

۱۰۲ بَہرِ اِلہام آمدش، دائم پسند یک زباں، یک خِطّۂ کوتہ ترے

اسے ہمیشہ اپنے الہام کے لئے پسند آئے ایک زبان اور ایک چھوٹا سا ملک۔

۱۰۳ اِیں چُنِیں رائے، کُجا باشد دُرُست کے خِرَد گردد، بسُویش رہبرے

ایسی رائے کیونکر صحیح ہوسکتی ہے؟ اور عقل کس طرح اس کی طرف رہنمائی کرسکتی ہے؟۔

۱۰۴ کے گُمانِ بَد کُنَد، بر نیکواں آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے

ایسا شخص نیکوں پر بدگمانی کیونکر کرسکتا ہے جبکہ وہ خود نیک اور نیک خو ہو۔

۱۰۵ ماہ را گفتن کہ چیزے نیست ایں　　ہست دشنامے، نہ زیں افزوں ترے

چاند کی نسبت یہ کہنا کہ یہ کچھ بھی نہیں اس سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں۔

۱۰۶ کور گر گوید، کجا ہست آفتاب　　مے شود در کوری اش رسوا ترے

اگر اندھا کہے کہ سورج کہاں ہے تو وہ اپنے اندھے پن میں زیادہ رسوا ہوگا۔

۱۰۷ در خورِ تاباں، مکن شکّ و گماں　　تا ملامت را نہ گردی، در خورے

چمکتے ہوئے سورج کے متعلق شک وشبہ نہ کر تا کہ تو ملامت کے لایق نہ ٹھہرے۔

۱۰۸ گر خدا خواہی، چرا کج مے روی　　چوں نمے ترسی، زِ قہرِ قاہرے

اگر تو خدا کا طالب ہے تو کج روی نہ کر۔ اس قاہر خدا کے غضب سے کیوں نہیں ڈرتا۔

۱۰۹ چوں نمے ترسی، زِ روزِ بازپرس　　چوں نہ ترسی، از حضورِ داورے

تو روز قیامت سے کیوں نہیں ڈرتا۔ انصاف کرنے والے خدا سے کیوں خوف نہیں کھاتا۔

۱۱۰ اِفترائے شاں، چساں گشتت یقیں　　یا خدایت، وانمودہ دفترے

ان کے اس افترا پر تجھے کس طرح اعتبار آ گیا یا خدا نے ہی تیرے سامنے کوئی دفتر کھول دیا ہے۔

۱۱۱ نورِ شاں، یک عالمے را در گرفت　　تو ہنوز، اے کور، در شور و شرے

ان (نبیوں) کے نور نے ایک جہان کو گھیر لیا لیکن اے اندھے تو ابھی غل وشور میں مبتلا ہے۔

۱۱۲ لعلِ تاباں را، اگر گوئی کثیف　　زیں چہ کاہد، قدرِ روشن جوہرے

چمکدار لعل کو اگر تو خراب کہہ دے تو اس سے آبدار ہیرے کی قیمت کیونکر گھٹ سکتی ہے۔

۱۱۳ طعنہ بر پاکاں، نہ بر پاکاں بود　　خود کنی ثابت، کہ ہستی فاجرے

پاکوں پر طعنہ زنی کبھی پاک لوگوں پر نہیں پڑتی بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو خود فاجر ہے۔

۱۱۴ بُغض با مردانِ حق، نامردی ست   آں بَشَر باشد، کہ باشد بے شرے

مردان خدا سے عداوت کرنا نامردی ہے بشر تو وہ ہوتا ہے جو بے شر ہو۔

۱۱۵ واں کہ در کِین و کراہت سوخت است   نفسِ دُوں را ہست صَیدِ لاغرے

اور جو دشمنی اور نفرت سے جلتا ہے وہ اپنے نفس دنی کے لئے ایک دبلا شکار ہے۔

۱۱۶ صد مراتب بِہ، زِ چشمِ اہلِ کِیں   چشمِ نابینا و کور و اعورے

کینہ رکھنے والوں کی آنکھ سے ہزار درجہ اچھی ہیں وہ آنکھیں جو اندھی نابینا اور کانی ہوں۔

۱۱۷ بر سرِ کِین و تعصُّب خاک باد   ہم بَفرقِ کِیں وراں خاکسترے

عداوت اور تعصب پر لعنت بھیج اور کینہ وروں کے سر پر دھول ڈال۔

۱۱۸ جُز بہ پابندئ حق، بندِ دگر   در نہ گیرد، باخُدائے اکبرے

پابندی حق کے سوا کوئی دوسرا ہنر خدائے بزرگ سے نہیں ملاتا۔

۱۱۹ ماہمہ پَیغمبراں را چاکریم   ہمچُو خاکے، اوفتادہ بر درے

ہم تو سب پیغمبروں کے غلام ہیں اور خاک کی طرح ان کے دروازہ پر پڑے ہیں۔

۱۲۰ ہر رسُولے کُو طریقِ حَق نمُود   جانِ ما قرُباں، براں حَق پرورے

ہر وہ رسول جس نے خدا کا راستہ دکھایا ہماری جان اس راستباز پر قربان ہے۔

۱۲۱ اَے خداوندم، بہ خیلِ انبیا   کِش فرستادی، بہ فضلِ اَوفرے

اے میرے خدا ان انبیاء کے گروہ کے طفیل جن کو تو نے بڑے بھاری فضلوں کے ساتھ بھیجا ہے۔

۱۲۲ معرفت ہم دِہ، چو بخشیدی دِلَم   مَے بدِہ، زاں ساں کہ دادی ساغرے

مجھے معرفت عطا فرما جیسے تو نے دل دیا ہے شراب بھی عطا کر جبکہ تو نے جام دیا ہے۔

اے خداوندم ، بنامِ مُصطفٰےؐ کِش شُدی، در ہر مقامے ناصِرے ۱۲۳

اے میرے خدا۔ مصطفیٰؐ کے نام پر جس کا تو ہر جگہ مددگار رہا ہے۔

دستِ من گیر، از رہِ لُطف وکرم در مُہِمّم باش یار و یاورے ۱۲۴

اپنے لطف وکرم سے میرا ہاتھ پکڑ اور میرے کاموں میں میرا دوست اور مددگار بن جا۔

تکیہ بر زورِ تو دارم ، گرچہ من ۱۲۵
ہمچُو خاکم ، بلکہ زاں ہم کمترے

میں تیری قوت پر بھروسہ رکھتا ہوں اگرچہ میں خاک کی طرح ہوں بلکہ اس سے بھی کم تر۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۸ تا ۱۶ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

کرمکِ پروانہ را، چوُں مَوت می آید فراز
مے فتد، بر شمعِ سوزاں، از رہِ شوخی و ناز

پروانہ کی جب موت آتی ہے تو وہ شمع سوزاں پر شوخی و ناز سے گرتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم ٹائیٹل پیج مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

پناہم آں تُوانائیست ، ہر آں
زِ بُخلِ ناتُوانانم مَترساں

میری پناہ ہر آن وہ طاقتور ہستی ہے تو مجھے ناتوانوں کے بُخل سے مت ڈرا۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

۱ بدِل دردے کہ دارم، از برائے طالبانِ حق
نمے گردد بیاں، آں درد، از تقریرِ کوتاہم

وہ درد جو میں طالبان حق کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہوں میں اس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔

۲ دِل و جانم، چُناں مُستغرق، اندر فکرِ اُو شان است
کہ نے از دِل خبر دارم، نہ از جانِ خود آگاہم

میری جان و دل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے نہ اپنی جان کا ہوش ہے۔

۳ بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خُدا دارم
ازیں در لذّتم، کز درد مے خیزد، زِ دِل آہم

میں تو اس بات پر خوش ہوں کہ مخلوق کا غم رکھتا ہوں اور اس کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں۔

۴ مرا مقصود و مطلوب و تمنا، خدمتِ خلق است
ہمیں کارم، ہمیں بارم، ہمیں رسمم، ہمیں راہم

میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی طریق میرا ہے۔

۵ نہ من از خود نہم، در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا، بہ جبر و زور و اکراہم

میں اپنی خواہش سے پند و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھتا بلکہ مخلوق کی ہمدردی زبردستی مجھے کھینچے لیے جا رہی ہے۔

۶ غمِ خلقِ خدا، صرف از زبان خوردن، چہ کار ستایں
گرش، صد جاں بپاریزم، ہنوزش عذر میخواہم

صرف زبان سے خلق خدا کے غم کھانے کا کیا فائدہ اگر اس کے لئے سو جانیں بھی فدا کروں تب بھی معذرت کرتا ہوں۔

۷ چو شامِ پُرغبار و تیرہ حالِ عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد، دعا ہائے سحرگاہم

جب دنیا کی تاریکی کو دیکھتا ہوں تو (چاہتا ہوں کہ) خدا اس پر میری پچھلی رات کی دعاؤں (کی قبولیت) نازل کرے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۵`۸۶)

خاکساریم و سُخن از رہِ غُربت گوئیم
یَعْلَمُ اللّٰہ، کہ بہ کس نیست غُبارے مارا

ہم تو خاکسار ہیں اور فروتنی سے بات کرتے ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ ہمیں کسی سے عداوت نہیں۔

ما نہ بیہودہ، پئے ایں سروکارے بِرَویم
جلوۂ حُسن کَشَد، جانبِ یارے مارا

ہم فضول اس مقصد کے پیچھے نہیں پڑے ہوئے بلکہ تجلی حسن ہمیں محبوب کی طرف کھینچے لیے جارہی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۵)

نصیحت

۱ بیا، اَے طلبگارِ صِدق وصواب   بِخواں، از سرِخَوض وفِکر، اِیں کتاب

اے سچائی اور حق کو ڈھونڈنے والے آ' ذرا غور اور فکر سے اس کتاب کو پڑھ۔

۲ گرت بر کتابم ، فِتَد یک نگاہ   بِدانی کہ تا جَنَّت، اِین است راہ

اگر میری کتاب پر تیری ایک نظر پڑ جائے تو تو جان لے گا کہ جنت کا راستہ یہی ہے۔

۳ مگر شرطِ انصاف وحق پرورِیست   کہ اِنصاف مِفتاحِ دانشورِیست

مگر عدل وانصاف شرط ہے کیونکہ انصاف عقلمندی کی کنجی ہے۔

۴ دو چیز است پَوبانِ دُنیا و دِیں   دِلِ روشن و دیدۂ دُوربیں

دو چیزیں دنیا اور دین کی پاسبان ہیں ایک تو روشن دل دوسرے دوربین آنکھ۔

۵ کسے کُو خِرَد دارد و نیز داد   نخواہد، مگر راہِ صدق و سداد

وہ شخص جو عقل اور انصاف رکھتا ہے وہ سوائے سچائی اور راستی کے اور کچھ نہیں چاہتا۔

۶ نہ پیچد سر، از آنچہ پاکست وراست   نتابد رُخ، از آنچہ حَقّ و بجاست

وہ اس چیز سے انکار نہیں کرتا جو پاک اور سچی ہے نہ اس بات سے منہ موڑتا ہے جو درست اور بجا ہے۔

۷ چو بیند سُخن را، زِ حق پروری   دِگر در سُخن کم کُند داوری

جب وہ انصاف کی رو سے بات کو دیکھتا ہے تو وہ ناحق ہٹ دھرمی نہیں کرتا۔

۸ اَلَا اَے کہ خواہی نجات از خُدا   بقَصرِ نجات، از درِ حق درآ

اے وہ شخص جو خدا سے نجات چاہتا ہے تو نجات کے محل میں راستبازی کے دروازے سے آ۔

۹ بحق گرد، و حق را بخاطِر نِشاں   مَنِہ دل بباطِل، چو کژ خاطِراں

حق کے ساتھ رہ اور حق کو ہی دل میں بٹھا بد باطنوں کی طرح جھوٹ سے دل نہ لگا۔

۱۰ مَشَو عاشِقِ زِشت رُو، زِینہار   وگر خُوب گُم گردد، از روزگار

ہرگز کسی بدشکل کا عاشق نہ ہو خواہ زمانہ سے حسن نابود بھی ہو جائے۔

۱۱ زمیں از زراعت، تہی داشتن   بہ از تُخمِ خارو خسک کاشتن

زمین کو کاشت سے خالی رکھنا اس سے بہتر ہے کہ کانٹوں اور گوکھرو کا بیج اس میں بویا جائے۔

۱۲ اگر گردت دیدۂ عقل باز   بجوئی رہِ حق زِ عجز و نیاز

اگر تیری عقل کی آنکھ کھل جائے تو تو خدا کے راستے کو عاجزی اور خاکساری سے ڈھونڈے۔

۱۳ طلبگار گردی، بہ صدقِ دِلی   بخواب اندر، اندیشہ ہم نگسَلی

سچے دل سے اس کا طلب گار ہو جائے اور خواب میں بھی اس سے غافل نہ رہے۔

۱۴ نگیری دمے، اِستراحت ازاں   مگر، چُوں زِ حق بازیابی نِشاں

اس کے بغیر تو ایک دم بھی چین نہ پائے یہاں تک کہ خدا کا نشان پالیوے۔

۱۵ اجل بر سرت، ہستی اَت چُوں حُباب   تو زِیں ساں، سر اندر نہادہ بخواب

موت تیرے سر پر ہے اور تیری ہستی حباب کی مانند ہے مگر تو اسی طرح نیند میں مدہوش ہے۔

۱۶ بآباء و اَجدادِ پیشیں نِگر کہ چُوں درگذشتند، ازیں رہگذر

اپنے پچھلے باپ دادوں کو دیکھ کہ وہ کس طرح اس دنیا سے گزر گئے۔

۱۷ بیادت نماند است، اَنجامِ شاں فراموش کردی، دراندک زماں

ان کا انجام تجھے یاد نہیں رہا اور تو نے تھوڑے ہی دنوں میں اسے بھی بھلا دیا۔

۱۸ خُودت، با اَجل چیست، از مکروبند چہ دیوار داری، کشیدہ بلند

موت کے مقابلہ میں تیرے پاس کیا حیلے حوالے ہیں کیا تو نے کوئی دیوار اس کے روکنے کے لئے بنا لی ہے۔

۱۹ چو ناگہ، نِہنگِ اَجل، درکشَد چرا، آدمی ایں چُنیں، سرکشَد

جب اچانک موت کا مگرمچھ (انسان کو) کھینچ لے جاتا ہے تو پھر آدمی اتنا تکبر کیوں کرے۔

۲۰ بدُنیائے دُوں، دِل مبَند، اَے جواں! تماشائے آں، بگذرد ناگہاں

اے جوان! اس ذلیل دنیا سے دل نہ لگا کیونکہ چٹ پٹ اس کا تماشا ختم ہو جاتا ہے۔

۲۱ بدُنیا کسے، جاودانہ نماند بہ یک رَنگ، وضعِ زمانہ نماند

دنیا میں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہا۔ اور زمانہ کا حال ایک جیسا نہیں رہتا۔

۲۲ بدستِ خُود، از حالتِ دردناک سپُردیم، بسیار کس را بہ خاک

ہم نے درد بھرے دل کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے بکثرت لوگوں کو خاک کے سپرد کیا ہے۔

۲۳ چو خُود دفن کردیم، خلقے کثیر چرا یاد ناریم، روزِ اَخیر

جب ہم نے خود بہت سی مخلوق کو دفن کیا ہے۔ تو پھر کیوں نہ ہم اپنی موت کا دن یاد رکھیں۔

۲۴ زِخاطر، چرا یادِ شاں افگنیم نہ ما آہنیں جسم و روئیں تنیم

اپنے دل سے ان کی یاد کیوں بھلا دیں ہم فولاد تن اور کانسی کے بنے ہوئے تو نہیں ہیں۔

۲۵ بِتَرس اَے مُعانِد، زِ قہرِ خُدا — کہ سخت است، قہرِ خُداوندِ ما

اے مخالف! خدا کے غضب سے ڈر کہ ہمارے خدا کا قہر بہت سخت ہے۔

۲۶ بہ ناکردنِ ترسِ پروردگار — بسا شہر ویراں شُدند و دِیار

پروردگار کا خوف نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے شہر اور ملک برباد ہو گئے۔

۲۷ اَزاں بے ہراساں نشانے نماند — نشانے چہ؟ یک اُستخوانے نماند

ان بیباک لوگوں کا نشان تک نہ رہا۔ نشان تو کیا ایک ہڈی بھی باقی نہ رہی۔

۲۸ ہمہ زِیرکی، در ہراسیدن شت — وگرنہ، بَلا بر بَلا، دِیدن شت

عقلمندی یہی ہے کہ انسان ڈرتا رہے ورنہ پھر مصیبت پر مصیبت دیکھنی پڑے گی۔

۲۹ بہ ناپاکی و خُبث ہا زِیستن — بہ از ایں چُنیں زِیست، نازِیستن

ناپاکی اور گندگی میں زندگی بسر کرنا۔ ایسی زندگی سے تو مرنا بہتر ہے۔

۳۰ بِیا و بِنہ سُوئے اِنصاف گام — زِکیں توبہ کردن، چرا شُد حرام

آ اور انصاف کی راہ پر قدم رکھ۔ عداوت کی وجہ سے توبہ کرنا کیوں حرام ہو گیا؟

۳۱ یقیں داں، کہ قولم زِحق پروریست — نہ لاف و گزاف ست و، نے سَرسَریست

یقین کر لے کہ میری یہ بات انصاف پر مبنی ہے سرسری اور لاف و گزاف نہیں۔

۳۲ بہَر مذہبے، غَور کردم بسے — شُنِیدم بَدِل، حُجّتِ ہر کسے

میں نے ہر مذہب پر خوب غور کیا اور ہر شخص کی دلیل کو توجہ سے سنا۔

۳۳ بخواندم زِ ہر مِلّتے، دفترے — بِدیدم، زِ ہر قَوم دانشورے

میں نے ہر مذہب کی بہت سی کتابوں کو پڑھا اور ہر قوم کے عقلمندوں کو دیکھا۔

۳۴ ہم از کودکی سوئے ایں تاختم — دریں شغل، خود را بینداختم

بچپن سے ہی میں نے اس (راہ) کی طرف توجہ کی اور اپنے تئیں اسی شغل میں ڈال دیا۔

۳۵ جوانی ہمہ، اندریں باختم — دل از غیرِ ایں کار پرداختم

اپنی جوانی بھی میں نے اسی میں خرچ کی اور دل کو اور کاموں سے فارغ کر دیا۔

۳۶ بماندم دریں غم، زمانِ دراز — نخفتم زِ فکرش شبانِ دراز

میں ایک لمبا عرصہ اسی غم میں مبتلا رہا اور اس بات کی فکر میں راتوں نہیں سویا۔

۳۷ نگہ کردم، از روئے صدق وسداد — بہ ترسِ خداؤ بہ عدل و بہ داد

میں نے حق اور راستی کو مدنظر رکھ کر اور خدا کا خوف کر کے عدل وانصاف کے ساتھ خوب غور کیا۔

۳۸ چو اسلام، دینے، قوی ومتیں — ندیدم، کہ بر منبعش آفریں

تو میں نے اسلام کی مانند قوی اور مضبوط دین اور کوئی نہیں پایا اس کے منبع پر آفرین ہو۔

۳۹ چناں دارد، ایں دیں، صفا بیش بیش — کہ حاسد بہ بیند، درو روئے خویش

یہ دین اس قدر اعلیٰ صفائی رکھتا ہے کہ حاسد کو اس میں اپنا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔

۴۰ نماید ازاں گونہ راہِ صفا — کہ گردد بہ صدقش خرد رہنما

یہ (دین) اس طرح پاکیزگی کا راستہ دکھاتا ہے کہ عقل اس کے صدق پر گواہی دیتی ہے۔

۴۱ ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد — رہاند زِ ہر نوعِ جہل و فساد

یہ سراسر حکمت، عقل اور انصاف سکھاتا ہے اور ہر قسم کی جہالت اور فساد سے بچاتا ہے۔

۴۲ ندارد دگر مثلِ خود، در بلاد — خلافش طریقے، کہ مثلش مباد

اس جیسا مذہب دنیا میں اور کوئی نہیں اس کے مخالف جو بھی طریقہ ہے خدا کرے وہ نابود ہو جائے۔

۴۳ اُصُولش، کہ ہست آں، مدارِ نجات چو خُورشید تابد بصِدق و ثبات

اس کے اصول مدار نجات ہیں وہ سچائی اور مضبوطی میں سورج کی طرح چمکتے ہیں۔

۴۴ اُصُولِ دِگر کیش ہا ، ہم عیاں نہ چیزے کہ پوشِیدنَش مے تُواں

دیگر مذاہب کے اصول بھی ظاہر ہیں کوئی کوشش ان کو چھپا نہیں سکتی۔

۴۵ اگر نامُسَلْماں خبَر داشتے بجاں ، جنسِ اِسْلَام نگذاشتے

اگر غیر مسلم عقل رکھتا تو جان دے دیتا مگر جنس اسلام کو نہ چھوڑتا۔

۴۶ مُحَمَّدؐ مِہیں نقشِ نُورِ خُداشت کہ ہرگز چُنُوئے بگیتی نخاشت

محمد ﷺ خدا کے نور کا سب سے بڑا نقش ہیں۔ان جیسا انسان دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا۔

۴۷ تہی بُود از راستی، ہر دِیار بکردارِ آں شب، کہ تاریک و تار

ہر ملک سچائی سے خالی تھا۔اس رات کی طرح جو بالکل اندھیری ہو۔

۴۸ خُدایش فِرِستاد و، حق گُستَرِید زمیں را بداں مَقدَمے، جاں دمید

خدا نے اسے بھیجا اور اس نے حق کو پھیلایا۔زمین میں اس کے آنے سے جان پڑ گئی۔

۴۹ نہالیست از باغِ قُدس و کمال
ہمہ آلِ اُو ، ہمچو گلہائے آل

وہ پاکیز گی اور کمال کے باغ کا ایک درخت ہے اور اس کی سب آل گلاب کے پھولوں کی طرح ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۳ تا ۹۶)

گر نبودے در مُقابِل، رُوئے مکروہ و سِیَہ — کس چہ دانستے، جمالِ شاہدِ گلفام را

اگر مقابلہ میں بدشکل اور سیاہ رونہ ہوتا تو کیونکر کوئی گل اندام معشوق کا حسن پہچان سکتا۔

گر نیُفتادے بَخَصمے کار، در جنگ و نبَرد — کَے شُدے، جوہر عیاں شمشیرِ خُوں آشام را

اگر دشمن سے لڑائی اور جنگ واقع نہ ہوتی تو خون پینے والی تلوار کا جوہر کیونکر ظاہر ہوتا۔

روشنی را قدَر، از تاریکی است و تیرگی — وز جہالت ہاست، عِزّ و وَقرِ عقلِ تام را

اندھیرے کی وجہ سے ہی روشنی کی قدر ہے اور جہالت کی وجہ سے ہی عقل کی عزت قائم ہے۔

حُجّتِ صادِق زِ نقض و قدح، روشن تر شَوَد — عُذرِ نامعقول، ثابِت میکُنَد اِلزام را

سچی دلیل عیب گیری اور بحث کی وجہ سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے اور بیہودہ بہانہ تو الزام ہی کو ثابت کرتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۸)

ہر کہ تُفْ افگنَد بہ مِہرِ مُنیر — ہم بہ رُویش فِتَد، تُفِ تحقِیر

جو شخص روشن سورج پر تھوکتا ہے تو ذلت کا تھوک اس کے ہی منہ پر پڑتا ہے۔

تا قیامت تُف است بر رُویش — قُدسیاں دُور تر، زِ بَدبُویش

اس کے منہ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے پاک ہستیاں اس کی بدبو سے بہت دور رہتی ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۲)

در بے ثباتیِ دُنیا

۱ عَیشِ دُنیائے دُوں، دمے چندست　　آخرش کار با خداوند ست

اس ذلیل دنیا کا عیش چند روزہ ہے　بالآخر خدا تعالیٰ سے ہی کام پڑتا ہے۔

۲ ایں سرائے زوال و موت و فناست　　ہر کہ بِنْشِستْ اندریں، برخاست

یہ دنیا زوال موت اور فنا کی سرائے ہے جو بھی یہاں رہا وہ آخر رخصت ہوا۔

۳ یک دمے رَو، بسُوئے گورِستاں　　واز خموشانِ آں، بِپُرس نشاں

تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں جا اور وہاں کے مردوں سے حال پوچھ۔

۴ کہ مآلِ حیاتِ دُنیا چیست　　ہر کہ پیدا شُدست، تا کے زِیست

کہ دنیاوی زندگی کا انجام کیا ہے اور جو پیدا ہوا وہ کب تک جیا ہے۔

۵ ترک کُن کِین و کبر و ناز و دَلال　　تا نہ کارت کشد، بسُوئے ضلال

کینہ۔ تکبر۔ فخر اور ناز چھوڑ دے تا کہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو۔

۶ چوُں ازیں کارگہ، بہ بندی بار　　باز نائی، دریں بِلاد و دِیار

جب تو اس دنیا سے اپنا سامان باندھ لے گا تو پھر ان شہروں اور ملکوں میں واپس نہیں آئے گا۔

۷ اَے زِدِیں بے خبر، بخُور غمِ دِیں — کہ نجاتت مُعلّق ست بدیں

اے دین سے بے خبر! دین کا غم کھا۔ کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے۔

۸ ہاں تغافُل مکُن ازیں غمِ خویش — کہ تُرا کارِ مشکل ست بہ پیش

خبردار اپنے اس غم سے غفلت نہ کیجیئو کیونکہ تجھے مشکل کام درپیش ہے۔

۹ دِل ازیں درد و غم فِگار بکُن — دِل چہ، جاں نیز ہم، نثار بکُن

اپنے دل کو اس درد و غم سے زخمی کر۔ دل کیا بلکہ جان بھی قربان کردے

۱۰ ہست کارت ہمہ باآں یک ذات — چُوں صَبُوری کُنی ازُو، ہیہات

تیرا سارا واسطہ تو اسی ایک ذات سے ہے افسوس ہے کہ پھر اس کے بغیر کیونکر تجھے صبر آتا ہے۔

۱۱ بخت گردد، چو زُو بگردی باز — دَولت آید، زِ آمدن بہ نیاز

جب تو اس سے برگشتہ ہوتا ہے تو تیری قسمت خراب ہوتی ہے اور عجز کے ساتھ اس کے حضور آنے سے دولت ملتی ہے۔

۱۲ چُوں بِبُرّی، زِ ایں چُنیں یارے — چُوں، بدیں ابلہی کُنی کارے

کس طرح تو ایسے دوست سے تعلق قطع کرسکتا ہے اور کس طرح ایسی بیوقوفی کا کام کرسکتا ہے۔

۱۳ اِیں جہان ست، مثلِ مُردارے — چُوں سگے، ہر طرف طلبگارے

یہ دنیا تو مردار کی طرح ہے اور اس کے طلبگار کتوں کی طرح اسے چمٹے ہوئے ہیں۔

۱۴ خُنک آں مرد، کُو ازیں مُردار — رُوئے آرد، بسُوئے آں دادار

وہ شخص خوش قسمت ہے جو اس مردار سے بچ کر اپنا منہ خدا کی طرف پھیرتا ہے۔

۱۵ چشم بندد زِ غیرو، داد دہد — در سرِ یار، سر بَباد دہد

غیر کی طرف سے آنکھیں بند کرلیتا ہے اور انصاف کرتا ہے اور دوست کے خیال میں اپنا سر قربان کردیتا ہے۔

۱۶ اِیں ہمہ، جوشِ حرص و آز و ہَوا ہست، تا ہست مرد نابینا

حرص۔لالچ اور طمع کا یہ سب طوفان اسی وقت تک ہے جب تک کہ آدمی اندھا ہے۔

۱۷ چشمِ دِل، اندکے چو گردد باز سرد گردد، بر آدمی ہمہ آز

لیکن جب دل کی آنکھ تھوڑی سی بھی کھل جائے تو آدمی کی تمام حرص ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔

۱۸ اَے رَسَن ہائے آز کردہ دراز زیں ہَوَس ہا چرا نَیائی باز

اے وہ کہ جس نے لالچ کی رسیاں لمبی کر رکھی ہیں کیوں تو ان ہوس پرستیوں سے باز نہیں آتا۔

۱۹ دَولتِ عُمر، دَم بہ دَم بزَوال تو پریشاں، بفکرِ دَولت و مال

عمر کی دولت ہر گھڑی گھاٹے میں ہے لیکن تو مال و دولت کی فکر میں پریشاں ہے۔

۲۰ خویش و قوم و قبیلہ پُر زِ دَغا تو بُریدہ، برائے شاں زِ خُدا

رشتہ دار۔قوم اور کنبہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تو نے ان کی خاطر خدا سے تعلق توڑ رکھا ہے۔

۲۱ اِیں ہمہ را، بکُشتنَت آہنگ گہ بمَصْلَحت کُشند و گاہ بہ جنگ

ان سب کا ارادہ تیرے قتل کرنے کا ہے کبھی تو یہ صلح سے مارتے ہیں اور کبھی لڑ کر۔

۲۲ خاک بر رِشتۂ، کہ پیوَندت بگُسَلانَد، زِ یارِ دِل بَنْدت

اس رشتہ پر لعنت ہے جو تیرے پیوند کو تیرے دلی دوست سے تڑوائے۔

۲۳ ہست آخِر، بآں خُدا کارت نہ تو یارِ کَسے، نہ کس یارَت

آخر اسی خدا سے تجھے کام پڑے گا (ورنہ) نہ تو کسی کا یار ہے اور نہ کوئی تیرا یار ہے۔

۲۴ قَدَمِ خُود بِنہ، بخوفِ اَتم تا رَوِی از جہاں، بصِدْقِ قدَم

اپنا قدم نہایت خوف کے ساتھ رکھ تا کہ تو اس دنیا سے صدق قدم کے ساتھ جائے۔

۲۵ تا خُدا اَت ، مُحِبّ خُود سازد   نَظَرِ لُطف بر تو اَندازد

تا کہ خدا تجھے اپنا دوست بنالے اور تجھ پر مہربانی کی نظر ڈالے۔

۲۶ بادہ نوشی زِ عشق و، زاں بادہ   مست باشی، و بیخود اُفتادہ

اور تو عشق کی شراب پئے اور اس شراب سے مست اور مدہوش پڑا رہے۔

۲۷ نیست اِیں جائے گہ، مقامِ مُدام   ہوش کُن، تا نہ بَد شَوَد انجام

یہ جگہ ہمیشہ رہنے کا مقام نہیں ہے۔ خبر دار ہو جا تا خاتمہ برا نہ ہو۔

۲۸ مِہرِ آں زِندہ ، نُورَت افزاید   مِہرِ اِیں مُردگاں ، چہ کار آید

اس زندہ کی محبت تیرے نور کو بڑھائے گی۔ ان مردوں کی محبت بھلا کس کام آئے گی۔

۲۹ لُقمہ و معدہ و سر و دستار   سربسر ہست ، بخششِ دادار

کھانا۔ معدہ۔ سر اور دستار سب کی سب خدا کی بخششیں ہیں!

۳۰ حقِّ باری شناس و، شرم بِدار   پیش زاں ، کز جہاں بہ بَندی بار

خالق کا حق پہچان اور شرم کر اس سے پہلے کہ تو دنیا سے رخصت ہو۔

۳۱ رُو ازو ، از چہ رُو بِگَردانی   سگ وفا مے کُنَد ، تو اِنسانی

کیوں تو اس سے منہ پھیرتا ہے کتا بھی وفا کرتا ہے تو تو آدمی ہے۔

۳۲ ترس باید، زِ قادرے اکبر   ہر کہ عارِف ترست ، ترساں تر

قدرت والے خدائے برتر سے خوف چاہیئے جو زیادہ خداشناس ہے وہی زیادہ ڈرتا ہے۔

۳۳ فاسِقاں در سیاہ کاری اند   عارِفاں در دُعاؤ زاری اند

بدکار لوگ برے کاموں میں مشغول ہیں عارف لوگ دعا اور زاری میں مصروف ہیں۔

۳۴ اَے خُنک دیدۂ کِہ گِریانَش   اَے ہُمایُوں دِلے، کِہ بِریانَش

ٹھنڈی رہے وہ آنکھ جو اس کے لئے روتی ہے مبارک ہے وہ دل جو اس کے لئے جلتا ہے۔

۳۵ اَے مُبارک کسے کہ طالِبِ اوست   فارِغ از عُمرو زَید، با رُخِ دوست

بابرکت ہے وہ جو اس کا طالب ہے۔اور عمرو زید کے خیال سے الگ ہو کر اس کے حضور میں رہتا ہے۔

۳۶ ہر کِہ گیرد، رہِ خُدائے یگاں   آں خُدایش بس ست، در دو جہاں

جو بھی خدائے واحد کا راستہ اختیار کرے گا اس کے لئے خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں کافی ہے۔

۳۷ لَاجَرَم، طالِبِ رضائے خُدا   بِگُسَلَد از ہمہ، برائے خُدا

یہ پکی بات ہے کہ خدا کی رضا کا طالب خدا کے لئے ہر ایک سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔

۳۸ شیوہ اش مے شَوَد فدا گشتن   بہرِ حق، ہم زِ جاں جُدا گشتن

اس کا مذہب تو یار پر قربان ہو جانا اور خدا کے لئے اپنی جان سے جدا ہونا ہے۔

۳۹ در رضائے خُدا شُدن چُوں خاک   نیستی و فنا وُ اِستِہلاک

خدا کی رضا میں خاک ہو جانا اور نیستی اور فنا اور ہلاکت کا طالب ہونا۔

۴۰ دِل نِہادن، در آنچہ مرضئِ یار   صبر، زیرِ مجاریٔ اَقدار

جو یار کی مرضی ہو اس پر راضی ہونا اور جاری شدہ قضاوقدر پر صبر کرنا۔

۴۱ تو بحق نیز دِیگرے خواہی   اِیں خیال ست اصلِ گُمراہی

تو خدا کے ساتھ اوروں کو بھی چاہتا ہے بس یہی خیال گمراہی کی جڑ ہے۔

۴۲ گر دِہندت بصیرت و مَردِی   از ہمہ خلق، سُوئے حق گردی

اگر تجھ میں عقل اور دلیری ہو تو تو صرف خدا ہی کی طرف متوجہ رہے۔

۴۳ درحقیقت، بس است یارِ یکے   دِل یکے، جاں یکے، نِگارِ یکے

درحقیقت محبوب ایک ہی کافی ہے کیونکہ دل بھی ایک ہوتا ہے اور جان بھی ایک اس لئے محبوب بھی ایک ہونا چاہئے۔

۴۴ ہر کِہ اُو عاشِقِ یکے باشد   ترکِ جاں، پیشِش اندکے باشد

جو ایک ہی ہستی کا عاشق ہوگا جان دینا اس کے لئے معمولی بات ہوگی!

۴۵ کُوئے اُو، باشدش، زِ بُستاں بِہ   رُوئے اُو، باشدش، زِ رَیحاں بِہ

اس کا کوچہ اسے باغ سے زیادہ اچھا لگتا ہے اور اس کا منہ پھول سے زیادہ اسے پسند ہوتا ہے۔

۴۶ ہرچہ دِلبر بدُو کُنَد، آں بِہ   دِیدنِ دلبرش، زِ صد جاں بِہ

معشوق جو بھی سلوک اس کے ساتھ کرے وہی بہتر ہوتا ہے اپنے دلبر کا دیکھنا اسے سو جان سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

۴۷ پا بہ زنجیر، پیشِ دِلدارے   بِہ زِ ہجران و سَیرِ گُلزارے

اپنے دلدار کے سامنے پابہ زنجیر ہونا اس کے لئے اس جدائی سے بہتر ہے جس میں گلزار کی سیر ہو۔

۴۸ ہرکہ دارد یکے دِلآرامے   جُز بوصلش نیابد آرامے

ہر وہ شخص جس کا کوئی معشوق ہو تو اسے سوائے اس کے وصل کے آرام ہی نہیں آتا۔

۴۹ شب، بہ بستر تَپَد، زِ فُرقتِ یار   ہمہ عالَم بخواب و، اُو بیدار

رات بھر وہ دوست کی جدائی میں بستر پر تڑپتا ہے سب دنیا سوتی ہے وہ جاگ رہا ہوتا ہے۔

۵۰ تا نہ بِینَد صبُوری اش نایَد   ہر دَمَش، سیلِ عشق بِربایَد

جب تک اسے نہ دیکھ لے اسے صبر نہیں آتا ہر لحظہ محبت کا سیلاب اسے بہائے لئے جاتا ہے۔

۵۱ در دِلِ عاشِقاں قرار کُجا   توبہ کردن زِ رُوئے یار کُجا

عاشقوں کے دل کو بھلا آرام کہاں! یار کے دیدار سے توبہ کرنا چہ معنی دارد!

۵۲ حُسنِ جاناں، بگوشِ خاطرِ شاں   گُفت رازے، کہ گُفتنش نتواں

محبوب کے حسن نے ان کے دل کے کان میں ایک ایسا راز کہہ دیا ہے جو بیان نہیں ہوسکتا۔

۵۳ ہم چُنین ست سیرتِ عُشّاق   صِدق ورزاں، بایزدِ خَلّاق

عاشقوں کی سیرت ایسی ہوا کرتی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ سچائی کا معاملہ رکھتے ہیں۔

۵۴ جاں مُنوّر، بہ شمعِ صِدق ویقیں   نُورِ حق تافتہ بہ لَوحِ جبیں

ان کی جان سچائی کی شمع سے روشن ہوتی ہے اور نور حق ان کی پیشانی سے پھوٹ کر نکلتا ہے۔

۵۵ کامیاباں، و زیں جہاں ناکام   زیرکاں، دُور تر پریدہ زِ دام

یہ بامراد ہیں مگر دنیا سے نامراد بہت عقلمند ہیں کیونکہ دنیا کے جال سے اڑ کر دور چلے گئے ہیں۔

۵۶ از خود و، نفسِ خود خلاص شُدہ   مَہبطِ فَیضِ نُورِ خاص شُدہ

اپنے آپ سے اور اپنے نفس سے رہائی پا گئے اور خاص نور کے فیضان کا مقام بن گئے۔

۵۷ در خُداوندِ خویش، دِل بستہ   باطِن از غیرِ یار بگُسستہ

اپنے خدا سے دل لگا لیا اور ماسوا اللہ سے دل چھڑا لیا۔

۵۸ پاک، از دخلِ غیر، منزلِ دل   یار کردہ، بجان و دِل منزِل

غیر کی مداخلت سے ان کا دل پاک ہے دوست نے ان کے دل و جان میں اپنا ٹھکانا بنا لیا ہے۔

۵۹ دِین و دُنیا بکارِ اُو کردند   بر درش اُوفتادہ چُوں گرْدَند

انہوں نے اپنے دین و دنیا دوست کے لئے وقف کر دیئے اور اس کے دروازہ پر خاک کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔

۶۰ ریزہ ریزہ شُد، آبگینۂ شاں   بُوئے دِلبر دَمَد، زِ سینۂ شاں

ان کا شیشہ چور چور ہو گیا اور ان کے سینہ سے دلبر کی خوشبو نکل رہی ہے۔

٦١ نقشِ ہستی، بِشُست، جلوۂ یار   سرزد آخر، زِ جَیبِ دِل دِلدار

یار کی تجلی نے ان کی ہستی کا نقش دھوڈالا آخر دل کے گریبان سے دلدار نے سر نکالا۔

٦٢ گر برآرند، شُعلہ ہائے درُوں   دُود خیزد، زِ تُربَتِ مجنُوں

اگر اپنے اندرونی شعلوں کو ظاہر کردیں تو مجنوں کی قبر سے دھواں نکلنے لگے۔

٦٣ نے زِ سَر ہوش، نے زِ پا خَبَرے   در سرِ دِلستاں، بخاک سرے

انہیں اپنے سر پیر کا ہوش نہیں معشوق کے خیال میں خاک پر سر رکھے ہوئے ہیں۔

٦٤ ہر کسے را، بخود سروکارے   کارِ دِل دادگاں بَدِلدارے

ہر شخص کو اپنے کام سے کام ہوتا ہے مگر عاشقوں کو صرف دلدار سے غرض ہوتی ہے۔

٦٥ ہر کسے را، بعزّتِ خُود کار   فکرِ ایشاں، ہمہ بہ عزّتِ یار

ہر شخص کو اپنی عزت کا خیال رہتا ہے مگر ان کا سب فکر یار کی عزت کے لئے ہے۔

٦٦ تو سرِ خویش تافتہ، از دِیں   حاصِلِ روزگارِ تو، ہمہ کِیں

تو نے اپنا سر دین کی طرف سے پھیر لیا ہے تیری زندگی کا ماحصل صرف عداوت ہے۔

٦٧ در عناد و فساد، اُفتادہ   داد و دانش، زِ دستِ خود دادہ

تو تو جھگڑے اور فساد میں پڑا ہوا ہے اور انصاف اور عقل کو جواب دے رکھا ہے۔

٦٨ سَرکشیدہ، بناز و کِبر و ریا   وَز تَدَیُّن، نِہادہ بیرُوں پا

فخر اور تکبر اور ریا سے اکڑ رہا ہے اور دینداری کی حد سے باہر نکل گیا ہے۔

٦٩ چُوں خُدا اَت نداد، نُورِ درُوں   عقل و ہوشِ تو، جُملہ گشت نِگُوں

چونکہ خدا نے تجھے دل کا نور نہیں دیا اس لئے تیرے عقل و ہوش سب الٹے ہو گئے۔

۷۰ کُفر گوئی ، عِبادت اَنگاری   فِسق ورزی ، ثواب پِنداری

تو کفر بکنے کو عبادت سمجھتا ہے اور بدکاری کو ثواب جانتا ہے۔

۷۱ صَد حجابت ، بچشمِ خویش فرا   باز گوئی ، کہ آفتاب کُجا

تیری آنکھ کے سامنے سو پردے پڑے ہیں پھر پوچھتا ہے کہ سورج کہاں ہے۔

۷۲ پردہ بردار ، تا بہ بینی پیش   جانِ ما سوختی ، بکوریٔ خویش

پردہ اٹھا تا کہ تجھے سامنے کی چیز نظر آئے تو نے اپنے اندھے پن سے ہمارا دل جلا دیا۔

۷۳ تافتی سر ، زِ مُنعِم و مَنّاں   اِیں بَوَد شُکرِ نعمت ، اَے ناداں

منعم اور منان خدا سے تو نے سر پھیر لیا اے بیوقوف کیا اسی کا نام شکر نعمت ہے؟

۷۴ دِل نِہادن دریں سراچۂِ دُوں   عاقِبَت مَیکُنَد ، زِ دِیں بیرُوں

اس ذلیل سرائے سے دل لگانا آخر کار آدمی کو دین سے خارج کر دیتا ہے۔

۷۵ ترکِ کُوئے حق ، از وفا دُور ست   دِل بہ غَیرے مدِہ ، کہ غیُّور ست

خدا کے کوچہ کو چھوڑ دینا وفاداری سے بعید ہے غیر سے دل نہ لگا کیونکہ خدا بڑا غیرت مند ہے۔

۷۶ دانی ، و باز سرکشی ، از وَے   اِیں چہ بر خُود سِتَم کُنی ہَے ہَے

تو جان بوجھ کر اس سے سرکشی کرتا ہے ہائے افسوس تو اپنے اوپر کیسا ظلم کر رہا ہے۔

۷۷ ہر چہ غَیرِ خُدا ، بخاطِرِ تُست   آں بُتِ تُست ، اَے بَاِیماں سُست

خدا کے سوا جو بھی تیرے دل میں ہے اے کمزور ایمان والے وہی تو تیرا بت ہے۔

۷۸ پُر حذر باش ، زِیں بُتانِ نہاں   دامنِ دِل ، زِ دستِ شاں بِرہاں

ان مخفی بتوں سے ڈرتا رہ اور ان کے ہاتھ سے اپنے دل کا دامن چھڑا لے۔

چیست قدرِ کسیکہ، شرکش کار ۔ چوں زنِ زانیہ، ہزارش یار ۷۹

اس شخص کی کیا قدر ہے جس کا کام شرک ہو اور بدکار عورت کی طرح اس کے ہزاروں یار ہوں۔

صدق مے ورز و صدق پیشہ بگیر ۔ جانبِ صدق را، ہمیشہ بگیر ۸۰

صدق اختیار کر اور صدق کو اپنا پیشہ بنالے اور ہمیشہ صدق کا پہلو اختیار کر۔

دیدۂ تو، بہ صدق بکشاید ۔ یارِ رفتہ، بہ صدق باز آید ۸۱

راستبازی کے باعث تیری آنکھ کھل جائے گی اور گمشدہ دوست صدق کی بدولت واپس آئے گا۔

صادق آن ست، کو بقلبِ سلیم ۔ گیرد آں دیں، کہ ہست پاک و قویم ۸۲

سچا وہ ہے جو نیک دل کے ساتھ اس دین کو اختیار کرتا ہے جو پاک اور مضبوط ہو۔

دینِ پاک ست، ملّتِ اسلام ۔ از خدائے کہ، ہست علمش تام ۸۳

پاک دین صرف اسلام کا دین ہے اور یہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کا علم کامل ہے۔

زیں کہ دیں، از برائے آں باشد ۔ کہ ز باطل، بحق کشاں باشد ۸۴

چونکہ دین اس لئے ہوتا ہے کہ باطل سے چھڑا کر حق کی طرف کھینچ کر لے جائے۔

ویں صفت، ہست خاصۂ فرقاں ۔ ہر اصولش، موثّق از برہاں ۸۵

تو یہ بات قرآن کا خاصہ ہے اور اس کا ہر اصول دلیل سے ثابت ہے۔

با براہینِ روشن و تاباں ۔ مے نماید رہِ خدائے یگاں ۸۶

وہ روشن اور چمکدار دلائل کے ساتھ خدائے واحد کا راستہ دکھاتا ہے۔

من گر امروز سیم داشتمے ۔ آں براہیں، بہ زر نگاشتمے ۸۷

اگر آج میرے پاس روپیہ ہوتا تو ان دلایل کو سونے (کے پانی) سے لکھتا۔

۸۸ اللہ اللہ، چہ پاک دِین ست اِیں   رحمتِ ربِّ عالَمین ست اِیں

اللہ اللہ یہ کیسا پاک مذہب ہے جو سراسر رب العالمین کی رحمت ہے۔

۸۹ آفتابِ رہِ صواب ست اِیں   بخُدا، بہ زِ آفتاب ست اِیں

یہ راہ راست کا سورج ہے۔ خدا کی قسم یہ دین سورج سے بھی بہتر ہے۔

۹۰ مے برآرَد، زِ جہَل و تاریکی   سُوئے اَنوارِ قُرب و نزدیکی

جہالت اور اندھیرے سے نکال کر قرب و وصل کے انوار کی طرف لاتا ہے۔

۹۱ مے نُمایَد بطالِباں رہِ راست   "راستی مُوجِب رضائے خُداست"

طالبوں کو راہ راست دکھاتا ہے اور راستی خدا کی رضا کا موجب ہے۔

۹۲ گر تُرا ہست، بیمِ آں دادار   بہ پذیر و، زِ خَلْق بیم مدار

اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو مذہب اسلام کو قبول کر اور لوگوں سے مت ڈر۔

۹۳ چُوں بَوَد، بر تو رحمتِ آں پاک   دیگر، از لَعن و طَعنِ خَلْق چہ باک

جب اس خدائے پاک کی رحمت تجھ پر ہو تو پھر تجھے مخلوق کی لعنت اور طعنوں سے کیا ڈر ہے۔

۹۴ لعنتِ خلق، سہل و آسان ست
لعنت آنَست، کُوزِ رحمان ست

خلقت کی لعنت آسان اور سہل ہے دراصل لعنت وہ ہے جو خدا کی طرف سے پڑتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۵ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

چوں نیستت بیک نگسے تابِ ہمسری
پس چوں کنی بقا درِ مُطلق برابری

شرم آیدت زِ دَم زنیِٔ خود بکر دگار
رَو قدرِ خُود بہ بیں کہ زیک کرم کم تری

در مدحِ قرآن کریم

۱ ہست فرقاں، آفتابِ علم و دیں تا بَرَندت، از گماں سوئے یقیں

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے اور وہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے گا۔

۲ ہست فرقاں، از خدا حبلُ المتیں تا کَشندت سوئے ربُّ العالمیں

قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے اور وہ تجھے رب العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔

۳ ہست فرقاں، روزِ روشن، از خدا تا دِہندت روشنئِ دیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے تا کہ تجھے (روحانی) آنکھوں کی روشنی بخشے۔

۴ حقّ فِرستاد، ایں کلامِ بے مثال تا رسی، در حضرتِ قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ تو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے۔

۵ داروئے شکّ است، الہامِ خدا کاں نماید، قدرتِ تامِ خدا

خدا تعالیٰ کا الہام شک کی دوا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔

۶ ہر کہ رُوئے خُود، زِ فُرقاں درکَشِید جانِ اُو، رُوئے یقیں ہرگز ندید

جس نے قرآن سے روگردانی اختیار کی اس نے یقین کا منہ ہرگز نہیں دیکھا۔

۷ جانِ خود را، مے کُنی در خُود رَوی باز مے مانی، ہماں گول و غوی

تو خودرائی کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے مگر پھر بھی ویسا ہی احمق اور گمراہ رہتا ہے۔

۸ کاش جانَت، مَیلِ عِرفاں داشتے کاش سَعیَت، تُخمِ حق را کاشتے

کاش تیرا دل معرفت الٰہی حاصل کرنے کی رغبت رکھتا کاش تیری کوشش سچائی کا بیج بوتی۔

۹ خُود نِگہ کُن، از سرِ انصاف و دِیں از گُماں ہا، کَے شَوَد کارِ یقیں

تو آپ انصاف وعدل سے غور کر کہ گمان کس طرح یقین کا کام دے سکتا ہے!

۱۰ ہر کہ را سُوئش درے بِکشُودہ است از یقیں، نے از گُماں ہا بُودہ است

جس کا دروازہ خدا کی طرف کھل گیا وہ یقین کی وجہ سے کھلا ہے نہ کہ شبہات کی وجہ سے۔

۱۱ قدرِ فُرقاں، نزدِ تَو، اَے غدّار نیست اِیں نہ دانی، کِت، بجُز از وَے یار نیست

اے غدار! تو قرآن کی قدر کو نہیں جانتا تجھے کیا پتہ کہ اس جیسا تیرا کوئی اور مونس نہیں۔

۱۲ وحیِ فُرقاں، مُردگاں را جاں دِہَد صَد خبَر، از کُوچۂ عِرفاں دِہَد

قرآن کی وحی مردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفت الٰہی کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے۔

۱۳ از یقیں ہا، مے نُمایَد عالَمے
کاں نہ بینَد کس، بصد عالَم ہَمے

اور یقین علوم کا ایسا جہان دکھاتی ہے جو کوئی سو جہانوں میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۵۴۔ ۱۸۸۲ء)

ضرورتِ الہام

۱ اَے درِ اِنکار ماندہ، از اِلہام   کرد عقلِ تو عقل را بدنام

اے وہ شخص جو الہام کا منکر ہے تیری سمجھ نے تو عقل و دانش کو بھی بدنام کر دیا۔

۲ از خُدا، رُو بخویش آوردی   اِیں چہ آئین و کیش آوردی

خدا کو چھوڑ کر تو نفس پرستی میں مبتلا ہو گیا۔ بھلا یہ کونسا مذہب اور طریقہ ہے۔

۳ تا نہ کس سر، زِ خویشتن تابد   رازِ توحید را چہ ساں یابد

جب تک کوئی شخص تکبر کو نہیں چھوڑتا تب تک وہ توحید کا راز کس طرح پا سکتا ہے۔

۴ تا نہ بَر فرقِ نفس، پا بِزَنی   کَے بہ پاک و پلید فرق کُنی

جب تک تو اپنے نفس کو کچل نہیں دیتا تب تک پاک اور ناپاک میں کس طرح فرق کر سکتا ہے۔

۵ ہر کہ شُد، تابعِ کلامِ خُدا   رَست از اِتّباعِ حِرص و ہَوا

جو شخص خدا کے کلام کا فرمانبردار ہو گیا۔ وہ حرص و ہوا کی پیروی سے آزاد ہو گیا۔

۶ از خُود و نفسِ خُود، خلاص شُدہ   مَہبطِ فَیضِ نُورِ خاص شُدہ

اپنے آپ اور اپنے نفس سے اس نے رہائی پائی اور نور خداوندی کے فیض کا مظہر بن گیا۔

۷ برتر، از رنگِ اِیں جہاں گشتہ   آں چہ ناید بوَہم، آں گشتہ

وہ اس دنیا کے رنگ سے اونچا ہو گیا اور ایسا بن گیا کہ اس کا درجہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔

۸ ما، اسیرانِ نفسِ اَمّارہ   بے خدائیم، سخت ناکارہ

ہم جو نفس امارہ کے قیدی ہیں خدا کے بغیر ہم بالکل ہی ناکارہ ہیں۔

تا مِیاں بَست، وحیِ حق، بَرشاد — اَے بَسا عُقدہ ہائے ما کہ کُشاد ۹

جب سے خدا کی وحی ہماری ہدایت کے لئے تیار ہوئی ہمارے بہت سے عقدے حل ہو گئے۔

نہ شَوَد از تو، کارِ ربّانی — آسیائے تہی، چہ گردانی ۱۰

جو خدا کا کام ہے وہ تجھ سے نہیں ہو سکتا۔ خالی چکی تو کیا گھما رہا ہے۔

تو و عِلمِ تو، ما و عِلمِ خدا — فرق بیں، از کُجاست تا بکُجا ۱۱

تو اور تیرا علم ایک طرف ہے، ہم اور خدا کا علم ایک طرف اب دیکھ لے کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔

آں یکے را، نگارِ خویش بہ بَر — دِیگرے، چشمِ اِنتظار بہ دَر ۱۲

ایک وہ ہے جس کا معشوق اس کی بغل میں ہے دوسرا وہ ہے جس کی آنکھ انتظار میں دروازے پر لگی ہوئی ہے۔

آں یکے، ہمنشیں بہ مہ رُوئے — دِیگرے، ہرزہ گرد، در کُوئے ۱۳

ایک وہ شخص ہے جو اپنے محبوب کے پاس بیٹھا ہے دوسرا وہ ہے جو گلی میں آوارہ پھر رہا ہے۔

آں یکے، کام یافتہ، بہ تمام — دِیگرے، سوختہ بفکرتِ کام ۱۴

ایک وہ ہے جس نے اپنا مقصد پا لیا۔ دوسرا وہ ہے جو اپنا مقصد پانے کی فکر میں جل رہا ہے۔

عارت آید، زِ عالمِ اَسرار — خُود، زِ خُود، دم زنی، زہے پندار ۱۵

تجھے عالم اسرار سے شرم آنی چاہئے تو اپنی عقل پر فخر کرتا ہے۔ تیرے تکبر پر افسوس۔

ہمہ کارِ تو، ناتمام اُفتاد — وَہ چہ کارت، بہ عقلِ خام اُفتاد ۱۶

تیرا سارا کام نامکمل رہ گیا۔ ناقص عقل کے ساتھ تجھے کیسا برا واسطہ پڑا۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

تُرا عقلِ تو، ہر دَم، پائے بندِ کِبر، مے دارد　　بِرَو، عقلے طَلَب کُن، کِہ تا، زِ خُود بینی بُرُوں آرد

تیری عقل ہر وقت تجھے تکبر میں گرفتار رکھتی ہے جا اور ایسی عقل تلاش کر جو تجھے خود بینی سے نجات دے۔

ہماں بہتر کہ ما، آں علمِ حق، از حق بیا موزیم　　کہ ایں علمے کہ ما داریم، صد سہو و خطا دارد

یہی بہتر ہے کہ ہم خدا کے علم کو خدا سے ہی سیکھیں کیونکہ جو علم ہمارے پاس ہے اس میں سینکڑوں غلطیاں ہیں۔

کہ گوید، بہتر از قولش، گر اُو خاموش بنشیند　　کہ گیرد دستت، اَے ناداں، گر اُو دستِ تو بگذارد

اگر خدا خاموش رہے تو اس سے بہتر بات کون کہہ سکتا ہے اگر وہ تجھے چھوڑ دے تو پھر کون تیری دستگیری کر سکتا ہے۔

بِرَو، قدرش بہ بیں، وز حُجّتِ بے اصل، دم درکش　　کہ ایں حُجّت کہ مے آری، بلاہا بر سرت آرد

جا اور اس کی قدر پہچان اور حجت بازی کو چھوڑ دے کیونکہ جو بات تو پیش کرتا ہے وہ تیرے سر پر مصیبتیں لائے گی۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ ۱۶۱ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

۱ حاجتِ نُورے بُوَد ہر چشم را — اِیں چُنیں اُفتاد قانُونِ خُدا

ہر آنکھ کو روشنی کی ضرورت ہے خدا کا قانون ایسا ہی ہے۔

۲ چشم بینا بے خُورِ تاباں کہ دید — کَے چُنیں چشمے خُداوند آفرید

بغیر سورج دیکھنے والی آنکھ کس نے دیکھی؟ خدا نے ایسی آنکھ کب بنائی؟

۳ چُوں تو خُود، قانونِ قُدرت بِشکَنی — پس چِرا، بر دیگراں سرمے زنی

جب تو خود ہی قانون قدرت کو توڑتا ہے۔ تو پھر تو دوسروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے۔

۴ آنکہ در ہر کار شُد حاجَت روا — چُوں روا داری کہ نَبُوَد رہنُما

وہ خدا جس نے انسان کی ہر ضرورت کو پورا کیا کیا وہ مذہب کے بارے میں تیری رہنمائی نہ کرتا؟

۵ آنکہ اسپ و گاؤ خر را آفرید — تا رَہَد پُشتِ تو، از بارِ شدید

وہ جس نے گھوڑے گائے اور گدھے کو پیدا کیا تا کہ تیری پیٹھ کو سخت بوجھ سے نجات دے۔

۶ چُوں تُرا حیَراں گزارد، در معاد — اَے عَجَب، تو عاقِل و ایں اِعتِقاد

وہ تجھ کو آخرت کے معاملہ میں کیوں پریشان چھوڑ دے تعجب ہے کہ عقلمند ہو کر تو یہ اعتقاد رکھتا ہے۔

۷ چُوں دو چشمت دادہ اند، اَے بے خَبَر — پس چِرا پوشی یکے، وقتِ نظر

اے بے خبر جب تجھے دو آنکھیں دی گئی ہیں۔ پھر دیکھنے کے وقت ایک کو کیوں بند کر لیتا ہے۔

۸ آنکہ زو، ہر قُدرتے، گشتہ عیاں — قُدرتِ گُفتار، چُوں ماندے نِہاں

وہ ذات جس سے ہر قسم کی قدرت ظاہر ہوئی تو بولنے کی قوت کس طرح مخفی رہ سکتی تھی۔

۹ آنکہ شُد ہر وصفِ پاکش جلوہ گر — پس چِرا ایں وصف ماندے مُستَتَر

وہ ہستی جس کی ہر پاک صفت ظاہر ہوگئی۔ پھر اس کی یہ صفت کیونکر چھپی رہ سکتی تھی۔

۱۰ ہر کہ اُو غافِل بُوَد، از یادِ دوست　　چارہ سازِ غفلتش پیغامِ اوست

ہر شخص جو خدا کی یاد سے غافل ہو۔ تو خدا کا پیغام ہی اس کی غفلت کا چارہ ساز ہوتا ہے۔

۱۱ تُو عجب داری، زِ پیغامِ خُدا　　ایں چہ عقل وفکرِ تُست، اَے خُود نُما

تو خدا کے پیغام پر تعجب کرتا ہے اے متکبر یہ تیری عقل اور سمجھ کیسی ہے۔

۱۲ لُطفِ اُو، چُوں خاکیاں رااِعشق داد　　عاشِقاں را، چُوں بَیفگندے زِیاد

اس کی مہربانی نے جب مٹی کے پتلے کو عشق بخشا۔ تو وہ اپنے عاشقوں کو کیونکر بھلا سکتا۔

۱۳ عِشق چُوں بخشید، از لُطفِ اَتَم　　چُوں نہ بخشیدے، دوائے آں اَلَم

جب کامل مہربانی سے اس نے محبت دی تو پھر کیوں اس درد کی دوا نہ بخشا۔

۱۴ خُود چو کرد، از عِشقِ خُود، دِلہا کباب　　چُوں نہ کردے، از سرِ رحمت خِطاب

جب خود ہی اس نے اپنے عشق سے ہمارے دلوں کو کباب کر دیا تو پھر رحمت کے ساتھ ہم سے کلام کیوں نہ کرتا۔

۱۵ دِل نیَارامَد، بجُز گُفتارِ یار　　گرچہ پیشِ دیدہا، باشد نِگار

دل کو محبوب کے کلام کے سوا آرام نہیں ملتا۔ خواہ محبوب آنکھوں کے سامنے ہی ہو۔

۱۶ پس چو خُود، دِلبر بُوَد، اندر حجاب　　کَے تُواں کردن صَبُوری از خِطاب

لیکن جب محبوب خود ہی پردے میں ہو۔ تو کلام کے بغیر صبر کس طرح آ سکتا ہے۔

۱۷ لیک آں داند کہ اُو دِل دادہ است　　در طریقِ عاشِقی اُفتادہ است

مگر ان باتوں کو صرف وہ عاشق ہی جانتا ہے جو راہ محبت کا واقف ہے۔

۱۸ حُسن را، با عاشِقاں باشد سَرے　　بے نظر وَر، کَے بُوَد خُوش مَنظرے

حسن کا عاشقوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور کوئی حسین بغیر قدر دان کے نہیں ہوتا۔

۱۹ عاشق آں باشد، کہ اُوگُم از خُود ست　　در طریقِ عشق، خُود بینی بَدست

عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو بھول جائے۔ طریق عشق میں آپ کو کچھ سمجھنا برا ہے۔

۲۰ لیکن، اِستیصالِ اِیں کِبر و خُودی　　نیست مُمکن، جُز بوحیِ ایزدی

لیکن اس تکبر اور خودی کا استیصال خدا تعالیٰ کی وحی کے بغیر ممکن نہیں۔

۲۱ ہر کہ ذَوقِ یارِ جانی، یافت ست　　آں زِ وَحیِ آسمانی یافت ست

جس نے اس دلی دوست کے وصل کا لطف اٹھایا۔ اس نے صرف آسمانی وحی کی بدولت اٹھایا۔

۲۲ عِشق از اِلہام آمد، در جہاں　　دَرد از اِلہام شُد، آتِش فِشاں

عشق الہام ہی کی وجہ سے دنیا میں آیا اور درد نے بھی الہام ہی کی وجہ سے آتش فشانی کی۔

۲۳ شَوق و اُنس و اُلفت و مِہر و وَفا　　جُملہ از اِلہام مے دارَد ضِیا

شوق انس الفت اور مہر و وفا۔ ان سب کی رونق الہام کی وجہ سے ہے۔

۲۴ ہر کہ حق را یافت، از اِلہام یافت　　ہر رُخے کُو تافت، از اِلہام تافت

جس کسی نے خدا کو پایا الہام سے پایا۔ ہر ایک چہرہ جو چمکا وہ الہام سے چمکا۔

۲۵ تو نۂ اہلِ محبّت، زِیں سَبَب　　از کلامِ یار مے داری عَجَب

تو محبت کے کوچہ کا واقف نہیں اس لئے کلام یار پر تعجب کرتا ہے۔

۲۶ عِشق مے خواہد، کلامِ یار را　　رَو، بپُرس از عاشِق، اِیں اسرار را

عشق تو دوست کے کلام کو چاہتا ہے جا اور عاشق سے اس راز کو پوچھ۔

۲۷ اِیں مگو کز درگہش دُوریم ما　　رَبطِ اُو، با مُشتِ خاکِ ما کُجا

یہ نہ کہہ کہ چونکہ ہم اس کی درگاہ سے دور ہیں اسلئے اس کا تعلق ہماری مشت خاک سے نہیں ہوسکتا۔

۲۸ دانَد آں مردے کہ، روشن جاں بُوَد ٭ رگیں طَلَب، در فطرتِ اِنساں بُوَد

اس بات کو وہی جانتا ہے جو روشن ضمیر ہے کہ خدا کی طلب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

۲۹ دِل نمے گیرد تسلّی، جُز خُدا ٭ اِیں چُنیں اُفتاد فِطرت، ز ابتدا

خدا کے بغیر انسان کا دل تسلی نہیں پاتا۔ ابتدا سے آدمی کی یہی فطرت ہے۔

۳۰ دِل نَدارد صبر، از قَولِ نِگار ٭ کاشتند اِیں تُخم، از آغازِ کار

محبوب کے کلام کے سوا دل کو صبر نہیں آتا۔ ازل سے خدا نے یہ بیج اس کی فطرت میں بویا ہے۔

۳۱ آنکہ اِنساں را چُنیں فِطرت بِداد ٭ چُوں کمالِ فِطرتش دادے بباد؟

وہ خدا جس نے انسان کو ایسی فطرت دی وہ کس طرح اس کی فطرت کے اس کمال کو برباد کر دیتا۔

۳۲ کارِ حق کَے از بَشَر گردد ادا ٭ کَے شَوَد از کِرمکے، کارِ خُدا

خدا کا کام انسان سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ ایک کیڑے سے خدائی کام کب ہو سکتے ہیں۔

۳۳ ما ہمہ جَہلیم و اُو دانائے راز ٭ ما ہمہ کوریم و اُو را دیدہ باز

ہم سب جہل محض ہیں۔ اور وہی واقف اسرار ہے ہم سب اندھے ہیں اور وہی ایک بینا ہے۔

۳۴ با خُدا ہم، دعوئِ فرزانگی ٭ سخت جَہل است و رگِ دیوانگی

خدا کے مقابل پر عقلمندی کا دعویٰ کرنا۔ سخت جہالت اور دیوانہ پن ہے۔

۳۵ تافتن رُو از خُورِ تاباں، کہ من ٭ خُود بر آرم روشنی از خویشتن

روشن سورج سے منہ پھیر لینا اس خیال سے کہ میں اپنے اندر سے آپ ہی روشنی نکال لوں گا۔

۳۶ عالَمے را کور کرد ست اِیں خیال ٭ سرنگُوں افگندہ در چاہِ ضلال

اس خیال نے ایک دنیا کو اندھا اور بہرا کر دیا ہے۔ اور انہیں گمراہی کے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔

۳۷ نازبرفطنت مکُن، گرفِطنتے ست — در رہِ تو ایں خرد مندی بُتے ست

اگر کچھ عقل ہے تو اس عقل پر ناز نہ کر۔ تیرے راستے میں یہ عقل ایک بت ہے۔

۳۸ عقل کاں، باکبر میدارند خَلق — ہست حُمق و عقل پندارند خلق

تکبر سے ملی ہوئی وہ عقل جو لوگ رکھتے ہیں محض بیوقوفی ہے۔ پھر بھی لوگ اسے عقل سمجھتے ہیں۔

۳۹ کِبر، شہرِ عقل را وِیراں کُنَد — عاقِلاں را گُمرہ و ناداں کُنَد

تکبر عقل کے شہر کو ویرانہ کردیتا ہے اور عقلمندوں کو گمراہ اور بیوقوف بنا دیتا ہے۔

۴۰ آنچہ افزایَد غُرُور و عُجبی — چُوں رَسانَد تا خُدایت، اَے غوی

جو چیز غرور اور تکبر کو بڑھاتی ہے اے گمراہ! وہ تجھے خدا تک کیونکر پہنچا سکتی ہے۔

۴۱ خُود رَوی در شِرک اندازَد تُرا — تَوبہ کُن از خُود رَوی، اَے خُودنُما

خودروی تجھے شرک میں ڈال دے گی اے ریا کار! خودروی سے توبہ کر۔

۴۲ ہست مُشرِک از سعادت دُورتر — وز فُیُوضِ سَرمَدی مہجُور تر

مشرک سعادت سے بہت دور ہے۔ اور خدا کی دائمی رحمتوں سے پرے پھینکا گیا ہے۔

۴۳ از خُدا باشد خُدا را یافتن — نے بہ مکر و حیلہ و تدبیر و فن

خدا کی مدد سے ہی خدا کو پا سکتے ہیں۔ نہ کہ چالاکی، حیلہ اور مکر وفریب کے ساتھ۔

۴۴ تا نیائی پیشِ حق چُوں طِفلِ خُرد — ہست جامِ تو سراسر پُر زِ دُرد

جب تک تو چھوٹے بچے کی طرح خدا کے سامنے نہ آئے گا۔ تب تک تیرا جام صرف تلچھٹ سے ہی بھرا رہے گا۔

۴۵ شرطِ فیضِ حق بُوَد عجز و نیاز — کس ندیدہ آب بر جائے فراز

خدا کے فیضان کے لئے عجز و نیاز شرط ہے۔ کسی نے پانی کو اونچی جگہ ٹھہرتے نہیں دیکھا۔

حق نیازے جوید، آنجا ناز نیست — از پرِ خُود تا دَرَش پرواز نیست ۴۶

خدا کو عاجزی پسند ہے وہاں فخر کام نہیں آتا۔ اپنے پروں سے اس تک اڑ کر نہیں پہنچ سکتے۔

عاجزاں را پروَرَد ذاتِ اَجَل — سرکشاں محرُوم و مردُودِ اَزَل ۴۷

وہ بزرگ ذات عاجزوں کی پرورش کرتی ہے۔ اور سرکش ہمیشہ محروم و مردود رہتے ہیں۔

چُوں نیائی زیرِ تابِ آفتاب — کَے فتَد برتو شعاعے در حجاب ۴۸

جب تک تو سورج کی روشنی کے سامنے نہیں آتا تو پردہ کے پیچھے تجھ پر اس کی روشنی کیونکر پڑ سکتی ہے۔

آبِ شور اندر کفت ہست، اے عزیز! — ناز ہا کم کُن، اگر داری تمیز ۴۹

اے عزیز! تیری ہتھیلی میں تو کھاری پانی ہے۔ اگر کچھ تمیز ہے تو اس پر فخر نہ کر۔

آبِ جاں بخشے، زِ جاناں آیدت — رَو، طلب مے کُن، اگر جاں بایدت ۵۰

زندگی بخش پانی تو محبوب سے ملے گا۔ اگر زندگی درکار ہے تو جا اور اس سے مانگ۔

ہست آں آبِ بقا بس ناپدید — کس بجُز مصباحِ حق، راہش ندید ۵۱

وہ آبِ حیات بالکل مخفی ہے۔ اور اس کا راستہ خدائی چراغ کے بغیر کسی نے نہیں دیکھا۔

آں خیالاتے کہ بینی از خِرَد — پرتوِ آں ہم، زِ وَحیِ حق رَسَد ۵۲

وہ خیالات جو تو اپنی عقل سے معلوم کر لیتا ہے۔ ان کی روشنی بھی خدا کی وحی سے (ملتی) ہے۔

لیک چشمِ دیدنت، چُوں باز نیست — زیں، دِلِ تو محرمِ ایں راز نیست ۵۳

لیکن چونکہ تیری روحانی آنکھ کھلی ہوئی نہیں۔ اس لئے تیرا دل اس راز سے واقف نہیں۔

سرکشی از حق، کہ من دانا دِلَم — حاجتِ وَحیَش ندارم، عاقِلَم ۵۴

تو خدا کا نافرمان ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں دانا ہوں اور اس کی وحی کی مجھے ضرورت نہیں میں عقل رکھتا ہوں۔

۵۵ لغزشِ تو حاجتے پیدا کُنَد   در دمے عقلِ تُرا رُسوا کُنَد

مگر تیری لغزش تجھے حاجتمند بنا دے گی۔اور دم بھر میں تیری عقل کی قلعی کھول دے گی۔

۵۶ عقلِ تو گورے مُجَصَّص از بِرُوں   و اندرُونش چیست؟ یک لاشے زبُوں

تیری عقل باہر سے پختہ مقبرہ کی مانند خوشنما ہے مگر اس کے اندر کیا ہے؟ ایک گندی لاش۔

۵۷ مُنتہائے عقل تعلیمِ خُدا ست   ہر صداقت را ظہور از انبیاست

خدا کی تعلیم ہی عقل کے کمال کو پہنچتی ہے۔اور انبیاء سے ہی ہر صداقت کا ظہور ہوتا ہے۔

۵۸ ہر کہ علمے یافت، از تعلیم یافت   تافت آں رُوئے، کزو رُوئے نتافت

جس نے کچھ حاصل کیا وہ تعلیم سے حاصل کیا وہ منہ روشن ہو گیا جس نے خدا سے رخ نہ پھیرا۔

۵۹ بازبانِ حال گوید روزگار   اَے قَصِیرُ العُمُر، بگیر آموزگار

وقت زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے تھوڑی عمر والے انسان! استاد پکڑ۔

۶۰ طبع زادِ ناقِصاں، ہم ناقِص است   گر تُرا گوشے بوَد، حرفے بس است

ناقصوں کے خیالات بھی ناقص ہی ہوتے ہیں اگر تیرے کان ہیں تو یہی ایک لفظ نصیحت کیلئے کافی ہے۔

۶۱ حق مُنَزَّہ از خطا، تو پُر خطا   داوریہا کم کُن و، بر حق بپا

خدا غلطی سے پاک اور تو غلطیوں کی پوٹ ہے۔جھگڑا نہ کر بلکہ حق پر قائم رہ۔

۶۲ عقلِ تو مغلُوبِ صد حرص و ہَواست   تکیہ بر مغلُوب، کارِ اَشقیاست

تیری عقل حرص و ہوا کی مغلوب ہے اور مغلوب پر بھروسہ کرنا بدبختوں کا کام ہے۔

۶۳ از کس و ناکس، بیا موزی فُنُوں   عار داری، زاں حکیمِ بےچگُوں

تو ہر کس و ناکس سے علم سیکھتا رہتا ہے مگر اس لاثانی حکیم سے سیکھنے میں تجھے شرم آتی ہے۔

۶۴ از تکبرؒ، راہِ حق بگذاشتی — ایں چہ کردی، ایں چہ تخمے کاشتی

تو نے تکبر کی وجہ سے حق کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ تو نے کیا کیا! یہ تو نے کیسا بیج بویا!

۶۵ اَے ستمگر، ایں ہماں مولائے ماست — کز عطیاتش، ہمہ ارض وسماست

اے ظالم یہی تو وہ ہمارا آقا ہے جس کی عطا سے یہ سب آسمان اور زمین (کی نعمتیں) ہیں۔

۶۶ ابر و باران و مہ و مہر آفرید — کرد، تابستان و سرما را پدید

جس نے بادل۔ بارش۔ چاند اور سورج پیدا کئے۔ اور گرمی سردی کو ظاہر کیا۔

۶۷ تا بفضلِ اُو، غذائے خُود خُوریم — زندہ مانیم و، تنِ خُود پروریم

تا کہ ہم اس کے فضل سے اپنی خوراک کھاتے رہیں۔ اور زندہ رہیں اور اپنی پرورش کریں۔

۶۸ آں کہ برتن کرد، ایں لُطفِ اَتم — کے کُنَد محروم، جاں را از کَرَم

جس نے ہمارے بدن پر کمال درجہ کی مہربانی کی ہے وہ ہماری جان کو کب اپنے کرم سے محروم کر سکتا ہے۔

۶۹ وَحیِ فُرقان ست، جذبِ ایزدی — تا بَرَندت از خُودی، در بیخودی

قرآن کی وحی خدا کی ایک کشش ہے تا کہ وہ تجھے نفسانیت سے روحانیت کی طرف لے جائے۔

۷۰ ہَست قُرآں دافِعِ شِرکِ نِہاں — تا مَر اُو را، ہم از اُو، یابی نشاں

قرآن اندرونی شرک کو دور کرتا ہے تا کہ تو خدا کا نشان خدا کی طرف سے ہی پائے۔

۷۱ تا رَہی از کِبر و خُودبینی و ناز — تا شَوی ممنُونِ فضلِ کارساز

تا کہ تو تکبر خود بینی اور فخر سے نجات پائے اور اس کارساز کے فضل کا ہی ممنون ہو۔

۷۲ دُور شَو از کِبر، تا رحم آیدش — بندگی کُن، بندگی مے بایدش

کبر سے دور ہو کہ اسے تجھ پر رحم آئے۔ بندگی کر کیونکہ اسے تو بندگی درکار ہے۔

۷۳ زندگی در مُردن و عجز و بُکاشت　　ہر کہ اُفتاد است، اُو آخر نجاست

زندگی تو مرنے عاجزی اور رونے سے ہے جو (اس کے آگے) گر گیا وہی نجات پائے گا۔

۷۴ ہست جامِ نیستی آبِ حیات　　ہر کہ نوشید ست، اُو رَست از ممات

نیستی کا جام ہی (اصل میں) آبِ حیات ہے جس نے وہ پی لیا وہ موت سے خلاصی پا گیا۔

۷۵ عاقل آں باشد، کہ جوید یار را　　وز تذلّل ہا، بر آرد کار را

عقلمند وہ ہے جو خدا کو تلاش کرتا ہے اور اپنا سارا معاملہ عجز و نیاز سے نکالتا ہے۔

۷۶ ابلہی بہتر، از آں عقل و خرد　　کت بچاہِ کبر و نخوت افگند

اس عقل و دانش سے بیوقوفی اچھی جو تجھے کبر و نخوت کے کنوئیں میں ڈال دے۔

۷۷ طالبِ حق باش و، بیرُوں از خُود آ　　خُود رَوی ہا ترک کُن، بہرِ خُدا

خدا کا طالب ہو اور خودی سے باہر آ۔ اور خدا کے لئے خود روی کو ترک کر۔

۷۸ من ندانم، ایں چہ ایمان ست و دیں　　دَم زدن، در جَنبِ رَبُّ الْعَالَمِیں

میں نہیں جانتا کہ یہ کون سا دین و ایمان ہے کہ ناپاک انسان خدا کے مقابلے میں دعوے کرے۔

۷۹ تو کُجا، واں قادِرِ مُطلق کُجا　　توبہ کُن، ایں اَبلہی ہا، کم نُما

تو کہاں اور وہ قادر مطلق کہاں! توبہ کر اور ایسی بیوقوفیاں ظاہر نہ کر۔

۸۰ یکدمے گر رَشحِ فیضش، کم شوَد　　ایں ہمہ خلق و جہاں، بَرہَم شوَد

اگر خدا کے فیض کا چھینٹا ایک لمحہ کیلئے کم ہو جائے تو یہ تمام خلقت اور جہان زیر وز بر ہو جائے۔

۸۱ پست ہستی، لافِ اِستعلا مَزَن　　وز گلیمِ خویش بیرُوں، پا مَزَن

تو ایک حقیر سی ہستی ہے بڑائی کی لاف نہ مار۔ اور اپنی چادر سے پاؤں باہر نہ نکال۔

عابِد آں باشد، کہ پیشش فانی است　　　عارِف آں کُو گُویَدش لاثانی است ٨٢

بندہ وہ ہے جو خدا کے سامنے ہیچ ہے عارف وہ ہے جو اسے لاثانی کہتا ہے۔

خویشتن را نیک اندیشیدۂ　　　اَے ھَدَاكَ اللّٰہ، چِہ بَد فہمیدۂ ٨٣

تونے اپنے تئیں نیک خیال کرلیا ہے خدا تجھے ہدایت دے۔ کیسا غلط سمجھا ہے۔

اِیں چُنِیں، بالا زِ بالا چُوں پَری　　　یا مگر، زاں ذاتِ بیچُوں مُنکِری ٨٤

تو اتنا اونچا اونچا کیوں اڑتا ہے؟ شاید تو اس بے مثل ذات کا منکر ہے۔

کاخِ دُنیا را چِہ دِیدہ ستی بِنا　　　کِت خوش اُفتادست اِیں فانی سرا ٨٥

دنیائے ہستی کی بنیاد کو تو نے کیا سمجھا ہے؟ کیا تجھے یہ سرائے فانی اچھی لگنے لگی۔

دِل چِرا عاقِل بہ بندَد اندریں　　　ناگہاں بایَد شُدن بیرُوں ازیں ٨٦

عاقل اس سے کیوں دل لگائے۔ جب کہ اچانک اس سے نکلنا پڑے گا۔

از پئے دُنیا، بُرِیدن از خُدا　　　بس ہمیں باشد، نِشانِ اَشْقِیا ٨٧

دنیا کے لئے خدا سے تعلق توڑنا یہی بدبختوں کی علامت ہے۔

چُوں شَوَد بخشائِشِ حق، بر کسے　　　دِل نمے مانَد، بدُنیا یَش بسے ٨٨

جب خدا کی کسی پر مہربانی ہوتی ہے تو اس کا دل دنیا سے اکھڑ جاتا ہے۔

ہوش کُن، کِیں جائگہ، جائے فناست　　　با خُدامے باش، چُوں آخِر خُداست ٨٩

خبردار ہو کہ یہ دنیا تو سرائے فانی ہے باخدا بن جا کیونکہ آخر کو خدا سے ہی معاملہ پڑے گا۔

زہرِ قاتِل، گر بدستِ خُود خُورِی　　　من چِساں دانَم، کہ تو دانِشوَرِی ٩٠

اگر تو اپنے ہاتھ سے ہی زہر قاتل کھالے تو میں کیونکر سمجھوں کہ تو عقلمند ہے۔

۹۱ آں گروہے بیں، کہ از خُود فانی اند جاں فشاں، بر گُفتۂ رَبّانی اند

ان لوگوں کو دیکھ جو فانی ہیں۔ اور خدا کے کلام پر جان چھڑ کتے ہیں۔

۹۲ فارِغ اُفتادہ، زِ نام و عِزّ و جاہ دِل زِکف، وز فرق اُفتادہ کلاہ

نام۔ عزت اور وجاہت سے فارغ ہو گئے۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے گر گئی۔

۹۳ دُور تر از خُود، بہ یار آمیختہ آبرُو، از بہرِ رُوئے ریختہ

خودی سے دور ہو کر یار سے واصل ہو گئے اور اس (حسین) چہرہ کی خاطر عزت و آبرو کی پروانہ کی۔

۹۴ دیدنِ شاں، میدہد یاد از خُدا صِدق ورزاں، در جنابِ کِبریا

ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے کیونکہ وہ خدائے کبریا کی جناب میں راستباز ہیں۔

۹۵ تو زِ اِستِکبار، سر بر آسماں پا زَدہ، بیرُوں زِ راہِ بندگاں

تیرا تو سر تکبر سے آسمان تک پہنچا ہے اور بندوں کے راستہ کو تو نے چھوڑ دیا ہے۔

۹۶ تا نگردَد عجز، در نَفست عِیاں نُورِ حقّانی چساں تابَد بر آں

جب تک تیرے نفس میں عاجزی پیدا نہ ہوگی تب تک خدائی نور اس پر کیونکر روشنی ڈالے گا۔

۹۷ تا نہ میرد، دانۂ اندر زمیں کَے زِیک، صَد میشود، تو خُود بِبیں

جب تک دانہ زمین میں داخل ہو کر مرے گا نہیں۔ تب تک ایک سے سو کیونکر بنے گا۔

۹۸ نیست شَو، تا بر تو فَیضانے رَسَد جاں بِیَفشاں، تا دِگر جانے رَسَد

نیست ہو جا تا کہ تجھ پر فیضان نازل ہو۔ جان قربان کر تا کہ دوسری زندگی ملے۔

۹۹ تا تو زار و عاجِز و مُضطَر نۂ لائِقِ فَیضانِ آں رہبر نۂ

جب تک تو کمزور عاجز اور مضطر نہیں تب تک اس رہبر کے فیضان کے قابل بھی نہیں۔

١٠٠ چیست ایماں، وحدہٗ پنداشتن کارِ حق را، با خدا بگذاشتن

ایمان کیا ہے؟ خدا کو ایک یقین کرنا اور خدا کے کام کو خدا ہی کے سپرد کرنا۔

١٠١ چوں زِ آموزش، خرد را یافتی پس زِ تعلیمش چرا سر تافتی

جب تو نے اسی کے سکھائے علم سے عقل کو پایا۔ پھر اس کی تعلیم سے کیوں روگردان ہے۔

١٠٢ اندرونِ خویش را، روشن مداں آنچہ مے تابد، بتابد ز آسماں

اپنے سینہ کو روشن نہ سمجھ جو کچھ بھی روشن ہے وہ آسمان ہی کی بدولت ہے۔

١٠٣ کور ہست آں دیدہ، کش ایں نور نیست گور ہست آں سینہ، کز شک دور نیست

وہ آنکھ نابینا ہے جس میں یہ نور نہیں۔ اور وہ سینہ قبر ہے جو شک سے خالی نہیں۔

١٠٤ صالحین و صادقین و اتقیا جملہ رہ دیدند از وحیِ خدا

صالح، صادق اور متقی ان سب لوگوں نے خدا کی وحی سے ہی سیدھا راستہ پایا۔

١٠٥ آں کجا عقلے کہ از خود داندش فہمد آں شخصے کہ اُو فہماندش

وہ کون سی عقل ہے جو خود اس کی معرفت رکھتی ہے۔ یہ وہی سمجھ سکتا ہے جسے خدا خود سمجھائے۔

١٠٦ عقل، بے وحیش بتے داری، براہ بت پرستی ہا کنی، شام و پگاہ

اُسکی وحی کے بغیر عقل تیرے راستے میں ایک بت کی طرح ہے اور تو صبح وشام بت پرستی کر رہا ہے۔

١٠٧ پیشِ چشمت گر شدے ایں بت عیاں از سر شکِ تو شدے جوئے رواں

اگر تیری آنکھوں کے سامنے یہ بت ظاہر ہو جاتا تو تیری آنکھ سے آنسوؤں کی نہر جاری ہو جاتی۔

١٠٨ لیک، از بد قسمتی، چشمت نماند بت پرستی، آخرت، چوں بت نشاند

لیکن بد قسمتی ہے کہ تیری آنکھ ہی نہ رہی اور بت پرستی نے آخر کار تجھے بھی بت کی طرح بٹھا دیا۔

١٠٩ عقل در اسرارِ حق، بس نارساست　　آنچہ گہ گہ مے رسد، ہم از خداست

خدائی اسرار سمجھنے میں عقل بہت کمزور ہے جو بات گاہ گاہ اسے مل جاتی ہے وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے۔

١١٠ گر خرد، پاکیزہ رائے آورد　　آں نہ از خود، ہم زِ جائے آورد

اگر عقل (کبھی) کوئی عمدہ رائے دیتی بھی ہے تو وہ اس کی اپنی خوبی نہیں۔ بلکہ وہیں سے لاتی ہے۔

١١١ تو بہ عقلِ خویش، در کبرِ شدید　　ما فدائے آنکہ، اُو عقل آفرید

تو اپنی عقل پر نازاں ہو کر سخت متکبر ہو گیا ہے اور ہم اس پر فدا ہیں جس نے خود عقل کو پیدا کیا۔

١١٢ در قیاساتِ تہی، جانت اسیر　　جانِ ما، قربانِ علمِ آں بصیر

تیری جان خالی خولی قیاسوں میں گرفتار ہے۔ مگر ہماری جان اس بینا خدا کے علم پر قربان ہے۔

١١٣ نیک دِل، با نیکواں دارد سرے　　بر گہر، تُف مے زند بد گوہرے

نیک دل انسان نیکوں سے تعلق رکھتا ہے اور بد گوہر آدمی موتی پر تھوکتا ہے۔

١١٤ ہست بر اَسرار، اَسرارِ دِگر　　تا کجا تازد، خرِ فکر و نظر

ان بھیدوں پر اور بھید چھائے ہوئے ہیں۔ عقل و فکر کا گدھا کہاں تک دوڑے لے گا۔

١١٥ ایں چراغِ مُردہ، از زورِ ہوا　　چُوں رہِ باریک بنماید تُرا

حرص کی شدت سے یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ کس طرح تجھے باریک راہ دکھا سکتا ہے؟

١١٦ وَحیِ یزدانی، زِرہ آگہ کُند　　تا بمنزل نُور را، ہمرہ کُند

خدا کی وحی تجھے راستے سے آگاہ کرتی ہے اور منزل پر پہنچنے تک نور کو تیرے ساتھ کر دیتی ہے۔

١١٧ ما فتادہ بے ہُنر، در جسم و جاں　　حُمق باشد، دم زنی با آں یگاں

ہمارے جسم اور جان میں کوئی ہنر نہیں ہے اس لاشریک کے مقابلہ پر دم مارنا حماقت ہے۔

۱۱۸ چِیست دِیں، خُود را فنا انگاشتن　　وز سرِ ہَستی قَدَم برداشتن

دین کیا ہے؟ اپنے تئیں فنا سمجھنا۔ اور اپنی ہستی سے بالکل الگ ہو جانا۔

۱۱۹ چُوں بیُفتی، با دو صَد درد و نفیر　　کس ہمے خیزد، کہ گردد دستگیر

جب تو گر پڑتا ہے اور چیختا اور چلاتا ہے تو کوئی نہ کوئی ضرور اٹھتا ہے تا کہ تیرا ہاتھ پکڑے۔

۱۲۰ با خَبَر را، دِل تپَد، بَر بے خَبَر　　رحم بر کورے کُنَد، اہلِ بَصَر

نادان کے لئے دانا کا دل تڑپتا ہے اور آنکھوں والا اندھے پر رحم کرتا ہے۔

۱۲۱ ہمچُنیں قانُونِ قُدرت اُوفتاد　　مَر ضعیفاں را، قوی آرد بیَاد

قانون قدرت اسی طرح واقع ہوا ہے کہ طاقتور کمزوروں کا دھیان رکھتے ہیں۔

۱۲۲ چُوں ازیں قانُوں شَوَد رحماں بِرُوں؟　　رحمِ یزداں، از ہمہ بایَد فزُوں

تو رحمان اس قانون سے باہر کیونکر رہ سکتا ہے خدا کا رحم تو سب سے زیادہ ہونا چاہئے۔

۱۲۳ آنکہ اُو، ہر بارِ ما برداشت است　　ہیچ رحمت را، فِرو نگذاشت است

وہ خدا جس نے ہمارے سب بوجھ اٹھا رکھے ہیں اور کسی رحمت کی ہمارے لئے کمی نہیں رکھی۔

۱۲۴ چُوں زِما غافِل شَوَد، در امرِ دِیں　　شرمت آید، از چُنیں اِنکار و کیں

وہ دین کے معاملے میں ہم سے کیونکر غافل ہوگا تجھے اس انکار اور بغض سے شرم آنی چاہئے۔

۱۲۵ دِل مَنِہ، در خاکدانِ بے وفا　　یاد کُن آخر، وفا ہائے خُدا

بے وفا دنیا سے دل مت لگا۔ کبھی تو خدا تعالیٰ کی وفاداریاں بھی یاد کر۔

۱۲۶ بارہا شُد بر تو ثابت کایں عُقُول　　مُبتلا ہَستند، در سہو و ذُہُول

تجھ پر بارہا ثابت ہو چکا ہے کہ یہ عقلیں بھول چوک میں مبتلا رہتی ہیں۔

۱۲۷ بارہا دِیدی، بعقلِ خود فساد　　بارہا زیں عقل، ماندی بے مُراد

بار ہا تو نے اپنی عقل کی خرابی دیکھی ہے اور بار ہا تو اس عقل کی وجہ سے نامراد رہا ہے۔

۱۲۸ باز نخوت میکُنی، بر عقلِ خویش　　وز دلیری، مے رَوی، نادِیدہ پیش

پھر بھی تو اپنی عقل پر فخر کرتا ہے اور بے سوچ سمجھے دلیری کے ساتھ آگے بڑھا جاتا ہے

۱۲۹ نَفسِ خُود را، پاک کُن، از ہر فضول　　ترکِ خُود کُن، تا کُند رحمت نُزُول

اپنے نفس کو ہر غیر ضروری چیز سے پاک کر اور بے نفسی اختیار کرتا کہ خدا کی رحمت نازل ہو۔

۱۳۰ لیک، ترکِ نَفس کَے آساں بُوَد　　مُردن و از خُود شُدن یکساں بُوَد

لیکن نفس کو ترک کرنا کون سا آسان کام ہے۔ مرنا اور نفس کو مارنا دونوں برابر ہیں۔

۱۳۱ ایں چُنیں دِل، کم بُوَد در سینۂ　　کاں بُوَد پاک، از غُرُور و کینۂ

ایسا دل شاذ و نادر ہی کسی سینہ میں ہوتا ہے۔ جو غرور اور کینہ سے پاک ہو۔

۱۳۲ در حقیقت مردمِ معنی کم اند　　گو ہمہ از روئے صُورت مردم اند

اصل بات یہ ہے کہ حقیقت شناس لوگ کم ہیں۔ اگر چہ شکل کے لحاظ سے سب آدمی ہی ہیں۔

۱۳۳ ہوش کُن، اَے در چہے اُفتادۂ　　عقل و دِیں از دستِ خُود در دادۂ

اسے وہ جو کنوئیں میں پڑا ہوا ہے اور عقل اور دین دونوں کھو بیٹھا ہے۔ خبر دار ہو۔

۱۳۴ غیر محدُودے، بہ محدودے مجو　　کارِ نُورِ محض، از دُودے مجو

غیر محدود (خدا) کو محدود (عقل) کے ذریعہ تلاش نہ کر اور مصفیٰ نور کا کام دھوئیں سے نہ لے۔

۱۳۵ آنچہ بایَد جُست، با عجز و نیاز　　تو مجو، با کبر و خُود بینی و ناز

جو بات کہ عجز و نیاز کے ساتھ ڈھونڈنی چاہئے۔ اسے تکبر خود بینی اور فخر کے ساتھ نہ ڈھونڈ۔

وَہ چہ خُوب ست ایں اُصُولِ رَہرَوی ۱۳۶
یادگارِ مَولوی ، در مثنوی

واہ واہ سلوک کا یہ اصول کیسا عمدہ ہے جو مثنوی میں مولوی رومی کی یادگار ہے۔

زِیرکی، ضدِّ شکست ست و نیاز ۱۳۷
زِیرکی بِگذار و با گولی بِساز

عقلمندی کمزوری اور عاجزی کی ضد ہے تو عقلمندی کو چھوڑ اور عاجزی اختیار کر۔

زانکہ طِفلِ خُرد را ، مادر، نَہار ۱۳۸
دست و پا باشد، نہادہ در کنار

جس طرح چھوٹے بچے کو ماں دن بھر اپنی گود میں لیے پھرتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۶ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

کلامِ پاکِ آں بیچوں دہد صد جامِ عرفاں را   کسے کو بے خبر زاں مے چہ داند ذوقِ ایماں را

خدا کا پاک کلام عرفان کے سو جام دیتا ہے جو اس شراب سے بے خبر ہے وہ کہاں ایمان کا مزہ جانتا ہے۔

نہ چشم است آنکہ در کوری ہمہ عمرے بسر کردست   نہ گوش است آنکہ نشنیدست گاہے قولِ جاناں را

اسے آنکھ نہیں کہنا چاہیئے جو ساری عمر اندھی رہی ہو نہ وہ کان کان ہے جس نے کبھی محبوب کی بات نہ سنی ہو۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۰۳)

١ اَلَا، اَے کمر بَستہ بر اِفترا　مکُش خویشتن را، بہ ترکِ حَیا

اے وہ جس نے افترا پر کمر باندھ رکھی ہے (خبردار ہوجا) اپنے تئیں بے حیا بن کر ہلاک نہ کر۔

٢ بخاصانِ حق، کینہ اَت تا کُجا　گہے شرمت آید، زِ گیہاں خُدا

خدا کے خاص بندوں سے کب تک تو دشمنی کرتا رہے گا کبھی تو تجھے اس جہان کے پروردگار سے شرم آنی چاہئے۔

٣ چو چیزے بُوَد، روشن، اندر بہی　بُرو ہر چہ بندی، بُوَد ابلہی

اگر کوئی چیز اپنی خوبی کی وجہ سے اعلیٰ ہو تو جو بھی اس پر الزام لگائے گا تو بیوقوف ہی کہلائے گا۔

٤ چو بَر نیک گوہر، گمُاں بَد بَری　بِدانَند مردم، کہ بَد گوہری

جب تو کسی نیک آدمی پر بدگمانی کرے گا تو لوگ سمجھ لیں گے کہ تو خود بداصل ہے۔

٥ چو گوئی، دُرِ پاک را، پُر غُبار　غُبارِ دو چشمت، شَوَد آشکار

جب تو روشن موتی کو دھندلا کہے گا تو اس سے تیری آنکھوں کا دھندلا پن ظاہر ہوگا۔

٦ سُخَن ہائے پُرخُبث و بے مغز و خام　بُوَد بر خَبیثاں، نشانے تمام

گندی۔ بے معنی اور بے ہودہ باتیں خبیثوں کی خباثت کو ہی ظاہر کرتی ہیں۔

٧ ندانید گُفتن سُخَن، جُز دروغ　برِ حق ندارَد، دروغے فروغ

تم سوائے جھوٹ کے اور کچھ کہنا نہیں جانتے مگر سچ کے سامنے جھوٹ فروغ نہیں پا سکتا۔

٨ نیارید یاد، از حقِ بے چگُوں　پسند اُوفتا دست دُنیائے دُوں

تم خدائے بیچگوں کو یاد نہیں کرتے اور یہ ذلیل دنیا تم کو پسند آ گئی ہے۔

٩ بدُنیا کسے دِل بہ بندد چِرا　کہ ناگاہ، بایَد شُدن زیں سرا

کوئی اس دنیا سے کیوں دل لگائے جبکہ اچانک ایک دن اس سرائے سے کوچ کرنا ہے۔

۱۰ سرانجامِ ایں خانہ، رنج ست و درد　　بہ پیچش نیایند، مردانِ مرد

اس گھر کا انجام رنج و درد ہے۔ مرد لوگ اس کے داؤ میں نہیں آتے۔

۱۱ بدیں گِل، میالائے دِل چوں خسے　　کہ عہدِ بقائش، نماند بسے

اس کیچڑ سے کمینوں کی طرح دل کو آلودہ نہ کر کہ اس کے ٹھہرنے کا زمانہ دیر تک نہیں رہتا۔

۱۲ زمانِ مکافات آید فراز　　تو بر عیشِ دُنیا بدیں ساں مناز

جزا کا دن آ رہا ہے۔ پس تو دنیا کی زندگی پر ناز نہ کر۔

۱۳ فریبے مخور، از زر و سیم و مال　　کہ ہر مال را، آخر آید زوال

سونے` چاندی اور مال سے دھوکا نہ کھا۔ کیونکہ آخر ہر مال پر زوال آ جاتا ہے۔

۱۴ نہ آوردہ ایم و، نہ باخود بریم　　تہی آمدیم و، تہی بگذریم

نہ ہم کچھ ساتھ لائے اور نہ ساتھ لے جائیں گے خالی ہاتھ آئے تھے اور خالی ہاتھ چلے جائیں گے۔

۱۵ اَلا، تا نہ تابی سر از روئے دوست　　جہانے نیرزد، بیک موئے دوست

خبردار! دوست کی طرف سے منہ نہ موڑ۔ سارا جہان دوست کے ایک بال کی برابری نہیں کر سکتا۔

۱۶ خدائے کہ جاں بر رہِ او فدا　　نہ یابی رہش، جز پئے مصطفیٰ

وہ خدا جس کی راہ میں ہماری جان قربان ہے اس کا راستہ تجھے مصطفیٰ کی پیروی کے بغیر نہیں مل سکتا۔

۱۷ ابوالقاسم آں آفتابِ جہاں　　کہ روشن شد از وے، زمین و زماں

ابوالقاسم وہ آفتاب عالم تاب ہے جس کی وجہ سے زمین و زمان روشن ہو گئے۔

۱۸ بشر کَے بُدے از مَلک نیک تر　　نبودے اگر چوں محمد بشر

انسان فرشتہ سے بہتر کیونکر ثابت ہوتا۔ اگر محمد ﷺ کی طرح کا انسان پیدا نہ ہوتا۔

۱۹ نیاید تُرا شرم از کردگار که اہلِ خِرد باشی و باوقار

کیا تجھے خداتعالیٰ سے شرم نہیں آتی کہ عقلمند اور معزز ہونے کے باوجود۔

۲۰ پس آنگہ شوی، منکرِ آں رسُولؐ کہ یابد ازو نُور، چشمِ عقُول

پھر بھی تو اس رسول کا منکر ہے جس سے خود عقل کی آنکھیں نور حاصل کرتی ہیں۔

۲۱ زِ سَہو و زِ غفلت، رہیدہ نۂ زِ طَورِ بَشَر، پا کَشیدہ نۂ

تجھے سہو وغفلت سے خلاصی۔ اصل نہیں ہوئی اور انسانی خصائل سے آزاد ہے۔

۲۲ نیاید زِ تو، کارِ ربُّ العِباد مکُن داوری ہا، زِ جَہل وعناد

تجھ سے ربّ العباد کا کام نہیں ہوسکتا اس سے تو جہل وعناد کے باعث جھگڑا نہ کر۔

۲۳ مداں ناقِص و اَبکمش چُوں جَماد کمالِ خُدا را، مَیفگن زِیاد

خدا کو جمادات کی طرح ناقص اور گونگا خیال نہ کر اور اس کے کمال کو بھول مت۔

۲۴ تو خُود ناقصی و دَنِیُّ الصِّفات مَنِہ تہمتِ نَقص، بر پاک ذات

تو تو آپ ناقص ہے اور دنی الصفات ہے اسلئے پاک خدا کی پاک ذات پر ناقص ہونے کا عیب مت لگا۔

۲۵ خیالاتِ بےہُودہ، کردت تباہ خُود، از پائے خُود، اُوفتادی بچاہ

بیہودہ خیالات نے تجھے برباد کردیا۔ اور خود اپنے پیروں سے چل کر تو کنوئیں میں جا پڑا۔

۲۶ خیالت، شبے ہَست تاریک وتار فزُودہ برآں شب، زِکیں صد غُبار

تیرے خیالات رات کی طرح تاریک وتار ہیں جس پر تیرے کینے کی وجہ سے سو پردے پڑ گئے ہیں۔

۲۷ نہ دِل را، چو دُزداں، بہ شب شاد کُن بتَرس و، زِ روزِ سزا، یاد کُن

چوروں کی طرح اپنے دل کو رات ہونے پر خوش نہ کر بلکہ ڈر اور سزا کے دن کو یاد کر۔

۲۸ اگر در ہوا ہمچو مُرغاں پَری   و گر بر سرِ آب ہا بِگذری

اگر تو پرندوں کی طرح ہوا میں اڑے۔ اور اسی طرح پانیوں پر چلے۔

۲۹ وگر، ز آتش آئی، سلامت بِروں   و گر خاک را زر کُنی، از فسُوں

اور آگ میں سے بھی سلامت نکل آئے۔ اور جادو سے مٹی کو سونا بھی بنا دے۔

۳۰ نیاری کِہ حق را کُنی، زیر و پست   مکُن ژاژ خائی، چو مجنُون وَمست

پھر بھی یہ ممکن نہیں کہ تو حق کو تباہ کر سکے۔ پس دیوانوں اور مدہوشوں کی طرح بکواس نہ کر۔

۳۱ خُدا ہر کہ را کرد، رِمہرِ مُنیر   نہ گردد، زِ دستِ تو، خاکِ حقیر

جس کو خدا نے چمکدار سورج بنایا ہے وہ تیرے ہاتھوں حقیر مٹی نہیں بن سکتا۔

۳۲ دِلِ خُود بہرزہ، مسوز اَے دَنی   نہ کاہَد زِ مکرِ تو، افزُودنی

اے ذلیل انسان اپنے دل کو بے فائدہ نہ جلا بڑھنے والی چیز تیری چالاکیوں سے گھٹ نہیں سکتی۔

۳۳ بہار ست و، بادِ صَبا در چمن   کُنَد نازہا، با گُل و یاسمن

موسم بہار ہے اور باد صبا چمن میں گلاب اور چنبیلی کے ساتھ ناز کر رہی ہے۔

۳۴ زِ نسرین و گُلہائے فصلِ بہار   نسیمِ صَبا مے وَزَد، عِطر بار

سیوتی اور فصل بہار کے پھولوں سے مہکتی ہوئی ہوا خوشبو اڑاتی ہوئی چل رہی ہے۔

۳۵ تو اَے اَبلہ اُفتادہ، اندر خزاں   ہمہ برگ اَفشاندہ، چُوں مُفلِساں

(لیکن) اے بے وقوف تو خزاں میں پڑا ہوا ہے اور مفلسوں کی طرح تیرے سب پتے جھڑ گئے ہیں۔

۳۶ بہ قُرآں، چِرا بر سرِ کِیں دَوِی   نہ دِیدی زِ قُرآں، مگر نیکوئ

قرآن پر دشمن سے کیوں حملہ کرتا ہے تو نے شاید قرآن میں سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہیں دیکھا۔

۳۷ اگر نامدے در جہاں ایں کلام نہ ماندے بہ دُنیا، زِ توحید نام

اگر جہان میں یہ کلام نہ آتا۔ تو دنیا میں توحید کا نام بھی باقی نہ رہتا۔

۳۸ جہاں بُود اُفتادہ، تاریک و تار ازُو شُد مُنوّر رُخِ ہر دیار

دنیا تاریک و تار ہوتی۔ اس کی وجہ سے ہر ملک روشن ہوگیا۔

۳۹ بہ توحید راہے ازُو شُد عیاں تُرا ہم خبر شُد کہ ہست آں یگاں

اس کی وجہ سے توحید کا راستہ ظاہر ہوگیا۔ اور تجھے بھی پتہ لگ گیا کہ خدا ہے۔

۴۰ وگرنہ ببیں، حالِ آبائے خویش بہ اِنصاف بِنگر، در آں دِین و کیش

نہیں تو پھر اپنے ہی بزرگوں کا حال دیکھ لے اور انصاف کے ساتھ ان کے دین و مذہب پر نظر ڈال۔

۴۱ بُوَد آں فرومایہ، بدگوہرے کہ از مُنعِم خُود بِتابد سرے

وہ شخص ذلیل اور بد اصل ہوتا ہے جو اپنے محسن سے بغاوت کرے۔

۴۲ زِ اندازۂ خویش، برتر مپَر پژشکی مکُن، چُوں ندانی ہُنَر

تو اپنی بساط سے زیادہ نہ اڑ۔ اگر تجھے علم نہیں ہے تو طبابت نہ کر۔

۴۳ یقیں داں کہ ایں کارِ یزدانی است نہ از دخل و تدبیرِ اِنسانی است

یقین کر کہ یہ مذہب خدا کی طرف سے ہے اور انسانی تدبیر کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

۴۴ شُد ایں دِیں بفضلِ خُدا ارجمند نہ کارِ فریب است و سالوس و بند

یہ دین اسلام خدا کے فضل سے معزز ہے۔ فریب۔ چرب زبانی اور پھانسنا اس کا کام نہیں۔

۴۵ درخشد دَرُو نُور، چُوں آفتاب تو کوری، نمے بینی اَش زیں حجاب

اس میں آفتاب کی طرح کا نور چمکتا ہے چونکہ تو اندھا ہے اس لئے وہ تجھے دکھائی نہیں دیتا۔

۴۶ بہ ناپاکئِ دِل ، مَشو بَدگُماں وگر حُجّتے است ، بِنما عِیاں

اپنی گندہ دلی کی وجہ سے تو اس سے بدگمان نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کر۔

۴۷ بہ شوقِ دِل آویختن را بِساز پس آنگہ بِبیں، قُدرتِ کارساز

دلی شوق سے اس کے ساتھ تعلق پیدا کر۔ پھر خدائے کارساز کی قدرت دیکھ۔

۴۸ گُزیں کُن، زِقومت یکے انجمن کہ با یک تن از ما، کُنَد یک سخن

تو اپنی قوم میں سے ایک مجلس کا انتخاب کر۔ تاکہ وہ سب مل کر ہم سے ایک فیصلہ کرلیں۔

۴۹ بما ہَست، فضلِ خُداوندِ پاک زِ باطِل پرستاں، نداریم باک

ہم پر خدائے پاک کا احسان ہے۔ ہم باطل پرستوں سے نہیں ڈرا کرتے۔

۵۰ بجوش است، فیضِ اَحد در دِلَم کہ تا بندِ ہر طالبے بِگسَلَم

خدائے واحد کا فیضان میرے دل میں جوش پر ہے تاکہ میں ہر طالب کی زنجیروں کو توڑ دوں۔

۵۱ خُدا را درِ لُطف ہا ہَست باز نسیمِ عِنایات در اِہتزاز

خداتعالیٰ کے لطف کے دروازے کھلے ہیں۔ اور مہربانیوں کی ہوا چل رہی ہے۔

۵۲ کَسے کُو بِتابَد سر از عدل و داد کُجا دَم زَنَد پیشِ صِدق و سداد

جو شخص عدل وانصاف سے روگردانی کرتا ہے وہ حق اور راستی کے سامنے کب دم مار سکتا ہے۔

۵۳ کلامِ خُدا، ہردَم از عِزّ و جاہ کُنَد رُوئے، نا شرمسارش، سیاہ

خدا کا کلام ہر وقت بڑے جاہ وجلال کے ساتھ اس کے بے شرم منہ کو کالا کرتا رہتا ہے۔

۵۴ چساں رائے شخصے، بگردد بلند کہ طُغیانِ نفسش، بگردن فگند

اس شخص کی رائے کیونکر قابل عزت ہوگی جس کو اس کے اپنے نفس کے جوشوں نے پچھاڑ رکھا ہو۔

۵۵ دِلِ پاک و جَولانِ فِکر و نَظَر — دو جَوہَر بُوَد لازمِ یک دِگر

پاک دل اور غور وفکر کی تیزی یہ دو باتیں لازم و ملزوم ہیں۔

۵۶ چو صُوفِ صفا در دِلِ آمیختند — مِداد، از سَوادِ عُیُوں ریختند

جب لوگ پاکیزگی دل کا صوف دل (کی دوات) میں ڈال لیتے ہیں تو آنکھوں کی سیاہی کی روشنائی اس میں ڈالتے ہیں۔

۵۷ خُدا آفریدت، زِ یک مُشتِ خاک — خودت داد ناں، تا نگردی ہلاک

خدا نے تجھے خاک کی ایک مٹھی سے پیدا کیا اور خود ہی تجھے روٹی دی تا کہ تو ہلاک نہ ہو جائے۔

۵۸ بہر حاجتت گشت، حاجت روا — کشُود از ترحُّم، دو دستِ عطا

تیری ہر ضرورت کا وہ خود متکفل ہوا اور رحم کر کے اپنی سخاوت کے ہاتھ تیرے لئے کھول دیئے۔

۵۹ چہ پاداشِ جُودش چُنیں مے دِہی — کہ در علم، خود را نظیرش نِہی

پھر اس کی عطا کا بدلہ کیا تو یہی دے رہا ہے کہ علم میں خود اس کا ہمسر بنا پھرتا ہے۔

۶۰ چہ خُود را برابر کُنی با خُدائے — تفُو بر چُنیں عقل و اِدراک و رائے

کیا تو خدا کے ساتھ اپنے تئیں برابر سمجھتا ہے ایسی عقل سمجھ اور رائے پر ہزار افسوس۔

۶۱ خُدا چُوں کسے را بہ پستی فِگنُد — بکوشش، نیاریم کردن بلند

جب خدا کسی دل کو قعرِ ذلت میں گراتا ہے تو پھر ہم اس کو اپنی کوشش سے بلند نہیں کر سکتے۔

۶۲ بِکوشیم و انجامِ کار آں بُوَد — کہ آں خواہش و رائے یزداں بُوَد

ہم تو صرف (سمجھانے کی) کوشش کرتے ہیں مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی اور رائے میں ہو۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

در مدحِ قرآن کریم

۱ از نُورِ پاکِ قرآں، صُبحِ صَفا دمیدہ　　برغنچہ ہائے دِلہا بادِ صَبا وزیدہ

قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہوگئی اور دلوں کے غنچوں پر باد صبا چلنے لگی۔

۲ ایں روشنی و لمعاں شمسُ الضّحیٰ ندارد　　ویں دِلبری و خُوبی، کس در قمر ندیدہ

ایسی روشنی اور چمک تو دوپہر کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حسن تو کسی چاندنی میں بھی نہیں۔

۳ یُوسُف، بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا　　ویں یُوسُفے کہ تن ہا، از چاہ برکشیدہ

یوسف تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گرا تھا مگر اس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا ہے۔

۴ از مشرقِ مَعانی، صَد ہا دقائق آورد　　قدِّ ہلالِ نازُک، زاں نازکی خمیدہ

منبع حقایق سے یہ سینکڑوں حقایق اپنے ہمراہ لایا ہے۔ ہلال نازک کی کمر ان حقایق سے جھک گئی ہے۔

۵ کیفیّتِ عُلُومش، دانی، چہ شان دارد　　شہدیست آسمانی، از وَحیِ حق چکیدہ

تجھے کیا پتہ کہ اس کے علوم کی حقیقت کس شان کی ہے؟ وہ آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے ٹپکا ہے۔

۶ آں نیّرِ صداقت، چُوں رُو بہ عالَم آورد ہر بُومِ شب پرستے، در کُنجِ خود خزیدہ

یہ سچائی کا سورج جب اس دنیا میں ظاہر ہوا تو رات کے پجاری الو اپنے کونوں میں جا گھسے۔

۷ رُوئے یقیں نہ بیند، ہرگز کسے بدُنیا اِلّا کسے کہ باشد، با رُویش آرمیدہ

دنیا میں کسی کو یقین کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ مگر اسی شخص کو جو اس کے منہ سے محبت رکھتا ہے۔

۸ آنکس کہ عالِمَش شُد، شُد مخزنِ معارِف وآں بے خبَر زِ عالَم، کِیں عالمے ندِیدہ

جو اس کا عالم ہو گیا وہ خود معرفت کا خزانہ بن گیا اور جس نے اس عالم کو نہیں دیکھا اسے دنیا کی کچھ خبر ہی نہیں۔

۹ بارانِ فضلِ رحماں، آمد بمقدمِ اُو بَدقسمت آنکہ از وَے، سُوئے دِگر دویدہ

رحمان کے فضل کی بارش ایسے شخص کی پیشوائی کو آتی ہے بدقسمت وہ ہے وہ جو اسے چھوڑ کر دوسری طرف بھاگا۔

۱۰ مَیلِ بَدی نباشد، اِلّا رگے زِ شَیطاں آں را بَشَر بدانَم، کز ہر شرے رَہیدہ

بدی کی طرف رغبت ایک شیطانی رگ ہے میں تو اسے بشر سمجھتا ہوں جو ہر شر سے نجات پائے۔

۱۱ اَے کانِ دِلرُبائی، دَانَم کہ از کُجائی تو نُورِ آں خُدائی، کِیں خَلق آفریدہ

اے کانِ حسن میں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق رکھتی ہے تو تو اس خدا کا نور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی۔

۱۲ مَیلَم نماند باکس، محبُوبِ مَن تُوئی بس زِیرا کہ زاں فُغاں رَس نُورت بما رسیدہ

مجھے کسی سے تعلق نہ رہا اب تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ اس خدائے فریاد رس کی طرف سے تیرا نور ہم کو پہنچا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

۱

از وحیِ خدا، صُبحِ صداقت بدمیدہ
چشمے کہ ندید آں صُحفِ پاک، چہ دیدہ

خدا کی وحی سے صبح صداقت روشن ہوگئی جس آنکھ نے یہ صحف پاک نہیں دیکھے اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔

۲

کارِ دلِ ماشُد، زہماں نافہ مُعطّر
واں یار بیامد، کہ زِما بُود رمیدہ

ہمارا دل اس نافہ سے معطر ہے اور وہ یار جو ہم سے بھاگا ہوا تھا پھر آ گیا۔

۳

آں دیدہ، کہ نُورے نگرفت ست، زِفُرقاں
حقّا کہ ہمہ عُمر زکوری نہ رہیدہ

وہ آنکھ جس نے قرآن سے نور اخذ نہیں کیا خدا کی قسم وہ ساری عمر اندھے پن سے خلاصی نہ پائے گی۔

۴ آں دِل کہ جُز از وَے، گُلِ گلزارِ خُدا جُست
سوگند تُواں خُورد، کہ بُویش نَشَمِیدہ

وہ دل جس نے اسے چھوڑ کر گل گلزار خدا ڈھونڈا خدا کی قسم کہ اس شخص نے اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھی۔

۵ باخُور نَدِہَم نِسبتِ آں نُور، کہ بِینم
صد خُور کہ بہ پیرامَنِ اُو، حلقہ کشیدہ

میں سورج سے اس نور کو تشبیہ نہیں دے سکتا کیونکہ دیکھتا ہوں کہ اس کے گرد سینکڑوں آفتاب حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔

۶ بے دَولت و بدبخت، کسانیکہ ازاں نُور
سَر تافتہ از نَخوت و پَیوند بُرِیدہ

وہ لوگ بدقسمت اور بدنصیب ہیں جنھوں نے اس نور سے تکبر کی وجہ سے روگردانی کی اور تعلق توڑلیا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

۱ اَے سرِ خُود کَشیدہ، از فُرقاں پا نہادہ، بہ لُجّۂ طُغیاں

اے وہ جس نے قرآن کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے اور سرکشی کے گڑھے میں پاؤں رکھا ہے۔

۲ بانگ کم کُن بہ پیشِ نُورِ ہُدیٰ توبہ کُن، از فسوس و بازیہا

نور ہدایت کے سامنے اتنی شیخی نہ مار۔ اور تمسخر اور کھیل سے توبہ کر۔

۳ ایں چہ چشمیست کور و سخت کبُود کافتابے درُو، چو ذرّہ نمُود

یہ آنکھ کیسی اندھی اور منحوس ہے جس میں آفتاب ذرہ کے برابر نظر آتا ہے۔

۴ تا نہ گیری کنارہ، زیں رہ و خُو ہست دُور از کنار، کشتیٔ تُو

جب تک تو اس طریقہ اور عادت کو نہیں چھوڑتا تب تک تیری کشتی کنارے سے دور رہے گی۔

۵ با خُدایت، عناد و کیں تا چند خندہ و بازیت بہ دِیں تا چند

کب تک تو اپنے خدا سے دشمنی اور کینہ رکھے گا اور دین سے تیری ہنسی ٹھٹھا کب تک جاری رہے گا۔

۶ خویشتن را مکُش، بہ ترکِ حیا جائے گِریہ، مشَو، بہ اِستہزا

بے شرم بن کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کر اور تمسخر کر کے خود رونے کا مقام نہ بن۔

۷ مہرِ تاباں، چو بر فلک رخشِید چُوں توانی، بہ خاک و خس پوشید

جب آسمان پر چمکتا ہوا سورج نکل آیا پھر تو کس طرح اسے مٹی اور گھاس سے چھپا سکتا ہے۔

۸ شب، تواں کرد، صد فریب نہاں لیک در روزِ روشن، ایں نتواں

رات کے وقت تو سو فریب چھپ سکتے ہیں۔ لیکن روز روشن میں ایسا ممکن نہیں۔

۹ نُورِ فُرقاں، نہ تافت است چُناں کو بماند نہاں، زِ دیدہ وراں

قرآن کا نور ایسا نہیں چمکتا ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر سے مخفی رہ سکے۔

۱۰ آں چراغِ ہُدیٰ ست دُنیا را رہبر و رَہنُما ست دُنیا را

وہ تو تمام دنیا کے لئے ہدایت کا چراغ ہے اور جہان بھر کے لئے رہبر اور رہنما۔

۱۱ رحمتے از خدا ست، دُنیا را نِعمتے از سما ست، دُنیا را

وہ خدا کی طرف سے دنیا کیلئے ایک رحمت ہے اور آسمان سے اہل جہان کیلئے ایک نعمت۔

۱۲ مخزنِ راز ہائے ربّانی از خدا، آلۂ خدا دانی

وہ خداوند کے اسرار کا خزانہ ہے۔ اور خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آلہ۔

۱۳ برتر از پایۂ بَشَر، بہ کمال دستگیرِ قیاس و اِستِدلال

وہ اپنے کمالات میں انسان کے مرتبہ سے بالاتر ہے اور قیاس اور استدلال کی دستگیری کرتا ہے۔

۱۴ کارسازِ اَتَم، بہ عِلم و عَمَل حُجّتش اعظم و اَثَر اَکمَل

وہ علم و عمل میں ہمارے لیے کامل کارساز ہے اس کی دلیل پختہ اور اس کا اثر نہایت کامل ہے۔

۱۵ ہر کہ بر عظمتش نَظَر بِکشاد بے توقُّف خُدایش آمد یاد

جو اس کی عظمت کو دیکھ لیتا ہے اسے فوراً خدا یاد آ جاتا ہے۔

۱۶ وانکہ، از کبر و کیں ندید آں نُور کور ماند و، زِ نُورِ حق مہجُور

اور جو تکبر اور دشمنی سے اس روشنی کو نہیں دیکھتا۔ وہ اندھا اور خدا کے نور سے دور رہتا ہے۔

۱۷ وَہ چہ دارَد ازاں یگاں اَسرار دِل و جانم فِدائے آں اَسرار

واہ واہ اس خدا کی طرف سے اس کے پاس کیسے کیسے اسرار ہیں میرے جان و دل ان اسرار پر قربان ہوں۔

۱۸ پُر زِ نُورِ جلالِ حضرتِ پاک خُورِ تاباں، زِ اَوجِ حق بر خاک

وہ اس پاک ذات کے جلالی انوار سے پر ہے چمکدار سورج بھی اس کے سامنے خاک ہے۔

۱۹ وَہ چہ دارد، خزائنِ اَسرار   دِل و جانم فِدائے آں انوار

مرحبا وہ کیا کیا خزانے اسرار الٰہی کے رکھتا ہے میرے جان و دل ان انوار پر قربان ہوں۔

۲۰ ہَست آئینہ بہرِ رُوئے خُدا   عالَمے را کشِید، سُوئے خُدا

قرآن خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے اور اس نے ایک جہان کو خدا کی طرف کھینچا ہے۔

۲۱ بے زباناں، ازُو فصیح شُدند   زِشت رُویاں، ازُو صبیح شُدند

گونگے اس کی وجہ سے فصیح بن گئے اور بدشکل آدمی اس کے سبب سے خوبصورت ہو گئے۔

۲۲ میوہ از روضۂ فنا خُوردند   وز خُود و آرزُوئے خُود مُردند

انہوں نے باغ فنا کا پھل کھایا اور اپنی نفسانیت اور خواہشات کی طرف سے مر گئے۔

۲۳ دستِ غَیبے، کشِید دامنِ دِل   پا بر آورد، جذبِ یار، زِ گِل

ایک غیبی ہاتھ نے ان کے دل کا دامن کھینچا اور یار کی کشش نے دلدل سے ان کا پیر نکال لیا۔

۲۴ بُود آں، جذبۂ کلامِ خُدا   کہ دِلِ شاں ربُود، از دُنیا

یہ کلام الٰہی کی کشش ہی تو تھی جس نے ان کے دلوں کو دنیا کی طرف سے ہٹا دیا۔

۲۵ سینۂ شاں، زِ غیرِ حق پرداخت   وز مئے عشقِ آں یگاں، پُر ساخت

ان کے سینہ کو غیر اللہ سے خالی کر دیا۔ اور اس یگانہ کی محبت کی شراب سے بھر دیا۔

۲۶ چُوں شُد آں نُورِ پاک، شاملِ شاں   تافت از پَردہ، بدرِ کاملِ شاں

جب وہ پاک نور ان میں رچ گیا۔ تو پردہ میں سے بدر کامل چمکا۔

۲۷ دُور شُد ہر حجابِ ظُلمانی   شُد سراسر، وجُودِ نُورانی

وہ ظلمت کے حجابوں سے دور ہو گیا اور سراسر نورانی وجود بن گیا۔

۲۸ خاطرِ شاں بجذبِ پنہانی   کرد مائل بہ عشقِ ربّانی

ان کے دل کو ایک مخفی کشش سے خدا کے عشق کی طرف مائل کر دیا۔

۲۹ آنچناں عشق، تیز مرکب راند   کہ ازاں مشتِ خاک ہیچ نماند

عشق نے اتنا تیز گھوڑا دوڑایا کہ اس مشت خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔

۳۰ نے خودی ماند، نے ہوا و ہوس   اوفتادہ، بخاک و خوں، سرِ کس

نہ خودی رہی نہ حرص و ہوا ہی رہی۔ گویا کسی کا سر خاک اور خون میں پڑا ہو۔

۳۱ عاشقانِ جلالِ روئے خدا   طالبانِ زلالِ جوئے خدا

وہ خدا کے جلال کے عاشق ہیں۔ اور خدا کی نہر کے مصفیٰ پانی کے طالب۔

۳۲ پُر زِ عشق و، تہی زِ ہر آزے   کشت و، زایشاں نخاست آوازے

عشق سے بھر گئے اور ہر لالچ سے خالی ہو گئے۔ عشق نے ان کو قتل کر دیا اور ان کی آواز بھی نہ نکلی۔

۳۳ پاک گشتہ زِ لوثِ ہستیٔ خویش   رستہ، از بندِ خود پرستیٔ خویش

اپنے وجود کی آلودگی سے پاک ہو گئے اور اپنی خود پرستی کی قید سے آزاد۔

۳۴ آنچناں یار، در کمند انداخت   کہ ندانند، با دِگر پرداخت

یار نے ان کو اس طرح اپنی کمند میں جکڑ لیا کہ اور کسی سے ان کا تعلق نہیں رہا۔

۳۵ قدمِ خود زدہ، براہِ عدم   گم بیادش، زِ فرق تا بقدم

نیستی کی راہ پر چل پڑے اور خدا کی یاد میں سر سے پیر تک غرق ہو گئے۔

۳۶ ذکرِ دلبر، غذائے نغزِ حیات   حاصلِ روزگار و، مغزِ حیات

محبوب کا ذکر ان کی زندگی کی لطیف غذا ہے یہی ان کی زندگی کا مقصود اور حیات کا خلاصہ ہے۔

٣٧ سوختہ ہر غَرَض ، بجُز دِلدار — دوختہ چشمِ خُود ، زِ غَیرِ نِگار

سوائے دلدار کے انہوں نے ہر غرض کو جلا ڈالا اور محبوب کے سوا ہر طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

٣٨ دِل و جاں ، بر رُخے فِدا کردہ — وَصْلِ اُو ، اَصْلِ مُدَّعا کردہ

ایک ہی صورت پر اپنا دل و جان تصدق کر دیا اور اسی کے وصل کو اپنا اصلی مقصد بنا لیا۔

٣٩ مُردہ و ، خویشتن فنا کردہ — عِشق جوشِید و ، کارہا کردہ

مر گئے اور اپنے تئیں فنا کر دیا۔ عشق میں جوش میں آیا اور اس نے بڑے بڑے کام کئے۔

٤٠ از دِیارِ خُودی ، شُدَند جُدا — سَیلِ پُر زور بُود ، بُرد از جا

خودی کے مقام سے جدا ہو گئے۔ محبت کی رو زوروں کی تھی۔ بہا کر لے گئی۔

٤١ لاَجَرَم ، یافتند نُورِ خُدا — چُوں خُودی رفت ، شُد ظہورِ خُدا

نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے خدا کے نور کو پالیا۔ جب خودی چلی گئی تو خدا ظاہر ہو گیا۔

٤٢ تن چو فرسُود ، دِلستاں آمد — دِل چو از دست رفت ، جاں آمد

جب جسم کمزور ہو گیا تو محبوب آ گیا جب دل ہاتھ سے نکل گیا تو جان یعنی محبوب مل گیا۔

٤٣ عِشقِ دِلبَر ، بروئے شاں بارِید — اَبرِ رحمت ، بکُوئے شاں بارِید

دلبر کی محبت ان کے چہرے پر ظاہر ہو گئی اور رحمت کا ابر ان کے گلی کوچوں میں برسا۔

٤٤ ہَست اِیں قومِ پاک را جاہے — کہ ندارد جہاں ، بَدو راہے

اس پاک قوم کی وہ عزت ہے کہ ساری دنیا بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

٤٥ دست ، بہرِ دُعا چو بَردارند — مَورِدِ فَیض ہائے دادارند

جب وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو خدائی فیوض کے مورد بن جاتے ہیں۔

۴۶ کشفِ رازے، گر از خُدا خواہند ملہم از حضرتِ شہنشاہ اند

اگر خدا سے کسی راز کا کشف چاہتے ہیں۔ تو حضور خداوندی سے الہام کئے جاتے ہیں۔

۴۷ کس بسرِ وقتِ شاں، ندارد راہ کہ نہاں اند در قِبابُ اللہ

کوئی ان کے حال پر واقفیت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ اللہ کے گنبدوں میں مخفی ہیں۔

۴۸ گر نمایَد خُدا، یکے زاناں بَرِّکابَش دَوَند، سُلطاناں

اگر خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کو ظاہر کردے تو اس کے جلو میں بادشاہ دوڑتے ہوئے چلیں۔

۴۹ ایں ہمہ عاشقانِ آں یکتا نُور یابند، از کلامِ خُدا

یہ سب خدائے لاشریک کے عاشق خدا کے کلام سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔

۵۰ گرچہ ہستند از جہاں پِنہاں باز، گہ گہ ہمے شَوَند عِیاں

اگرچہ (عموماً) دنیا سے پوشیدہ ہیں۔ تاہم کبھی کبھی ظاہر بھی ہو جاتے ہیں۔

۵۱ ہمچو خُورشید و مہ، بِرُوں آیند غَیر را، چہرہ نیز بِنمایند

سورج اور چاند کی طرح باہر نکلتے ہیں۔ اور غیروں کو بھی اپنا چہرہ دکھا دیتے ہیں۔

۵۲ بِالخُصُوص آں زماں کہ بادِ خزاں باغِ مِہر و وفا کُنَد وِیراں

خاص کر اس وقت کہ موسم خزاں کی ہوا۔ محبت اور وفا کے باغ کو ویران کردے۔

۵۳ دِل بہ بَندد، جہاں، بدارِ فنا لب کُشاید، بمدحتِ دُنیا

اہل جہاں دنیائے فانی سے دل لگالیں اور اس کی تعریفیں کرنے لگیں۔

۵۴ جیفۂ را، کُنند مدح و ثنا وز خُداوندِ جُود، اِستِغنا

ایک سڑی ہوئی لاش کی تو مدح وثنا کریں مگر خدائے کریم کی طرف سے لاپروائی برتیں۔

۵۵ **عاشقِ زر شوند و دولت و جاہ　　سرد گردد محبّتِ آں شاہ**

مال و دولت اور عزت و جاہ کے عاشق بن جائیں اور اس بادشاہ کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے۔

۵۶ **شوکت و شانِ ایں سرائے زوال　　خوش نماید، بدیدۂ جہّال**

اس سرائے فانی کی شان و شوکت بیوقوفوں کی نظر میں اچھی لگنے لگے۔

۵۷ **بر زبانہا شود، مقامِ خدا　　اندروں پُر شود، زِ حرص و ہوا**

صرف زبانوں پر خدا کا ذکر رہ جائے اور ان کا اندرونہ حرص و ہوا سے بھر جائے۔

۵۸ **اندریں روزہائے چوں شبِ تار　　دست گیرد، عنایتِ دادار**

ایسے دنوں میں جو اندھیری رات کی طرح ہوتے ہیں خدائے عادل کی مہربانی لوگوں کا ہاتھ پکڑتی ہے۔

۵۹ **مے فرستد بخلق، صاحبِ نور　　تا شود تیرگی، زِ نورش دور**

وہ خلقت کی طرف ایک نورانی وجود بھیجتا ہے تا کہ اس کے نور سے اندھیرا دور ہو۔

۶۰ **تا زِ شور و فغانِ عاشقِ زار　　خلق گردد، زِ خوابِ خود بیدار**

تا کہ اس عاشق زار کے شور و فغاں سے مخلوق اپنی نیند سے جاگ اٹھے۔

۶۱ **تا شناسند مردماں، راہِ راست　　تا بدانند منکراں، کہ خداست**

تا کہ لوگ سیدھے راستے کو پہچانیں اور منکر جان لیں کہ خدا موجود ہے۔

۶۲ **ایں چنیں کس، چو رُو نہد بہ جہاں　　بر جہاں، عظمتش کنند عیاں**

ایسا شخص جب دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو خدا اس کی عظمت کو جہان پر ظاہر کر دیتا ہے۔

۶۳ **چوں بیاید، بہار باز آید　　موسمِ لالہ زار باز آید**

جب وہ آتا ہے تو موسم بہار پھر آ جاتا ہے اور گلزار کا موسم لوٹ آتا ہے۔

۶۴ وقتِ دِیدارِ یار، باز آید بے دِلاں را قرار باز آید

یار کے دیدار کا وقت لوٹ آتا ہے اور عاشقوں کو قرار آ جاتا ہے۔

۶۵ ماہِ رُوئے نِگار، باز آید خُور، بہ نِصفُ النّہار باز آید

معشوق کا چاند سا چہرہ نظر آنے لگتا ہے اور سورج نصف النہار پر واپس آ جاتا ہے۔

۶۶ باز خندَد بَناز، لالہ و گُل باز خیزَد، زِ بُلبُلاں غُلغُل

لالہ اور گلاب پھر ہنسنے لگتے ہیں اور بلبلیں پھر چہچہانے لگتی ہیں۔

۶۷ دستِ غَیبش، بپَروَرد زِکرَم صُبحِ صِدقش کُند، ظُہُورِ اَتَم

خدا کا غیبی ہاتھ مہربانی سے پرورش کرتا ہے اور اس کی سچائی کی صبح کامل طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

۶۸ نُورِ اِلہام ہمچُو بادِ صَبا نزدَش آرَد، زِغَیب خُوشبُوہا

الہام کا نور بادِ صبا کی طرح غیب سے اس کے پاس خوشبوئیں لاتا ہے۔

۶۹ مے شَوَد مُلہَم از اُمُورِ نِہاں زاں سرائِر کہ خاصۂ یزداں

وہ مخفی باتوں کا ملہم ہو جاتا ہے یعنی ان رازوں کا جو صرف خدا کا خاصہ ہیں۔

۷۰ تا نُمایَد عِیاں، حقیقتِ کار تا زَنَد سنگ، بر سرِ افکار

تا کہ اصل حقیقت کو نمایاں کر کے دکھا دے اور تا کہ منکروں کو ہلاک کر دے۔

۷۱ ہمچُنیں، آں کریم و پاک و قدِیر مے کُنَد، روشنش، چو مِہرِ مُنیر

اس طرح وہ کریم پاک اور قادر خدا اس شخص کو روشن آفتاب کی طرح منور کر دیتا ہے۔

۷۲ دِیدہ ہا، مے کُنَد بُدو بِینا گوش ہا، مے کُند بُدو شُنوا

مخلوق کی آنکھوں کو اس وجہ سے بینا بناتا ہے اور ان کے کانوں کو اس کے ذریعہ شنوا کر دیتا ہے۔

۷۳ ہر کہ آمد ، بدو ، بصدق وصفا یابد از وے شفا ، بحکم خدا

جو شخص اس کے پاس صدق وصفا کے ساتھ آتا ہے وہ خدا کے حکم سے شفا پاتا ہے۔

۷۴ گفت پیغمبرِ ستودہ صفات از خدائے علیمِ مخفیّات

ستودہ صفات پیغمبر نے غیب دان علیم خدا سے علم پاکر کہا ہے۔

۷۵ بر سرِ ہر صدی ، بروں آید آنکہ ، ایں کار را ہمے شاید

کہ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو اس کام کے لائق ہوتا ہے۔

۷۶ تا شود پاک ، ملّت از بدعات تا بیابند خلق ، زو برکات

تاکہ مذہب بدعات سے پاک ہوجائے۔اور مخلوق اس سے برکتیں حاصل کرے۔

۷۷ الغرض ، ذاتِ اولیائے کرام ہست مخصوصِ ملّتِ اسلام

خلاصہ کلام یہ کہ اولیائے کرام کی ذات مذہب اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

۷۸ ایں مگو ، کیں گزاف ولغو وخطاست تو طلب کن ، ثبوتِ آں برماست

تو یہ نہ کہہ کہ یہ بات بیہودہ۔لغو اور غلط ہے تو مطالبہ کر اس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔

۷۹ اے یکے ذرّۂ ذلیل وخوار چہ شود عاجز از تو آں دادار

اے شخص تو ایک ذلیل وخوار ذرے کی طرح ہے تیرے مقابل پر وہ خدا کس طرح عاجز ہوسکتا ہے۔

۸۰ ہمہ ایں راست ست ، لافے نیست امتحاں کن ، گر اعترافے نیست

یہ سب سچ ہے مبالغہ نہیں ہے۔اگر تجھے یقین نہیں تو امتحان کرلے۔

۸۱ وعدۂ کج ، بہ طالباں ندہم کاذبم ، گر ، ازو نشاں ندہم

میں طالبوں سے غلط وعدہ نہیں کرتا اگر اس کا پتہ نہ بتاؤں تو جھوٹا ہوں۔

۸۲ من خُود، از بہرِ ایں نشاں زادم ، دِیگر از ہر غمے ، دِل آزادم

میں خوداس نشان کو پورا کرنے کو پیدا ہوا ہوں۔ دوسرے تمام غموں اور فکروں سے آزاد ہوں۔

۸۳ ایں سعادت چو بُود، قِسمتِ ما ، رفتہ رفتہ رسید، نَوبتِ ما

چونکہ یہ سعادت ہماری قسمت میں تھی اس لئے رفتہ رفتہ ہماری باری آ گئی۔

۸۴ نعرہ ہا مے زَنَم بر آبِ زُلال ، ہمچو مادر، دواں پئے اطفال

میں مصفی پانی (کے چشمے) پر کھڑا پکار رہا ہوں جس طرح ماں اپنے بچوں کے پیچھے دوڑتی ہو۔

۸۵ تا مگر تَشنگانِ بادِیہ ہا ، گِردم آیند، زِیں فغان و صَلا

تا کہ شاید جنگل کے پیاسے اس شور و پکار سے میرے پاس آ جائیں۔

۸۶ لیک شرط است، عجز و صِدق و صفا ، آمدن با نیاز و خوفِ خُدا

لیکن عاجزی اور صدق و صفا شرط ہے نیز انکسار اور خوف خدا کے ساتھ آنا۔

۸۷ جُستن از غُربت و تذلُّلِ دِل ، وز خُلُوص و اِطاعتِ کامِل

غریبی اور دلی خاکساری کے ساتھ ڈھونڈنا نیز اخلاص اور کامل اطاعت کے ساتھ تلاش کرنا۔

۸۸ گر کنُوں ہم، کسے بِتابَد سر ، گیرد از راہِ عدل، راہِ دِگر

اور اگر اب بھی کوئی روگردانی کرتا ہے اور انصاف کا راستہ چھوڑ کر غلط راہ اختیار کرتا ہے۔

۸۹ نے زِما پُرسَد و، نہ خُود دانَد ، نے زِکیں، رُوئے خُود بِگرَدانَد

اور نہ ہم سے پوچھے اور نہ آپ جانے اور نہ کینہ دری ترک کرے۔

۹۰ آں نہ اِنساں کہ کِرمکِ دُون ست ، راندۂ بارگاہِ بیچُون ست

تو وہ انسان نہیں بلکہ ذلیل کیڑا ہے اور خدا کے دربار سے راندہ ہوا ہے۔

سروکارے، بحق نمے دارد لَاجَرَم، لعنتش بِرُو بارد ۹۱

اسے خدا سے کچھ سروکار نہیں اس لئے ضرور ہے کہ خدا کی لعنت اس پر برسے۔

حُجّتِ مومناں، بر اُوست تمام کارِ ما پُختہ، عُذرِ اُو ہمہ خام ۹۲

مومنوں کی حجت اس پر تمام ہوگئی۔ ہماری بات مضبوط اور اس کا سارا عذر کمزور ہوگیا۔

اَيُّهَا الْجَامِحُوْنَ فِي الشَّهَوَاتْ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتْ ۹۳

اے نفسانی خواہشوں پر پل پڑنے والو موت کو جو لذتوں کو تباہ کر دیتی ہے اکثر یاد کیا کرو۔

رفتنی است ایں مقامِ فنا دِل چہ بندی، دریں دو روزہ سَرا ۹۴

یہ فانی مقام گزر جانے والا ہے دو دن رہنے والی سرائے سے اپنا دل کیا لگاتا ہے۔

عُمرِ اوّل ببیں کُجا رفت است رفت وبنگر زِتو چہ ہا رفت است ۹۵

اپنی پہلی عمر کو دیکھ کہ کہاں چلی گئی وہ تو ضائع ہوگئی مگر دیکھ تیرے پاس سے کیا کیا چلا گیا۔

پارۂِ عُمر رفت در خُوردی پارۂِ را بسَرکشی، بُردی ۹۶

عمر کا ایک حصہ تو بچپن میں گزر گیا اور ایک حصہ تو نے سرکشی میں ضائع کر دیا۔

تازہ رفت و، بماند پس خُوردہ دُشمناں شاد و، یار آزُردہ ۹۷

عمدہ حصے چلے گئے اب پس خوردہ باقی رہ گیا۔ دشمن خوش ہیں اور دوست غمگین ہیں۔

صَد چو تُو مُعجبے بخُورد زمیں سر ہنُوزت بر آسماں، از کیں ۹۸

تیری طرح کے سینکڑوں متکبروں کو زمین کھا گئی۔ مگر ابھی تیرا سر دشمنی کی وجہ سے آسمان پر ہے۔

بِشنَو، از وضعِ عالَمِ گُذرَاں چُوں کُنَد از زبانِ حال بیاں ۹۹

اس گزر جانے والے جہان کی روش سے یہ بات سن کہ کس طرح وہ زبان حال سے بیان کرتا ہے۔

۱۰۰ کیں جہاں، باکسے وفا نکُند   نہ کُند صبر، تا جُدا نہ کُند

کہ یہ جہان کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا اور جب تک اپنے سے جدا نہ کر لے اسے صبر نہیں آتا۔

۱۰۱ گر بوَد گوش، بشنوی صد آہ   از دلِ مُردۂ درون تباہ

اگر تیرے کان ہوں تو سینکڑوں آہیں سنے گا۔ اس مردہ دل سے جس کا اندرونہ تباہ ہو چکا ہے۔

۱۰۲ کہ چرا رُو بتافتم زِ خُدا   دِل نِہادم در آنچہ گشت جُدا

کہ میں نے کیوں خدا سے منہ موڑا اور اس چیز سے دل لگایا جو مجھ سے جدا ہو گئی۔

۱۰۳ قدرِ ایں راہ، بپُرس از اَموات   اَے بسا گورہا، پُر از حَسَرات

اس رستے کی قدر مردوں سے پوچھ بہت سی قبریں ہیں جو حسرتوں سے بھری پڑی ہیں۔

۱۰۴ جائے آن است کز چُنیں جائے   از تورُّع بِرُوں نِہی پائے

مناسب یہی ہے کہ تو ایسی جگہ سے تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ کوچ کر جائے۔

۱۰۵ ہرچہ اَندازدَت، زِ یار جُدا   باش، زاں جُملہ کاروبار جُدا

تجھے جو چیزیں یار سے الگ کرتی ہیں تو ان سب سے علیحدہ ہو جا۔

۱۰۶ آخر اَے خیرہ، سرکشی تاچند   کس زِ دِلدار بگسلَد پیوَند

آخر اے بدکردار! تو کب تک سرکشی کرے گا۔ کیا کوئی دلدار سے بھی تعلق توڑا کرتا ہے؟

۱۰۷ رُوئے دِل را، بتاب از اَغیار   باش ہر دَم بجُستجُوئے نِگار

غیروں کی طرف سے اپنا دل پھیر لے۔ اور ہر دم محبوب کی تلاش میں رہ۔

۱۰۸ رُو بدُو کُن کہ رُو، رُخِ یار است   ہمہ رُو ہا، فدائے دِلدار است

اسی کی طرف اپنا منہ کر کیونکہ محبوب کا چہرہ ہی قابل دید ہے اور سب چہرے اس دلدار پر قربان ہیں۔

۱۰۹ تو بِرُوں آ زِ خُود، لِقا این ست تو دَرُو مَحْو شَو، بقا این ست

تو اپنی خودی سے باہر آ کہ یہی لقا ہے اور اس میں محو ہو جا کہ یہی بقا ہے۔

۱۱۰ ہر کہ غافِل زِ ذاتِ بیچُون ست اُو نہ دانا، کہ سخت مجنون ست

جو اس بے مثل ذات سے غافل ہے وہ عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے۔

۱۱۱ تا بکَے، رُو بتابی، از رُخِ دوست دِیگرے را نشاں دِہی، کہ چو اوست

تو کب تک دوست سے رو گردان رہے گا۔ کسی اور کا پتہ بتا جو اس جیسا ہو۔

۱۱۲ در دو عالَم، نظیرِ یار کُجا عاشقاں را بہ غَیر کار کُجا

دونوں جہان میں یار کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے عاشقوں کو غیر سے کیا کام۔

۱۱۳ چو بَدِل آتشے، زِ عِشق افروخت دِلستاں ماند و غیرِ اُو ہمہ سوخت

جب دل میں عشق کی آگ بھڑکی تو محبوب رہ گیا اور اس کے سوا سب کچھ جل گیا۔

۱۱۴ لیکن این ست بخششِ یزداں تا نہ بَخْشَنْد، یافتن نَتُواں

لیکن یہ خدا کی بخشش ہے جب تک ادھر سے مہربانی نہ ہو۔ اپنی کوشش سے یہ بات نہیں ملتی۔

۱۱۵ آں کساں را عطا شَوَد، زِ خُدا کز کمندِ خُودی، شَوَند رَہا

یہ مقام خدا کی طرف سے ان لوگوں کو عطا ہوتا ہے جو خودی کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

۱۱۶ زیرِ حُکمِ کلامِ حق بِرَوَند وز فَرَاینِ اُو بِرُوں نَشَوَند

خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلتے ہیں اور اس کے فرمانوں سے باہر نہیں ہوتے۔

۱۱۷ دیگرے را، نمے دِہَند ایں جا ور دِہَندش، ثبوتِ آں بِنما

اور لوگوں کو یہ مقام نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو ثبوت پیش کر۔

۱۱۸ غَیر را، آں وفا و مِہر کُجا زُہدِ خُشک است، غایتِ عُقلا

غیر میں وہ وفا اور محبت کہاں ہوسکتی ہے۔ عقلمندوں کا انتہائی مقام زہد خشک ہے۔

۱۱۹ عاقلانے کہ بر خِرَد نازند بے خَبَر از حقیقت و راز اند

وہ عقلمند جو اپنی عقل پر نازاں ہیں دراصل وہ حقیقت اور (خدائی) رازوں سے بے خبر ہیں۔

۱۲۰ ہمچو گورے، سپید کردہ بِروں اندرُوں پُر، زِ خُبثِ گُونا گُوں

انہوں نے قبروں کی طرح اپنے ظاہر کو سفید کر رکھا ہے اور باطن طرح طرح کی گندگیوں سے بھرا ہوا ہے۔

۱۲۱ مَر خُدا را، چو سنگ دادہ قرار عاجز از نُطق و، ساکِت از گُفتار

خدا تعالیٰ کو ایک پتھر کی طرح سمجھ رکھا ہے جو بولنے سے عاجز اور گفتار سے محروم ہے۔

۱۲۲ آں خُدائے کہ حَیّ و قَیُّوم است نزدِ شاں یک وُجُودِ مَوہُوم است

وہ خدا جو حی و قیوم ہے۔ ان کے نزدیک ایک وھمی وجود ہے۔

۱۲۳ آں حفیظ و قدیر و ربِّ عِباد نزدِ شاں، اُوفتادہ ہمچو جماد

وہ حفیظ وقدیر اور بندوں کا رب ان کے نزدیک جمادات کی طرح بے جان پڑا ہے۔

۱۲۴ خُود پسنداں، بعقلِ خویش اسیر فارِغ از حضرتِ علیم و قدِیر

خود پسند اور اپنی عقل کے اسیر ہیں اور خدائے علیم وقدیر سے بیگانہ ہیں۔

۱۲۵ آنکہ خُود بِین و مُعجب اُفتاد است حضرتِ اَقدَسَش کُجا یاد است

وہ شخص جو خود پسند اور متکبر ہے خدائے پاک اسے کہاں یاد ہے۔

۱۲۶ خُوئے عُشّاق، عجز ہست و نیاز نہ شُنیدیم عِشق و کِبر اَنباز

عاشقوں کی عادت تو عجز و نیاز ہے ہم نے کبھی عشق اور تکبر کو ساتھ ساتھ نہیں پایا۔

١٢٧ گر بجوئی سوارِ ایں رہِ راست   اندر آنجا بجو، کہ گرد بخاست

اگر تو اس سیدھے راستے کے سوار کی تلاش میں ہے تو وہاں ڈھونڈ جہاں گرد اڑ رہی ہے۔

١٢٨ اندر آنجا بجو کہ زور نماند   خود نمائی و کبر و شور نماند

اسے ایسی جگہ ڈھونڈ جہاں زور نہیں رہا۔ شیخی نہیں رہی تکبر اور شور نہیں رہا۔

١٢٩ فانیاں را، جہانیاں نرسند   جانیاں را، زبانیاں نرسند

اس دنیا کے لوگ فانی لوگوں کو نہیں پہنچ سکتے اور زبانی مدعی سچے عاشقوں کو نہیں پہنچ سکتے۔

١٣٠ خلق و عالم ہمہ بشور و شر اند   عشق بازاں بہ عالمِ دگر اند

تمام خلق اور جہاں شور و شر میں مبتلا ہے۔ لیکن عاشق ایک اور ہی عالم میں ہیں۔

١٣١ تا نہ کارِ دلت، بجاں برسد   چوں پیامت، زِ دلستاں برسد

جب تک تیرے دل کی حالت موت کی حد تک نہ پہنچ جائے تب تک اس دلبر کا پیغام تجھ تک کیونکر پہنچے گا۔

١٣٢ تا نہ از خود روی، جدا گردی   تا نہ قربانِ آشنا گردی

جب تک تو خودروی سے الگ نہ ہو۔ اور جب تک تو دوست پر فدا نہ ہو۔

١٣٣ تا نیائی، زِ نفسِ خود بیروں   تا نہ گردی برائے او مجنوں

جب تک اپنی نفسانیت نہ چھوڑے اور جب تک خدا کے لئے دیوانہ ہو جائے۔

١٣٤ تا نہ خاکت شود، بسانِ غبار   تا نہ گردد، غبارِ تو خوں بار

جب تک تیری خاک غبار کی طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے غبار سے خون نہ ٹپکنے لگے۔

١٣٥ تا نہ خونت چکد، برائے کسے   تا نہ جانت شود، فدائے کسے

جب تک تیرا خون کسی کے لئے نہ بہے اور جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو۔

۱۳۶ چُوں دِہَندَت، بکُوئے جاناں راہ　　خُود کُن از راہِ صِدق و سوز نِگاہ

اس وقت تک تجھے کس طرح کوئے جاناں میں راستہ دیں گے تو آپ ہی صدق وسوز سے غور کر لے۔

۱۳۷ نیست اِیں عقل، مرکبِ آں راہ　　ہوش کُن، ہوش کُن، مَشو گُمراہ

یہ عقل تو اس راستے کی سواری نہیں ہے۔ ہوش کر۔ ہوش کر۔ گمراہ نہ ہو۔

۱۳۸ اصلِ طاعَت بوَد، فنا زِ ہَوَا　　تو کُجا و طریقِ عِشق کُجا

فرمانبرداری کی اصلیت یہ ہے کہ اپنی خواہش جاتی رہے پس تو کہاں اور عشق کا راستہ کہاں۔

۱۳۹ تو نشستہ بکبر از اِصرار　　کردہ اِیماں فِدائے اِستِکبار

تو تو (خدا سے) متکبر ہو کر بیٹھا ہے اور اپنے ایمان کو تکبر پر قربان کر دیا ہے۔

۱۴۰ اِیں چہ عقلِ تو، اِیں چہ دانش و رائے　　کہ کُنی ہمسری باآں یکتائے

یہ تیری عقل دانش اور سمجھ کیسی ہے کہ تو اس یکتا خدا کی ہمسری کرتا ہے۔

۱۴۱ اِیں چہ اُستادِ ناقِصت آموخت　　اِیں چہ قہرِ خُدا، دو چشمت دوخت

تیرے نامعقول استاد نے یہ تجھے کیا سکھایا ہے اور خدا کے قہر نے تیری دونوں آنکھیں کیونکرسی دی ہیں۔

۱۴۲ اِیں چہ از فِکرِ خُود خطا خوردی　　اَوّلُ الدَّنِّ دُردے آوردی

اپنی عقل کی وجہ سے تو نے یہ کیا غلطی کی؟ تو نے تو شراب کے مٹکے میں سے پہلا جام ہی تلچھٹ کا نکالا۔

۱۴۳ چُوں شَوَد عقلِ ناقِصت چو خُدا　　خاک زادے چساں پَرَد بہ سَما

تیری ناقص عقل خدا کے برابر کس طرح ہو سکتی ہے ایک خاکی وجود اڑ کر آسمان تک کیونکر پہنچ سکتا ہے۔

۱۴۴ آنچہ صَد سَہو و صَد خَطا دارَد　　عِلمِ آں پاک از کُجا آرَد

عقل جو خود صدہا سہو و خطا میں مبتلا ہے وہ اس خدائے پاک کا علم کہاں سے لائے۔

۱۴۵ سَہو کُن را ثنا کُنی، ہَیہات ! این چہ سَہو و خطا کُنی ہَیہات!

افسوس کہ تو بھولنے والی عقل کی تعریف کرتا ہے یہ کیا سہو اور خطا کر رہا ہے تجھ پر افسوس۔

۱۴۶ آنچہ لَغزد بَہر قدم صَد بار چُوں زِ دریا رساندت بکنار؟

جو ہر قدم پر سو دفعہ لغزش کھاتی ہے وہ تجھے دریا میں سے کنارہ تک کیونکر پہنچا سکتی ہے۔

۱۴۷ این سَراب است سُوئے آں مَشتاب مے نُماید زِ دُور چشمۂ آب

یہ (عقل) تو سراب ہے اس کی طرف جانے میں جلدی نہ کر جو دور سے پانی کا چشمہ نظر آتی ہے۔

۱۴۸ کِشتیٔ تو شِکستہ است و خراب باز اُفتادہ در تگِ گِرداب

تیری کشتی شکستہ اور خراب ہے پھر بھنور کے چکر میں بھی پڑ گئی ہے۔

۱۴۹ ناز کم کُن برِیں چُنیں کِشتی کم خرام اَے دنی، بدیں زِشتی

ایسی کشتی پر فخر نہ کر۔ اے ذلیل انسان اس بدصورتی کے باوجود مٹک کر نہ چل۔

۱۵۰ نَرسی تا یقیں، زِ راہِ قیاس ہمہ بر ظنّ و وَہم ہست اَساس

قیاس کی راہ سے تو یقین تک نہیں پہنچے گا اس کی تو سب بنیاد شک اور وہم پر ہے۔

۱۵۱ گر زِ فِکر و نظر گُداز شوی این نہ مُمکن، کِہ اہلِ راز شوی

اگر غور و فکر کرتے کرتے تو پگھل بھی جائے تب بھی ناممکن ہے کہ صاحب اسرار ہو جائے۔

۱۵۲ گر دو صَد جانِ تو، ز تن بِرَوَد این نہ مُمکن، کِہ شکّ و ظن بِرَوَد

اگر تیرے بدن میں سے دو سو جانیں بھی نکل جائیں تب بھی ممکن نہیں کہ شک اور ظن دور ہو۔

۱۵۳ ہَست دارُوئے دِل، کلامِ خُدا کَے شَوی مَست، جُز بجامِ خُدا

دلی تسکین کا علاج تو خدا کا کلام ہے خدا کے جام کے سوا تو مست کب ہو سکتا ہے۔

۱۵۴ ہَست بر غَیر، راہِ آں بَستہ ہمہ ابوابِ آسماں بَستہ

اس کا راستہ غیر کے لئے مسدود ہے اور آسمان کے سارے دروازے (غیر کے واسطے) بند ہیں۔

۱۵۵ تا نہ شُد، مَشعلے زِ غیب پَدید از شبِ تارِ جہل کَس نہ رَہید

جب تک غیب سے کوئی مشعل پیدا نہ ہو تب تک جہالت کی اندھیری رات سے کوئی رہائی نہیں پاتا۔

۱۵۶ بایَد اِینجا زِ کِبرہا، دُوری تو بہ عقل و قیاس مغرُوری

اس جگہ تو تکبر سے بچنا چاہئے۔ مگر تو عقل اور قیاس پر مغرور ہے۔

۱۵۷ اِیں چہ غفلت کہ خُوش بدیں کیشی؟ وز خُدا ہیچ گہ نَیَندیشی

یہ کیسی غفلت ہے کہ تو اپنے اس طریق پر خوش ہے اور کسی وقت بھی خدا سے نہیں ڈرتا۔

۱۵۸ رَو طَلَب کُن وصالِ یار، زِ یار تکیہ بر زورِ خُود مکُن، زِنہار

جا۔ اور یار سے ہی اس کا وصل طلب کر اور ہرگز اپنی طاقت پر بھروسہ نہ کر۔

۱۵۹ تا نہ گردد نگُوں سرت بہ نیاز پَردہ از نفسِ تو، نگردد باز

جب تک نیاز کے ساتھ تیرا سر نیچا نہ ہو گا تب تک تیرے نفس کے حجاب دور نہ ہوں گے۔

۱۶۰ تا نہ ریزد تُرا، ہمہ پَر و بال اندریں جا، پَرِیدن است محال

جب تک تیرے سارے پر و بال نہ جھڑ جائیں گے تب تک اس جگہ پرواز کرنا ناممکن ہے۔

۱۶۱ ناتوانی ست قُوّتِ اِینجا اِیں چُنِیں قُوّتے، بِیار و بیا

ناتوانی اس جگہ کی طاقت ہے پس ایسی قوت پیدا کر اور آ جا۔

۱۶۲ پَردۂ نیست، بر رُخِ دِلدار تو زِ خُود، پَردۂ خُودی بَردار

دلدار کے منہ پر کوئی نقاب نہیں تو اپنے اوپر سے انانیت کا پردہ اٹھا دے۔

هر کرا، دولتِ ازل شُد، یار   کارِ اُو شُد، تذلّل اندر کار ١٦٣

ازلی خوش قسمتی جس شخص کی مددگار ہو جاتی ہے تو اس کا کام اپنے معاملہ میں خاکساری ہو جاتا ہے۔

آں درآمد، بہ حضرتِ بیچُوں   کہ شُد، از تنگنائے کِبر بُروں ١٦٤

وہی شخص بے مثل خدا کی حضوری میں آ جاتا ہے جو تکبر کے تنگ کوچہ سے باہر نکل جاتا ہے۔

حق شِناسی، زِ خُود رَوی نایَد   خُود رَوی، خُود رَوی بیَفزایَد ١٦٥

خودروی سے حق شناسی حاصل نہیں ہوتی بلکہ خودروی تو خودروی کو ہی زیادہ کرتی ہے۔

از خُودی، حالِ خُود خراب مکُن   شب پری، کارِ آفتاب مکُن ١٦٦

خودی سے اپنا حال تباہ نہ کر تو تو چمگادڑ ہے آفتاب کا کام اختیار نہ کر۔

تا بَشَر پُر بُوَد بہ اِستِکبار   اندرُونَش تہی بُوَد از یار ١٦٧

جب تک بشر تکبر سے بھرا ہوتا ہے اس کا دل یار سے خالی ہوتا ہے۔

چُوں رَسَد عجزِ کس، بحدِّ تمام   شورِشِ عِشق را رَسَد ہَنگام ١٦٨

جس کسی کا انکسار پورے کمال تک پہنچ جاتا ہے اس وقت عشق کی شورش کا وقت آ پہنچتا ہے۔

اَے کہ چَشمَت، زِ کِبر پوشِیدہ   چہ کُنم، تا کُشایَدت دِیدہ ١٦٩

اے وہ شخص کہ تیری آنکھ پر تکبر نے پردہ ڈال رکھا ہے میں کیا کروں کہ تیری آنکھ کھل جائے۔

گر تُرا، در دِل ست صِدقِ طَلَب   خُود رَوی ہا مکُن، زِ ترکِ اَدَب ١٧٠

اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی سے خودروی نہ کر۔

رازِ راہِ خُدا، بجو زِ خُدا   تو نۂ چُوں خُدا، بجائے خُود آ ١٧١

خدا کے راستے کا بھید خدا سے ہی طلب کر جب تو خدا نہیں ہے تو اپنی جگہ پر آ جا۔

۱۷۲ بندہ گانیم ، بندہ را بایَد کہ کُنَد ، ہَر چہ خواجہ فرمایَد

ہم تو بندے ہیں اور بندہ کو مناسب ہے کہ جو کچھ آقا فرمائے وہ کرے۔

۱۷۳ منصبِ بندہ نیست،خُود رائی خُود نَشَستن بہ کار فرمائی

بندہ کا منصب خود رائی کرنا نہیں اور نہ آپ ہی حکومت کرنے بیٹھ جانا ہے۔

۱۷۴ ہر کِہ بر وَفقِ حُکم مَشغُول است بر سرِ اُجرت است وَمَقبُول است

جو شخص حکم پورا کرنے میں مصروف ہے اسی کو مزدوری ملے گی اور وہی مقبول ہے۔

۱۷۵ وانکہ،بے حُکم،خُود تَراشَد کار مُزد واجِب نمے شَوَد ، زِنہار

اور جو شخص بغیر حکم کے خود سے کام کرتا ہے اس کی مزدوری کبھی واجب نہیں ہوتی۔

۱۷۶ ما ضَعیفیم و اُوفتادہ بخاک خُود چِہ دانیم رازِ حضرتِ پاک

ہم تو ضعیف ہیں اور خاک پر گرے ہوئے ہم خود خدائے قدوس کا راز کس طرح جان سکتے ہیں۔

۱۷۷ ما ہمہ ہیچ،اُوست کامِل ذات عِلمِ ما چُوں شَوَد،چو اُو،ہَیہات

ہم سب بے حقیقت ہیں اور وہی کامل وجود ہے افسوس ہمارا علم اس کے علم کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے۔

۱۷۸ ذاتِ بیچُوں،کہ نامِ اُوست خُدا کَے خیالِ خِرَد رَسَد آنجا

وہ بے مثل ذات جس کا نام خدا ہے اس تک عقل کا خیال کیونکر پہنچ سکتا ہے۔

۱۷۹ آنکہ اُو آمدست ، از بر یار اُو رَسانَد ز دِلِستاں اَسرار

وہ جو خدا کے پاس سے آتا ہے وہی اس دلستاں کے راز لوگوں کو پہنچاتا ہے۔

۱۸۰ آنچہ ما فِی الضَّمیرِ تُست نِہاں کَے چو تُو دانَدَش دِگر اِنساں

جو بات تیرے دل میں پوشیدہ ہے اسے دوسرا انسان تیری طرح کیونکر جان سکتا ہے۔

۱۸۱ پَس تو ما فِی الضّمیرِ آں داداد مثلِ اُو، چُوں بدانی، اَے غدّار

پھر تو اس بات کو جو خدا کے خیال میں ہے اے بے وفا کیونکر اس کی طرح جان سکتا ہے۔

۱۸۲ آنکہ چشم آفرید، نُور دِہَد آنکہ دِل داد، اُو سُرُور دِہَد

جس نے آنکھ پیدا کی وہی نور بخشتا ہے جس نے دل دیا وہی سرور عنایت کرتا ہے۔

۱۸۳ چشمِ ظاہر ببیں، کہ چُوں زِ کَرَم خالقش داد نَیّرِ اعظم

ظاہری آنکھ کو دیکھ کہ کس طرح اپنی مہربانی سے خالق نے اس کو آفتاب عطا کیا۔

۱۸۴ وز برائے مصالِحِ دَوراں گاہ پَیدا نمُود و گاہ نِہاں

اور زمانے کی بھلائی کے لئے کبھی اس آفتاب کو ظاہر کیا اور کبھی پوشیدہ کر دیا۔

۱۸۵ اِیں چُنِیں ست، حالِ چشمِ دَرُوں آفتابش، کلامِ آں بیچُوں

یہی حال باطنی آنکھ کا ہے اس کا آفتاب اس بے نظیر خدا کا کلام ہے۔

۱۸۶ ہوش دار، اَے بَشَر کہ عقلِ بَشَر دارَد اندر نظر، ہزار خطر

اے انسان ہوش کر کہ انسانی عقل کی بینائی میں ہزاروں خطرات ہیں۔

۱۸۷ سرکشیدن طریقِ شیطانی ست برخلافِ سَرِشتِ اِنسانی ست

سرکشی شیطان کا طریقہ ہے اور انسانی فطرت کے برخلاف ہے۔

۱۸۸ تا نہ فضلش رہِ تو بکشاید صد فضولی بکُن، چہ کار آید

جب تک اس کا فضل تیری راہ کو نہ کھولے تو کتنی ہی بے فائدہ کوششیں کرے سب بے کار ہیں۔

۱۸۹ در سرائر، چہ جائے اِستنباط شُترے، چُوں خزد بہ سَمِّ خیاط

باریک رازوں میں قیاس کی گنجائش نہیں اونٹ سوئی کے ناکے میں کیونکر گھس سکتا ہے۔

۱۹۰ تو نۂ باخبر، ازاں کوئے تو نہ دانی جمالِ آں روئے

تو اس کوچہ سے بے خبر ہے تو اس چہرے کے حسن کو نہیں جانتا۔

۱۹۱ خبرے زو بمردماں چہ دہی ماہِ نادیدہ را، نشاں چہ دہی

پھر اس کے متعلق لوگوں کو کیا خبر دیتا ہے جس ہلال کو تو نے دیکھا نہیں اس کا نشان کیا بتاتا ہے۔

۱۹۲ سخنِ یار و سینہ افسردہ جامۂ زندہ است بر مردہ

دوست کی باتیں کرنا اور سینہ بجھا ہوا یہ تو ایسی بات ہے جیسے مردہ پر زندہ کا لباس۔

۱۹۳ گر بری ریگ را بزرگ و بلند جنبشِ باد خواہدش افگند

خواہ ریت کو تو کتنی ہی اونچی جگہ لے جائے ہوا کی ذراسی حرکت اسے وہاں سے گرا دے گی۔

۱۹۴ ہست مارا یکے، کہ ہر فیضاں مے شود، زاں محافظِ تن وجاں

ہمارا ایک خدا ہے کہ ہر فیضان جو اس کی طرف سے ہے ہمارے جان و تن کا محافظ ہوتا ہے۔

۱۹۵ آں خدائے کہ آفرید جہاں ہست ہر آفریدہ را نگراں

وہ خدا جس نے جہان کو پیدا کیا وہی ہر مخلوق کا نگہبان ہے۔

۱۹۶ ہر چہ باید برائے مخلوقات از لباس و خوراک و راہِ نجات

مخلوقات کے لئے جو کچھ بھی درکار ہے۔ مثلاً لباس، خوراک اور نجات کا راستہ۔

۱۹۷ خود مہیّا کند، بمنّت و جود کہ کریم است و قادر است و ودود

ان سب کو مہربانی اور احسان سے وہ خود مہیا کرتا ہے کیونکہ وہ کریم قادر اور محبت کرنے والا ہے۔

۱۹۸ چشمِ خود کن بہ کشتِ صحرا باز خوشہ با خوشہ ایستادہ بناز

جنگل میں کھیتوں کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھ کہ خوشہ کے ساتھ خوشہ ناز کے ساتھ کھڑا ہے۔

۱۹۹ ہمہ از بہرِ ماست، تا بخُوریم درد و رنجِ گُرسنگی نہ بریم

یہ سب ہمارے لئے ہے کہ ہم اسے کھائیں اور بھوک کا درد اور تکلیف نہ اٹھائیں۔

۲۰۰ آنکہ از بہرِ چند روزہ حیَات اِیں قدر کردہ است تائیدات

وہ جس نے چند روزہ زندگی کے لئے اس قدر مدد کی ہے۔

۲۰۱ چُوں نہ کردے، برائے دارِ بقا نظرے کُن، بہ عقل و شرم وحیا

وہ آخرت کے لئے جو ہمیشہ کا گھر ہے کیوں (امداد) نہ کرتا عقل اور شرم وحیا سے اس بات پر غور کر۔

۲۰۲ سَنگ اُفتَد، بر اِیں چُنیں فرہنگ کہ زِصِدق است دُور، صد فرسنگ

ایسی عقل پر پتھر پڑیں جو سچائی سے سوکوس دور پڑی ہے۔

۲۰۳ گر کُنی سُوئے نفسِ خویش خِطاب کہ چسانت گُذر شَوَد بجناب

اگر تو اپنے آپ سے ہی پوچھے کہ اس درگاہ میں تیرا گزر کیونکر ہو۔

۲۰۴ خُود ندائے بِیایَدت، زِ دَرُوں کہ زِ تائیدِ حضرتِ بیچُوں

تو خود تیرے اندر سے ہی یہ آواز آئے گی کہ خدائے بےنظیر ہی کی تائید سے یہ ہوسکتا ہے۔

۲۰۵ نایَد اندر قیاس و فہمِ کَسے کہ شَوَد کارِ پیل از مگسے

کسی شخص کی عقل وفہم میں یہ بات نہیں آسکتی کہ ہاتھی کا کام ایک مکھی سے ہو۔

۲۰۶ پس چہ مُمکِن کہ ذرّۂِ اِمکاں خُود کُند کارِ حق، بہ زور و تُواں

پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مخلوقات کا ایک ذرہ آپ ہی اپنے زور وطاقت سے خدا کا کام کرے۔

۲۰۷ شانِ دادارِ پاک را بشِناس وزچُنیں کسرِ شانِ اُو بِہراس

خدائے قدوس کی شان کو سمجھ اور اس کی ایسی توہین سے خوف کھا۔

۲۰۸ خویشتن را، شریکِ اُو سازی　　پیشِ اُو دَم زنی بہ انبازی

تو اپنے تئیں اس کا شریک بناتا ہے اور اس کے بالمقابل برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔

۲۰۹ ایں چہ عقل است ہاے بتر زِ دَواب!　　ایں چہ بر فہمِ تو فتاد حجاب؟

اے جانوروں سے بھی گئے گزرے انسان یہ کیا عقل ہے؟ تیری سمجھ پر یہ کیسے پردے پڑ گئے۔

۲۱۰ گر کسے گویدت، بہ استحقار　　کہ دریں شہر، چوں تو ہست ہزار

اگر کوئی تجھے تحقیر سے یوں کہے کہ اس شہر میں تیرے جیسے ہزاروں ہیں۔

۲۱۱ نیستی از کسے، بہ عقل فزوں　　با تو ہم پایہ اند، مردمِ دوں

اور تو عقل میں کسی سے بڑھ کر نہیں ہے اور ادنیٰ انسان بھی تیرے برابر ہیں۔

۲۱۲ مشتعل مے شوی، بہ کیں خیزی　　در دِل آری، کہ خونِ اُو ریزی

تو (یہ بات سن کر) تو جوش میں آجاتا اور لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے تیرا جی چاہتا ہے کہ اسے قتل کردے۔

۲۱۳ آنچہ بر خود، روا نمے داری　　چوں پسندی بحضرتِ باری

پس جو بات تو اپنے لئے جائز نہیں رکھتا وہی خدا کے لئے کیونکر پسند کرتا ہے۔

۲۱۴ چوں پسندی، کہ کارسازِ اُمور　　ابکمے ہست و از سخن معذور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ سب کاموں کا کارساز گونگا اور بات کرنے سے عاجز ہو۔

۲۱۵ چوں پسندی، کہ واہبِ ہر نور　　بخل ورزیدہ، یا شُداشت قصور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ ہر نور کے بخشنے والے نے بخل اختیار کرلیا یا اس سے غلطی ہوگئی۔

۲۱۶ چوں پسندی، کہ حضرتِ غیور　　ہست عاجز، چو مردگانِ قبور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ غیرتمند خدا قبروں کے مردوں کی طرح عاجز ہے۔

بہرِ تعظیم ہست ، مذہب و دیں تُف بر آں دیں، کہ مے کُند توہیں ۲۱۷

مذہب اور دین تو خدا کی عظمت کیلئے ہیں ایسے مذہب پر تف ہے جو اس کی توہین کرتا ہے۔

آنکہ اُو خلق را ، زبانہا داد خاک را ، طاقتِ بیانہا داد ۲۱۸

وہ خدا جس نے خلق کو زبان دی اور خاک کو گویائی کی قوت بخشی۔

چُوں بوَد گُنگ و بے زباں ہیہات شرمت آید، ز پاک و کاملِ ذات ۲۱۹

وہ خود کس طرح گونگا اور بے زبان ہوسکتا ہے تجھے اس پاک اور کامل وجود سے شرم کرنی چاہئے۔

جامِع ہر کمال و عِزّ و جلال چُوں بوَد ناقص، اَے اسیرِ ضَلال ۲۲۰

وہ سارے کمالات اور جاہ وجلال کا جامع ہے اے گرفتار گمراہی وہ ناقص کس طرح ہوسکتا ہے۔

ہمہ اَوصافِ اُو، چو گشت عِیاں چُوں بماندے تکلُّمش پنہاں ۲۲۱

جب اس کی تمام صفات ظاہر ہوگئیں۔ تو پھر اس کا بولنا کیونکر مخفی رہ سکتا تھا۔

دِیدہ آخر برائے آں باشد کہ بدُو مرد راہ داں باشد ۲۲۲

آنکھیں آخر اسی کام کے لئے ہوتی ہیں کہ آدمی ان سے راستہ دیکھے۔

وہ چہ ایں چَشم ہست و ایں دِیدہ کہ بَرُو آفتاب پوشِیدہ ۲۲۳

یہ تیری آنکھ اور نظر بھی خوب ہے! کہ آفتاب اسے نظر نہیں آتا۔

گر بدِل باشَدت خیالِ خُدا ایں چُنیں نایَد از تو اِستِغنا ۲۲۴

اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی لاپروائی تجھ سے ظہور میں نہ آتی۔

از دِل و جاں طریقِ اُو جوئیٔ وز سرِ صِدق سُوئے اُو پوئیٔ ۲۲۵

تو اپنے جان و دل سے اس کا راستہ ڈھونڈتا اور صدق سے اس کی طرف دوڑتا۔

۲۲۶ ہر کرا، دِل بَوَد بہ دِلدارے خَبرَش پُرسَد از خبردارے

جس کا دل کسی معشوق سے لگا ہوا ہوتا ہے وہ تو واقف کار سے اس کی خبر معلوم کرتا رہتا ہے۔

۲۲۷ گر نباشد لِقائے مجبُوبے جویَد از نزدِ یار مکتوبے

اگر محبوب کی ملاقات میسر نہ ہو تو یار کے خط ہی کا طالب ہوتا ہے۔

۲۲۸ بے دِلآرام، نایَدَش آرام گہ بَرُویش نظر گہے بکلام

اسے محبوب کے سوا آرام نہیں آتا کبھی اس کے منہ کو دیکھتا ہے کبھی اس کے کلام کو۔

۲۲۹ آنکِہ داری بدِل مجبّتِ اُو نایَدَت صَبر جُز بہ صُحبتِ اُو

وہ شخص جس کی محبت تیرے دل میں ہے۔ تجھے بغیر اس کی ملاقات کے صبر نہیں آتا۔

۲۳۰ فُرقتِ اُو، گر اِتّفاق اُفتَد در تن و جانِ تو فِراق اُفتَد

اگر اس سے اتفاقاً جدائی ہو جائے تو تیرے بدن سے تیری جان نکلنے لگے۔

۲۳۱ دِلَت از ہجرِ اُو کباب شَوَد چَشمَت از رَفتَنَش پُر آب شَوَد

تیرا دل اس کے ہجر سے کباب ہو جائے اور اس کے جانے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔

۲۳۲ باز چُوں آں جمال و آں رُوئے شُد نصِیبِ دو چشم، در کُوئے

پھر جب وہ حسن اور وہ چہرہ کسی گلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آ جائے۔

۲۳۳ دست در دامَنش زنی بجنُوں کِہ زِ نادِیدَنَت دِلَم شُد خُوں

تو تو دیوانہ وار اس کا دامن پکڑ کر کہتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا۔

۲۳۴ اِیں مجبّت بہ ذرّۂ اِمکاں وز دِل، افگندۂ، خُدائے یگاں

مخلوقات میں سے ایک ذرہ کے ساتھ تو ایسی محبت مگر خدائے لاثانی کو تو نے دل سے اتار رکھا ہے۔

۲۳۵ لاابالی فتادۂ زاں یار   فارغی زاں جمال و زاں گفتار

تو اس یار سے بالکل بے پرواہو گیا ہے اور اس کے جمال اور گفتار سے بے تعلق ۔

۲۳۶ مُردگاں را، ہمے کشی بہ کنار   وز دِلآرام زندۂ بیزار

مردوں کو تو گود میں لیتا ہے پر زندہ محبوب سے بیزار ہے۔

۲۳۷ کس شنیدی کہ قانع از یارست   عشق و صبر، ایں دو کار دشوارست

کیا تو نے کوئی ایسا عاشق سنا ہے جو یار سے بے پرواہو عشق اور صبر دونوں کا جمع ہونا مشکل ہے۔

۲۳۸ آنکہ در قعرِ دِل فرود آید   دیدہ از دیدنش نیاسائد

جو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو پھر آنکھ اس کے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی۔

۲۳۹ تو دِلِ خود، بہ دیگراں دادہ   یکسر از یار، فارغ اُفتادہ

تو نے اپنا دل دوسروں کو دے رکھا ہے اور یار کی طرف سے بالکل لاپرواہو گیا ہے۔

۲۴۰ ایں بود حال و طورِ عاشقِ زار   ایں بود قدرِ دِلبر، اے مُردار

کیا عاشق زار کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے اے مردار کیا یہی دلبر کی قدر ہے۔

۲۴۱ عاشقاں را بود، زِ صدق آثار   اے سیہ دِل، ترا بہ عشق چہ کار

عاشقوں میں تو صدق کے آثار پائے جاتے ہیں اے سیہ دل بھلا تجھے عشق سے کیا کام۔

۲۴۲ تا زِ تو، ہستی ات، بدر نرود   تخمِ شرک از دِلِ تو، بر نہ رود

جب تک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا۔

۲۴۳ پائے سعیت بلند تر نرود   تا ترا دودِ دِل بسر نرود

تیری کوشش کا قدم اونچا نہیں پڑے گا جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پہنچ جائے۔

۲۴۴ یار پَیدا شَوَد، دراں ہنگام — کِہ تو گردی نِہاں زِ خُود بتمام

یاراس وقت ظاہر ہوگا جب تو اپنے آپ سے پوری طرح غائب ہو جائے۔

۲۴۵ تا نہ سوزی، زِ سوز و غم نَرَہی — تا نہ میری، زِ مَوت ہم نَرَہی

جب تک تو نہیں جلے گا سوز و غم سے نجات نہیں پائے گا اور جب تک تو مرے گا نہیں موت سے بھی رہائی نہیں پائے گا۔

۲۴۶ چِیست آں ہرزہ جان و تن کِہ نسوخت؟ — آتش اندر دِلے بزَن، کِہ نسوخت

وہ جان و تن کیسے بیہودہ ہیں جو (عشق میں) نہیں جلتے ایسے دل کو آگ لگا دے جو نہیں جلتا۔

۲۴۷ کُلبۂِ جسمِ خُود، بِکُن برباد — چُوں نمے گردد، از خُدا آباد

اپنے جسم کی جھونپڑی کو برباد کر دے اگر وہ خدا سے آباد نہیں ہوتی۔

۲۴۸ پائے خُود را جُدا کُن، از تنِ خویش — چُوں نگیرد، رہے صَداقت پیش

اپنے جسم سے اپنے پیر کو کاٹ ڈال اگر وہ صداقت کا راستہ اختیار نہیں کرتا۔

۲۴۹ ہیچ چِیزے، چو ذاتِ بیچُوں نیست — جِگَرے خُوں شَوَد، کزُو خُوں نیست

کوئی چیز بھی اس بے مثل ذات کی مانند نہیں وہ دل تباہ ہو جائے جو اس کی محبت میں خون نہیں ہوتا۔

۲۵۰ گنج ہائے جہاں فِدائے نگار — بہ زِصد گنج خاکِ پائے نِگار

سارے جہان کے خزانے اس محبوب پر قربان ہیں اور محبوب کے پیروں کی خاک سینکڑوں خزانوں سے بہتر ہے۔

۲۵۱ ہرچہ از دستِ اُو رَسَد آں بہ — خارِ اُو، از ہزار بُستاں بہ

جو کچھ اس کے ہاتھ سے پہنچے وہی اچھا ہے اس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے۔

۲۵۲ ذِلّت از بہرِ اُو، زِ عِزّت بہ — قِلّت از بہرِ اُو زِ کثرت بہ

اس کی خاطر ذلت برداشت کرنا عزت سے بہتر ہے اس کی خاطر غربت اختیار کرنا دولتمندی سے بہتر ہے۔

۲۵۳ مُردن از بہرِ اُو حیاتِ مُدام صد لذائذ فدائے آں آلام

اس کی خاطر مرنا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ان تکلیفوں پر سینکڑوں لذتیں قربان ہیں۔

۲۵۴ اَے کہ در کُوئے دِلستاں گُذری باوفا باش، ورزِ جاں گُذری

اے وہ شخص! جو دلبر کے کوچے میں سے گزر رہا ہے تو باوفا رہ خواہ جان چلی جائے۔

۲۵۵ صادِقانے کہ طالِبِ یار اند جاں فِشاناں زِ بہرِ دِلدار اند

وہ راستباز جو یار کے طالب ہیں وہ تو دلدار کے لئے جان قربان کر دیتے ہیں۔

۲۵۶ گر نیابَند راہِ آں دِلبر از غمش جاں کُنَنْد زیر و زَبَر

اگر وہ اس محبوب تک پہنچنے کا راستہ کھلا نہیں پاتے تو اس کے غم میں اپنی جان تہ و بالا کر دیتے ہیں۔

۲۵۷ از دِلآرام رنگ مے دارند وز رہِ نام، ننگ مے دارند

وہ یار کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں اور شہرت سے انہیں عار آتی ہے۔

۲۵۸ لذّتِ خُود، بہ درد، مے بِینند حُسن، در رُوئے زَرْد، مے بِینند

وہ اپنی لذت درد میں پاتے ہیں اور روئے زرد میں حسن دیکھتے ہیں۔

۲۵۹ تو کہ چُوں خر، بہ گِل فرومانی ہِمّتِ آں یلاں، چہ میدانی؟

تو جو گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے ان پہلوانوں کی ہمت کو کہاں جان سکتا ہے۔

۲۶۰ سہل باشد حکایت از غم و درد داند آں کس، کہ رُو بہ غمہا کرد

غم اور درد کی باتیں کرنی آسان ہیں مگر ان کا مزا وہی جانتا ہے جسے غم پیش آئیں۔

۲۶۱ آفرینِ خُدا، بر آں جانے کہ زِ خُود شُد، برائے جانانے

خدا کی رحمت ہو اس جان پر جس نے محبوب کی خاطر خودی چھوڑ دی۔

۲۶۲ منزلِ یارِ خویش، کرد بدل　　وز ہوا ہا رمید صد منزل

دل میں یار کا ٹھکانا بنالیا اور ہوا و ہوس سے سینکڑوں کوس دور چلا گیا۔

۲۶۳ از خُودی در شُد و خُدا را یافت　　گُم شُد و، دستِ رہنما را یافت

خودی سے دور ہوگیا اور خدا کو پالیا اپنے تئیں کھو کر رہنما کے ہاتھ کو حاصل کرلیا۔

۲۶۴ تو چہ یابی، کِہ غافلی زیں راہ　　واز جلالِ خُدا، نۂ آگاہ

تو بھلا کیا پائے گا کہ اس راستہ ہی سے غافل ہے۔ اور خدا کے جلال سے بھی واقف نہیں۔

۲۶۵ ہمہ کارت بہ عقلِ خام اُفتاد　　ہمہ سعیِ تو ناتمام اُفتاد

تیرے سارے کام عقل خام سے ہی وابستہ رہے اور تیری ساری کوششیں ناکام رہیں۔

۲۶۶ ہمچو طُوطی، ہمیں سُخن یاد است　　کِہ بَشَر، عاقِل است و آزاد است

طوطے کی طرح بس یہی بات یاد ہے کہ انسان عاقل ہے اور آزاد ہے۔

۲۶۷ اَے کہ دیوانۂ، پئے اموال　　وہ کہ در کارِ دِیں، چُنیں اِہمال

اے وہ جو کہ زردمال کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے افسوس دین کے کام میں اس قدر فرو گذاشت۔

۲۶۸ رُوئے دِل را، بجانبِ دِیں کُن　　فِکرِ آخر، غمِ نخستیں کُن

اپنے دل کا رخ دین کی طرف کردے اور آخرت کے فکر کو سب سے مقدم فکر بنالے۔

۲۶۹ حصرِ تو بر قیاس، در ہمہ حال　　ہَست بر حُمقِ تو، یک اِستدلال

تیرا ہر حال میں قیاس پر ہی انحصار رکھنا تیری بیوقوفی پر ایک دلیل ہے۔

۲۷۰ تا نہ فرماں رَسد بہ اِعلانے　　چُوں شوَد کس، مُطیعِ فرمانے

جب تک اعلان کے طور پر کوئی حکم نہ پہنچے تو کیوں کوئی ایسے حکم کو بجالائے۔

تا نہ حُکمے شَوَد ظہور پذیر چُوں تُوانی شُدن مُطیعِ امیر ۲۷۱

جب تک حاکم کا حکم ظاہر نہ ہو تب تک تو حاکم کی اطاعت کس طرح کر سکتا ہے۔

تا نہ گردد کسے، زِ حق مامُور کُفر و اِیماں، چساں کُنند ظہور ۲۷۲

جب تک کوئی حق کی طرف سے مامور نہ ہو تو (لوگوں کے) کفر اور ایمان کیونکر ظاہر ہوں۔

تا نیایَد اِشارتے زِ نگار چہ بَرآیَد، زِ دستِ عاشِقِ زار ۲۷۳

جب تک اس محبوب کی طرف سے اشارہ نہ ہو تو عاشق زار کے ہاتھوں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔

فرق در سَرکش و مُطیعِ خُدا جُز بہ حُکمش، چساں شَوَد پَیدا ۲۷۴

خدا کے سرکش اور اس کے مطیع میں جو فرق ہے بغیر اس کے حکم کے کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے۔

شرطِ تعمیلِ حُکم، چُوں حُکم است پس وُجُودش بجو، نُخُست اَے مَست ۲۷۵

تعمیل حکم کی شرط چونکہ حکم کا موجود ہونا ہے اس لئے اے دیوانے پہلے خود اس حکم کو ڈھونڈھ۔

ورنہ، اِیں دعوئِ غلط بِگذار کہ رَوَم، زیرِ حُکمِ آں داوار ۲۷۶

ورنہ اس غلط دعوے کو ترک کر کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت چل رہا ہوں۔

خُود تراشیدن، از خُودی فرماں آں نہ حُکمِ خُدا ست، اَے ناداں ۲۷۷

اپنی مرضی سے حکم گھڑ لینا اے نادان یہ خدا کا حکم نہیں ہو سکتا۔

نہ بہ عُرف است، نے بہ عقل روا کہ شَوَد ظنِّ خویش، حُکمِ خُدا ۲۷۸

عرف عام اور عقل دونوں کی رو سے یہ جائز نہیں کہ اپنا ظن خدا کا حکم بن جائے۔

حُکمِ اُو آں بُوَد، کہ اُو فرمُود پس چو فرمُود، خُود نگہ کُن زُود ۲۷۹

اس کا حکم تو وہ ہے جو خود اس نے دیا اور جب وہ حکم دے دے تو فوراً توجہ کر۔

۲۸۰ کہ ازیں شُد ثبوتِ وَحیِ خُدا شُد ضرورت مُسَلَّمش زِیں جا

کیونکہ اسی بات سے خدا کی وحی کا ثبوت ملتا ہے اسی دلیل سے خود اس کی ضرورت بھی ثابت ہوتی ہے۔

۲۸۱ گر دِہندت بصیرتِ دِینی در گمُانْہا، ہلاکِ خُود، بِینی

اگر تجھے دینی معرفت نصیب ہو تو تو گمان میں اپنی ہلاکت دیکھے۔

۲۸۲ بِنگر آخِر بہ عقل و فِکر و قِیاس کہ خِرَد را نہ مُحکم است اَساس

عقل، فکر اور قیاس سے دیکھ تو سہی کہ عقل کی بنیاد مضبوط نہیں ہے۔

۲۸۳ تا نباشد رفیقِ اُو، دِگرے نایدش از رہِ یقیں، خَبَرے

جب تک دوسرا اس کا رفیق نہ بنے تب تک اس کو یقین کی راہ کی خبر نہیں ملتی۔

۲۸۴ تا نہ بینی بَدیدہا جائے یا نہ یابی خَبَر، زِ بِینائے

جب تک تو کسی جگہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتا یا کسی دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پالیتا۔

۲۸۵ خُود نگویَد تُرا خِرَد زِ شُمار کہِ چُنِیں دارد، آں مکاں آثار

تب تک خود عقل تجھے ہرگز نہیں بتاتی کہ فلاں مکان کے یہ یہ نشان ہیں۔

۲۸۶ پس چہ مُمکِن، کہ دَم زَنَد بمَعاد کہِ چُنِیں اند، آں دِیار و بِلاد

پھر کیونکر ممکن ہے کہ عالم آخرت کے بارے میں وہ عقل دم مار سکے کہ وہ ملک اور مقامات ایسے ہیں۔

۲۸۷ اِیں چہ حُمق است و اِیں چہ بے راہی کہِ بجَہل است، لافِ آگاہی

یہ کیسی بیوقوفی اور گمراہی کی بات ہے کہ تو جاہل ہو کر علم کی لاف مارتا ہے۔

۲۸۸ چُوں رَوی، از قیاسِ خُود بہ رَہے کہِ نَدِیدی، بہ عُمرِ خویش گہے

تو محض قیاس سے ایسی راہ پر کس طرح چل سکتا ہے جسے تو نے عمر بھر میں کبھی بھی نہیں دیکھا۔

٢٨٩ چُوں شُد، از عالَمِ دِگر خَبرَت　　مادَرَت دِیدہ بُود، یا پِدَرَت

تجھے عالم آخرت کی خبر کیونکر ہوگئی کیا تیری ماں نے اسے دیکھا تھا یا تیرے باپ نے۔

٢٩٠ وَر نَدِیدَ است کس، چِساں دانی　　کَم خَرام، اَے دَنی، بہ عُریانی

اگر کسی نے نہیں دیکھا تو پھر تجھے کیونکر معلوم ہوا اے کمینے ننگا ہوتے ہوئے مٹک کر نہ چل۔

٢٩١ تو کِہ داری زِ اَنبیاء اِنکار　　اِیں ہمہ کوری است و اِستِکبار

تو جو انبیاء کا منکر ہے یہ بھی سب تیرا اندھاپن اور تکبر ہے۔

٢٩٢ یک نَظَر کُن، بہ فِطرتِ اِنساں　　کِہ نَدارَند، جَوہرے یکساں

انسانوں کی فطرت پر ایک نظر ڈال کہ وہ سب برابر قابلیت نہیں رکھتے۔

٢٩٣ مختلِف اُوفتاد، ہر بَشَرے　　کس بخَیرے فزُود، کس بَشَرے

ہر شخص دوسرے شخص سے مختلف ہے کوئی نیکی میں بڑھ گیا کوئی بدی میں۔

٢٩٤ پس چو یک بیش و، دیگر است کمے　　ہمچُنیں در قبُولِ فَیض ہمے

پس جب ایک زیادہ اور دوسرا کم ہے تو اسی طرح فیض خداوندی کے قبول کرنے میں بھی (ان کے مدارج ہیں۔)

٢٩٥ خُود نگہ کُن کُنُوں، زِ صِدق و صفا　　کِہ چِہ ثابت ہمے شَوَد، زِ ینجا

اب صدق وصفا کے ساتھ خود دیکھ لے کہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

٢٩٦ شَبِ تار است، و خَوف بیش از بیش　　از سرِ خُود رَوی، مدہ سرِ خویش

اندھیری رات ہے اور خوف بہت زیادہ ہے خودروی کی وجہ سے کہیں اپنا سر نہ دے دینا۔

٢٩٧ پسِ دیوار، چُوں نمے دانی　　چُوں بِدانی غُیُوبِ رَبّانی؟

جب تو دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا پھر غیب خداوندی کو کیونکر جان سکتا ہے۔

۲۹۸ در شگفتم، کہ باچُنیں نُقصاں از چہ برعقل مے شوی نازاں؟

میں حیران ہوں کہ باوجود اس قدر نقص کے تو عقل پر کس وجہ سے نازاں ہے۔

۲۹۹ اینچہ عقل است و اینچہ معرفت است؟ اِینچہ قہرِ خُدا، دو چشمت بست؟

یہ کیسی عقل اور کیسی معرفت ہے خدا کا یہ کیسا قہر ہے کہ جس نے تیری آنکھیں بند کردی ہیں۔

۳۰۰ ایں جہانت، چو عید خُوش اُفتاد واں وعیدِ خُدا، نَداری یاد

تجھے یہ جہان عید کی طرح پسند آ گیا اور خداوند کی سزا تجھے یاد نہ رہی۔

۳۰۱ بِشنو از وَحیِ حق، چہ گوید راز از جنابِ وحید و بے اَنباز

خدا کی وحی کو سن کہ کیا راز بیان کرتی ہے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف سے۔

۳۰۲ کاں خِرَدہا، کہ در دِلِ عُقَلاست ہمہ یک ذرّۂِ، زِ آتشِ ماست

یعنی یہ سب عقلیں جو دانشمندوں کے دلوں میں ہیں یہ سب ہماری آگ ایک چنگاری ہیں۔

۳۰۳ آں کلامِ خُدا، نہ بر فلک است تا بگوئی کہ ہست دُور از دَست

خدا کا کلام آسمان پر نہیں ہے تا کہ تو یہ کہے کہ ہماری پہنچ سے دور ہے۔

۳۰۴ یا بِگوئی کہ کار ہست محال بر فَلک رفتنم، کُدام مَجال

یا تو کہے کہ کام بہت مشکل ہے میری کیا طاقت کہ آسمان پر جاسکوں۔

۳۰۵ نے بزیرِ زمیں، کلامِ خُدا تا بگوئی کہ چُوں خَزم آنجا؟

اور نہ خدا کا کلام زمین کے نیچے ہے تا کہ تو کہے کہ میں وہاں کس طرح گھسوں۔

۳۰۶ چُوں زِ قعرِ زمیں، بِرُوں آرم؟ خُود چُنیں طاقتے، نمے دارم

اسے میں زمین کی گہرائیوں میں سے کیونکر باہر نکالوں میں تو ایسی طاقت نہیں رکھتا۔

۳۰۷ قطعِ عُذرِ تو کردہ، داورِ پاک   نُورِ عرش، آمدست بر سرِ خاک

خدائے قدوس نے تیرا عذر رفع کر دیا عرش کا نور زمین پر آ گیا ہے۔

۳۰۸ گر ترا رحمِ آں یگاں بکشد   دولتت سُوئے اُو عِنان بکشد

اگر اس خدائے واحد کا رحم تجھے کھینچ لے تو تیری خوش نصیبی اس نور کی طرف تجھے لے جائے۔

۳۰۹ اللہ اللہ، چہ ریخت از انوار   ہست رشحِ دِگر، دراں گُفتار

اللہ اللہ کیسے کیسے انوار اس نے بکھیرے ہیں اس کلام میں تو اور ہی طرح کا فیضان ہے۔

۳۱۰ جَہل گردد، ز دیدنش یکسُو!   رُو دہد صد کُشائشے زاں رُو

اس کے دیکھنے سے جہالت دور ہو جاتی ہے اور اس کی زیارت سے سینکڑوں مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔

۳۱۱ نُورہا آورد، تلاوتِ اُو   عالمے زیرِ بارِ منّتِ اُو

اس کی تلاوت نور کا پھل لاتی ہے ایک جہان اس کے احسانوں کے نیچے دبا ہوا ہے۔

۳۱۲ چشمِ بد دُور، ایں چہ ہست جمال   ہست یک چشمۂ، زِ آبِ زُلال

چشم بد دور یہ حسن کیسا عجیب ہے یہ تو گویا مصفی پانی کا ایک چشمہ ہے۔

۳۱۳ تا جہاں رسمِ دلبری بنہاد   کس چو اُو دلبری، ندارد یاد

جب سے جہان میں محبوبی کی رسم قائم ہوئی ہے کسی کے خیال میں بھی ایسا دلبر نہیں آیا۔

۳۱۴ آں شُعاعے کزو شُد است عیاں   کس ندیدہ، ز مہر و مہ بجہاں

وہ روشنی جو اس سے ظاہر ہوئی کسی نے اس دنیا میں سورج اور چاند میں بھی نہیں دیکھی۔

۳۱۵ چند بر عقلِ خام ناز کُنی   چہ کُنم، تا تو دیدہ باز کُنی

کہاں تک تو ناقص عقل پر اتراتا رہے گا میں کیا کروں تا کہ تو آنکھیں کھولے۔

۳۱۶ نقصِ خُود بِنگر و کمالِ خُدا   ذِلّتِ خویشتن، جلالِ خُدا

تو اپنا نقص دیکھ اور خدا کا کمال دیکھ اپنی ذلت دیکھ اور خدا کا جلال دیکھ۔

۳۱۷ از رہِ عقل، راہِ ربِّ مجید   کَس ندید است و، کَس نخواہد دِید

عقل کے ذریعہ سے خدائے بزرگ کا راستہ نہ کسی نے کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گا۔

۳۱۸ اَندر آنجا کہ سوختن بایَد   چُوں رہے از قیاس بِکشایَد

ایسی جگہ جہاں جلنے کی ضرورت ہو وہاں محض قیاس سے کس طرح راستہ کھل سکتا ہے۔

۳۱۹ تا نشُد وَحیِ حق مَدد فرما   تا نیاوُرد بُو نسیمِ صبا

جب تک خدا کی وحی نے مدد نہ کی۔ اور جب تک بادِ بہار خوشبو نہ لائی۔

۳۲۰ عقل را، زاں چمن نبُود خبَر   طائرِ فکر بُود، سوختہ پَر

اس وقت تک عقل کو اس چمن کی خبر نہ تھی اور فکر کے پرندے کے پر جلے ہوئے تھے۔

۳۲۱ آں صبا، نگہتے زِ یار آوُرد   تا خِرَد نیز، رُو بکار آوُرد

وہ بادِ بہار (وحی) یار کی طرف سے ایک خوشبو لائی یہاں تک کہ عقل بھی کام دینے لگی۔

۳۲۲ بارہا آب، خُود نِگار آوُرد   تا نخیلِ قیاس بار آوُرد

کئی دفعہ وہ محبوب خود پانی لایا۔ یہاں تک کہ عقل کا درخت بار آور ہوگیا۔

۳۲۳ وقتِ عَیش است و مَوسِمِ شادی   تو چِہ در سوگ و ماتم اُفتادی

یہ تو عیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے تو کیوں ماتم اور سوگ میں پڑا ہوا ہے۔

۳۲۴ تُند بادے بخواہ، از دادار   تا خَس و خارِ تو بَرَد، یک بار

خدا تعالیٰ سے ایک ایسی آندھی مانگ کہ تیرا کوڑا کرکٹ یکدم اڑ جائے۔

۳۲۵ دَر خُور و مَہ، شکے نگیرد راہ   تو زِ دِلدارِ خویش، دِیدہ بخواہ

سورج اور چاند کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوا کرتا تو اپنے محبوب سے آنکھیں مانگ۔

۳۲۶ گُمرہی، تا دمے کہ سَرتابی   چُوں بجوئی زِ صِدقِ دِل، یابی

تو اس وقت تک گمراہ ہے جب تک کہ تو سرکش ہے جب سچے دل سے تلاش کرے گا تو اس کو پالے گا۔

۳۲۷ نیستی، طالِبِ حقیقتِ راز   بس ہمیں مشکِل است، اَے ناساز

تو حقیقت کا طالب ہی نہیں ہے اے کندہ ناتراش یہی تو مشکل ہے۔

۳۲۸ بر وُجودش، زِ صَنعت، اِستِدلال   اِیں مجاز است، نے چو اصل وِصال

خدا کے وجود پر اس کی صنعتوں سے استدلال کرنا صرف مجاز ہے نہ کہ سچا وصل۔

۳۲۹ وصلش، از آلۂ مجازی نیست   باز کُن دِیدہ، جائے بازی نیست

اس کا وصل مجازی ذریعہ سے نہیں ہوا کرتا۔ آنکھیں کھول یہ مذاق نہیں ہے۔

۳۳۰ گر بر آتش دو صد جِگر سوزی   نیستَت از قیاس پیروزی

اگر تو آگ پر دو سو جگر بھی کباب کرے تب بھی عقل سے کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

۳۳۱ خَبَرے، نیستَت زِ جانانہ   مے زَنِی ہرزہ، گام کورانہ

تجھے تو محبوب کی خبر بھی نہیں اور اندھا دھند بے ہودہ قدم مار رہا ہے۔

۳۳۲ آں یقینے کہ بَخشَدَت دادار   چُوں قیاس خودت نِہَد بکِنار

وہ یقین جو خدا تجھے بخشتا ہے ویسا یقین تیری اپنی عقل تیرے پاس کب لا سکتی ہے۔

۳۳۳ آں یکے، از دہانِ دِلدارے   نُکتہ ہائے شُنید و اسرارے

ایک تو وہ ہے جس نے دلدار کے اپنے منہ سے نکتے اور اسرار سنے۔

۳۳۴ واں دِگر از خیالِ خُود بگُماں پس کُجا باشَد اِیں دو کس یکساں

اور دوسرا وہ جو شک میں گرفتار ہے پس کس طرح یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

۳۳۵ اَیکہ مغرُورِ راہِ مَظنُونی تو نہ عاقِل کِہ سخت مجنُونی

اے وہ شخص جو ظن اور گمان کی راہ پر مغرور ہے تو عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے۔

۳۳۶ آں خُدا را، کزوست مِنّت ہا بِشُمرِی زیرِ مِنّتِ عُقَلا

وہ خدا جو احسان کا سر چشمہ ہے تو اس کو عقلمندوں کا زیر احسان سمجھتا ہے۔

۳۳۷ اِیں خُدائے عجیب در دِلِ تُست کہ چُنیں است زار و ماندہ و سُست

یہ عجیب خدا تیرے دل میں سمایا ہوا ہے جو ایسا کمزور لاچار اور سست ہے۔

۳۳۸ تا نہ از عاقِلاں مَدَد ہا یافت نتُوانِست، سُوئے خَلق شِتافت

کہ جب تک عقلمندوں کی طرف سے اسے مدد نہ ملی تب تک وہ مخلوق کی طرف نہ آ سکا۔

۳۳۹ کَے پَسَندَد خِرَد کہ آں اکبر شُہرتے یافت، از طُفیلِ بَشَر

عقل اس امر کو کس طرح تسلیم کر سکتی ہے کہ خدا نے انسان کے طفیل ساری شہرت حاصل کی ہے۔

۳۴۰ شبِ تار است و، دشت و بِیمِ دَداں چُوں بخوابی بہ غفلت، اَے ناداں

اندھیری رات ہے جنگل ہے اور درندوں کا ڈر اے ناداں پھر تو کیوں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔

۳۴۱ خیز و بر حالِ خُود، نگاہ بِکُن خطرِ راہ بِبیں و آہ بِکُن

اٹھ اور اپنے حال پر نظر کر راستہ کے خطرات دیکھ اور آہیں بھر۔

۳۴۲ خیز و از نَفسِ خُود بِپُرس نِشاں کہ چہ خواہد مراتِبِ عِرفاں

اٹھ اور اپنے نفس سے ہی یہ بات پوچھ کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے درجے مانگتا ہے۔

مے تپد از برائے رفعِ حجاب؟ یا قیاسش بس است در ہر باب؟ ۳۴۳

آیا وہ حجاب دور ہونے کے لئے تڑپ رہا ہے یا ہر بات میں وہ قیاس کو کافی سمجھتا ہے۔

اَفَلَا تُبْصِرُوْن، گفت خدا خیز و در نفس جو تعطّش ہا ۳۴۴

خدا نے افلا تبصرون فرمایا ہے اٹھ اور اپنے نفس کی پیاس کی حقیقت معلوم کر۔

تو اسیری بصد ہزار خطا ہر خطائے بتر زِ اژدرہا ۳۴۵

تو لاکھوں غلطیوں میں گرفتار ہے اور ہر غلطی اژدہوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

عجب ایں کوری است و بے بصری کہ ازیں کارِ خام، بے خبری ۳۴۶

یہ اندھا پن اور نابینائی عجیب طرح کی ہے کہ تو اس کچی بات سے بھی بے خبر ہے۔

سخن راست است، نے زِ خطاست تو نہ فہمی سخن، خطا اینجاست ۳۴۷

بات سچی ہے غلط نہیں ہے غلطی یہ ہے کہ تو بات کو نہیں سمجھتا۔

سرِّ سربستہ و، ورائے ورا کہ کشاید، بدونِ وحیِ خدا ۳۴۸

مخفی اور نہاں در نہاں بھید خدا کی وحی کے سوا کون کھول سکتا ہے۔

رازِ ذاتِ نہاں، کہ گوید باز جز خدائیکہ ہست محرمِ راز ۳۴۹

اس مخفی ذات کا بھید کون ظاہر کرسکتا ہے سوائے اس خدا کے جو راز دان ہے۔

مشتِ خاکے، فتادہ است براہ تند بادے بجوید از درگاہ ۳۵۰

انسان ایک مشت خاک ہے جو راستے میں گرا ہوا ہے وہ خدا کی جناب سے ایک آندھی مانگتا ہے۔

تو نہ فہمی ہنوز ایں سخنم در دلت چوں فروشوم؟ چہ کنم؟ ۳۵۱

تو ابھی میری یہ بات نہیں سمجھتا۔ میں تیرے دل میں کیونکر اتر جاؤں۔

۳۵۲ اَے دریغا، کہ دِل زِ درد گُداخت درد مارا مخاطبے نَشناخت

افسوس کہ ہمارا دل غم کے مارے گداز ہو گیا مگر ہمارے درد کو مخاطب نے پھر بھی نہیں پہچانا۔

۳۵۳ اَے خُورِ رُوئے یار، زُود برآ کہ دِل آزُرد، از شبِ یلدا

اے یار کے مکھڑے کے سورج جلدی نکل۔ کہ اندھیری رات کی وجہ سے دل غمگین ہے۔

۳۵۴ یک نِگاہے بس است، در دِیں ہا کاش دِیدے کسے، زِ خوفِ خُدا

مذہبوں کے معاملہ میں ایک نظر ہی کافی ہے کاش کوئی خدا کے خوف کے ساتھ ان کو دیکھتا۔

۳۵۵ آشکار است، کُفر و اِیماں ہم گُفتمَت آشکار و پنہاں ہم

کفر بھی ظاہر ہے اور ایمان بھی یہ بات میں نے تجھے ظاہر بھی بتائی اور پوشیدہ بھی۔

۳۵۶ ترکِ خوفِ خُدا و بَدعَملی ایں دو چیز اند، تُخمِ تیرہ دِلی

خدا کا خوف ترک کر دینا اور برے عمل کرنا۔ یہی دو چیزیں سیاہ دلی کا باعث ہیں۔

۳۵۷ ورنہ رُوئے نِگار، نیست نِہاں ہر حجابے زِتُست، اَے بیجاں

ورنہ محبوب کا چہرہ تو چھپا ہوا نہیں ہے اے مردہ دل جو بھی پردہ ہے وہ خود تیری طرف سے ہے۔

۳۵۸ از رگِ جاں قریب تر یار است ہَرزہ، از تو درازئ کار است

یار تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے محض تیری بیہودگی نے بات لمبی کر دی ہے۔

۳۵۹ ہر کہ برخاست از خودی یکبار خُود نِشیند بکارِ اُو دادار

جو یک دم اپنی خودی سے الگ ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا کام خود سنبھال لیتا ہے۔

۳۶۰ حیّ و قیُّوم و قادر ست نِگار تو مَپندار مُردہ، اَے مُردار

وہ محبوب تو حی و قیوم اور قادر ہے اے ذلیل انسان تو اسے مردہ نہ سمجھ۔

۳۶۱ مَیلِ رَفتن گرست، جانبِ یار   جانبِ صِدق را عزیز بِدار

اگر تجھے یار کی طرف جانے کا شوق ہے تو راستی کے پہلو کو مقدم رکھ۔

۳۶۲ ور شکے ہست، خیز و تجربہ کُن   تا شُکُوکت برآورم از بُن

اور اگر کچھ شبہ ہے تو اٹھ اور تجربہ کر لے تا کہ میں تیرے شکوک جڑ سے نکال پھینکوں۔

۳۶۳ گر خرد پاک از خطا بُودے   ہر خرد مند با خُدا بُودے

اگر عقل غلطی سے پاک ہوا کرتی تو چاہئے تھا کہ ہر عقلمند با خدا ہوتا۔

۳۶۴ کس نرَست از ذُہُول و سَہو و خطا   جُز خُداوندِ عالمُ الاشیاء

کوئی بھی بھول چوک اور غلطی سے بچا ہوا نہیں۔ سوائے اس خدا کے جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

۳۶۵ نظرے کُن، زِ رُوئے اِستقرا   گر کسے رَستہ است، باز نُما

تو استقرا کی رو سے غور کر اگر کوئی ان باتوں سے بچا ہے تو تو ہی بتا دے۔

۳۶۶ ورنہ باز آ، زِ شورش و اِنکار   جیفۂ کِذب را مخور زِنہار

ورنہ فساد اور انکار سے باز آ۔ اور جھوٹ کی سڑی ہوئی لاش کو ہرگز نہ کھا۔

۳۶۷ آخرت، با خُدا فتَد سَروکار   خُود نگہ کُن، بِترس زاں دادار

آخر کار تجھے خدا سے ہی کام پڑے گا تو آپ ہی سوچ لے اور اس عادل سے ڈر۔

۳۶۸ در خرابات اُوفتاد دِلے   خُود بخُود چوں بِرُوں شَوَد زِ گِلے

جو دل شراب خانہ میں پڑا ہوا ہے وہ دلدل میں سے آپ ہی کیوں کر نکل سکتا ہے۔

۳۶۹ رُو بہ باطِل نِہادۂ، باز آ   دِل بہ بَد رُوئے دادۂ باز آ

تو نے باطل کی طرف توجہ کر رکھی ہے باز آ جا ایک بدصورت پر عاشق ہو گیا ہے تو باز آ جا۔

۳۷۰ در مزابِل ، فتادۂ باز آ — اِیں کُجا ، ایستادۂ باز آ

تو نجاست کی کوڑیوں پر پڑا ہوا ہے باز آ کہاں کھڑا ہے باز آ۔

۳۷۱ آخر اَے لاف زن زِ عقل وخِرَد — ہوش کُن ، پا مَنِہ بِروں از حَد

اے عقل وخرد کی لاف وگزاف مارنے والے ہوش میں آ۔اور حد سے پاؤں باہر نہ رکھ۔

۳۷۲ دَم زدن در خیالہائے مُحال — ہست شوریدہ مَشرَبی وضلال

ناممکن باتوں کا دعویٰ کرنا بداطواری اور گمراہی ہے۔

۳۷۳ ہر کِہ رخت اَفگنَد بہ وِیرانہ — مے نُمایَد ، بَتَر زِ دیوانہ

جو شخص ویرانوں میں اپنا ٹھکانا بناتا ہے وہ پاگلوں سے بھی بدتر ہے۔

۳۷۴ چُوں چُنیں سرزنی ،زِ راہِ صَواب؟ — چہ ندانی کہ آخر است حساب ؟

تو نیکی کے راستے سے اس طرح کیوں انکار کرتا ہے کیا نہیں جانتا کہ آخر حساب دینا پڑے گا۔

۳۷۵ پائے تو لنگ ، منزِلِ تو دراز — تَرسَمَت،چُوں رَسی ازیں تگ وتاز

تیرا پیر لنگڑا اور منزل دور ہے مجھے ڈر ہے کہ اس حالت میں تو منزل پر کیونکر پہنچے گا۔

۳۷۶ خُود چُنیں است ،فِطرتِ اِنساں — کہ چو بیند کہ مُشکِل است گراں

آدمی کی اپنی فطرت بھی یہی ہے کہ جب مشکل کو سخت دیکھتا ہے۔

۳۷۷ اوّل از زور وتاب وطاقتِ خویش — مے کُنَد سَعَی وجُہد بیش از بیش

تو پہلے اپنے ہی زور قوت اور طاقت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کرتا ہے۔

۳۷۸ تا مگر کارِ بَستہ ، بگشایَد — زیرِ بارِ سپاسِ کس ، نایَد

تا کہ رکا ہوا کام چل نکلے اور وہ کسی کا مرہون احسان نہ ہو۔

چُوں بہ بینَد کہ کار، رَفت از دست رَسَنِ اختیار رَفت از دست ۳۷۹

لیکن جب دیکھتا ہے کہ کام اس کی طاقت سے باہر ہے اور اختیار کی رسی اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

رُو نِہَد سُوئے کُوچۂ یاراں مَددے جویَد از مَددگاراں ۳۸۰

تو اپنے دوستوں کی گلی کا رخ کرتا ہے اور مددگاروں سے مدد مانگتا ہے۔

زورِ دستِ برادراں جویَد نزدِ ہر کارداں ہمے پویَد ۳۸۱

اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کا زور تلاش کرتا ہے اور ہر واقف کار کے پاس دوڑ کر جاتا ہے۔

چُوں بِمانَد زِ ہر طرف ناچار نالَد آخر بدرگہِ دادار ۳۸۲

پھر جب ہر طرف سے لاچار ہو جاتا ہے تو آخر میں خدا کے حضور روتا ہے۔

نعرہ ہامے زَنَد بحضرتِ پاک وز تَضَرُّع، جَبیں نِہَد بر خاک ۳۸۳

اس پاک درگاہ کے سامنے چیخیں مارتا ہے اور عاجزی سے ماتھے کو خاک پر رکھتا ہے۔

درِ خُود بَندَد و بِگریَد زار کاے کُشائِندۂ رہِ دُشوار ۳۸۴

اپنا دروازہ بند کر کے رو رو کر عرض کرتا ہے کہ اے مشکل کشا۔

گُنہَ من بہ بَخش و پردہ بپوش تا نہ دُشمن زَنَد بَشادی جوش ۳۸۵

میرے گناہ بخش اور میری پردہ پوشی کرتا کہ دشمن خوشی سے باغ باغ نہ ہو۔

چُوں چُنِیں فِطرتِ بَشَر اُفتاد زاں سِہ گُونہ صِفَت، کہ کردم یاد ۳۸۶

جب انسان کی فطرت ایسی ہے یعنی اس میں وہ تینوں صفات موجود ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔

آں حکیمش، زِ لُطفِ بےپایاں حسبِ فِطرت، بِداد ہم ساماں ۳۸۷

تو اس حکیم نے بھی بے حد مہربانی کے ساتھ اسے اس کی فطرت کے موافق سامان عطا کئے۔

از پئے جُہدِ خویش، عقلش داد راہِ فکر و قیاس و غوض، کُشاد ۳۸۸

جدوجہد کے لئے خدا نے اسے عقل بخشی۔ فکر، قیاس اور غور کا راستہ کھول دیا۔

وز پئے کار باہمیں اِمداد رحم در قلبِ یک دِگر بِنہاد ۳۸۹

باہمی امداد کے لئے اس نے ایک دوسرے کے دل میں رحم رکھ دیا۔

از شُعُوب و قبائِل و اقوام کرد کارِ نظام و رَبطِ تمام ۳۹۰

برادریاں، قبیلے اور قومیں بنا کر اس نے ایک نظام قائم کیا اور تعلقات مکمل کر دیئے۔

وز پئے حاجتِ فُیُوضِ خُدا کرد اِلہام را زِ رَحم، عطا ۳۹۱

اور خدائی فیضان کی ضرورت کے لئے اپنے رحم سے الہام مرحمت فرمایا۔

تا رَسد کارِ آدمی، بکمال تا مُیَسّر شَوَد ہمہ آمال ۳۹۲

تا کہ آدمی کا کام اپنے کمال کو پہنچ جائے تا کہ ساری خواہشیں پوری ہو جائیں۔

تا بحدِّ یقیں رَسد تعلیم تا دو گونہ شَوَد رہِ تفہیم ۳۹۳

تا کہ تعلیم یقین کی حد تک جا پہنچے اور عقل و سمجھ کا راستہ ڈبل ہو جائے۔

زاں دو گونہ مناہِج تلقیں مے کُشاید رہِ حُصُولِ یقیں ۳۹۴

تلقین کے ان دو راستوں سے یقین حاصل کرنے کا رستہ کھل جاتا ہے۔

ہر طَبیعت بحَسْبِ فہم و خیال مے برآید بداں، زِ چاہِ ضلال ۳۹۵

ہر طبیعت اپنی سمجھ اور خیال کے مطابق ان وسائل کے ذریعہ گمراہی کے کنوئیں سے باہر نکل آتی ہے۔

غَرَض، آں مَیلِ فِطرتے، کہ خُدا کرد، در فِطرتِ بَشَر، پَیدا ۳۹۶

غرض یہ کہ وہ قدرتی میلان جو خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں پیدا کیا ہے۔

۳۹۷ آں ہمے خواست، وَحیِ رَبّانی   نظرے کُن بغور ، تا دانی

وہ بھی خدائی الہام کا طلب گار تھا غور سے دیکھ تا کہ تو حقیقت کو سمجھے۔

۳۹۸ فطرتت، چُوں فتادہ است چُناں   چُوں کشی سَر زِ فطرت، اَے ناداں

جب تیری فطرت ہی اسی طرح واقع ہوئی ہے پھر اے نادان اس فطرت سے کیوں روگردانی کرتا ہے۔

۳۹۹ اِقتضائے طبیعتِ اِنساں   کہ نِہادست ایزدِ مَنّاں

انسانی طبیعت کا تقاضا جو اس محسن خدا نے اس میں ودیعت کیا ہے۔

۴۰۰ گہ بَشَر را کَشَد بہ سُوئے قِیاس   تا نِہَد کار را بہ عقل اَساس

کبھی بشر کو قیاس کی طرف کھینچتا ہے تا کہ اپنے کام کی بنیاد عقل پر رکھے۔

۴۰۱ گاہِ دیگر کَشَد، بہ مَنقُولات   تا بیارامَد ، از بَیانِ ثِقات

پھر دوسرے وقت وہی تقاضا اسے روایات کی طرف لاتا ہے تا کہ معتبر انسانوں کے بیان سے تسلی پکڑے۔

۴۰۲ زِینکہ، آرامِ قلب و اِطمیناں   جُز بہ اَخبارِ صادِقاں نتُواں

کیونکہ سکون دل اور اطمینان قلب راست بازوں کی روایتوں کے سوا پیدا نہیں ہوسکتا۔

۴۰۳ نیز، چُوں واجِب ست، در تعلیم   کہ بقَدرِ خِرَد ، بُوَد تفہیم

نیز چونکہ تعلیم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ (شاگرد کی) عقل کے مطابق سمجھایا جائے۔

۴۰۴ لاجَرَم، رہ کشادہ اند ، دوتا   تا رَسَد ہر طبیعتے، بخُدا

اس لئے دو راستے کھول دیئے گئے ہیں تا کہ ہر طبیعت کا انسان خدا تک پہنچ سکے۔

۴۰۵ تا ذکی و غبی و ، اشرف و دُوں   رہ بیابَند سُوئے آں بیچُوں

تا کہ ذہین اور غبی، شریف اور رذیل اس بے مثل خدا کی طرف راہ پائیں۔

دِیگر اِیں است، نیز ہم بُرہاں　　بر ضرُوراتِ وَحیِ آں رحماں ۴۰۶

ایک اور دلیل بھی اس رحمان کی وحی کی ضرورت پر یہ ہے۔

کہ چُنیں شُہرتِ خُدائے یگاں　　ہرگز از جُہدِ عقل ہا نتواں ۴۰۷

کہ خدائے واحد کی اس قدر شہرت صرف عقلوں کی کوشش سے نہیں ہو سکتی تھی۔

گر نہ گُفتے خدا اَنَا الْمَوْجُوْد　　چُوں فِتادے جہاں بَرَش بسجُود ۴۰۸

اگر خدا خود ہی نہ کہتا کہ ''میں موجود ہوں'' تو سارا جہاں اس کے سامنے سربسجود کیوں ہوتا۔

اِیں ہمہ شور، ہستیٔ آں یار　　کہ اَزُو عالَم ست عاشقِ زار ۴۰۹

اس یار کی ہستی کے متعلق اس شور سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا عالم اس کا عاشق زار ہے۔

خُود بِیَنداخت، آں خُدائے جہاں　　نہ بَشَر کرد، بر سَرَش اِحساں ۴۱۰

یہ (شور) بھی رب العالمین نے خود ہی ڈالا ہے نہ کہ آدمی نے اس پر احسان کیا ہے۔

اَے دریغ، اِیں چہ آدمی زادند　　کز خدا، در خُودی بِیُفتادند ۴۱۱

افسوس یہ کیسے انسان ہیں جو خدا کو چھوڑ کر خودی میں پڑ گئے۔

عقل چُوں شُد؟ چو فَیضِ وَحی نبُود　　دِیدہ را ز آفتاب، ہست وُجُود ۴۱۲

جب وحی کا فیضان ہی نہ تھا تو عقل کہاں سے آ گئی آنکھ کا وجود تو آفتاب کی وجہ سے ہے۔

اُو اگر نُورِ خُود نہ بخشیدے　　چشمِ ما خُود بخُود، چساں دِیدے ۴۱۳

اگر سورج اپنا نور نہ دیتا تو ہماری آنکھ خود بخود کس طرح دیکھ سکتی۔

بُلبُل از فَیضِ گُل، سُخَن آموخت　　مُنکِر از وَے ہماں، کہ چَشم بدوخت ۴۱۴

گل کے فیضان سے بلبل نے بات کرنا سیکھی۔ وہی شخص اس بات سے منکر ہو سکتا ہے جو اپنی آنکھیں بند کر لے۔

۴۱۵ ہمہ عالَم گواہِ آلائش — اَبلہ مُنکِر، زِ وَحی و اِلقائش

سارا جہان خدا کی نعمتوں کا گواہ ہے لیکن بے وقوف خدا کی وحی اور القا کا منکر ہے۔

۴۱۶ مِہرِ پاکاں بجانِ خُود بِنشاں — تا شَوی جانِ من، ہم از پاکاں

اپنے دل میں پاک لوگوں کی محبت بٹھا تا کہ اے جانِ من تو بھی پاکوں میں داخل ہو جائے۔

۴۱۷ اِیں خرَد، جُملہ خَلق مے دارند — نازکم کُن کہ چُوں تو بِسیار اند

یہ عقل تو ساری مخلوقات کے پاس ہے اس پر ناز نہ کر کیونکہ تیرے جیسے بہت ہیں۔

۴۱۸ چارۂ ما بغیرِ یار کُجا — ما کُجائیم و عقلِ زار کُجا

یار کے سوا ہمارا علاج اور کہاں ہے ہماری ہستی کیا اور ہماری کمزور عقل ہی کیا۔

۴۱۹ زہرِ فُرقت چشی و ناکامی — باز مُنکِر، زِ وَحی و اِلہامی

تو جدائی کا زہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے اس پر بھی وحی والہام سے منکر ہے۔

۴۲۰ جانِ تو برلَب از نخُوردنِ آب — باز از آبِ زندگی رُوتاب

پانی نہ پینے کی وجہ سے تو جاں بلب ہے۔ پھر بھی آب حیات سے منہ پھیر رکھا ہے۔

۴۲۱ کورِ ہستی، وکیں بہ دِیدہ وراں — وَہ چہ داری، شقاوت و خُسراں

خود تو اندھا ہے اور آنکھوں والوں سے دشمنی رکھتا ہے تیری بدبختی اور نقصان پر افسوس ہے۔

۴۲۲ دارُوئے دردِ دِل، نہ فِطنتِ ماست — آں بدارالشّفائے وَحیِ خُداست

درد دل کی دوا ہماری عقل نہیں ہے وہ دوا تو وحی الٰہی کے شفاخانہ میں ہے۔

۴۲۳ نَشوَد عَینِ زر، تَصوّرِ زَر — زَر ہَمان ست، کو فِتد بہ نظَر

سونے کا تصور سونا نہیں ہوا کرتا بلکہ سونا وہی ہے جو نظر آ جائے۔

ہست بر عقل مِنّتِ اِلہام   کہ ازُو پُخت ، ہر تصوّرِ خام ۴۲۴

عقل پر الہام کا یہ احسان ہے کہ اس کی وجہ سے ہر ناقص تصور پختہ ہو گیا۔

آں گماں بُرد و ، اِیں نمُود فراز   آں نِہاں گُفت و، اِیں کشُود آں راز ۴۲۵

اس نے تو گمان کیا اور اس نے کھلم کھلا ظاہر کر دیا اس نے خفیہ کہا اور اس نے راز کو ظاہر کر دیا۔

آں فِرو ریخت ، اِیں بکف بِسپُرد   آں طمع داد و، اِیں بجا آوُرد ۴۲۶

اس نے گرا دیا اور اس نے ہاتھ میں دیا اس نے صرف لالچ دیا اور اس نے پورا کر دیا۔

آنکہ بِشکست ، ہر بُتِ دِلِ ما   ہَست وَحیِ خُدائے بے ہمتا ۴۲۷

وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بت کو توڑ دیا وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے۔

آنکہ مارا رُخِ نِگار نمُود   ہَست اِلہامِ آں خُدائے وَدُود ۴۲۸

وہ جس نے ہمیں معشوق کا چہرہ دکھا دیا وہ خدائے مہربان کا الہام ہی تو ہے۔

آنکہ داد از یقینِ دِل جامے   ہَست گُفتارِ آں دِلآرامے ۴۲۹

وہ جس نے دلی یقین کا جام ہمیں دیا وہ اس محبوب کی گفتار ہی تو ہے۔

وصلِ دِلدار و، مَستی از جامش   ہمہ حاصل شُدہ ، زِ اِلہامش ۴۳۰

دلبر کا وصل اور اس کے جام شراب کا نشہ سب اس کے الہام سے حاصل ہوئے۔

وصلِ آں یار ، اصلِ ہر کامیست   وانکہ زِیں اصل غافِل،آں خامیست ۴۳۱

ہر مقصد کا اصل اس یار کا وصل ہے اور جو اس اصل سے غافل ہے وہ کچا ہے۔

بے عَطِیّات ، ما ہمہ بے زاد   بے عِنایات ، ما ہمہ برباد ۴۳۲

اس کی نعمتوں کے سوا ہم سب تہی دست ہیں اور اس کی عنایتوں کے بغیر ہم سب برباد ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۰۸ تا ۳۱۸ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

۱ ناتواناں را کُجا تاب و تُواں　　تا نشاں یابند خُود، زاں بے نشاں

کمزوروں میں یہ طاقت کب ہے کہ وہ خود ہی اس بے نشان وجود کا پتہ لگالیں۔

۲ عقلِ کوراں، رہنما جوید براہ　　رہبری از دانشِ کوراں مخواہ

اندھوں کی عقل تو خود ہی رستہ چلنے کے لئے رہنما ڈھونڈتی ہے تو اندھوں کی عقل سے رہبری طلب نہ کر۔

۳ عقلِ ما، از بہرِ زاری و بُکاست　　دفعِ آزارِ جہالت، از خُداست

ہماری عقل تو صرف رونے دھونے کے لئے ہے اور جہالت کے دکھ کا دفعیہ خدا کی طرف سے ہے۔

۴ عقلِ طِفل است، اینکہ گریَد زارزار　　شیر جُز مادر نیایَد، زینہار

بچے کی عقل تو صرف یہ ہے کہ زار زار روئے مگر دودھ تو سوائے ماں کے ہرگز نہیں مل سکتا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۳۲۵، ۱۸۸۴ء)

عِشق است کہ برخاکِ مذلّت غَلطانَد　　عِشق است کہ بر آتشِ سوزاں بنِشانَد

عشق ہی ہے جو ذلت کی خاک پر آدمی کو تڑپاتا ہے عشق ہی ہے جو جلتی ہوئی آگ پر اسے بٹھاتا ہے۔

کس بہرِ کسے، سر ندہد، جاں نَفشانَد　　عِشق است کہ ایں کار بصدق کنانَد

کوئی کسی کے لئے سر نہیں دیتا نہ جان قربان کرتا ہے عشق ہی ہے کہ یہ کام پوری وفاداری سے کراتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۴۵۱ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

ہیچ محبُوبے نماند، ہمچو یارِ دِلبرَم　　مہر و مہ را نیست قدرے، در دیارِ دِلبرَم

میرے دلبر کو کوئی محبوب نہیں پہنچتا میرے معشوق کے شہر میں سورج اور چاند کی کوئی قدر نہیں۔

آں کُجا رُوئے کہ دارد، ہمچو رُویش آب و تاب　　واں کُجا باغے کہ مے دارد بہارِ دِلبرَم

ایسا چہرہ کہاں ہے جو اس کے منہ کی مانند آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں ہے جو میرے دلبر کی سی بہار رکھتا ہو۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۰۶ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

۱ چشم و گوش و دِیدہ بند، اَے حق گُزیں یاد کُن فرمانِ "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ"

اے حق پرست آنکھ اور کان بند کر لے اور قل للمومنین کا خدائی حکم یاد کر۔

۲ خاطرِ خُود، زِین و آں، یکسر بَرآر تا شَوَد، بر خاطِرت حق آشکار

اپنا دل ادھر ادھر کی چیزوں سے بالکل ہٹا لے تاکہ تیرے دل پر حق ظاہر ہو جائے۔

۳ زیرِ پا کُن، دِلبرانِ اِیں جہاں تا نُمایَد چہرہ، آں محبُوبِ جاں

اس جہان کے معشوقوں کو لات مار تاکہ تیری جان کا محبوب تجھے اپنا منہ دکھائے۔

۴ کامِلاں حَیّ اند، ہم زیرِ زمیں تو بگوری، با حیاتِ اِیں چُنیں

کامل لوگ تو زمین کے نیچے بھی زندہ ہیں اور تو اس زندگی کے باوجود قبر میں پڑا ہے۔

۵ سالہا بایَد کہ خُونِ دِل خُوری تا بکُوئے دِلستانے رَہ بَری

بہت سال درکار ہیں کہ تو خون دل کھاتا رہے تب جا کر کہیں اس معشوق تک پہنچے گا۔

۶ کَے بہ آسانی، رہے بِکشایَدَت صد جنُوں بایَد کہ تا ہوش آیَدَت

آسانی سے راستہ کہاں کھل سکتا ہے۔ سینکڑوں دیوانگیاں چاہئیں تاکہ تجھے ہوش آئے۔

ا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۰۶ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

ہمیں مرگست، کزیاراں بپوشد رُوئے یاراں را
بیکدم مے کُنَد وقتِ خزاں، فصلِ بہاراں را

یہ موت ہی تو ہے جو دوستوں سے دوستوں کا منہ چھپا دیتی ہے اور فصل بہار کو یک دم خزاں میں تبدیل کر دیتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۱۱)

۱ ہست فُرقانِ مُبارک از خُدا طیّب شجر
نونہال و، نیک بُود و، سایہ دار و، پُر زِ بَر

قرآن پاک خدا کی طرف سے ایک پاکیزہ درخت ہے جو نونہال اور نیک اصل والا اور سایہ دار پھلوں سے لدا ہوا ہے۔

۲ میوہ گر خواہی، بیا زیرِ درختِ میوہ دار
گر خرَد مندی، مجُنباں بید را بہرِ ثمر

اگر تو میوہ چاہتا ہے تو میوہ دار درخت کے نیچے آ اگر عقلمند ہے تو بید کے درخت کو پھلوں کے لئے نہ ہلا۔

۳ ور نیایَد باوَرَت در وصفِ فُرقانِ مجید
حُسنِ آں شاہد بپُرس، از شاہداں، یا خُود نگر

اگر تجھے قرآن مجید کی خوبیوں پر یقین نہیں ہے تو اس محبوب کا حسن دیکھنے والوں سے پوچھ یا خود تحقیق کر۔

۴ وانکہ اُو نامدَ پئے تحقیق و در کیں مُبتلاست
آدمی ہرگز نباشد، ہست اُو، بدتر زِ خر

لیکن جو شخص تحقیق کے لئے نہیں آیا اور دشمنی میں لگا ہوا ہے وہ ہرگز آدمی نہیں بلکہ گدھے سے بھی بدتر ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۱۳ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

مُناجات

۱ اَے خالقِ ارض وسَما، برمن درِ رحمت کُشا دانی توآں دردِ مرا، کز دیگراں پنہاں کُنَم

اے خالق ارض وسما! مجھ پر در رحمت کھول تو میرے اس درد کو جانتا ہے جسے میں اوروں سے چھپاتا ہوں۔

۲ ازبس لطیفی دِلبرا، در ہر رگ و تارم درآ تاچوں بخود یابم ترا، دِل خوشتر از بُستاں کُنَم

اے دلبر تو بے حد لطیف ہے میرے ہر رگ وریشہ میں داخل ہو جا تا کہ جب تجھے اپنے اندر پاؤں تو اپنا دل چمن سے بھی زیادہ خوشتر کروں۔

۳ ور سرکشی اَے پاک خُو، جاں برکُنَم در ہجرِ تو زانساں ہمے گریم کزو، یک عالمے گریاں کُنَم

اور اے نیک صفات اگر تو انکار کرے تو تیرے فراق میں جان دے دوں گا اور اتنا روؤں گا کہ ایک عالم کو رلا دوں گا۔

۴ خواہی بقہرم کُن جُدا، خواہی بلطفم رُو نما خواہی بکُش یا کُن رہا، کے ترکِ آں داماں کُنَم

خواہ تو تو مجھے ناراض ہو کر جدا کر دے خواہ لطف فرما کر اپنا چہرہ دکھا دے خواہ مار یا چھوڑ میں تیرے دامن کو نہیں چھوڑ سکتا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۱۴ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

۱ اَے خُدا، اَے چارۂِ آزارِ ما　　اَے علاجِ گریہ ہائے زارِ ما

اے خدا ! اے ہمارے دکھوں کی دوا ! اور اے ہماری گریہ وزاری کا علاج !

۲ اَے تو مَرہم بخشِ جانِ ریشِ ما　　اَے تو دِلدارِ دِلِ غم کیشِ ما

تو ہماری زخمی جان پر مرہم رکھنے والا ہے۔اور تو ہمارے غمزدہ دل کی دلداری کرنے والا ہے۔

۳ از کَرَم برداشتی ہر بارِ ما　　واز تو ہر بار و بَرِ اشجارِ ما

تو نے اپنی مہربانی سے ہمارے سب بوجھ اٹھالئے ہیں اور ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے۔

۴ حافِظ و سَتّاری، از جُود و کَرَم　　بیکساں را، یاری از لُطفِ اَتَم

تو ہی مہربانی اور عنایت سے ہمارا محافظ اور پردہ پوش ہے اور کمال مہربانی سے بے کسوں کا ہمدرد ہے۔

۵ بندۂ درماندہ، باشد دِل طپاں　　ناگہاں، درماں بر آری از میاں

جب بندہ مغموم اور درماندہ ہو جاتا ہے تو تو وہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے۔

۶ عاجزے را، ظُلمتے گیرد براہ　　ناگہاں، آری برُو، صد مہر و ماہ

جب کسی عاجز کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے تو تو یکدم اس کیلئے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے۔

۷ حُسن و خُلق و دِلبری، بر تو تمام　　صُحبتے، بعد از لِقائے تو حَرام

حسن و اخلاق اور دلبری تجھ پر ختم ہیں تیری ملاقات کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے۔

۸ آں خِرَدمند یکہ اُو دِیوانہ اَت　　شمعِ بزم است آنکہ اُو پروانہ اَت

وہ عقلمند ہے جو ترا دیوانہ ہے اور وہ شمع بزم ہے جو تیرا پروانہ ہے۔

۹ ہر کہ عِشقت در دِل و جانش فِتَد　　ناگہاں جانے در اِیمانش فِتَد

ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل ہو جائے تو اس کے ایمان میں فوراً جان پڑ جاتی ہے۔

۱۰ عِشقِ تو گردد عیاں، بر رُوئے اُو ‌ ‌ ‌ بُوئے تو آید، زِ بام و کُوئے اُو

تیرا عشق اس کے چہرہ پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کے درو دیوار سے تیری خوشبو آتی ہے۔

۱۱ صَد ہزاراں نعمتش بخشی، زِ جُود ‌ ‌ ‌ مِہر و مَہ را، پیشش آری در سُجُود

تو اس کو اپنے کرم سے لاکھوں نعمتیں بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ کرواتا ہے۔

۱۲ خُود نشینی، از پئے تائیدِ اُو ‌ ‌ ‌ رُوئے تو یاد اُو فتد، از دیدِ اُو

تو اس کی نصرت کے لئے خود تیار ہو جاتا ہے اور اس کے دیدار سے تیرا چہرہ یاد آتا ہے۔

۱۳ بَس نُمایاں کارہا کاندر جہاں ‌ ‌ ‌ مے نُمائی، بہرِ اِکرامش عیاں

اس جہان میں بہت سے نمایاں کام تو اس کی عزت کے لئے ظاہر کرتا ہے۔

۱۴ خُود کُنی و خُود کنانی کار را ‌ ‌ ‌ خُود دِہی رونق تو آں بازار را

تو آپ ہی کام کرتا ہے اور آپ ہی کرواتا ہے اور آپ ہی اس بازار کو رونق دیتا ہے۔

۱۵ خاک را در یکدمے، چیزے کُنی ‌ ‌ ‌ کز ظہورش، خلق گیرد روشنی

مٹی کو تو یکدم ایک (قیمتی) چیز بنا دیتا ہے۔ تاکہ اس کے ظہور سے مخلوقات روشنی حاصل کرے۔

۱۶ بر کسے چو مِہربانی مے کُنی ‌ ‌ ‌ از زمینی آسمانی مے کُنی

جب تو کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے۔

۱۷ صَد شُعاعش میدِہی، چُوں آفتاب ‌ ‌ ‌ تا نماند، طالبِ دِیں در حجاب

اس کو آفتاب کی مانند سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے تاکہ طالب دین اندھیرے میں نہ رہے۔

۱۸ تا زِ تاریکی، بَر آید عالمے ‌ ‌ ‌ تا نشاں یابند، از کوئیت ہمے

تاکہ ایک عالم اندھیرے سے نکل آئے۔ تاکہ لوگ تیرے کوچے کا پتہ لگالیں۔

۱۹ زِیں نِشاں ہا، بَدرَگاں کوروکراند — صد نِشاں بِبینند، وغافِل بِگذرند

لیکن شریر لوگ ان نشانوں سے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں لیکن غافل گزر جاتے ہیں۔

۲۰ عِشقِ ظُلمت، دُشمنی با آفتاب — شب پرانِ سرمدی، جاں در حجاب

ان کو اندھیرے سے عشق ہے اور آفتاب سے دشمنی وابدی چمگادڑ ہیں کہ ان کی جان پردہ ظلمت میں ہے۔

۲۱ آں شہِ عالَم، کِہ نامش مُصطفےٰ — سیّدِ عُشّاقِ حق، شمسُ الضُّحےٰ

وہ جہاں کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰ ہے جو عشاق حق کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے۔

۲۲ آنکہ ہر نُورے طُفَیلِ نُورِ اُوست — آنکہ منظُورِ خُدا منظُورِ اُوست

وہ وہ ہے کہ ہر نور اسی کے طفیل سے ہے اور وہ وہ ہے کہ جس کا منظور کردہ خدا کا منظور کردہ ہے۔

۲۳ آنکہ بہرِ زندگی، آبِ رواں — در مَعارِف، ہمچو بحرِ بیکراں

اس کا وجود زندگی کے لئے آب رواں ہے اور حقایق اور معارف کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔

۲۴ آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں — صد دلیل و حُجّتِ روشن عِیاں

وہ کہ جس کی سچائی اور کمال پر دنیا میں سینکڑوں دلیلیں اور روشن براہین ظاہر ہیں۔

۲۵ آنکہ اَنوارِ خُدا بر رُوئے اُو — مظہرِ کارِ خُدائی کُوئے اُو

وہ جس کے منہ پر خدائی انوار برستے ہیں اور جس کا کوچہ نشانات الٰہی کا مظہر ہے۔

۲۶ آنکہ جُملہ انبیاء و راستاں — خادِمانش، ہمچو خاکِ آستاں

وہ کہ تمام نبی اور راست باز خاک در کی طرح اس کے خادم ہیں۔

۲۷ آنکہ مِہرش مے رَسانَد تا سَما — مے کُنَد چُوں ماہِ تاباں در صفا

وہ کہ جس کی محبت آدمی کو آسمان تک پہنچاتی ہے اور صفائی میں چمکتے ہوئے چاند کی طرح بنا دیتی ہے۔

٢٨ مے دِہَد فرعونیاں را ہر زماں   چوں یدِ بیضائے موسیٰؑ صد نشاں

وہ نبی فرعونی لوگوں کو ہر وقت دکھاتا ہے موسیٰ کے ید بیضا کی طرح سینکڑوں نشانات۔

٢٩ آں نبی در چشمِ ایں کورانِ زار   ہست یک شہوت پرست و کیں شعار

یہ نبی ان کم بخت اندھوں کی نظر میں ایک شہوت پرست اور کینہ پرور شخص ہے۔

٣٠ شرمت آید، اَے سگِ ناچیز و پست   مے نہی نامِ یلاں شہوت پرست

اے حقیر اور ذلیل کتے شرم کر تو پہلوانوں کا نام شہوت پرست رکھتا ہے۔

٣١ ایں نشانِ شہوتی ہست؟ اَے لئیم!   کز رُخش رخشاں بُوَد نُورِ قدیم

اے بد بخت کیا یہ ایک شہوت پرست کی علامت ہے کہ اس کے چہرے سے نور ازلی چمکتا ہو۔

٣٢ در شبے پیدا شَوَد، روزش کُنَد   در خزاں آید، دِل افروزش کُنَد

رات کے وقت آئے اور اسے دن بنادے خزاں کے موسم میں آئے اور اسے بہار بنادے۔

٣٣ مظہرِ انوارِ آں بیچُوں بُوَد   در خرد، از ہر بَشَر افزوں بُوَد

اس بے مثل خدا کے انوار کا مظہر ہو۔ عقل میں ہر انسان سے زیادہ ہو۔

٣٤ اِتّباعش، آں دِہَد دِل را کُشاد   کش نہ بِیند کس، بصد سالہ جہاد

اس کی پیروی دل کو اس قدر انشراح بخشے کہ کوئی سو سال جہاد کر کے بھی نہ پائے۔

٣٥ اِتّباعش، دِل فروزد، جاں دِہَد   جلوۂ از طاقتِ یزداں دِہَد

اس کی اتباع دل کو روشن کر دے اور نئی جان بخشے۔ اور خدائی طاقتوں کی تجلی دکھائے۔

٣٦ اِتّباعش سینہ نُورانی کُنَد   باخبر، از یارِ پنہانی کُنَد

اس کی پیروی سینہ کو نورانی کرے۔ اور اس مخفی دوست سے باخبر بنائے۔

۳۷ منطقِ اُو، از مَعارِف پُر بُوَد ہر بیانِ اُو، سراسر دُر بُوَد

اس کا کلام حقایق ومعارف سے بھرا ہوا ہو اور اس کا ہر بیان بالکل موتی ہو۔

۳۸ از کمالِ حکمت و تکمیلِ دِیں پا نِہَد، بر اوّلین و آخریں

اپنے حکمت کے کمال اور شریعت کی تکمیل کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کا سردار ہو۔

۳۹ وز کمالِ صُورت و حُسنِ اَتَم جُملہ خُوباں را کُنَد، زیرِ قدَم

حسن وخوبی میں کامل ہونے کی وجہ سے تمام معشوقوں کی جگہ اس کے قدموں میں ہو۔

۴۰ تا بِعش چُوں انبیا گردد، زِ نُور نُورش اُفتد، برہمہ نزدیک و دُور

اس کا پیرو نورانیت کی وجہ سے انبیاء کی طرح ہوجائے اس کی روشنی دور ونزدیک سب پر پڑے۔

۴۱ شیرِ حق، پُرہَیبت از ربِّ جَلیل دُشمناں، پیشش چو رُوباہِ ذَلیل

خدا تعالیٰ کی طرف سے سچائی کا پرہیبت شیر ہو۔ دشمن اس کے سامنے ذلیل لومڑی کی طرح ہوں۔

۴۲ ایں چُنیں شیرے بُوَد شہوت پرست؟ ہوش کُن، اَے رُوبہے ناچیز و پست!

کیا ایسا شیر شہوت پرست ہوا کرتا ہے اے ذلیل وحقیر لومڑی ہوش میں آ۔

۴۳ چیستی؟ اَے کورکِ فِطرت تَباہ طعنہ بر خُوباں، بدیں رُوئے سیاہ

اے ذلیل بدفطرت اندھے تو کیا ہے؟ اس کالے منہ کے ساتھ حسینوں پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

۴۴ شہوتِ شاں، از سرِ آزادی است نے اسیرِ آں، چو تُو، آں قومِ مَست

ان عاشقان الٰہی کی شہوت آزادی کی بنا پر ہے۔ تیری طرح شہوت کے قیدی نہیں ہیں۔

۴۵ خُود نِگہ کُن، آں یکے زندانی است وآں دِگر، داروغۂ سُلطانی است

تو آپ غور کرے کہ ایک شخص تو قیدی ہے اور دوسرا شخص شاہی داروغہ جیل ہے۔

گرچہ دریکجاست ہر دو را قرار　　لیک فرقے ہست، دُوری آشکار ۴۶

اگر چہ ان دونوں کی رہائش ایک ہی جگہ ہے لیکن دونوں کا فرق ظاہر ہے۔

کارِ پاکاں بر بَداں کردن قیاس　　کارِ ناپاکاں بَوَد، اَے بَدحواس ۴۷

پاکوں کی باتوں کا بروں پر قیاس کرنا۔ اے بدحواس یہ ناپاکوں کا کام ہے۔

کامِلاں، کز شَوقِ دِلبر مے رَوَند　　با دو صد بارے، سبکتر مے رَوَند ۴۸

کامل لوگ جو دلبر کے شوق میں چلے جا رہے ہیں وہ دوسو بوجھ اٹھا کر بھی ہلکے پھلکے چلتے ہیں۔

اِیں کمال آمد کِہ، با فرزند و زن　　از ہمہ فرزند و زن، یکسُو شُدن ۴۹

کمال تو یہ ہے کہ باوجود اولاد اور بیوی کے پھر بھی اہل و عیال سے الگ ہیں۔

در جہان و، باز بیروں از جہاں　　بس ہمیں آمد نشانِ کامِلاں ۵۰

دنیا میں رہیں مگر اصل میں دنیا سے باہر ہوں کامل لوگوں کی یہی علامت ہے۔

چُوں ستورے، زیرِ بار اُفتد بسر　　در تہی رفتن، سریع و تیز تر ۵۱

جب کوئی گھوڑا بوجھ لادنے سے سر کے بل گر پڑے مگر خالی چلنے میں بہت چالاک اور تیز رفتار ہو۔

اِیں چُنیں اسپے، کُجا آید بکار　　نابکار ست ایں، در اسپانَش مدار ۵۲

تو ایسا گھوڑا کس کام آ سکتا ہے وہ تو نکما ہے اس کو گھوڑوں میں شمار مت کر۔

اسپ آں اسپ است کُو بارِ گراں　　مے کَشَد ہم مے رَوَد بس خُوش عِناں ۵۳

گھوڑا تو وہ ہے جو کہ بھاری بوجھ کو بھی لے جاتا ہے اور خود بھی اچھی چال چلتا ہے۔

کامِلے گر زن بِدارَد، صَد ہزار　　صد کنیزک، صد ہزاراں کاروبار ۵۴

اگر کوئی کامل انسان لاکھوں عورتیں رکھتا ہو نیز اس کی سینکڑوں لونڈیاں اور لاکھوں کاروبار ہوں۔

۵۵ پس گر اُفتد در حضورِ اُو فتور — نیست آں کامِل، زِ قُربت ہست دُور

پھر اگر اس کی حضوری میں فرق پڑے تو وہ کامل نہیں بلکہ خدا کے قرب سے دور ہے۔

۵۶ نیست آں کامِل، نہ مردے زندہ جاں — گر خِرَدمندی، زِ مردانش مخواں

نہ تو وہ کامل ہے نہ وہ بیدار مغز مرد ہے اگر تو عقل مند ہے تو اسے مردوں میں سے نہ سمجھ۔

۵۷ کامِل آں باشد کہ با فرزند و زَن — با عیال و جُملہ مَشغُولیِٔ تن

کامل وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے۔

۵۸ با تجارت، با ہمہ بَیع و شِرا — یک زماں، غافِل نگردَد از خُدا

اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا۔

۵۹ اِیں نشانِ قُوّتِ مردانہ است — کامِلاں را بس ہمیں پیمانہ است

یہ ہے مردوں والی طاقت کا نشان کاملوں کے لئے بس یہی معیار ہے۔

۶۰ سوختہ جانے، زِ عشقِ دِلبرے — کَے فراموشش کُند با دیگرے

جس کی جان دلبر کے عشق میں جلی ہوئی ہو وہ اس کو بھول کر دوسرے کی طرف کب توجہ کر سکتا ہے۔

۶۱ اُو نظر دارد بغیرو، دِل بہ یار — دست درکار و، خیال اندر نِگار

وہ بظاہر غیر کی طرف نظر رکھتا ہے لیکن دل یار کی طرف ہوتا ہے ہاتھ کام میں ہوتا ہے لیکن خیال محبوب کی طرف۔

۶۲ دِل طپاں، در فُرقتِ محبُوبِ خویش — سینہ از ہجرانِ یارے، ریش ریش

اپنے محبوب کی فرقت میں اس کا دل تڑپتا ہے اور یار کے ہجر میں سینہ زخمی رہتا ہے۔

۶۳ اُو فتادہ دُور، از رُوئے کسے — دِل دَواں ہر لحظہ، در کُوئے کسے

وہ محبوب کے چہرہ سے دور پڑا ہوا ہے۔ مگر ہر وقت دل محبوب کے کوچہ میں دوڑ رہا ہوتا ہے۔

۶۴ خَم شُدہ از غم، چو اَبروئے کسے ہر زماں پیچاں، چو گیسُوئے کسے

کسی کے ابرو کی طرح غم کے مارے خمیدہ ہو گیا ہے اور کسی کی زلفوں کی طرح ہر وقت پیچ وتاب میں ہے۔

۶۵ دِلبرش در شُد، بجان و مغز و پوست راحتِ جانش، بیادِ رُوئے اوست

اس کا دلبر جان مغز اور پوست میں رچ گیا۔ اس کے دل کی راحت اس کے مکھڑے کی یاد میں ہے۔

۶۶ جاں شُد اُو، کے جاں فراموشش شَوَد ہر زماں آید، ہم آغوشش شَوَد

وہ اس کی جان بن گیا اور جان کب بھلائی جا سکتی ہے وہ ہر وقت آتا ہے اور اس سے بغل گیر ہوتا ہے۔

۶۷ دیدہ چُوں بر دلبرِ مست اُوفتَد ہر چہ غیرِ اوست، از دست اُوفتَد

دلبر مست پر جب نظر پڑتی ہے تو ہر چیز جو ہاتھ میں ہوتی ہے گر پڑتی ہے۔

۶۸ غیر گو در بَر بَوَد، دُور است دُور یارِ دُور اُفتادہ، ہر دَم در حُضُور

غیر اگر پہلو میں ہو پھر بھی دور ہے۔ لیکن یار اگر دور بھی ہو تو ہر وقت پاس ہی ہے۔

۶۹ کاروبارِ عاشِقاں، کارِ جُدا ست برتر از فکر و قیاساتِ شُماست

عاشقوں کا کاروبار ہی جدا ہے اور تم لوگوں کے فکر و قیاس سے بالاتر ہے۔

۷۰ قومِ عیّار ست، دِل در دِلبرے چشمِ ظاہر بیں، بدِیوار و دَرے

یہ قوم بڑی ہشیار ہے ان کا دل تو دلبر میں ہوتا ہے اور ظاہری آنکھیں در و دیوار کی طرف۔

۷۱ جاں خروشاں، از پئے مہ پیکرے بر زباں صد قِصّہ ہا، از دِیگرے

ان کی جان تو ایک حسین کے لئے تڑپتی ہے اور ان کی زبان پر اوروں کا ذکر ہوتا ہے۔

۷۲ فانیاں را، مانعے از یار نیست بچّہ و زَن، بر سرِ شاں بار نیست

فانی لوگوں کیلئے کوئی چیز بھی یار سے مانع نہیں۔ بیوی اور بچے ان کے سر پر بوجھ نہیں ہوتے۔

۷۳ با دو صد زنجیر، ہر دَم پیشِ یار　خار با اُو گُل، گُل اندر ہجر خار

سینکڑوں بندھنوں کے باوجود ہر دم محبوب کے حضور میں رہتے ہیں اس کے ہمراہ ان کو کانٹے پھول اور اس کے بغیر پھول کانٹے معلوم ہوتے ہیں۔

۷۴ تو بہ یک خارے، برآری صد فغاں　عاشقاں خنداں، بپائے جانفِشاں

تو تو ایک کانٹے کی وجہ سے سینکڑوں چیخیں مارتا ہے اور عاشق اپنی جان قربان کر کے بھی ہنستے رہتے ہیں۔

۷۵ عاشِقاں در عظمتِ مَولیٰ فنا　غَرقۂ دریائے توحید از وفا

عاشق مولیٰ کی عظمت میں فنا ہیں اور وفاداری کی وجہ سے دریائے توحید میں غرق ہیں۔

۷۶ کین و مہرِ شاں، ہمہ بہرِ خُداست　قہرِ شاں گر ہست، آں قہرِ خُداست

ان کی دشمنی اور دوستی سب خدا کے لئے ہے اگر ان کو غصہ بھی آتا ہے تو وہ خدا ہی کا غصہ ہے۔

۷۷ آنکہ در عِشقِ اَحَد، محو و فناست　ہر چہ زُو آید، زِ ذاتِ کبریاست

جو خدا کے عشق میں فانی اور محو ہے جو کچھ بھی اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ ذات کبریا ہی کی طرف سے ہے۔

۷۸ فانی است و تیرِ اُو تیرِ حق است　صَیدِ اُو، در اصل نخچیرِ حق است

وہ فانی ہے اور اس کا تیر خدا کا تیر ہے اور اس کا شکار دراصل خدا کا شکار ہے۔

۷۹ آنچہ مے باشد خُدا را، از صفات　خُود دَمَد در فانیاں آں پاک ذات

خدا تعالیٰ کی جو صفات ہیں وہ پاک ذات ان صفات کو فانی فی اللہ لوگوں میں خود پھونک دیتا ہے۔

۸۰ خُوئے حق گردد، در ایشاں آشکار　از جمال و از جلالِ کِردگار

خدا کی صفات ان سے ظاہر ہونے لگتی ہیں خواہ وہ جمالی ہوں یا جلالی۔

۸۱ لُطفِ شاں، لُطفِ خُدا، ہم قہرِ شاں　قہرِ حق گردد، نہ ہمچو دِیگراں

ان کا لطف خدا کا لطف ہے اور ان کا قہر خدا کا قہر ہو جاتا ہے دوسروں کی طرح ان کا معاملہ نہیں ہے۔

فانیاں ہستند، از خُود دُور تر چُوں ملائِک، کارکُن از دادگر ۸۲

یہ فانی لوگ اپنی خودی سے بالکل دور ہیں وہ فرشتوں کی طرح خدائے منصف کے کارندے ہیں۔

گر فرشتہ قبضِ جانے مے کُنَد یا کَرَم، بر ناتوانے مے کُنَد ۸۳

اگر فرشتہ کسی کی جان نکالتا ہے یا کسی کمزور پر مہربانی کرتا ہے۔

ایں ہمہ سختی و نرمی، از خُداست اُو زِ خواہشہائے نفسِ خُود جُداست ۸۴

تو یہ سختی اور نرمی خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ فرشتہ تو اپنی نفسانی خواہشوں سے بالکل الگ ہے۔

ہمچُنیں مے داں مقامِ انبیا واصِلان و فاصِلاں از ماسِوا ۸۵

انبیاء کے مقام کی بھی یہی مثال سمجھ۔ وہ واصل باللہ ہیں اور اس کے غیر سے بے تعلق۔

فانی اند، و آلۂ رَبّانی اند نُورِ حق، در جامۂ اِنسانی اند ۸۶

وہ فنافی اللہ ہیں اور خدا کا ہتھیار ہیں۔ انسانی جامہ میں خدا کا نور ہیں۔

سخت پنہاں، در قبابِ حضرت اند گُم زِ خُود، در رنگ و آبِ حضرت اند ۸۷

بارگاہ الٰہی کے گنبد میں بالکل مخفی ہیں خودی سے الگ ہو کر خدائی رنگ و روپ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

اختراںِ آسمانِ زیب و فر رفتہ، از چشمِ خلائِق دُور تر ۸۸

حسن اور دبدبہ کے آسمان کے ستارے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں سے دور چلے گئے ہیں۔

کس زِ قدرِ نُورِ شاں آگاہ نیست زانکہ اَدنیٰ را بہ اعلیٰ راہ نیست ۸۹

کوئی ان کے نور کی قدر سے باخبر نہیں ہے کیونکہ ادنیٰ کو اعلیٰ تک رسائی نہیں ملتی۔

کور کورانہ زَنَد رائے دَنی چشمِ کورش، بے خَبَر، زاں روشنی ۹۰

اندھا اندھے پن کی وجہ سے ذلیل رائے دیتا ہے کیونکہ اس کی نابینا آنکھیں اس روشنی سے ناآشنا ہیں۔

ہمچُنیں، تُو اَے عدُوِّ مُصطفےٰؐ　　مے نُمائی، کوریٔ خُود را بما ٩١

اس طرح تو بھی اے مصطفیٰ کے دشمن اپنی نابینائی کو ہم پر ظاہر کرتا ہے۔

بر قمرَ عوَ عوَ کُنی، از سگ رَگی　　نُورِ مہ کمتر نہ گردد، زِیں سگی ٩٢

جیسا کہ کتے کی عادت ہوتی ہے تو چاند پر بھونکتا ہے مگر اس کتے پن سے چاند کا نور کم نہیں ہوسکتا۔

مُصطفیٰؐ، آئینۂِ رُوئے خُداست　　مُنعِکس در رُوے، ہماں خُوئے خُداست ٩٣

مصطفیٰ تو خدا کے چہرہ کا آئینہ ہیں۔ ان میں خدا تعالیٰ کی ہی تمام صفات منعکس ہیں۔

گر ندیدستی خُدا، اُو را بِبیں　　مَنْ رَاٰنِیْ قَدْ رَاَی الْحَقّ اِیں یقیں ٩٤

اگر تو نے خدا کو نہیں دیکھا تو انہیں دیکھ۔ یہ حدیث یقینی ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

آنکہ آویزد بہ مَستانِ خُدا　　خصمِ اُو گردد جنابِ کبرِیا ٩٥

جو شخص خدا کے عاشقوں سے الجھتا ہے تو جناب الٰہی خود اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

دستِ حق، تائیدِ اِیں مَستاں کُنَد　　چُوں کسے با دستِ حق دستاں کُنَد؟ ٩٦

خدا کا ہاتھ ان عاشقوں کی مدد کرتا ہے جب کوئی ان کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے۔

منزِلِ شاں، برتر از صد آسماں　　بس نِہاں اندر نِہاں اندر نِہاں ٩٧

ان کا مقام سینکڑوں آسمانوں سے بھی بلند ہے اور وہ تو مخفی در مخفی ہیں۔

پا فشردہ، در وفائے دِلبرے　　واز سَرَش، بر خاک اُفتادہ سَرے ٩٨

اپنے دلبر کی وفاداری میں پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں اور اس کے عشق میں ان کا سر خاک پر پڑا ہے۔

جانِ خود را، سوختہ بہرِ نِگار　　زِندہ گشتہ، بعدِ مرگِ صد ہزار ٩٩

اس نگار کی خاطر انہوں نے اپنی جان کو جلا دیا۔ اور لاکھوں موتوں کے بعد زندہ ہوئے ہیں۔

۱۰۰ صاحبِ چشم اند، آنجا بے تمیز چشمِ کوراں، خُود نباشد ہیچ چیز

اس جگہ تو اہل نظر کو بھی تمیز نہیں رہتی۔ آنکھ کے اندھوں کی وہاں بھلا کیا حقیقت ہے۔

۱۰۱ رُوئے شاں، آں آفتابے کاندراں چشمِ مَرداں خیرہ، ہم چُوں شپّراں

ان کا چہرہ ایسا سورج ہے کہ اس کی روشنی میں مردوں کی آنکھیں بھی چمگادڑ کی طرح خیرہ ہو جاتی ہیں۔

۱۰۲ تو خُودی زَن، رائے تو ہمچُوں زَناں ناقِص اِبنِ ناقِص اِبنِ ناقِصاں

تو تو آپ عورت ہے اور تیری رائے بھی عورتوں جیسی ہے تو ناقص۔ تیرا باپ ناقص تیرا دادا سب ناقص۔

۱۰۳ خُوب گر نزدِ تو، زِشت ست و تباہ پس چہ خوانَم نامِ تو، اَے رُو سیاہ

اگر حسین تیرے نزدیک بدصورت اور خراب حال ہے تو روسیاہ بتا میں تیرا کیا نام رکھوں۔

۱۰۴ کورِیَت صد پردہ ہا بر تو فِگَند وِیں تعصُّب ہائے تو، بیخَت بِکَنْد

تیری نابینائی نے تجھ پر سینکڑوں پردے ڈال رکھے ہیں اور تیرے تعصبوں نے تیری جڑ اکھیڑ دی ہے۔

۱۰۵ اَے بسا محبُوبِ آں رَبِّ جلیل! پیشِت از کوری حقیر است و ذلیل

خدائے ذوالجلال کے بہت سے محبوب تیری نابینائی کی وجہ سے تیرے نزدیک ذلیل و حقیر ہیں۔

۱۰۶ اَے بسا کس، خُوردہ صد جامِ فنا پیشِ اِیں چشمت پُر از حِرص و ہَوا

ایسے بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے فنا کے سینکڑوں جام پیئے ہیں تیری ان آنکھوں کو حریص اور لالچی نظر آتے ہیں۔

۱۰۷ گر نماندے، از وجُودِ تو نِشاں نیک بُودے، زِیں حیاتِ چُوں سگاں

اگر تیری ہستی کا نام و نشان مٹ جاتا تو اس کتوں والی زندگی سے اچھا ہوتا۔

۱۰۸ زاغ گر زادے بجائیت، مادَرَت نیک بُود، از فِطرتِ بَد گوہرت

تیری ماں اگر تیری بجائے کوا جنتی تو تیری بدگوہر فطرت کی نسبت اچھا تھا۔

۱۰۹ زانکہ کِذب و فِسق و کُفرت در سَر است ویں نجاست خوارِیَت، زاں بَدتر است

چونکہ جھوٹ، فسق اور کفر تیرے دماغ میں ہے اور تیری یہ نجاست خوری اس کی نسبت زیادہ بری ہے۔

۱۱۰ تو ہَلاکی، اَے شَقِیِّ سَرمَدی! زانکہ، از جانِ جہاں سرکش شُدی

اے شقی ازلی تو ہلاک شدہ ہے کیونکہ تو اس جان جہان سے سرکش ہو گیا ہے۔

۱۱۱ اَے در اِنکار و شکے از شاہِ دِیں خادِمان و چاکرانش را بِبیں

اے وہ کہ تو دین کے بادشاہ سے انکار اور شک میں ہے اس کے خادموں اور نوکروں کو ہی دیکھ۔

۱۱۲ کس ندیدہ از بزرگانت نِشاں نیست در دستِ تو بیش از داستاں

کسی نے بھی کوئی نشان تیرے بزرگوں سے نہیں دیکھا تیرے ہاتھ میں کہانیوں سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

۱۱۳ لیک گر خواہی، بِیا بِنگر زِ ما صد نِشانِ صِدقِ شانِ مُصطفٰے ؐ

لیکن اگر تو چاہے تو آ۔ ہم تجھے مصطفیٰ کی شان صداقت کی سینکڑوں نشان دکھا دیں گے۔

۱۱۴ ہاں بِیا، اَے دِیدہ بَستہ از حَسَد تا شُعاعش پردۂِ تو بر دَرَد

اے وہ جس نے حسد کے بارے آنکھیں بند کر لیں ہیں آ تا کہ اس کی روشنی تیرے حجابوں کو پھاڑ ڈالے۔

۱۱۵ صَادِقاں را نُورِ حق تا بَد مُدام کاذِباں مُردند و شُد تُرکی تمام

سچوں کے لئے نور حق ہمیشہ چمکتا رہتا ہے جھوٹے مر گئے اور ان کی ترکی تمام ہوئی۔

۱۱۶ مُصطفٰے ؐ، مِہرِ درخشانِ خُدا است بر عَدُوِّش، لعنتِ اَرض و سما است

مصطفیٰ خدا تعالیٰ کا چمکتا ہوا آفتاب ہے اس کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنت ہے۔

۱۱۷ اِیں نِشانِ لعنت آمد، کایں خَساں ماندہ اندر ظُلمتے چُوں شپّراں

لعنت کا یہی تو نشان ہے کہ یہ ذلیل لوگ چمگادڑوں کی طرح اندھیرے میں پڑے ہیں۔

نے دلِ صافی، نہ عقلِ راہ بیں　　رانْدۂ درگاہِ ربُّ العالمیں ۱۱۸

نہ ان کا دل پاک ہے نہ ان کی عقل راستہ دیکھنے والی ہے وہ رب العالمین کی درگاہ سے مردود ہیں۔

جاں کُنی صد کُن، بکینِ مُصطفیٰ　　رہ نہ بینی، جُز بہ دینِ مُصطفیٰ ۱۱۹

مصطفیٰ کی دشمنی میں سینکڑوں دفعہ بھی تیری نوبت جانکنی تک پہنچ جائے پھر بھی تو مصطفیٰ کے دین کے سوا سیدھا راستہ نہ پائے گا۔

تا نہ نُورِ احمد آید چارہ گر　　کس نمے گیرد زِ تاریکی بدَر ۱۲۰

جب تک احمد کا نور چارہ گر نہ ہوگا تب تک کوئی اندھیرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

از طُفیلِ اُوست نُورِ ہر نبی　　نامِ ہر مُرسَل بنامِ اُو جَلی ۱۲۱

ہر نبی کا نور اسی کے طفیل سے ہے اور ہر رسول کا نام اس کے نام کی وجہ سے روشن ہے۔

آں کتابے ہمچو خُور، دادش خُدا　　کز رُخش روشن شُد، ایں ظُلمت سرا ۱۲۲

خدا نے اسے سورج کی طرح کی ایسی کتاب عطا کی کہ اس کے روئے روشن سے یہ اندھیرا جہان چمک اٹھا۔

ہست فُرقاں طیّب و طاہر شجَر　　از نشاں ہا، مے دہد ہر دَم ثمَر ۱۲۳

فرقان ایک پاک اور طیب درخت ہے اور ہر زمانہ میں نشانات کے پھل دیتا ہے۔

صد نشانِ راستی، دروَے پدید　　نے چو دینِ تو، بنایش بر شُنید ۱۲۴

سچائی کے سینکڑوں نشان اس میں ظاہر ہیں تیرے دین کی طرح اس کی بنیاد شنید پر نہیں ہے۔

پُر زِ اعجاز است، آں عالی کلام　　نُورِ یزدانی، دَرُو رَخشد تمام ۱۲۵

وہ بزرگ کتاب معجزات سے بھری ہوئی ہے اس میں خدائی نور پورا پورا چمکتا ہے۔

از خُدائی ہا نُمودہ کار را　　بَر دَریدہ، پردۂ کُفّار را ۱۲۶

اس نے خدائی طاقتوں کے ساتھ کام کیا ہے اور کفار کے پردے پھاڑ کر دکھائے ہیں۔

۱۲۷ آفتاب است و، کُنَد چُوں آفتاب　　گر نۂ کوری، بِیا بِنگر شتاب

وہ خود آفتاب ہے اور دوسروں کو بھی آفتاب کی طرح بنا دیتا ہے اگر تو اندھا نہیں ہے تو جلدی آ اور دیکھ۔

۱۲۸ اَے مُزَوِّر! اگر بیائی سُوئے ما　　وز وفا، رَخت اُفگنی در کُوئے ما

اے کذاب! اگر تو ہماری طرف آئے اور وفاداری کے ساتھ ہمارے کوچہ میں ڈیرے ڈال دے۔

۱۲۹ وز سَرِ صِدق و ثبات و غم خُوری　　روزگارے در حُضُورِ ما بَری

اور سچائی، استقلال اور درد دل کے ساتھ ہمارے پاس کچھ مدت تک ٹھہرے۔

۱۳۰ عالَمے بینی زِ ربّانی نِشاں　　سُوئے رحماں، خَلق و عالَم راکشاں

تو خدائی نشانوں کا ایک عالم دیکھ لے گا جو دنیا جہان کو رحمان کی طرف کھینچتا ہوگا۔

۱۳۱ گر خِلافِ واقِعہ گُفتم سُخَن　　راضِیَم، گر تو سَرَم بُرّی زِ تن

اگر میں نے خلاف واقعہ یہ بات کہی ہے تو میں راضی ہوں کہ تو میرا سرتن سے جدا کردے۔

۱۳۲ راضِیَم، گر خَلق بر دارم کشَند　　از سرِ کیں با صد آزارم کشَند

میں اس پر بھی راضی ہوں کہ لوگ مجھے سولی پر چڑھا دیں اور سینکڑوں دکھ دے کر غصہ سے مجھے مار ڈالیں۔

۱۳۳ راضِیَم، گر باشَدَم، ایں کیفرے　　خُوں رَواں، بر خاک اُفتادہ سرے

میں راضی ہوں اگر مجھے یہ سزا ملے کہ خاک پر میرا خون بہتا ہوا سر پڑا ہو۔

۱۳۴ راضِیَم، گر مال و جان و تَن رَوَد　　وآنچہ از قِسمِ بَلا بر من رَوَد

میں راضی ہوں اگر میرے جان و مال اور جسم فنا ہو جائیں اور بھی طرح طرح کی مصیبتیں مجھ پر نازل ہوں۔

۱۳۵ گر دروغم رفتہ باشد، بَر زباں　　رَاضِیَم، بر ہر سزائے کاذِباں

اگر میری زبان سے جھوٹ نکلا ہے تو جھوٹوں کی ہر سزا پر میں خوش ہوں۔

۱۳۶ لیک، گر تو زیں سُخن، پیچی سَرے   بر تو ہم، نفرینِ رَبِّ اکبرے

لیکن اگر تو بھی اس بات سے انکار کرے تو تجھ پر بھی خدا کی لعنت کی مار پڑے۔

۱۳۷ زیں سُخنہا، ہر کہ رُوگرداں بُوَد   آں نہ مَردے، رہزنِ مرداں بُوَد

جو بھی ان باتوں سے روگردان ہے وہ مرد نہیں بلکہ لوگوں کا رہزن ہے۔

۱۳۸ اَے خُدا، بیخِ خبیثانے برآر   کز جفا، باحق نمے دارند کار

اے خدا خبیث لوگوں کو جڑ بنیاد سے تباہ کر دے جو ناحق سچائی کو چھوڑتے ہیں۔

۱۳۹ دِل نمے دارند و چشم و گوش ہم   باز سَر پیچاں، ازاں بدرِ اُتَم

نہ تو دل رکھتے ہیں نہ آنکھیں نہ کان اس پر بھی اس بدر کامل سے سرکش ہیں۔

۱۴۰ دینِ شاں، بر قِصّہ ہا دارَد مدار   گُفتگُو ہا بر زباں، دِل بیقرار

ان کے دین کا صرف قصوں پر مدار ہے زبانوں پر تو باتیں ہیں مگر دل غیر مطمئن ہیں۔

۱۴۱ فرق بسیار است، در دِید و شُنید   خاک بر فرقِ کسے، کیں را ندید

دیکھنے اور سننے میں بڑا فرق ہے اس شخص پر افسوس جس نے یہ بات نہ سمجھی۔

۱۴۲ دِید را کُن جُستجو، اے ناتمام   ورنہ در کارِ خُودی ہلبس سَرد و خام

اے ناقص انسان! معرفت کی تلاش کر ورنہ تو اپنے مقصد میں خام اور ناکام رہے گا۔

۱۴۳ بر سماعت، چُوں ہمہ باشَد بِنا   آں نیَفزاید جوے صِدق و صفا

جبکہ صرف شنید پر ساری بنیاد ہو۔ تو وہ جو بھر بھی صدق وصفا زیادہ نہیں کرتی۔

۱۴۴ صد ہزاراں قِصّہ، از رُوئے شُنِید   نیست یکساں، با جوے، کاں ہست دِید

لاکھوں سماعی قصے ایک جو کے برابر نہیں ہوتے جو چشم دید ہو۔

۱۴۵ دِیں ہماں باشد، کہ نُورش باقی است　　وز شرابِ دِید، ہردم ساقی است

دین وہی ہے جس کا نور باقی رہنے والا ہو اور ہر وقت شراب معرفت کا جام پلاتا ہو۔

۱۴۶ دِل مَدِہ، اِلّا بخُوبے، کز جمال　　وا نُماید، بر تو آیاتِ کمال

اس حسین کے سوا اور کسی کو دل نہ دے جو اپنے حسن کی وجہ سے تجھے کمال درجہ کے نشانات دکھاتا ہے۔

۱۴۷ کورئِ خُود، ترک کُن، ماہے بِبیں　　اَے گدا، برخیز و آں شاہے بِبیں

اپنی نابینائی کو چھوڑ اور چاند کو دیکھ اے فقیر اٹھ اور اس بادشاہ پر نظر ڈال۔

۱۴۸ رُو ببیں و قد ببیں و خد ببیں　　وز محاسن ہائے خُوباں، صد ببیں

چہرہ دیکھ، قد دیکھ۔ خدوخال دیکھ اور حسینوں والی سینکڑوں خوبیاں ملاحظہ کر۔

۱۴۹ یک دم، از خُود دُور شو، بہرِ خُدا　　تا مگر نوشی تو کاساتِ لِقا

خدا کے لئے اپنے نفس سے بکلی کنارہ کشی کر لے۔ تا کہ تو وصل کے جام نوش کرے۔

۱۵۰ دِینِ حق، شہرِ خُدائے اَمجد است　　داخِلِ اُو، در اَمانِ ایزد است

دین حق تو خدائے بزرگ و برتر کا شہر ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ خدا کی امان میں آ گیا۔

۱۵۱ در دَمے، نیک و خُوش اُسلُوبے کُنَد　　ہمچو خُود، زیبا و محبُوبے کُنَد

وہ تو ایک دم میں نیک اور خوشحال کر دیتا ہے اور اپنی طرح کا حسین اور محبوب بنا دیتا ہے۔

۱۵۲ جانبِ اہلِ سعادت، پَے بزن　　تا شوی، روزے سعید، اَے جانِ من!

سعید لوگوں کی طرف قدم اٹھا۔ تا کہ اے میری جان! ایک دن تو بھی سعید ہو جائے۔

۱۵۳ اَے بصد اِنکار و کِیں، از کودنی　　رَو، درِ حق زن، چرا سَرمے زنی

اے وہ شخص جو بیوقوفی کی وجہ سے سخت انکاری اور دشمن ہے کیوں جھک مارتا ہے جا اور خدا کا دروازہ کھٹکھٹا۔

نالہ ہا کُن، کاے خُداوندِ یگاں   بِگُسلاں، از پائے من، بندِ گراں ۱۵۴

فریاد کر کہ اے خدائے لاشریک میرے پیروں کی بھاری زنجیریں کھول دے۔

تا مگر، زاں نالہ ہائے دردناک   دستِ غَیبے بَگیرَدت ناگہ زِ خاک ۱۵۵

شاید اس دردناک آہ وزاری سے ایک غیبی ہاتھ تجھے زمین پر سے اٹھا لے۔

بے عنایاتِ خُدا، کار است خام ۱۵۶
پُختہ داند اِیں سُخَن را، والسّلام

خدا کی مہربانی کے سوا کام ناقص رہتا ہے۔ عقلمند ہی اس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ والسلام

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۵۲۴ تا ۵۴۲ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

مدح

۱ جان و دِلم فِدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

میری جان ودل محمد کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمد کے کوچے پر قربان ہے۔

۲ دیدم بعَینِ قلب وشنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور عقل کے کانوں سے سنا۔ ہر جگہ محمد کے جلال کا شہرہ ہے۔

۳ ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دِہم
یک قطرۂ زِبحرِ کمالِ محمدؐ است

معارف کا یہ دریائے رواں جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں یہ محمد کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔

۴ ایں آتشم، زِآتشِ مہرِ محمدیؐ ست
وِیں آبِ من ،زِآبِ زُلالِ محمدؐ است

یہ میری آگ محمدؐ کے عشق کی آگ کا ایک حصہ ہے اور میرا پانی محمدؐ کے مصفی پانی میں سے لیا ہوا ہے۔

(اخبار ریاض ہند امرتسر مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء)

بحمداللہ کہ ایں کُحلُ الجواہر   شُد از کوہِ صواب وصِدق ظاہر

اللہ کا شکر ہے کہ یہ جواہرات کا سرمہ راستی اور صدق کے پہاڑ سے ظاہر ہو گیا۔

متاب از سُرمہ رُو، گر روشنیِ چشم مے باید   کہ عاقِل از دِل و جاں دوست دارد چشمِ بینا را

سرمہ سے انکار نہ کر اگر تجھے آنکھ کی روشنی درکار ہے کیونکہ عقلمند جان و دل سے چشم بینا کو پسند کرتا ہے۔

کسانیکہ پوشیدہ چشمِ دِل اند   ہمانا، کزیں توتیا غافل اند

وہ لوگ جن کی دل کی آنکھ پر پردہ پڑا ہے۔ یقیناً وہی ہیں جو اس سرمہ سے بے خبر ہیں۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

۱ اَے دِلبر و دِلستان و دِلدار　　وَے جانِ جہان و نُورِ انوار

اے دلبر، محبوب اور دلدار! اے جہاں کی جان اور نوروں کے نور!

۲ لَرزاں، زِ تجلّیت، دِل و جاں　　حَیراں زِ رُخت، قُلوب و اَبصار

جان و دل تیرے جلال سے کانپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رخ کو دیکھ کر حیران ہیں۔

۳ در ذاتِ تو جُز تحیُّرے نیست　　ہنگامِ نَظَر، نصیبِ اَفکار

تیری ذات کے بارے میں حیرت ہی حیرت ہے۔ غور وفکر سے جب بھی دیکھا جائے۔

۴ در غَیبی و، قُدرتت ہُوَیدا　　پنہانی و، کارِ تو نمودار

تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں۔

۵ دُوری و، قریب تر زِ جاں ہَم　　نُوری و، نِہاں تر از شبِ تار

تو دور ہے مگر جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے تو نور ہے مگر اندھیری رات سے زیادہ پوشیدہ۔

۶ آں کِیست کہ مُنتہائے تو یافت　　واں کُو کِہ، شَوَد مُحیطِ اَسرار

وہ کون ہے جس نے تیری انتہا کو پایا اور وہ کون ہے جو تیرے بھیدوں پر حاوی ہو گیا۔

۷ کردی دو جہاں عِیاں، زِ قُدرت　　بے مادّہ و، بے نیازِ اَنصار

تو نے محض قدرت سے دونوں جہان پیدا کر دیئے بغیر مادہ کے اور بغیر مددگاروں کی امداد کے۔

۸ وایں طُرفہ، کہ ہیچ کم نہ گردد　　با آنکہ عطائے تُست بسیار

پھر لطف یہ ہے کہ (ان نعمتوں میں) کوئی کمی نہیں پڑتی۔ باوجودیکہ تیری بخششیں بے حد ہیں۔

۹ حُسنِ تو غنی کُنَد زِ ہر حُسن　　مِہرِ تو بخود کَشَد زِ ہر یار

تیرا حسن ہر حسن سے بے نیاز کر دیتا ہے اور تیری محبت ہر دوست کو چھڑا کر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

۱۰ حُسنِ نمکینت ار نہ بُودے ‌ از حُسن نہ بُودے ہیچ آثار

اگر تیرا نمکین حسن نہ ہوتا تو دنیا میں حسن کا نام ونشان نہ ہوتا۔

۱۱ شوخی زِ تو یافت، رُوئے خُوباں ‌ رنگ از تو گرِفت، گُل بہ گلزار

محبوبوں کے چہروں نے تجھ سے رونق پائی پھول نے چمن میں تجھ سے رنگ حاصل کیا۔

۱۲ سِیمیں ذَقناں کہ سیب دارند ‌ آمد زِ ہماں بلند اَشجار

حسینوں کے پاس جو سیب جیسے رخسار ہیں یہ انہی اونچے درختوں سے آئے ہیں۔

۱۳ اِیں ہر دو، ازاں دیار آیند ‌ گیسُوئے بُتان و مُشکِ تاتار

یہ دونوں بھی اسی ملک سے آتے ہیں حسینوں کے گیسو اور تاتار کا مشک۔

۱۴ از بہرِ نُمائشِ جمالت ‌ بِنیم ہمہ چیز، آئینہ دار

تیرے جمال کی نمائش کے لئے میں ہر چیز کو آئینہ سمجھتا ہوں۔

۱۵ ہر برگ صحیفۂ ہدایت ‌ ہر جَوہر و عَرَض شمع بَردار

ہر پتا ہدایت کی ایک کتاب ہے ہر ذات وصفت تجھے دکھانے کے لئے مشعلچی ہے۔

۱۶ ہر نفس تو رہے نُمایَد ‌ ہر جاں بِدِہد، صلائے اِیں کار

ہر نفس تیرا راستہ دکھاتا ہے اور ہر جان بھی اس بات کی ہی آواز دیتی ہے۔

۱۷ ہر ذرّہ فِشانَد از تو نُورے ‌ ہر قطرہ بِرانَد، از تو اَنہار

ہر ذرہ تیرا نور پھیلاتا ہے ہر قطرہ تیری توصیف کی نہریں بہاتا ہے۔

۱۸ ہر سُو زِ عجائبِ تو شورے ‌ ہر جا، زِ غرائبِ تو اَذکار

تیرے عجائبات کا ہر طرف شور ہے اور تیرے غرائب کا ہر جگہ ذکر ہے۔

۱۹ **از یادِ تو، نُورہا بہ بِبینم در حلقۂ عاشقانِ خُونبار**

میں تیرے ذکر کی برکت سے انوار دیکھتا ہوں آہ وزاری کرنے والے عاشقوں کی جماعت میں۔

۲۰ **آنکس کہ بہ بندِ عشقت اُفتاد دیگر نہ شنید پندِ اَغیار**

وہ شخص جو تیری قید محبت میں گرفتار ہو گیا پھر اس نے دوسروں کی نصیحت نہ سنی۔

۲۱ **اَے مُونِسِ جاں، چہ دِلستانی کز خُود بِبَرُبُودیم بہ یکبار**

اے میرے مونس جاں! تو کیسا دلستاں ہے کہ دفعتاً تو نے مجھے مدہوش کر دیا۔

۲۲ **از یادِ تو، ایں دِلے بہ غم غَرق دارد گُہرے نہاں، صدف وار**

تیری یاد میں میرا دل غم میں غرق ہو کر صدف کی طرح ایک موتی اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے۔

۲۳ **چشم و سرِما فِدائے رُویَت جان و دِلِ ما، بہ تو گرِفتار**

میری آنکھ اور سر تجھ پر قربان ہیں اور میرے جان و دل تیری محبت میں قید۔

۲۴ **عِشقِ تو، بہ نقدِ جاں خریدیم تا دَم نہ زَنَد، دِگر خریدار**

ہم نے نقد جان دے کر تیرا عشق خریدا ہے تا کہ پھر اور کوئی خریدار دم نہ مار سکے۔

۲۵ **غَیرِ از تو، کہ سَر زَدے زِجَیبم؟ در بُرجِ دِلَم نمانْد دَیّار**

تیرے سوا اور کون میرے گریبان میں سے نمودار ہوتا جبکہ میرے دل میں اور کوئی بسنے والا ہی نہیں۔

۲۶ **عُمر یست کہ ترکِ خویش وپیوند کردیم، و دَمے جُز از تو دُشوار**

ایک عمر گزر گئی کہ ہم نے عزیزوں اور رشتہ داروں سے تعلق منقطع کر لیا مگر تیرے بغیر ایک لحظہ گزارنا بھی مشکل ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ا۔۱۸۸۶ء)

جنسِ نام و ننگ و عزّت را زِ داماں ریختیم
یار آمیزد مگر با ما ، بہ خاک آمیختیم

ننگ و نام اور عزت ہم نے اپنے دامن سے پھینک دی اور ہم خاک میں مل گئے تا کہ یار ہم سے مل جائے۔

دِل بِدادیم از کف و، جاں دَر رہے انداختیم
از پئے وصلِ نگارے ، حیلہ ہا انگیختیم

دل ہاتھ سے دے دیا اور جان اس کے راستے میں ڈال دی اور اس محبوب کے وصل کے لئے ہم نے طرح طرح کی تدبیریں کیں۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۶۰ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

اَے غافِلاں، وَفا نکُنَد، اِیں سَرائے خام
دُنیائے دُوں نمانْد و نمانَد بکس مُدام

اے غافلو! یہ سرائے فانی کسی سے وفا نہیں کرتی یہ ذلیل دنیا نہ کسی کے ساتھ ہمیشہ رہی نہ رہے گی۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۰ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

آنجا کہ محبّتے نمک مے ریزد   ہر پردہ کہ بود، از میاں برخیزد

جہاں محبت نمک پاشی کرتی ہے وہاں جو بھی پردہ درمیان میں ہوتا ہے اٹھ جاتا ہے۔

ایں نفسِ دنی کہ صد ہزارش دہن است   خاموش شود چو، عشق شور انگیزد

یہ ذلیل نفس جس کے لاکھوں منہ ہیں جب عشق جوش میں آتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔

چوں رنگِ خودی رود کسے را از عشق   یارش زِ کرم، برنگِ خویش آمیزد

جب عشق کی وجہ سے کسی کی خودی کا رنگ جاتا رہتا ہے تو یار اپنی مہربانی سے اس پر اپنا رنگ چڑھا دیتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰۶۔۱۸۸۶ء)

سِینہ مے بایَد، تہی از غَیرِ یار   دِل ہمے بایَد، پُر از یادِ نِگار

یار کے سوا ہر چیز سے سینہ خالی ہونا چاہیئے اور دل محبوب کی یاد سے بھرا رہنا چاہیئے۔

جاں ہمے بایَد، براہِ اُو فِدا   سر ہمے بایَد، بپائے اُو نثار

جان اس کی راہ میں قربان ہونی چاہیئے اور سر اس کے قدموں میں نثار ہونا چاہیئے۔

ہیچ دانی؟ چیست دِینِ عاشِقاں   گوئمت، گر بِشنَوی عُشّاق وار

کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشقوں کا دین کیا ہوتا ہے؟ میں تجھے بتاتا ہوں اگر تو عاشقوں کی طرح سنے۔

از ہمہ عالَم، فرو بستن نظَر
لَوحِ دِل شُستن، زِ غَیرِ دوستدار

وہ یہ ہے کہ سارے جہاں کی طرف سے آنکھ بند کر لینا اور دوست کے سوا ہر چیز سے دل کی تختی کو دھوڈالنا۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۱۰۔ ۱۸۸۶ء)

ترکِ خُوبے، مے کناند خُوب تَر　　عِشق را درماں بُوَد، عِشقِ دِگَر

زیادہ حسین اپنے سے کم حسین کو چھڑا دیتا ہے ایک عشق کا علاج دوسرا عشق ہوا کرتا ہے۔

شیر با شیرے ، نُمایَد زورِ تَن　　مے تُواں، آہَن بہ آہَن کوفتن

شیر ہی شیر سے زور آزما ہو سکتا ہے لوہے کو لوہے سے ہی کوٹ سکتے ہیں۔

گر غریق اندر نجاست ہاست تَن　　رَو، بہ دریائے درآرو غوطہ زن

اگر تیرا بدن نجاست سے لتھڑا ہوا ہے تو کسی دریا پر جا اور غوطہ مار۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۳۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

چُوں گُماں نے کُنَم اِینجا مَدَدِ رُوحِ قُدُس
کِہ مَرا در دِلِ شاں، دیو نظَر مے آیَد

میں یہاں روح القدس کی مدد کا گمان کیونکر کرسکتا ہوں کہ مجھے تو ان کے دل میں دیو بیٹھا ہوا نظر آتا ہے۔

اِیں مَدَد ہاست دراسلام چو خُورشید عیاں
کِہ بہ ہر عصر مسیحائے دِگَر مے آیَد

اسلام میں یہ امداد سورج کی طرح ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لئے نیا مسیحا آتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۹۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

تابر دِلَم نظرِ شُد از مہر، ماہِ مارا کردست سیمِ خالص قلبِ سیاہِ مارا

جب میرے دل پر میرے چاند نے محبت کی نظر ڈالی تو میرے سیاہ دل کو خالص چاندی بنا دیا۔

لُطفِ عمیمِ دِلبر، ہر دَم مرا بخوانَد ہر چند مے زَنَند ایں اَغیار، راہِ مارا

دلبر کی عالمگیر مہربانیاں مجھے بلا رہی ہیں ہر چند کہ یہ غیر لوگ ہمارے راستہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔

در کُوئے دِلِستانم چُوں خاکِ کُو شب و روز دِیگر نشاں چہ باشَد، اِقبال و جاہِ مارا

میں تو دن رات اپنے محبوب کے کوچہ میں خاک کی طرح پڑا رہتا ہوں اس سے بڑھ کر ہمارے عزت و اقبال کی اور کیا علامت ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰ و ۲۵۱۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

گرچہ ہر کس، زِرہِ لاف، بیَانے دارَد

صادِق آنست، کہ از صِدق نشانے دارَد

اگرچہ ہر شخص لاف وگزاف مار لیتا ہے لیکن سچا وہی ہے جو اپنے صدق کے آثار رکھتا ہو۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۹۔ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

نمے ترسیم از مُردن، چُنیں خوف، از دِل اَفگنْدیم
کہ ما مُردیم، زاں روزے کہ، دِل از غَیر برکَنْدیم

ہم مرنے سے نہیں ڈرتے ہم نے یہ خوف دل سے نکال دیا ہے ہم تو اسی دن سے مر چکے جس دن سے ہم نے غیر سے اپنا دل ہٹا لیا۔

دِل وجاں، دررہِ آں دِلستانِ خُود فِدا کردیم
اگر جانٌہا زِما خواہد، بصد دِل آرزومندیم

ہم نے اس محبوب کی راہ میں جان و دل فدا کر دیا۔ اگر وہ ہماری جان بھی مانگے تو ہم شوق سے دیں گے۔

(شحنہ حق صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۸۷ء)

چو شیرِ شرزۂ قرآں نُمایَد رُو، بغُرّیدن
دِگر آنجا نمانَد رُوبۂِ ناچیز را غَوغا

جب قرآن کا بہادر شیر غرانے لگے تو پھر ذلیل لومڑی کا شور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

(شحنہ حق صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۸۸۷ء)

آں صَیدِ تیرہ بخت کہ بندے بپائے اُوست — شپّرمثال بُغضِ خُوری، اِختیار کرد

اس بد بخت شکار نے جس کے پیروں میں زنجیر پڑی ہے چمگادڑ کی طرح سورج سے دشمنی اختیار کی ہے۔

فِرعوں شُدو، عِنادِ کلیمے بدِل نشاندٗ — یکسر خزاں شُدو، گلہ ہا از بہار کرد

اس نے فرعون بن کر کلیم اللہ کی عداوت دل میں بٹھائی سارے کا سارا خزاں بن گیا اور لگا موسم بہار کا گلہ کرنے۔

چوُں شَحنۂ حق از پئے تعزیرِاُو بخاست — چنداں بکوفتش، کہ تنَش چوُں غُبار کرد

جب راستی کا کوتوال اسے سزا دینے کے لئے اٹھا تو اسے اتنا کوٹا کہ اس کا بدن غبار کی طرح کر دیا۔

تاریخِ ردِّ آں ہَذَیانَش، چہ حاجت است

صَیدے رکیک بُود، کہ مُوسٰیؑ شکار کرد

اس کے بکواس اس کے رد لکھنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ایک صید ذلیل تھا جسے موسیٰ نے شکار کر لیا۔

(شحنۂ حق۔آخری ٹائیٹل ۶ مطبوعہ ۱۸۸۷ء)

۱۳۰۴۔بالحاق بندے بپائے صَیدے

اِیں نہ از خُود ہست، جوشِ جانِ شاں
دستِ کھڑ پنچاں کَشَد دامانِ شاں

یہ جوش جو اِن کے دل میں ہے ان کا اپنا نہیں بلکہ کھڑ پنچوں کا ہاتھ پیچھے سے ان کو شہ دے رہا ہے۔

(شحنۂ حق صفحہ ۶۳۹ مطبوعہ ۱۸۸۷ء)

اَے خُدا، اَے چارہ سازِ ہر دِلِ اندوہگیں
اَے پناہِ عاجزاں، آمرزگارِ مُذنِبیں

اے خدا۔ اے غمگین دل کے چارہ گر۔ اے عاجزوں کی پناہ اور اے گنہ گاروں کو بخشنے والے۔

از کَرَم آں بندۂِ خُودرا، بہ بخشش ہا نواز
واِیں جُدا اُفتادگاں را، از ترحُّم ہا بہ بیں

مہربانی سے اپنے اس بندے پر بخشش فرما۔ اور ان علیحدہ رہنے والوں پر نظر رحمت کر۔

(فتح اسلام صفحہ ۶۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

مرثیۂ تفرقۂ حالتِ اسلام

۱ مے سَزَد، گرخُوں ببارَد، دِیدۂِ ہر اہلِ دِیں
بر پریشاں حالئِ اِسلام و، قَحطُ المُسلِمِیں

مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ خون کے آنسو روئے۔ اسلام کی پریشان حالی اور قحط المسلمین پر۔

۲ دِینِ حق را، گردِش آمد صعبناک وسَہمگیں
سخت شورے اُوفتاد، اندر جہاں از کُفر و کِیں

خدا کے دین پر نہایت خوفناک اور پرخطر گردش آگئی۔ کفر وشقادت کی وجہ سے دنیا میں سخت فساد برپا ہو گیا۔

۳ آنکِہ نفسِ اُوست، از ہر خیر و خُوبی بے نصیب
مے تراشَد عیب ہا، در ذاتِ خَیرُالمُرسَلِیںؐ

وہ شخص جس کا نفس ہر ایک خیر وخوبی سے محروم ہے وہ بھی حضرت خیر الرسل کی ذات میں عیب نکالتا ہے۔

۴ آنکِہ، در زندانِ ناپاکی ست، محبُوس و اسیر
ہَست، در شانِ اِمامِ پاکبازاں نُکتہ چِیں

وہ جو خود ناپاکی کے قید خانے میں اسیر و گرفتار ہے وہ بھی پاکبازوں کے سردار کی شان میں نکتہ چینی کرتا ہے۔

۵ تیر بر معصوم مے بارَد، خبیثے بد گُہر
آسماں را مے سَزَد، گر سنگ بارَد بر زمیں

بد اصل اور نیچ انسان اس معصوم پر تیر چلاتا ہے آسمان کو مناسب ہے کہ زمین پر پتھر برسائے۔

۶ پیشِ چشمانِ شُما، اِسلام در خاک اُوفتاد
چیست عُذرے، پیشِ حق، اَے مجمعُ المتنعّمیں

تمہاری آنکھوں کے سامنے اسلام خاک میں مل گیا۔ پس اے گروہ امراء تمہارا خدا کے حضور میں کیا عذر ہے۔

۷ ہر طرف کُفر است جوشاں، ہمچو افواجِ یزیدؔ
دِینِ حق بیمار و بیکس، ہمچو زَینُ العابِدیںؔ

افواج یزید کی مانند ہر طرف کفر جوش میں ہے اور دین حق زین العابدین کی طرح بیمار وبیکس ہے۔

۸ مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرت ہائے خویش
خُرّم و خنداں نشستہ، با بُتانِ نازنیں

امراء عیش و عشرت میں مشغول ہیں اور حسین عورتوں کے ساتھ خرم وخنداں بیٹھے ہیں۔

۹ عالِماں را، روز و شب، باہم فساد از جوشِ نفس
زاہداں غافِل سراسر، از ضرورت ہائے دِیں

علماء دن رات نفسانی جوشوں کے باعث آپس میں لڑ رہے ہیں اور زاہد ضروریات دین سے بالکل غافل ہیں۔

۱۰ ہر کسے، از بہرِ نفسِ دُونِ خُود، طرفے گرفت
طرفِ دِیں خالی شُدو، ہر دُشمنے جَست از کمیں

ہر شخص نے اپنے ذلیل نفس کی خاطر ایک پہلو اختیار کر لیا۔ اس لئے دین کا پہلو خالی ہے اور ہر دشمن کمین گاہ میں سے کود پڑا۔

۱۱ اَے مُسلماناں، چہ آثارِ مسلمانی ہمیں شت؟
دِیں چنیں اَبتَر، شُما در جیفۂِ دُنیا رہیں

اے مسلمانو! کیا یہی مسلمانی کی علامتیں ہیں دین کی تو حالت ہے اور تم مراد دینا سے چمٹے ہوئے ہو۔

۱۲ کاخِ دُنیارا، چہ اِستحکام در چشمِ شُماشت؟
یا مگر، از دِل بِرُوں کردید، مَوتِ اوّلیں

کیا تمہاری نظر میں دنیا کا محل بہت مضبوط ہے؟ یا شاید پہلوں کی موت کا خیال تمہارے دل سے نکل گیا ہے۔

۱۳ دَورِ مَوت آمد قریب، اَے غافِلاں فِکرش کُنید
دَورِ مَے تا کَے، بخُوبانِ لَطیف و مَہ جبیں

اے غافلو! موت کا وقت قریب آ گیا اس کی فکر کرو حسین اور مہ جبیں معشوقوں کے ساتھ دور شراب کب تک چلتا رہے گا۔

۱۴ نفسِ خود را بستۂِ دُنیا مدار، اَے ہوشمند!
ورنہ تلخی ہا بہ بینی، وقتِ اَنفاسِ پَسیں

اے عقلمند اپنے نفس کو دنیا کا قیدی مت بنا ورنہ مرنے کے وقت بہت سختیاں برداشت کرے گا۔

۱۵ دِل مَدِہ، اِلّابدِلدارے کِہ حُسنش دائِم شت
تا سُرُورِ دائمی یابی، زِخَیرُالمُحسِنیں

اس محبوب کے سوا جس کا حسن لازوال ہے اور کسی کو دل نہ دے تا کہ تو دائمی خوشی خدائے محسن کی طرف سے حاصل کرے۔

۱۶ آں خِرَدمندے کہ، اُو دِیوانۂ راہش بَوَد
ہوشیارے آنکہ مستِ رُوئے آں یارِ حَسِیں

وہ آدمی عقلمند ہے جو اس کی راہ کا دیوانہ ہے اور وہ شخص ہوشیار ہے جو اس حسین محبوب کے چہرہ کا گرویدہ ہے۔

۱۷ ہست جامِ عشقِ اُو، آبِ حیاتِ لازَوال
ہر کہ نوشیدست، اُو ہرگز نَمیرد بعدازیں

اس کے عشق کا جام لازوام آب حیات ہے جس نے اسے پی لیا وہ پھر ہرگز نہیں مرے گا۔

۱۸ اَے برادر، دِل مَنِہ در دولتِ دُنیائے دوں
زہرِ خُوں ریزست، در ہر قطرۂ اِیں انگبیں

اے بھائی اس ذلیل دنیا کی دولت سے دل نہ لگا اس شہد کے ہر قطرہ میں زہر ہلاہل بھرا ہوا ہے۔

۱۹ تا تُوانی جُہد کُن، از بہرِ دِیں، با جان و مال
تا زِ رَبُّ العَرش یابی، خلعتِ صَد آفریں

جہاں تک تجھ سے ہوسکتا ہو جان و مال کے ساتھ دین کے لئے کوشش کرتا کہ خداوند عرش کی طرف سے خوشنودی کا خلعت حاصل کرے۔

۲۰ از عَمل ثابت کُن آں نُورے کہ در ایمانِ تُست
دِل چو دادی یُوسُفے را، راہِ کنعاں را گُزیں

اس نور کو جو تیرے ایمان میں ہے اپنے عمل سے ثابت کر جب تو نے یوسف کو دل دیا تو کنعان کا رستہ بھی اختیار کر۔

۲۱ یاد ایّا میکہ، ایں دِیں، مرجعِ ہر کیش بُود
عالَمے را وا رہانِید، از رہِ دیوِ لَعِیں

وہ دن یاد ہیں جب یہ دین سب اہل مذاہب کا مرجع بنا ہوا تھا اور لعنتی شیطان کے راستہ سے اس نے ایک جہان کو آزاد کر دیا تھا۔

۲۲ بر زمیں گُستَرد ظِلِّ تربیَت از نُورِ عِلم
پائے خُود مے زَد، زِ عِزّو جاہ، بر چرخِ بریں

نورعلم کی وجہ سے اس نے دنیا میں نیک تربیت کا سایہ پھیلا رکھا تھا اور عزو جاہ کی وجہ سے آسمان پر اس کا قدم تھا۔

۲۳ اِیں زمانے آں چُناں آمد، کہ ہر اِبنُ الجہُول
از سَفاہت مے کُنَد، تکذیبِ اِیں دینِ متیں

اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہر احمق بے وقوفی سے اس دین متین کی تکذیب کرتا ہے۔

۲۴ صَد ہزاراں اَبلہاں، از دِیں بِرُوں بُرد ند رَخت
صَد ہزاراں جاہِلاں، گشتند صَیدُ الماکِریں

لاکھوں بیوقوف دین سے باہر نکل گئے اور لاکھوں جاہل مکاروں کا شکار بن گئے۔

۲۵ بر مُسلماناں ہمہ اِدبار، زِیں رہ اُوفتاد

کز پئے دِیں، ہمّتِ شاں نیست باغیرت قریں

مسلمانوں پر ساری ذلت اسی وجہ سے پڑی کہ دین کے معاملہ میں ان کی ہمت نے ان کی غیرت کا ساتھ نہیں دیا۔

۲۶ گر بگر دد عالَمے، از راہِ دینِ مُصطفٰے

از رہِ غَیرت، نمے جُنبند ہم مثلِ جَنیں

اگر ایک جہان مصطفٰی کے دین کی راہ سے پھر جائے تو جنین جتنی بھی وہ غیرت سے حرکت نہیں کرتے۔

۲۷ فکرِ ایشاں، غرق ہر دَم، در رہِ دُنیائے دُوں

مالِ ایشاں، غارت اندر راہِ نِسوان و بنیں

وہ ہر گھڑی اس ذلیل دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور ان کا مال عورتوں اور بیٹوں پر خرچ ہوتا رہتا ہے۔

۲۸ ہر کُجا، در مجلسے فِسق شت، ایشاں صَدرِ شاں

ہر کُجا ہَست از مَعاصی حلقۂ ایشاں نگیں

جس مجلس میں بھی فسق و فجور ہو وہ اس کے صدر ہوتے ہیں اور جہاں گناہ گاروں کا حلقہ ہو وہ نگینہ کی مانند ہوتے ہیں۔

۲۹ با خرابات آشنا، بیگانہ از کُوئے ہُدیٰ

نفرت از ارباب دِیں، با مَے پرستاں ہمنشیں

شراب کے رسیا مگر ہدایت سے بے گانہ۔ ارباب دین سے نفرت اور شرابخوروں سے صحبت ہے۔

۳۰ رُو بگر دانید، دِلدارے کہ صدِ اخلاص داشت

چُوں ندید، اندر دلِ ایں قوم، صِدقُ المُخلِصِین

اس محبوب نے ان سے منہ پھیر لیا جو پہلے ان سے اخلاص رکھتا تھا جب اس نے اس قوم کے دل میں مخلصوں والی وفاداری نہ دیکھی۔

۳۱ آں زمانِ دَولت و اِقبالِ ایشاں، درگذشت

شُومئے اعمالِ شاں، آوُرد ایّامے چُنیں

ان کے دولت واقبال کا زمانہ تو گذر گیا۔ اب ان کے اعمال کی نحوست ایسے دن لے آئی۔

۳۲ از رہِ دِیں پروری، آمد عُروج اندر نخُست

باز چُوں آید، بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

پہلے جو ترقی ہوئی تھی وہ دین پروری کے راستہ سے ہوئی تھی پھر بھی جب ہوگی یقیناً اسی راہ سے ہوگی۔

۳۳ یاالٰہی باز کَے آید، زِ تو وقتِ مَدَد

باز کَے بینیم آں فرخندہ ایّام و سِنیں

اے خدا پھر کب تیری طرف سے مدد کا وقت آئے گا اور ہم پھر وہ مبارک دن اور سال کب دیکھیں گے۔

۳۴ ایں دو فکرِ دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت

کثرتِ اعدائے مِلّت، قِلّتِ انصارِ دِیں

دین احمد کے متعلق ان دو فکروں نے میری جان کا مغز گھلا دیا۔ اعدائے ملت کی کثرت اور انصار دین کی قلت۔

۳۵ اَے خُدا اَزُود آؤ، برما آبِ نُصرت ہابِبار
یا مَرا بردار یارب، زیں مقامِ آتِشیں

اے خدا جلد آ اور ہم پر اپنی نصرت کی بارش برسا۔ ورنہ اے میرے رب اس آتشیں جگہ سے مجھ کو اٹھا لے۔

۳۶ اَے خُدا، نُورِ ہُدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گُمرہاں را، چشم کُن روشن، زِآیاتِ مُبیں

جب تو نے مجھے اس سوز و گداز میں صدق بخشا ہے تو مجھے یہ امید نہیں کہ تو اس معاملہ میں مجھے ناکامی کی موت دے گا۔

۳۷ چُوں مرا بخشِیدۂ صِدق، اندریں سوزوگُداز
نیست اُمّیدم، کہ ناکامم بمیرانی دریں

جب تو نے مجھے اس سوز و گداز میں صدق بخشا ہے تو مجھے یہ امید نہیں کہ تو اس معاملہ میں مجھے ناکامی کی موت دے گا۔

۳۸ کاروبارِ صادِقاں، ہرگز نماند ناتمام
صَادِقاں را، دستِ حق باشد نہاں در آستیں

سچوں کا کاروبار ہرگز نامکمل نہیں رہتا۔ صادقوں کی آستین میں خدا کا ہاتھ مخفی ہوتا ہے۔

(فتح اسلام صفحہ ۷۵ تا ۷۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

۱ شانِ احمد را کہ داند، جز خداوندِ کریم
آنچناں، از خود جدا شد، کز میاں افتاد میم

احمد کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے وہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہو گیا کہ میم درمیان سے گر گیا۔

۲ زاں نمط شد محوِ دلبر، کز کمالِ اتّحاد
پیکرِ او شد سراسر، صورتِ ربِّ رحیم

وہ اپنے معشوق میں اس طرح محو ہو گیا کہ کمال اتحاد کی وجہ سے اس کی صورت بالکل رب رحیم کی صورت بن گئی۔

۳ بوئے محبوبِ حقیقی مے دمد، زاں روئے پاک
ذاتِ حقّانی صفاتش، مظہرِ ذاتِ قدیم

محبوب حقیقی کی خوشبو اس کے چہرہ سے آ رہی ہے اس کی حقانی ذات خدائے قدیم کی ذات کی مظہر ہے۔

۴ گرچہ منسوبم کند کس، سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمے بینم، دگر عرشِ عظیم

خواہ کوئی مجھے الحاد اور گمراہی سے ہی منسوب کرے مگر میں تو احمد کے دل جیسا اور کوئی عظیم الشان عرش نہیں دیکھتا۔

۵ مِنّت ایزد را، کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صَد بلا را میخرم، از ذوقِ آں عَینُ النّعیم

خدا کا شکر ہے کہ میں دنیاداروں کے برخلاف اس سرچشمہ نعمت کی خواہش کی وجہ سے سینکڑوں دکھ خریدتا ہوں۔

۶ از عنایاتِ خُدا، وز فضلِ آں دادارِ پاک
دُشمنِ فرعونیَانم، بہرِ عشقِ آں کلیم

خدا کی مہربانیوں اور اس ذات اقدس کے فضل و کرم سے میں بھی اس کلیم کی محبت کی خاطر فرعونی لوگوں کا دشمن ہوں۔

۷ آں مقام و رُتبتِ خاصَش، کہ بر من شُد عیاں
گُفتمے، گر دیدمے طبعے دریں راہے سلیم

اس کا وہ خاص مقام اور مرتبہ جو مجھ ظاہر ہوا میں اس کا ضرور ذکر کرتا اگر اس راہ میں کوئی سلیم فطرت والا پاتا۔

۸ در رہِ عشقِ محمّد، ایں سر و جانم رَوَد
ایں تمنّا، ایں دُعا، ایں در دِلَم عزمِ صمیم

محمد کے عشق میں میرا سر اور میری جان قربان ہو۔ یہی میری خواہش، میری دعا اور میرا دلی ارادہ ہے۔

(توضیح مرام صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۳)

۱
آں نہ دانائے بَوَد، کز ناشکیبائی نفس
خویشتن را، زُود تر، بر حِندّ و اِنکار آوَرد

وہ عقلمند نہیں جو ناشکیبائی نفس کے باعث فوراً حق کا انکار کر دیتا ہے۔

۲
صبر باید طالِب حق را، کِہ تُخم اندر جہاں
ہر چہ پنہاں خاصِیت دارد، ہماں بار آوَرد

طالب حق کو صبر چاہئے کہ دنیا میں ہر بیج جو بھی مخفی خاصیت رکھتا ہے اسی کے مطابق پھل لاتا ہے۔

۳
اَندکے نُورِ فراست باید اِیں جا، مرد را
تا صَداقت، خویشتن را، خُود بہ اظہار آوَرد

انسان کو کچھ نور فراست بھی چاہئے تا کہ صداقت اپنے تئیں خود ظاہر کر دے۔

۴
صادِقاں را، صِدقِ پنہانی نمے ماند نہاں
نُورِ پنہاں، بر جبینِ مَرد، انوار آوَرد

صادقوں کا اندرونی صدق چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔ مخفی نور انسان کی پیشانی پر چمک پیدا کر دیتا ہے۔

۵
ہر کہ از دستِ کسے خُورد است کاساتِ وِصال
ہر زماں، رُویش سُرورِ واصِلِ یار آوَرد

وہ شخص جس نے کسی کے ہاتھ سے شراب وصل کے پیالے پیئے ہوں اس کا منہ ہر وقت اس یار کے وصل کا سرور ظاہر کرتا رہتا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

زِ عُشّاقِ فُرقان و پَیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہم قرآن اور آنحضرت کے عاشقوں میں سے ہیں اسی پر ہم آئے ہیں اور اسی حالت میں گزر جائیں گے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

۱ جائیکہ از مسیح و نزولش سُخَن رَوَد
گویَم سُخَن ، اگرچہ ندارند باوَرَم

جس جگہ مسیح اوراس کے نزول کا ذکر ہو وہاں میں یہی کہتا ہوں اگر چہ لوگ یقین نہ کریں۔

۲ کاندر دِلَم دمید خُداوندِ کِردگار
کاں برگُزیدہ را ، زِ رہِ صِدق مظہرم

کہ خداوند کردگار نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں اس برگزیدہ کا سچا مظہر ہوں۔

۳ مَوعُودم و ، بحُلیئہِ ماثُور آمدم
حَیف است ، گر بدِیدہ نہ بینند منظرم

میں موعود ہوں اور میرا حلیہ حدیثوں کے مطابق ہے افسوس ہے اگر آنکھیں کھول کر مجھے نہ دیکھیں۔

۴ رَنگم چُوگندم است ، وبمُو فرق بیّن است
زاںساں کہ آمدست ، دراخبارِ سرورمُ

میرا رنگ گندمی ہے اور بالوں میں نمایاں فرق ہے جیسا کہ میرے آقا کی احادیث میں وارد ہے۔

۵ اِیں مَقدَمَم ، نہ جائے شکوک ست والتباس
سیّدٌ جُدا کُنَد ، زِ مسیحائے اَحمرم

میرے آنے میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ میرا آقا مجھے سرخ رنگ والے مسیح سے علیحدہ کر رہا ہے۔

۶ از کلمۂ منارۂ شرقی، عجب مدار
چوں خود ز مشرق است تجلّیِ نیّرم

مشرقی منارہ والی بات سے تعجب نہ کر۔ جبکہ میرے سورج کا طلوع مشرق سے ہی ہے۔

۷ اینک منم کہ حسبِ بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست، تا بنہد پا بہ منبرم

میں ہی ہوں جو بشارات کے مطابق آیا ہوں عیسی کہاں ہے جو میرے منبر پر قدم رکھے۔

۸ آں راکہ حق بہ جنّتِ خلدش مقام دادؒ
چوں برخلافِ وعدہ، بروں آرد، از ارم

وہ جسے خدا نے جنت الخلد میں جگہ دی۔ وہ اسے اپنے وعدوں کے برخلاف فردوس میں سے کیوں نکالے۔

۹ چوں کافر، از ستم، بپرستد مسیح را
غیوریِ خدا، بسرش کرد، ہمسرم

چونکہ کافر بے فائدہ مسیح کی پرستش کرتا ہے اسلیئے خدا کی غیرت نے مجھے اس کا ہمسر بنا دیا۔

۱۰ رو، یک نظر، بجانبِ فرقاں، ز غور کن
تا بر تو منکشف شود، ایں رازِ مضمرمؒ

جا۔ اور قرآن کی طرف نظر غور کر۔ تا کہ میرا پوشیدہ راز تجھ پر کھل جائے۔

۱۱ یاربّ، کجاست محرمِ رازِ مُکاشفات
تا نُورِ باطنش، خبر آرد زِ مُخبرم

اے میرے رب! مکاشفات کا راز جاننے والا کہاں ہے تا کہ اس کا نور باطن آنحضرت ﷺ سے خبر لائے۔

۱۲ آں قِبلہ، رُو نمُود بگیتی، بچار دہُم
بعد از ہزار و سِیصد، کہ بُت افگند در حرَم

اس قبلہ نے چودھویں صدی میں اپنا منہ دکھایا۔ حرم سے بت نکالنے کے تیرہ سو سال بعد۔

۱۳ جوشید آنچناں کرَمِ منبعِ فیُوض
کامد، ندائے یار، زِ ہر کُوئے و معبرم

اس سرچشمہ فیوض کی مہربانی اس قدر جوش میں آئی کہ میرے ہر گلی کوچہ سے اس یار کی ندا آنے لگی۔

۱۴ اَے مُعترض، بخوفِ الٰہی، صبُور باش
تا خُود خُدا، عیاں کُند، آں نُورِ اختَرم

اے معترض خدا کا خوف کر اور ذرا صبر کر۔ تا کہ خدا خود میرے ستارے کی روشنی کو ظاہر کردے۔

۱۵ آخر نخواندۂ، کہ گمانِ نِکو کُنید
چُوں مے رَوی، بِرُوں زِحُدُودش برادرم

کیا تو نے نہیں پڑھا کہ نیک نیتی سے کام لو۔ پس اے بھائی تو اس کی حدوں سے باہر کیوں جاتا ہے۔

۱۶ برمن چرا کشی تو چنیں خنجرِ زباں

از خود نیَم ، زِ قادرِ ذُوالمجدِ اکبرم

مجھ پر تو اس طرح زبان کی چھری کیوں چلاتا ہے۔ میں خود نہیں آیا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔

۱۷ ماُمورم و مرا چہ دریں کارِ اختیار

رَو ، ایں سُخن بگو ، بخُداوندِ آمِرم

میں تو مامور ہوں مجھے اس کام میں کیا اختیار ہے جا! یہ بات میرے بھیجنے والے خدا سے پوچھ۔

۱۸ اَے آنکہ ، سُوئے مَن بَدوِیدی ، بصَد تبَر

از باغباں بتَرس ، کہ مَن شاخِ مُثمِرم

اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑا ہے باغبان سے ڈر کیونکہ میں ایک پھلدار شاخ ہوں۔

۱۹ حکم است ز آسماں ، بزمیں مے رَسانمَش

گر بِشنوَم نگوَیمَش ، آں را کجا برَم

آسماں کا حکم میں زمین تک پہنچاتا ہوں۔ اگر میں اسے سنوں اور لوگوں کو نہ سناؤں تو اسے کہاں لے جاؤں۔

۲۰ اَے قومِ مَن ! بگفتۂِ مَن ، تنگدِل مباش

ز اوّل چُنیں مجوش ، ببیں تا بآخِرَم

اے میری قوم میری باتوں سے آزردہ نہ ہو شروع ہی میں ایسا جوش نہ دکھا بلکہ آخر تک میرا حال دیکھ۔

۲۱ منِ خود نگویم اینکہ بلوحِ خدا ہمیں است
گر طاقتست، محو کُن، آں نقشِ داورم

میں خود یہ بات نہیں کہتا بلکہ لوح محفوظ میں ہی ایسا لکھا ہے اگر تجھ میں طاقت ہے تو خدا کے لکھے ہوئے کو مٹا دے۔

۲۲ در تنگنائے حیرت و فکرم، زِ قومِ خویش
یا ربّ عنایتے، کہ ازیں فکرِ مُضطرم

میں اپنی قوم کے باعث حیرت اور فکر کی مصیبت میں ہوں اے میرے رب مہربانی فرما کہ میں آن پریشانی سے بے قرار ہوں۔

۲۳ نے چشم ماندہ است و، نہ گوش و، نہ نُورِ دِل
جُز یک زبانِ شاں کہ نیرزد بیک دِرَم

نہ ان کی آنکھیں باقی ہیں نہ کان اور نہ دل کی روشنی سوائے ایک زبان کے جس کی ایک درم بھی قیمت نہیں۔

۲۴ بد گُفتنم، زِ نوعِ عبادت شُمُردہ اند
در چشمِ شاں، پلید ترؔ از ہر مُزَوِّرم

ان لوگوں نے مجھے برا کہنا عبادت سمجھ رکھا ہے۔ ان کی نظروں میں میں ہر کذاب سے زیادہ پلید ہوں۔

۲۵ اَے دِل تو نیز، خاطِرِ ایناں، نگاہ دار
کاخِر کُنند، دعوئِ حُبِّ پیَمبرم

تاہم اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ۔ کیونکہ آخر میرے پیغمبر کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

۲۶ اَے مُنکرِ پیامِ سروش و نِدائے حق
ازمن خطا مَبیں، کہ خطا در تو بِشکرم

اے وہ جو فرشتہ کے پیام اور خدا کی آواز کا منکر ہے۔ غلطی مجھ میں نہیں بلکہ تجھ میں ہے۔

۲۷ جانم گُداخت، ازغمِ ایمانت، اَے عزیز
ویں طُرفہ تر، کہ من بگُمانِ تو کافِرم

اے عزیز میری جان تیرے ایمان کے غم میں گھل گئی مگر عجیب بات یہ ہے کہ تیرے خیال میں میں کافر ہوں۔

۲۸ خواہی کہ روشنت شَوَد، احوالِ صِدقِ ما
روشندِلی بخواہ، ازاں ذاتِ ذُوالکرم

اگر تو چاہتا ہے کہ ہماری سچائی کی حقیقت تجھ پر روشن ہو جائے تو اسی مہربان ذات سے دل کی روشنی مانگ۔

۲۹ گوشِ دِلَم، بجانبِ تکفیرِ کس کُجاست
من مستِ جامہائے عنایاتِ دِلبرم

میرا خیال کسی کو کافر بنانے کی طرف کب ہے میں تو اپنے محبوب کی عنایتوں کے جام سے سرشار ہوں۔

۳۰ از طعنِ دُشمناں خبرے، چُوں شَوَد مرا
کاندَر خیالِ دوست، بخوابِ خوش اندرم

دشمنوں کے طعن کا مجھ پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ میں تو دوست کے تصور میں مدہوش ہوں۔

۳۱ من میزِیَم بوَحیِ خُدائے کہ بامن است
پَیغامِ اُوست ہچُوں نفسِ رُوح پرورم

میں تو اس خدا کی وہی کے سہارے جیتا ہوں جو میرے ساتھ ہے اس کا الہام میرے لئے زندگی بخش سانس کی طرح ہے۔

۳۲ من رَخت بُردہ ام، بعماراتِ یارِ خویش
دیگر خبر مپُرس ازیں تیرہ کِشورَم

میں نے تو اپنے دوست کے گھر میں ڈیرہ ڈال دیا ہے پس تو اس اندھیرے جہان کے متعلق مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔

۳۳ عِشقش، بتار و پودِ دلِ من، دَرُوں شُداست
مِہرش شُداست، دررہِ دیں، مہرِ اَنورم

اس کا عشق میرے دل کے رگ و ریشہ میں داخل ہو گیا ہے اور اس کی محبت راہ دین میں میرے لئے چمکتا ہوا سورج بن گئی ہے۔

۳۴ رازِ محبّتِ من و اُو، فاش گر شُدے
بسیار تن کہ جاں بِفشانْدے، برِیں دَرَم

اگر میری اور اس کی محبت کا راز ظاہر ہو جاتا۔ تو بہت سی خلقت میرے دروازہ پر اپنی جانیں قربان کر دیتی۔

۳۵ اَبنائے روزگار، ندانند رازِ مَن
مَن نُورِ خُود نہُفتہ زِ چشمانِ شپّرم

دنیا دار لوگ میرے بھید کو نہیں جانتے میں نے اپنے نور کو چمگادڑوں کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے۔

۳۶ بعد از رہم، ہر آنچہ پسندند ہیچ نیست

بدقسمت آنکہ در نظرش، ہیچ محترم

میری راہ چھوڑ کر جو راہ بھی وہ پسند کریں وہ کچھ نہیں وہ شخص بدقسمت ہے جو ہیچ کو عزت دیتا ہے۔

۳۷ ہر لحظہ مے خوریم، ز جامِ وصالِ دوست

ہر دَم اَنیس یار علیٰ رغمِ مُنکِرم

ہم تو ہر گھڑی دوست کے وصل کا جام پیتے ہیں اور میں ہر دم اپنے منکر کے خلاف اپنے یار کا ہم صحبت ہوں۔

۳۸ بادِ بہشت بر دلِ پُر سوزِ من وَزَد

صد نکہتِ لطیف دِہَد، دُودِ مجمَرم

جنت کی ہوائیں میرے پرسوز دل پر چلتی ہیں اور میری اس انگیٹھی کا دھواں سینکڑوں قسم کی اعلیٰ خوشبوئیں پیدا کرتا ہے۔

۳۹ بد بُوئے حاسداں نرسانَد، زیاں بمن

من ہر زماں، زِ نافۂ یادش مُعطّرم

حاسدوں کی بدبو مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ میں ہر وقت یاد خدا کے نافہ سے معطر رہتا ہوں۔

۴۰ کارم زِ قُربِ یار، بجائے رسیدہ است

کانجا، زِ فہم و دانشِ اغیار، برترم

پیار کے قرب کی وجہ سے میرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ میں غیروں کی عقل و فہم سے بہت بالاتر ہو گیا ہوں۔

۴۱ پایم زِ لُطفِ یار بجنّت خزیدہ است
وز فضلِ آں حبیب بدستست ساغرم

میرا قدم یار کی مہربانی سے جنت میں داخل ہو گیا ہے اور اس دوست کی عنایت سے میرے ہاتھ میں جام وصل ہے۔

۴۲ جوشِ اِجابتَش، کہ بوقتِ دُعا بُوَد
زاں گُونہ زارِیَم، نَشُنِیدست مادرم

اس کی قبولیت کا جوش جو میری دعا کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ اتنی گریہ وزاری میری ماں نے بھی نہیں سنی۔

۴۳ ہر سُوے و ہر طَرَف، رُخِ آں یار بِنْگرم
آں دیگرے کُجاست، کہ آید بخاطِرم

میں ہر طرف اور ہر جانب اس یار کا چہرہ دیکھتا ہوں۔ پھر اور کون ہے جو میرے خیال میں آئے۔

۴۴ اَے حَسرت، اِیں گروہِ عزیزاں مراندید
وقتے بہ بِینَدم کہ ازیں خاک بِگْذرم

افسوس عزیزوں نے مجھے نہ پہچانا۔ یہ مجھے اس وقت جانیں گے جب میں اس دنیا سے گذر جاؤں گا۔

۴۵ گر خُوں شُد است دِل، زِغم و دردِشاں، چہ شُد
ہست آرزُو، کہ سَر بِرَوَد، ہم دریں سَرم

اگر ان کے درد وغم کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا ہے تو کیا ہوا۔ میری تو خواہش یہ ہے کہ اسی دھن میں میرا سر بھی قربان ہو جائے۔

ہر شَب ، ہزار غم ، بمن آید ، زِ دردِ قَوم ۴۶
یارَب ، نجات بخش ، ازیں روزِ پُر شرم

ہر رات قوم کے درد سے مجھ پر ہزاروں غم وارد ہوتے ہیں اے رب مجھے اس شور وشر کے زمانہ سے نجات دے۔

یارَب ، بآبِ چشمِ من ، ایں کسلِ شاں بشو ۴۷
کامروز ، تَر شُدست ازیں درد ، بِستَرم

اے رب میرے آنکھ کے پانی سے ان کی یہ سستی دھوڈال کہ اس غم کے مارے آج میرا بستر تک تر ہوگیا۔

دریاب ، چُونکہ آب ز بہرِ تو ریختیم ۴۸
دریاب ، چُونکہ جُز تو ، نمانْد است دِیگرم

میری داد کو پہنچ کیونکہ میں نے تیرے لئے آنسو بہائے ہیں میری فریاد سن کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں رہا۔

تاریکیٔ غُمُوم ، بآخر نمے رَسَد ۴۹
ایں شب مگر تمام شَوَد ، روزِ محشرم

غموں کی تاریکی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ یہ اندھیری رات تو شاید حشر تک لمبی چلی جائے گی۔

دِل خُوں شُد است ، از غمِ ایں قومِ ناشناس ۵۰
واز عالمانِ کج ، کہ گرِفتند چنبرم

اس ناقدردان قوم کے غم سے میرا دل خون ہوگیا۔ نیز گمراہ عالموں کی وجہ سے جو میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔

۵۱ گر علمِ خشک و، کوریٔ باطن نہ رہ زدے

ہر عالم و فقیہ شُدے، ہمچو چاکرم

اگر خشک علم اور دل کی نابینائی حائل نہ ہوتی تو ہر عالم اور فقیہ میرے آگے غلاموں کی طرح ہوتا۔

۵۲ بر سنگ مے کُند اَثر، ایں منطقم، مگر

بے بہرہ ایں کساں، زِ کلامِ مُؤثّرم

میری یہ باتیں پتھر تک پر اثر کرتی ہیں مگر یہ لوگ میرے پرتاثیر کلام سے بے نصیب ہیں۔

۵۳ عِلم آں بَوَد، کہ نُورِ فراست، رفیقِ اوست

ایں عِلمِ تیرہ را، بہ پَشیزے نمے خرَم

علم تو وہ ہے کہ فراست کا نور اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اس تاریک علم کو تو میں ایک کوڑی کو بھی نہیں خریدتا۔

۵۴ اِمروز قومِ من، نشناسد مقامِ من

روزے، بگریہ یاد کُنَد، وقتِ خُوشترم

آج کے دن میری قوم میرا درجہ نہیں پہنچانتی لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ رو رو کر میرے مبارک وقت کو یاد کرے گی۔

۵۵ اَے قَومِ من، بصبر، نَظر سُوئے غیب دار

تا دستِ خُود، بعجز، زِ بہرِ تو گُسترم

اے میری قوم صبر کے ساتھ غیر کی طرف نظر رکھ تا کہ میں اپنے ہاتھ (خدا کی درگاہ میں) تیری خاطر عاجزی کے ساتھ پھیلاؤں۔

۵۶ گر، ہمچو خاک، پیشِ تو قدرم بوَد، چہ باک

چوں خاک نے، کہ از خس و خاشاک کمترم

اگر تیرے نزدیک میری قدر خاک کے برابر بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے خاک تو کیا میں کوڑے کرکٹ سے بھی زیادہ حقیر ہوں۔

۵۷ لُطف است و فضلِ اُو، کہ نوازَد، وگرنہ مَن

کِرمم نہ آدمی، صَدَف استم، نہ گوہَرم

یہ اس کا فضل اور لطف ہے کہ وہ قدر دانی کرتا ہے ورنہ میں تو ایک کیڑا ہوں نہ کہ آدمی سیپی ہوں نہ کہ موتی۔

۵۸ زانگُونہ، دستِ اُو، دِلَم از غَیرِ خُود کشِید

گوئی، گہے نبُود دِگر، در تصوُّرم

اس کے ہاتھ نے اس طرح میرے دل کو غیر کی طرف سے کھینچ لیا گویا اس کے سوا اور کوئی بھی میرے خواب وخیال میں نہ تھا۔

۵۹ بعد از خُدا، بعشقِ محمّدؐ مُخمّرم

گر کُفر اِیں بوَد بخُدا سخت کافِرم

خدا کے بعد میں محمد کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر یہی کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔

۶۰ ہر تار و پودِ مَن، بسر ایَد بعشقِ اُو

از خُود تہی و، از غمِ آں دِلستاں پُرم

میرے ہر یک ور یشہ میں اس کا عشق رچ گیا ہے میں اپنی خواہشات سے خالی اور اس معشوق کے غم سے پر ہوں۔

۶۱ من در حریمِ قُدس، چراغِ صداقتم
دَستش مُحافِظ است، زِ ہر بادِ صَرصَرم

میں درگاہ قدس میں صداقت کا چراغ ہوں۔ اسی کا ہاتھ ہر تیز ہوا سے میری حفاظت کرنے والا ہے۔

۶۲ ہر دم فلک، شہادتِ صِدقم ہمے دِہَد
زِینم کُدام غم، کہ زمیں گشت مُنکِرم

آسمان ہر وقت میری سچائی کی گواہی دیتا ہے پھر مجھے اس بات کا کیا غم کہ اہل زمین مجھے نہیں مانتے۔

۶۳ واللہ کہ ہمچو کِشتئِ نُوحمؑ زِ کِردگار
بے دَولت آنکہ دُور بِمانَد زِ لنگرم

بخدا میں اپنے پروردگار کی طرف سے نوح کی کشتی کی مانند ہوں بدقسمت ہے وہ جو میرے لنگر سے دور رہتا ہے۔

۶۴ اِیں آتشے، کہ دامنِ آخِر زماں بسوخت
از بہرِ چارہ اش، بخُدا، نہرِ کوثرم

یہ آگ جس نے اس آخری زمانہ کا دامن جلا دیا ہے۔ خدا کی قسم میں اس کے علاج کے لئے نہر کوثر ہوں۔

۶۵ مَن نیستم رسُول و نیاوردہ اَم کتاب
ہاں مُلہَم استم و زخُداوند مُنذِرَم

میں رسول نہیں ہوں اور کتاب نہیں لایا ہوں۔ ہاں ملہم ہوں اور خدا کی طرف سے ڈرانے والا۔

۶۶ یارَبّ ، بزارِیَم نظرے کُن، بلُطف وفضل
جُز دستِ رحمتِ تو، دِگر کیست یاوَرَم؛

اے میرے رب میرے گریہ وزاری کو دیکھ کر لطف وکرم کی ایک نظر کر کہ تیری رحمت کے ہاتھ کے سوااور کون میرا مددگار ہے۔

۶۷ جانَم فِدا شَوَد برہِ دینِ مُصطفےٰؐ
اِین است کامِ دِل، اگر آید مُیَسَّرم

میری جان مصطفیٰ کے دین کی راہ میں فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے کاش میسر آجائے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۶۵تا ۱۷۸مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اَے خُدا، جانَم بر اَسرارت فِدا　　اُمّیاں را مے دہی فہم و ذکا

اے خدا میری جان تیرے بھیدوں پر قربان کہ تو ان پڑھوں کو فہم اور ذہن رسا بخشتا ہے۔

در جہانت، ہمچو مَن اُمّی کُجاست　　در جہالت ہا، مَرا نشو و نماست

تیری اس دنیا میں میرے جیسا امی کہاں ہے میرا تو نشو و نما ہی جہالتوں کے درمیان ہوا ہے۔

کِرمکے بُودم، مَرا کَردی بَشَر　　مَن عَجَب تر، از مسیحے بے پِدَر

میں ایک حقیر کیڑا تھا تو نے مجھے بشر بنا دیا میں تو بے باپ مسیح سے بھی زیادہ عجیب ہوں۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

دراں ابنِ مریم خُدائی نبُود　　زِموت وزِفَوتش رہائی نبُود

اس ابن مریم میں خدائی نہ تھی ۔ کیونکہ موت وفوت سے اسے رہائی حاصل نہ تھی ۔

رہا کرد خود را، زِ شرک و دُوئی　　تُو ہم کُن چنیں، ابنِ مریم تُوئی

اس نے اپنے تئیں شرک اور دوئی سے آزاد کر لیا تھا تو بھی ایسا کر ۔ ابن مریم تو بھی بن جائے گا ۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۳۶ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اُمّتِ احمدؐ نہاں دارد، دو ضِد را در وجُود ۔۔۔ مے تواند شُد مسیحا، مے تواند شُد یہُود

احمد کی امت اپنے وجود میں دو مخالف باتیں مخفی رکھتی ہے (اس کا فرد) مسیح بھی بن سکتا ہے اور یہودی بھی۔

زُمرۂ زیشاں ہمہ بدطینتاں را جائے ننگ ۔۔۔ زُمرۂ دیگر، بجائے انبیاء دارد قعُود

ایک گروہ تو بدفطرت انسانوں کے لئے بھی جائے ننگ و عار ہے اور دوسرا گروہ انبیاء کا جانشین ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۶۳ ۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

عہد شُد از کِردگارِ بیچگُوں　　غَور کُن در اَنَّھُمْ لَایَرْجِعُوْنَ

خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے (یعنی مردے واپس نہیں آیا کرتے) تو آیت انھم لا یرجعون پر غور کر۔

سخت شورے اُوفتاد، اندر زمیں　　رحم کُن بر خلق، اَے جاں آفریں

دنیا میں سخت شور پڑ گیا ہے۔ اے پیدا کرنے والے خدا اپنی مخلوقات پر رحم فرما۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۷۶۵،۷۶۶ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشاید رہے را

مصفّا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے عزیزو بغیر اخلاص اور سچائی کے کوئی راہ نہیں کھل سکتی۔ مصفا قطرہ چاہیئے تا کہ موتی پیدا ہو۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۸۲۵ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اَے خُداوندِ رہنُمائے جہاں
صادِقاں را، زِ کاذِباں بِرَہاں

اے جہاں کو ہدایت دینے والے مالک! سچوں کو جھوٹوں کی گرفت سے رہائی بخش۔

آتش اُفتادہ، در جہاں زِ فساد
الغیاث! اَے مُغِیثِ عالَمیاں

فساد کی وجہ سے دنیا میں آگ لگ گئی۔ اے اہل جہان کے فریاد رس! امداد کو پہنچ۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ا مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اَے خُدا، اَے مالکِ اَرض و سَما

اَے پناہِ حزبِ خُود، در ہر بَلا

اے خدا۔ اے زمین وآسمان کے مالک اے ہر مصیبت میں اپنی جماعت کی پشت وپناہ

اَے رحیم و دستگیر و رہنُما

ایکہ در دستِ تو فضل است وقضا

اے رحیم دستگیر اور رہنما اے وہ کہ تیرے ہاتھ میں فیصلہ اور حکم ہے۔

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں

رحم کُن بر خَلق، اَے جاں آفریں

زمین میں سخت شور برپا ہے اے جان آفریں! اپنی مخلوقات پر رحم کر۔

اَمرِ فَیصل، از جنابِ خُود نُما

تا شَوَد قطعِ نزاع و فِتنہ ہا

اپنی درگاہ سے کوئی فیصلہ کرنے والی بات ظاہر کر۔ تا کہ جھگڑے اور فساد بند ہو جائیں۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۸ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

گر خُدا، از بندۂ خُوشنود نیست ہیچ حیوانے بچو اُو مردود نیست ١

اگر خدا بندہ سے خوش نہیں ہے تو اس جیسا کوئی حیوان بھی مردود نہیں۔

گر سگِ نفسِ دَنی را پروریم از سگانِ کُوچہ ہا، ہم کمتریم ٢

اگر ہم اپنے ذلیل نفس کو پالنے میں لگ رہیں تو ہم گلیوں کے کتوں سے بھی بدتر ہیں۔

اَے خُدا! اَے طالِباں را رہنُما! اَے کہ مِہرِ تو حیاتِ رُوحِ ما! ٣

اے خدا۔ اے طالبوں کے رہنما۔ اے وہ کہ تیری محبت ہماری روح کی زندگی ہے۔

بر رضائے خویش کُن انجامِ ما تا بر آید، در دو عالَم کامِ ما ٤

تو ہمارا خاتمہ اپنی رضا پر کر کہ دونوں جہان میں ہماری مراد پوری ہو۔

خلق و عالَم جُملہ در شور و شر اند طالبانت، در مقامِ دیگر اند ٥

دنیا اور اس کے لوگ سب شور و شر میں مصروف ہیں۔ مگر تیرے طالب اور ہی مقام پر ہیں۔

آں یکے را نور مے بخشی بہ دِل واں دِگر را، مے گُذاری، پا بہ گِل ٦

ان میں سے ایک کے دل کو تو نور بخشتا ہے اور دوسرے کو کیچڑ میں پھنسا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

چشم و گوش و دِل، زِ تو گیرد ضِیا ذاتِ تو سرچشمۂ فَیض و ہُدا ٧

آنکھ کان اور دل تجھ سے ہی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ تیری ذات ہدایت اور فیض کا سرچشمہ ہے۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۸ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

ہماں بہ کِہ جاں در رہِ اُو فِشانم

جہاں راچہ نقصاں، اگر من نمانم

یہی بہتر ہے کہ میں اس کی راہ میں جان قربان کر دوں۔ اگر میں نہ رہوں تو دنیا کا کیا نقصان ہے۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۵ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اِین ست ،نِشانِ آسمانی مِثلش بِنُما ، اگر تُوانی

اس کتاب کا نام نشان آسمانی ہے اگر ہوسکتا ہے تو اس کی نظیر لا۔

یا صُوفئ خویش را بِرُوں آر یا تَوبہ بِکُن ، زِ بَدگُمانی

یا تو اپنے صوفی کو باہر نکال۔ یا پھر بدگمانی سے توبہ کر۔

(نشان آسمانی سرورق مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

اَے سخت اسیرِ بدگُمانی وَے بستہ کمر بہ بدزبانی

اے بدگمانی میں مبتلا انسان اور اے بدزبانی پر مستعد شخص

سوزم،کہ چِساں شوی مُسلماں وِیں طُرفہ کہِ کافِرَم بِخوانی

میں تو اس غم سے جل رہا ہوں کہ تو کس طرح مسلمان ہوگا مگر عجیب بات یہ ہے کہ الٹا تو مجھے ہی کافر سمجھتا ہے۔

(نشان آسمانی صفحہ ۳۸ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

اگر خود آدمی کاہل نباشد، در تلاشِ حق خُدا خُود، راہ بِنمایَد، طلبگارِ حقیقت را

اگر آدمی خود ہی تلاش حق میں سست نہ ہو تو خدا آپ طالب حق کو راستہ دکھا دیتا ہے۔

(نشان آسمانی صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

رحمتِ خالِق کہ حِرزِ اَولیاست
ہست پنہاں، زیرِ لعنت ہائے خلق

خدا کی رحمت جو اولیاء اللہ کا تعویز ہے وہ خلقت کی لعنت کے نیچے مخفی ہوا کرتی ہے۔

(نشان آسمانی صفحہ ۳۸ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

چہ خُوش بُودے، اگر ہر یک زِ اُمّت، نُورِ دِیں بُودے

ہمیں بُودے، اگر ہر دِل پُر از نُورِ یقیں بُودے

کیا اچھا ہوتا اگر امت میں سے ہر ایک نور دین ہوتا۔ یہی ہوتا اگر ہر دل نور یقین سے بھرا ہوتا۔

(نشان آسمانی صفحہ ۴۶ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

۱ بکوشید اَے جواناں، تا بہ دِیں قُوّت شَوَد پَیدا
بہار و رونق، اندر روضۂ مِلّت شَوَد پَیدا

اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت پیدا ہو۔اور ملت اسلام کے باغ میں بہار اور رونق آئے۔

۲ اگر یاراں کُنوں بر غُربتِ اِسلام، رحم آرید
باصحابِ نبیؐ، نزدِ خُدا نسبت شَوَد پَیدا

اے دوستو! اگر اب تم اسلام کی غربت پر رحم کرو تو خدا کے ہاں تمہیں آنحضرت کے صحابہ سے مناسبت پیدا ہو جائے۔

۳ نِفاق و اختلافِ ناشناساں، از میاں خیزد
کمالِ اِتّفاق و خُلّت و اُلفت شَوَد پَیدا

نااہل لوگوں کا آپس کا اختلاف اور نفاق دور ہو جائے اور کمال درجہ کا اتفاق دوستی اور محبت پیدا ہو جائے۔

۴ بجُنبید، از پئے کوشِش، کہ از درگاہِ ربّانی
زِ بہرِ ناصِرانِ دینِ حق، نُصرت شَوَد پَیدا

کوشش کے لئے حرکت میں آؤ۔ کہ خدا کی درگاہ سے مددگاران اسلام کے لئے ضرور نصرت ظاہر ہوگی۔

۵ اگر اِمروز فِکرِ عزّتِ دِیں در شُما جوشد
شُمارا نیز، واللہ، رُتبت و عزّت شَوَد پَیدا

اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے تو خدا کی قسم خود تمہارے لئے بھی عزت و مرتبت پیدا ہو جائے۔

۶ اگر دستِ عطا، در نُصرتِ اِسلام بِکُشائید
ہم از بہرِ شُما، ناگہ یدِ قُدرت شَوَد پَیدا

اگر اسلام کی تائید میں تم اپنا سخاوت کا ہاتھ کھول دو تو فوراً تمہارے اپنے لئے بھی خدائی قدرت کا ہاتھ نمودار ہو جائے۔

۷ زِ بذلِ مال، در راہش، کسے مُفلِس نمے گردد
خُدا خُود مے شَوَد ناصِر، اگر ہمّت شَوَد پَیدا

اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا۔ اگر ہمت پیدا ہو جائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے۔

۸ دو روزِ عُمرِ خُود، در کارِ دِیں کوشید، اے یاراں
کہ آخر ساعتِ رِحلت بصد حسرت شَوَد پَیدا

اے دوستو! اپنی عمر کے دو دن دین کے کام میں گذارو کہ آخر کار مرنے کی گھڑی سینکڑوں حسرتیں لے کر آ جائے گی۔

۹ اُمیدِ دِیں رواں گرداں، اُمیدِ تو روا گردد
زِ صد نومیدی و یاس و اَلَم، رحمت شَوَد پَیدا

تو دین کی امید پوری کر تا کہ تیری امیدیں پوری ہوں۔ سینکڑوں ناامیدیوں یاس اور غم کے بعد رحمت پیدا ہو جائے گی۔

۱۰ در انصارِ نبیؐ بِنگر، کہ چوں شُد کار تا دانی
کہ از تائیدِ دِیں، سر چشمۂ دَولت شَوَد پَیدا

آنحضرتؐ کے انصار کی طرف دیکھ کہ کس طرح انہوں نے کام کیا تا کہ تجھے پتہ لگے کہ دین کی مدد کرنے سے دولت کا منبع پیدا ہو جاتا ہے۔

بجوازِ جان و دِل، تا خدمتے از دستِ تو آید ۱۱
بقائے جاوداں یابی، گر ایں شربت شَوَد پَیدا

دل و جان سے کوشش کرتا کہ تیرے ہاتھوں سے کوئی خدمت اسلام ہو جائے اگر یہ شربت پیدا ہو جائے تو تو بقائے دوام حاصل کر لے گا۔

بمُفت ایں اجرِ نُصرت را، دہندت اَے اخی ورنہ ۱۲
قضائے آسمانَ شت ایں، بہر حالت شَوَد پَیدا

اے بھائی مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدل دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔

ہمے بینم کہ دادارِ قدیر و پاک مے خواہد ۱۳
کہ باز آں قوّتِ اسلام و آں شوکت شَوَد پَیدا

میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ قادر و قدوس خدا کا منشا یہ ہے کہ اسلام کی وہ قوت اور وہ شوکت پھر پیدا ہو جائے۔

کریما صَد کَرَم کُن، بر کسے کُو ناصرِ دِین است ۱۴
بلائے اُو بگرداں، گر گہے آفت شَوَد پَیدا

اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو ٹال دے۔

چُناں خُوش دار اُو را، اَے خُدائے قادرِ مُطلَق! ۱۵
کہ در ہر کاروبار و حالِ اُو، جنّت شَوَد پَیدا

اے خداوند قادر مطلق اسے ایسا خوش رکھ کہ اس کی حالت اور سب کاروبار میں ایک جنت پیدا ہو جائے۔

۱۶ دریغ و درد، قومِ من ندائے من نمے شنوَد
زہر در میدہم پندش، مگر عبرت شوَد پیدا

افسوس قوم میری چیخ و پکار کو نہیں سنتی میں تو ہر طریقہ سے اسے نصیحت کرتا ہوں کاش اس کو عبرت ہو۔

۱۷ مَرا باوَر نمے آیَد، کہ چشمِ خویش بِکُشایند
مگر وقتیکہ، خوف و عِفّت و خَشیَت شوَد پیدا

مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ لوگ کبھی آپنی آنکھیں کھولیں گے مگر صرف اس وقت جب تقوی پاکدامنی اور خشیت اللہ ان میں پیدا ہو جائے گی۔

۱۸ مَرا دجّال وکذّاب و، بتَر از کافِراں فہمند
نمیدانَم، چِرا از نُورِ حق، نفرت شوَد پیدا

یہ تو مجھے دجال جھوٹا اور کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں میں نہیں جانتا کہ خدا کے نور سے انہیں کیوں نفرت ہوگئی۔

۱۹ عَجَب دارید اَے ناآشنایاں، غافِلاں از دِیں!
کِہ از حق چشمۂِ حَیواں، دریں ظُلمت شوَد پیدا

اے دین سے غافل اور ناواقف انسانو۔ کیا تمہیں تعجب آتا ہے کہ اس اندھیرے میں خدا کی طرف سے ایک چشمۂ حیات پیدا ہوگیا ہے۔

۲۰ چرا انساں تعجّب ہا کُند، در فکرِ ایں معنےٰ
کہ خواب آلودگاں را، رافعِ غفلت شَوَد پَیدا

آدمی یہ بات سوچ کر کیوں حیران ہو کہ نیند کے متوالوں کے لئے ایک غفلت کا دور کرنے والا پیدا ہو گیا۔

۲۱ فراموشت شُد اَے قَوم، احادیثِ نبی اللہؐ
کہ نزدِ ہر صَدی، یک مُصلِحِ اُمّت شَوَد پَیدا

اے میری قوم! تو رسول اللہ کی حدیثوں کو بھی بھول گئی کہ ہر صدی کے سر پر امت کے لئے ایک مصلح پیدا ہوا کرتا ہے۔

آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ ٹائیٹل پیج

محبّتِ تو، دوائے ہزار بیماری است

بروئے تو کہ، رہائی دریں گرفتاری است

تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے تیرے منہ کی قسم کہ اس گرفتاری ہی میں اصل آزادی ہے۔

پناہِ روئے تو جُستن، نہ طورِ مستان است

کہ آمدن بہ پناہت، کمالِ ہشیاری است

تیری پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا طریقہ نہیں ہے بلکہ تیری پناہ میں آنا ہی تو کمال درجہ کی عقلمندی ہے۔

متاعِ مہرِ رُخِ تو، نہاں نخواہم داشت

کہ خُفیہ داشتنِ عشقِ تو، زِغدّاری است

میں تیری محبت کی دولت کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا۔ کہ تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غداری ہے۔

برآں سَرم کہ سر و جاں فدائے تو بکُنم

کہ جاں بیار سپُردن حقیقتِ یاری است

میں تیار ہوں کہ جان و دل تجھ پر قربان کردوں کیونکہ جان کو محبوب کے سپرد کردینا ہی اصل دوستی ہے۔

آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ا

در نعت و مدحِ حضرت سیّدنا و سیّد الثقلین محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم

۱ چوں زِ من آید، ثنائے سرورِ عالی تبار

عاجز از مدحش، زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی قدر سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے جس کی مدح سے زمین و آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں۔

۲ آں مقامِ قُرب کو دارد، بدِلدارِ قدیم

کس نداند شانِ آں، از واصلانِ کردگار

قرب کا وہ مقام جو وہ محبوب ازلی کے ساتھ رکھتا ہے اس کی شان کو واصلان بارگاہ الٰہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔

۳ آں عِنایت ہا کہ، محبُوبِ ازَل دارد بدُو

کس بخوابے ہم ندیدہ، مثلِ آں، اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوب ازلی اس پر فرماتا رہتا ہے۔ وہ کسی نے دنیا میں خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔

۴ سرورِ خاصانِ حق، شاہِ گروہِ عاشقاں

آنکہ رُوحش کرد طے، ہر منزلِ وصلِ نگار

خاصان حق کا سردار اور عاشقان الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی روح نے محبوب کے وصل کے ہر درجہ کو طے کر لیا ہے۔

۵ آں مُبارک پَے، کہ آمد ذاتِ با آیاتِ اُو
رحمتے، زاں ذاتِ عالَم پرور و، پرور دگار

وہ مبارک قدم جس کی ذات والا صفات رحمت بن کر اس رب العالمین پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی۔

٦ آنکہ دارَد قُربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق
آنکہ شانِ اُو نفہمد، کس زِ خاصان و کِبار

وہ جو کہ جناب الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے وہ جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھتے۔

۷ احمدِ آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم، کُو اوّلیں را جائے فخر
آخریں را مُقتداؤ ملجأ و کہف و حِصار

احمد آخر الزمان جو پہلوں کے لئے فخر کی جگہ ہے اور پچھلوں کے لئے پیشوا۔ مقام پناہ جائے حفاظت اور قلعہ ہے۔

۸ ہست درگاہِ بُزُرگش، کشتیٔ عالَم پناہ
کس نگردد روزِ محشر، جُز پناہش رستگار

اس کی عالی بارگاہ سارے جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے حشر کے دن کوئی بھی اس کی پناہ میں آنے کے بغیر نجات نہیں پائے گا۔

۹ از ہمہ چیزے فزُوں تر، در ہمہ نَوعِ کمال
آسمانہا، پیشِ اَوجِ ہمّتِ اُو ذرّہ وار

وہ ہر قسم کے کمالات میں ہر ایک سے بڑھ کر ہے اس کی بلندی ہمت کے آگے آسمان بھی ایک ذرہ کی طرح ہیں۔

۱۰ مظہرِ نُورے کہ پنہاں بُود، از عہدِ اَزَل
مطلِعِ شمسے کہ بُود از اِبتدا، در اِستِتار

وہ اس نور کا مظہر ہے جو روزِ ازل سے مخفی تھا اور اس سورج کے نکلنے کی جگہ ہے جو ابتدا سے نہاں تھا۔

۱۱ صدرِ بزمِ آسمان و، حُجّۃ اللہ بر زمیں
ذاتِ خالِق را نشانے بس بزرگ و اُستوار

وہ آسمانی مجلس کا میر مجلس اور زمین پر اللہ کی حجت ہے نیز ذات باری کا عظیم الشان مضبوط نشان ہے۔

۱۲ ہر رگ و تارِ وجُودش، خانۂ یارِ اَزَل
ہر دَم و ہر ذرّہ اش، پُر از جمالِ دوستدار

اس کے وجود کا ہر رگ و ریشہ خداوند ازلی کا گھر ہے اس کا ہر سانس اور ہر ذرہ دوست کے جمال سے منور ہے۔

۱۳ حُسنِ رُوئے اُو، بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاکِ کُوئے اُو، بہ از صد نافۂ مُشکِ تتار

اس کے چہرہ کا حسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے اس کے کوچہ کی خاک تاتاری مشک کے سینکڑوں ناقوں سے زیادہ خوشبودار ہے۔

۱۴ ہست اُو، از عقل و فکر و فہمِ مَردم، دُور تر
کے مجالِ فِکر، تا آں بحرِ ناپیدا کنار

وہ لوگوں کی عقل و سمجھ سے بالاتر ہے فکر کی کیا مجال کہ اس ناپیدا کنار سمندر کی حد تک پہنچ سکے۔

۱۵ رُوحِ اُو در گُفتنِ قولِ "بَلٰی"[1] اوّل کسے
آدمِ توحید و پیش از آدمش[2]، پیوندِ یار

قول بَـلٰـی کہنے میں اس کی روح سب سے اول ہے وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے یار سے اس کا تعلق تھا۔

۱۶ جانِ خود دادن، پئے خلقِ خدا، در فطرتش
جاں نثارِ خستہ جاناں، بیدلاں را غمگسار

مخلوق الٰہی کے لئے جان دینا اس کی فطرت میں ہے وہ شکستہ دلوں کا جان نثار اور بیکسوں کا ہمدرد ہے۔

۱۷ اندراں وقتے کہ، دُنیا پُر زِ شرک و کُفر بُود
ہیچکس را خُوں نشُد دِل، جُز دِلِ آں شہریار

ایسے وقت میں جبکہ دنیا کفر و شرک سے بھر گئی تھی سوائے اس بادشاہ کے اور کسی کا دل اس کے لئے غمگین نہ ہوا۔

۱۸ ہیچکس از خُبثِ شرک و رِجسِ بُت آگہ نہ شُد
اِیں خبر شُد جانِ احمد را، کہ بُود از عِشق زار

کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صرف احمد کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبت الٰہی سے چور تھا۔

---

[1] اشارہ سُوئے الست بربکم قالوا بلےٰ

[2] یعنی پیدا کنندہ توحید بعد از گُم شُدنِ آں

۱۹ کس چہ میداند، کِرازاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد، از بہرِ جہاں، در کُنجِ غار

کون جانتا ہے اور کسے اس آہ وزاری کی خبر ہے؟ جو آنحضرت نے دنیا کے لئے غار حرا میں کی۔

۲۰ من نمیدانم، چہ دردے بُود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے درآوردش، حزین و دلفگار

میں نہیں جانتا کہ کیا درد غم اور تکلیف تھی جو اسے غم زدہ کر کے اس غار میں لاتی تھی۔

۲۱ نے زِتاریکی توحُّش، نے زِتنہائی ہراس
نے زِمُردن غم، نہ خوفِ کژدم و نے بیمِ مار

نہ اسے اندھیرے کا خوف تھا نہ تنہائی کا ڈر نہ مرنے کا غم نہ سانپ بچھو کا خطرہ۔

۲۲ کُشتۂ قوم و، فدائے خلق و، قربانِ جہاں
نے بجسمِ خویش مَیلش، نے بہ نفسِ خویش کار

وہ کشتہ قوم فدائے خلق اور اہل جہاں پر قربان تھا نہ اسے اپنے تن بدن سے کچھ تعلق تھا نہ اپنی جان سے کچھ کام۔

۲۳ نعرہ ہا پُر دردمے زد، از پئے خَلقِ خدا
شُد تَضَرُّع کارِ اُو، پیشِ خُدا، لَیل ونہار

خدا کی مخلوق کے لئے دردناک آہیں بھرتا تھا اور خدا کے سامنے رات دن گریہ وزاری اس کا کام تھا۔

۲۴ سخت شورے بر فلک اُفتاد، زاں عجز و دُعا
قُدسیاں را نیز شُد، چشم از غمِ آں اشکبار

اس کے عجز و دعا کی وجہ سے آسمان پر سخت شور برپا ہو گیا اور اس کے غم کی وجہ سے فرشتوں کی آنکھیں بھی غم سے اشکبار ہو گئیں۔

۲۵ آخر از عجز و مُناجات و، تضرّع کردنش
شُد نگاہِ لُطفِ حق، بر عالَمِ تاریک و تار

آخر کار اس کی عاجزی مناجات اور گریہ وزاری کی وجہ سے خدا نے تاریک وتار دنیا پر مہربانی کی نظر فرمائی۔

۲۶ در جہاں، از معصیت ہا بُود، طُوفانِ عظیم
بُود خلق، از شِرک وعِصیاں کور و کر در ہر دیار

جہان میں بدعملیوں کا خطرناک طوفان بپا تھا اور ہر ملک میں لوگ شرک اور گناہوں کے مارے اندھے اور بہرے ہو رہے تھے۔

۲۷ ہمچو وقتِ نُوح، دُنیا بُود، پُر از ہر فساد
ہیچ دِل خالی نبُود، از ظُلمت و گرد و غبار

دنیا نوح کے زمانہ کی طرح ہر قسم کے فسادوں سے بھر گئی تھی کوئی دل بھی ظلمت اور گرد وغبار سے خالی نہ تھا۔

۲۸ مر شیاطیں را، تسلُّط بُود بر ہر رُوح و نفس
پس تجلّی کرد، بر رُوحِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کردگار

ہر روح اور ہر نفس پر شیاطین کا قبضہ تھا تب خدا تعالی نے محمد کی روح پر تجلی فرمائی۔

۲۹ مِنّتِ اُو، بر ہمہ سُرخ و سیاہے ثابت است
آنکہ بہرِ نوعِ اِنساں، کرد جانِ خُود نثار

تمام گوری اور کالی قوموں پر اس کا احسان ثابت ہے اس نے نوع انسانی کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔

۳۰ یانبی اللہ، تُوئی خُورشیدِ رہ ہائے ہُدیٰ
بے تو نا رَد، رُو براہے، عارفِ پرہیزگار

اے نبی اللہ! تو ہی ہدایت کے راستوں کا سورج ہے تیرے بغیر کوئی عارف پرہیزگار ہدایت نہیں پا سکتا۔

۳۱ یانبی اللہ، لبِ تو چشمۂِ جاں پرور است
یانبی اللہ، تُوئی در راہِ حق آموزگار

اے نبی اللہ! تیرے ہونٹ زندگی بخش ہیں اے نبی اللہ! تو ہی خدا کے راستہ کا رہنما ہے۔

۳۲ آں یکے جویَد، حدیثِ پاکِ تو، از زید و عَمرو
وآں دِگر خود از دہانت، بِشنوَد بے اِنتظار

ایک تو تیری پاک باتیں زید و عمر کے پاس جا کر تلاش کرتا ہے اور دوسرا بلا توسط تیرے منہ سے ان کو سنتا ہے۔

۳۳ زندہ آں شخصے کہ نوشد، جُرعۂِ از چشمہ اَت
زیرک آں مردیکہ، کرد است، اِتّباعَت اِختیار

وہ شخص زندہ ہے جو تیرے چشمہ سے پانی کے گھونٹ پیتا ہے اور وہی انسان عقلمند ہے جس نے تیری پیروی اختیار کی۔

۳۴ عارِفاں را مُنتہائے معرِفت، عِلمِ رُخَت
صادِقاں را مُنتہائے صِدق، بر عشقت قرار

عارفوں کی معرفت کا آخری نقطہ تیرے رخ کا علم ہے اور راستبازوں کے صدق کا نہتا تیرے عشق پر ثابت قدم رہنا ہے۔

۳۵ بے تو ہرگز، دولتِ عرفاں، نمے یابد کسے
گرچہ میرد، در ریاضت ہا وُجہدِ بے شمار

تیرے بغیر کوئی عرفان کی دولت کو نہیں پا سکتا۔ اگرچہ وہ ریاضتیں اور جدوجہد کرتا مر بھی جائے۔

۳۶ تکیہ بر اعمالِ خُود، بے عشقِ رُویت، ابلہی است
غافِل از رُویت، نہ بِینَد، رُوئے نیکی زینہار

تیرے عشق کے سوا صرف اپنے اعمال پر بھروسہ کرنا بے وقوفی ہے جو تجھ سے غافل ہے وہ ہرگز نیکی کا منہ نہ دیکھے گا۔

۳۷ در دَمے حاصِل شَوَد، نُورے زِ عشقِ رُوئے تو
کاں نباشد سالِکاں را، حاصِل اندر روزگار

تیرے عشق کی وجہ سے ایک دم میں وہ نور حاصل ہو جاتا ہے جو سالکوں کو ایک لمبے زمانے میں حاصل نہیں ہوتا۔

۳۸ از عجائبہائے عالَم، ہر چہ محبُوب و خُوش است
شانِ آں ہر چیز بِینَم، در وجُودت آشکار

دنیا کی عجیب چیزوں میں سے جو چیز بھی دلپسند اور مفید ہے ایسی ہر چیز کی خوبیاں میں تیری ذات میں پاتا ہوں۔

خُوشتر از دَورانِ عشقِ تو، نباشد ہیچ دَور ۳۹
خُوبتر از وصف و مدحِ تو، نباشد ہیچ کار

تیرے عشق کے زمانہ سے اور کوئی زمانہ زیادہ اچھا نہیں اور کوئی کام تیری مدح وثنا سے زیادہ بہتر نہیں۔

مَنکِہ رَہ بُردم، بخُوبی ہائے بے پایانِ تو ۴۰
جاں گُدازم بہرِ تو، گر دیگرے خدمت گزار

چونکہ مجھے تیری بے انتہا خوبیوں کا تجربہ ہے اس لئے اگر دوسرے تیرے خدمتگذار ہیں تو میں تجھ پر جان فدا کرنے کو تیار ہوں۔

ہر کسے اندر نمازِ خُود، دُعائے مے کُنَد ۴۱
من دُعاہائے بروبارِ تو، اے باغِ بہار

ہر شخص اپنی نماز میں (اپنے لئے) دعا کرتا ہے مگر میں اے میرے آقا تیری آل واولاد کے لئے دعا مانگتا ہوں۔

یا نبی اللہ! فِدائے ہر سرِ مُوئے تو اَم ۴۲
وقفِ راہِ تو کُنَم، گر جاں دِہندم صد ہزار

اے نبی اللہ میں تیرے بال بال پر فدا ہوں اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب کو قربان کردوں۔

اِتّباع وعشقِ رُویت، از رہِ تحقیق چیست؟ ۴۳
کیمیائے ہر دِلے، اِکسیرِ ہر جانِ فگار

اصل میں تیری اتباع اور تیرا عشق ہر دل کے لئے کیمیا اور ہر زخمی جان کیلئے اکسیر ہے۔

دِل اگر خُوں نیست از بہرت، چہ چیز است، آں دِلے؟ ۴۴
وَر نثارِ تو نگردد، جاں کُجا آید بکار؟

دل اگر تیری محبت میں ذن نہیں تو وہ دل ہی نہیں اور جو جان تجھ پر قربان نہ ہو وہ جان کس کام کی۔

دِل نمے ترسد، بمِہرِ تو، مرا از مَوت ہم ۴۵
پائیداری ہا ببِیں، خُوش مے رَوَم تا پائے دار (صلیب)

تیری محبت میں میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرتا میرا استقلال دیکھ کہ میں صلیب کے نیچے خوش خوش جا رہا ہوں۔

راغِب اندر رحمتت، یا رحمۃ اللہ آمدیم ۴۶
اَے کہ، چُوں ما، بر درِ تو صد ہزار اُمّید وار

اے اللہ کی رحمت ہم تیرے رحم کے امیدوار ہیں تو وہ ہے کہ ہم جیسے لاکھوں تیرے در کے امیدوار ہیں۔

یا نبیَّ اللہ! نثارِ رُوئے محبُوبِ تو اَم ۴۷
وقفِ راہت کردہ اَم، اِیں سَر کہ بر دوش ست بار

اے نبی اللہ میں تیرے پیارے مکھڑے پر نثار ہوں میں نے اس سر کو جو کندھوں پر بار ہے تیری راہ میں وقف کر دیا ہے۔

تا بمن، نُورِ رسُولِ پاک را، بنمُودہ اند ۴۸
عشقِ اُو، در دِلِ ہمے جوشد، چو آب از آبشار

جب سے مجھے رسول پاک کا نور دکھایا گیا تب سے اس کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشار میں سے پانی۔

۴۹
آتشِ عشق، از دَمِ من ہمچو برقے مے جہد
یک طرَف، اَے ہمدمانِ خام، از گرد و جوار

میرے دل سے اس کے عشق کی آگ بجلی کی طرح نکلتی ہے اے خام طبع رفیقو میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ۔

۵۰
بر سرِ وجد است، دِل تا دِید، رُوئے اُو بخواب
اَے، براں روے و سَرَش، جان و سر و رُویم نثار

میرا دل وجد میں ہے جب سے آنحضور کو خواب میں دیکھا ہے اس چہرے اور سر پر میری جان سر اور منہ قربان ہوں۔

۵۱
صَد ہزاراں یُوسُفے، بِینَم دریں چاہِ ذَقَن
وآں مسیحِ ناصِری، شُد از دمِ اُو بے شُمار

اس چاہ ذقن میں میں لاکھوں یوسف دیکھتا ہوں اور اس کے دم سے بے شمار مسیح ناصری پیدا ہوئے۔

۵۲
تاجدارِ ہفت کِشور، آفتابِ شَرق و غَرب
بادشاہِ مُلک و مِلّت، مَلجأِ ہر خاکسار

وہ ہفت کشور کا شہنشاہ اور مشرق و مغرب کا آفتاب ہے دین و دنیا کا بادشاہ اور ہر خاکسار کی پناہ ہے۔

۵۳
کامراں آں دِل کہ زَد، در راہِ اُو از صدق گام
نیک بخت آں سر، کہ میدارَد، سرِ آں شہسوار

کامیاب ہو گیا وہ دل جو صدق و وفا کے ساتھ اس کی راہ پر چلا خوش قسمت ہے وہ سر جو اس شہسوار سے تعلق رکھتا ہے۔

۵۴ یَا نَبِیَّ اللہ جہاں تاریک شُد، از شِرک و کُفر
وقت آں آمد، کہ بنمائی رُخ خورشید وار

اے نبی اللہ کفر اور شرک سے دنیا اندھیرا ہو گئی اب وقت آ گیا ہے کہ تو اپنا سورج کی مانند چہرہ ظاہر کرے۔

۵۵ بینیم انوارِ خُدا، در رُوئے تو، اَے دِلبرم
مستِ عشقِ رُوئے تو بینیم دِلِ ہر ہوشیار

اے میرے دلبر میں انوار الٰہی تیری ذات میں دیکھتا ہوں اور ہر عقلمند دل کو تیرے عشق میں سرشار پاتا ہوں۔

۵۶ اہلِ دِل فہمند قَدرت، عارِفاں دانند حال
از دو چشمِ شپّراں، پنہاں خُورِ نصف النّہار

صاحب دل تیری قدر پہچانتے ہیں اور عارف تیرا حال اجنتے ہیں لیکن چمگادڑوں کی آنکھ سے دوپہر کا سورج چھپا ہوا ہے۔

۵۷ ہر کسے دارَد سَرے، با دِلبرے اندر جہاں
من فِدائے رُوئے تو، اے دلستانِ گلعذار

ہر شخص دنیا میں کوئی نہ کوئی محبوب رکھتا ہے مگر میں تو تیرا فدائی ہوں اے پھول سے رخساروں والے محبوب۔

۵۸ از ہمہ عالم، دِل اندر رُوئے خُوبت بستہ اَم
بر وُجُودِ خویشتن، کردم وُجُودت اِختیار

سارا جہان چھوڑ کر میں نے تیرے حسین چہرہ سے دل لگایا ہے اور اپنے وجود پر تیرے وجود کو ترجیح دی ہے۔

۵۹ زندگانی چیست؟ جاں کردن براہِ تو فِدا
رُستگاری چیست؟ در بندِ تو بُودن صَیدوار

زندگی کیا ہے؟ یہی کہ تیری راہ میں جان کو قربان کر دینا۔ آزادی کیا ہے؟ یہی کہ تیری قید میں شکار بن کر رہنا۔

۶۰ تا وُجُودم ہست، خواہد بُود عِشقت در دِلَم
تا دِلَم، دَورانِ خُوں دارَد، بتو دارَد مدار

جب تک میرا وجود باقی ہے تیرا عشق میرے دل میں رہے گا جب تک میرے دل میں خون دورہ کرتا ہے تب تک اس کا دارومدار تجھ پر ہے۔

۶۱ یارسُول اللہ! برُویت عہد دارم اُستوار
عِشقِ تو دارم، ازاں روزےؔ کہ، بُودم شِیر خوار

یارسول اللہ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھتا ہوں اور اس دن سے کہ میں شیرخوار تھا۔ مجھے تجھ سے محبت ہے۔

۶۲ ہر قدم، کاندر جنابِ حضرتِ بیچُوں زدَم
دِیدمَت پنہاں مُعین وحامی و نُصرت شعار

جو قدم بھی میں نے خدائے بے ہمتا کی راہ میں مارا میں نے پوشیدہ طور پر ہر جگہ تجھے اپنا معین حامی اور مددگار دیکھا۔

۶۳ در دوعالَم، نسبتے دارم بتو، از بس بزرگ
پرورش دادی مرا خُود، ہمچو طِفلے در کنار

دونوں جہانوں میں میں تجھ سے بے انتہا تعلق رکھتا ہوں تو نے خود بچے کی طرح اپنی گود میں میری پرورش فرمائی۔

ؔ یعنی عشقِ تو در وجودِ من فطرتی است

۶۴ یاد کُن وقتیکہ، در کَشفم نمُودی شکلِ خویش
یاد کُن ہم وقتِ دیگر، کآمدی مُشتاق وار

وہ وقت یاد کر کہ جب تو نے کشف میں مجھے اپنی صورت دکھائی تھی اور ایک اور موقع بھی یاد کر جب تو میرے پاس مشتاقانہ تشریف لایا تھا۔

۶۵ یاد کُن آں لُطف و رحمتہا، کہ بامن داشتی
وآں بشارت ہا کہ میدادی مرا از کردگار

ان مہربانیوں اور رحمتوں کو یاد کر جو تو نے مجھ پر کیں اور ان بشارتوں کو بھی جو خدا کی طرف سے تو مجھے دیتا تھا۔

۶۶ یاد کُن وقتے، چو بِنمُودی بہ بیداری مرا
آں جمالے، آں رُخے، آں صُورتے رَشکِ بہار

وہ وقت یاد کر جب بیداری میں تو نے مجھے دکھایا تھا۔ اپنا وہ جمال۔ وہ چہرہ اور وہ صورت جس پر موسم بہار بھی رشک کرتا ہے۔

۶۷ آنچہ مارا، از دو شَیخِ شوخ آزارے رسید
یارسُول اللہ! بپُرس از عالِمِ ذُوالاِقتدار

جو کچھ ہم کو ان دو موذی شیوں سے تکلیف پہنچی اے رسول اللہ! اس کا حال اس قادر اور علیم خدا سے پوچھ لے۔

۶۸ حالِ ما و شوخئِ ایں ہر دو شَیخِ بَد زباں
جُملہ میداند خُدائے حال دان و بُردبار

ہمارے حال اور ان دو زبان شیخوں کی شوخی کو خدائے علیم و بردبار پورے طور پر جانتا ہے۔

۶۹ نامِ من، دجّال و ضال و کافرے بنہادہ اند

نیست اندر زعمِ شاں، چوں من پلید و زشت و خوار

انہوں نے میرا نام دجال۔ گمراہ اور کافر رکھ چھوڑا ہے اور ان کے خیال میں میرے جیسا اور کوئی ناپاک۔ بد اور ذلیل نہیں۔

۷۰ ہیچ کس را، بر منِ مظلوم و غمگیں دِل نسوخت

جُز تو، کاندر خوابہا، رحمت نمُودی بار بار

مجھ مظلوم اور غمگین کے لئے کسی کا دل نہ جلا۔ سوا تیرے جس نے خوابوں میں مجھ پر بار بار شفقت دکھائی۔

۷۱ ہاں خُداوندِ کریم و دِلبر و محبُوبِ من

داد، و ہر دم میدِہد، تسکیں مرا چُوں غمگُسار

ہاں اس خدائے کریم نے جو میرا معشوق و محبوب ہے ایک ہمدرد کی طرح ہمیشہ مجھے تسلی دی اور دیتا رہتا ہے۔

۷۲ صبر کردیم، از عنایاتش بریں صد ضرب و کوفت

سُرمہ در چشمے نیایَد، تا نمے گردد غُبار

سینکڑوں تکالیف پر اسی کی مہربانی کی وجہ سے ہم نے صبر کیا کیونکہ سرمہ آنکھ کے قابل نہیں ہوتا جب تک غبار کی طرح باریک نہ ہو جائے۔

۷۳ اَیکہ تکفیرِ مُسلماناں کُنی، از بُخل و کیں

شَرمت آید، از خُدائے عادِل و ذِی اِختیار

اے وہ شخص جو بخل اور دشمنی کی وجہ سے مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے۔ تجھے منصف اور قادر خدا سے شرم آنی چاہئے۔

۷۴ سہل باشد، از زبانِ خویش تکفیرِ کسے
مُشکل اُفتد آں زماں، چوں پُرسد از وَے کِردگار

اپنی زبان سے کسی کو کافر کہہ دینا آسان ہے مگر اس وقت مشکل پڑے گی جب خدائے کردگار پوچھے گا۔

۷۵ کلمہ گویاں را چرا کافِر نہی نام، اَے اَخی!
گر تو داری خوفِ حق، رَو بیخِ کُفرِ خُود بر آر

اے بھائی تو کلمہ گوؤں کا نام کافر کیوں رکھتا ہے اگر تو خوف خدا رکھتا ہے تو خود اپنے کفر کو جڑ سے نکال۔

۷۶ پیر گشتی، خُلقِ پیراں را نمے دانی ہنُوز
ایزَدت بخشد، چو پیراں، صِدق و سوز و اِصطبار

تو بوڑھا ہو گیا مگر ابھی تک بوڑھوں والے اخلاق کو نہیں جانتا خدا تجھے بوڑھوں کی طرح سوز اور صبر عنایت کرے۔

۷۷ گر کُنی تکفیرِ قومِ خُود، چہ کارے کردۂ؟
رَو، اگر مَردی، جہودِ منکرے را با سلام اندر آر

اگر تو نے اپنی قوم ہی کی تکفیر کی تو کیا کام کیا؟ اگر تو جوانمرد ہے تو جا اور کسی یہودی کو اسلام میں داخل کر۔

۷۸ چوں نسیمِ صُبحِ محشر، پردہ بردارد زِ کار
کیست کافِر، کیست مومن، خُود بگردد آشکار

جب قیامت کی صبح کی ہوا حقیقت پر سے پردہ اٹھا دے گی تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ کون کافر ہے اور کون مومن۔

۷۹ گر خرد مندی، برو، کن فکرِ نفسِ خود نخست
لافِ ایماں، خود چہ چیزے؟ نورِ ایماں را بیار

اگر تو عقلمند ہے تو جا اور پہلے اپنی جان کی فکر کر ایمان کا دعوی کچھ چیز نہیں نور ایمان لا۔

۸۰ چند بر تکفیر نازی؟ چند استہزا کنی؟
رو بایمانِ خود و ، مارا بکفرِ ما گزار

کب تک تو تکفیر پر ناز کرے گا اور کب تک تمسخر کرتا رہے گا۔ جا اپنے آپ کو اپنے ایمان پر اور ہم کو ہمارے کفر پر چھوڑ دے۔

۸۱ نے زِ فردوسم حکایت کن، نہ از آلامِ نار
کز غمِ دینِ محمدؐ، مے زیم شوریدہ وار

مجھ سے نہ تو جنت کا ذکر کر نہ دوزخ کا میں تو محمد کے دین کے غم میں دیوانوں کی سی زندگی بسر کرتا ہوں۔

۸۲ اندر آں وقتیکہ یاد آید مہمِ دیں مرا
بس فراموشم شود ہر عیش و رنج ہر دو دار

اس وقت جبکہ مجھے دین کی مہم یاد آتی ہے تو دونوں جہان کی خوشیاں اور غم مجھے بالکل بھول جاتے ہیں۔

آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۲۳ تا ۲۹

اَیکہ دَجّالم بچشمت نیز ضال   چوں نترسی از خدائے ذوالجلال؟

اے وہ شخص کہ میں تیری نظر میں دجال اور گمراہ ہوں تو خدائے ذوالجلال سے کیوں نہیں ڈرتا۔

مومنے را نام کافر مے نہی   کافرم، گر مومنی با ایں خیال

تو مومن کا نام کافر رکھتا ہے اگر تو اس عقیدہ کے باوجود مومن ہے تو واقعی میں کافر ہوں۔

آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۳۲

۱ بدِہ از چشمِ خُود آبے، درختانِ محبّت را
مگر روزے دِہَندت میوہائے پُر حلاوت را

محبت کے درختوں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے سیراب کرتا کہ ایک دن وہ تجھے شیریں پھل دیں۔

۲ مہِ اسلام در باطِن، حقیقت ہا ہمے دارَد
کُجا باشد خبَر زاں مَہ، گرِفتارانِ صُورت را

اسلام کا چاند اپنے اندر بہت سی حقیقتیں رکھتا ہے۔ ظاہر بینوں کو اس چاند (کی خوبیوں) کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔

۳ من از یارِ آمدم، تا خلق را ایں ماہ بِنمایم
گر اِمروزم نمے بِینی، بہ بِینی روزِ حسرت را

میں اس یار کی طرف سے آیا ہوں کہ مخلوق کو یہ چاند دکھاؤں اگر آج تو مجھے نہیں دیکھے گا تو ایک روز حسرت کا دن دیکھے گا۔

۴ گر از چشمِ تو پِنہاں نیست شانَم، دَم مزَن بارے
کہ بَد پرہیز بیمارے نہ بِینَد رُوئے صِحّت را

اگر میری شان تیری آنکھوں سے پوشیدہ ہے تو بھی خاموش رہ۔ کہ بد پرہیز بیمار تندرستی کا منہ نہیں دیکھتا۔

۵ چو چشمِ حق شناس و، نُورِ عِرفانت نہ بخشیدند
نِہادی نام کافِر، لاجَرَم، عُشّاقِ مِلّت را

چونکہ تجھے معرفت کی آنکھ اور نور عرفان نہیں دیا گیا اس لئے تو نے عاشقان اسلام کا نام کافر رکھ دیا ہے۔

۶ کُجا از آستانِ مُصطفیٰ ، اَے اَبلہ ابگُریزیم
نمے یابیم، در جائے دِگر ، ایں جاہ و دَولت را

اے بیوقوف ہم درگاہ مصطفوی سے کہاں بھاگ کر جائیں کیونکہ ہم کسی اور جگہ یہ عزت اور دولت نہیں پا سکتے۔

۷ بحمد اللہ ، کہ خُود قطعِ تعلّق کرد ایں قَومے
خُدا از رحمت و اِحساں ، مُیسّر کرد خلوت را

الحمد للہ کہ اس قوم نے خود ہی مجھ سے قطع تعلق کر لیا اور خدا نے مہربانی اور کرم سے خلوت میسر کر دی۔

۸ چہ دوزخہا کہ میدیدم ، بدیدارِ چُنیں رُوہا
بنازم دِلبرِ خُود را ، کہ بازم داد جنّت را

ان چہروں کے دیکھنے سے میں کس قدر تکلیف پاتا تھا۔ مجھے اپنے دلبر پر ناز ہے کہ اس نے پھر مجھے جنت عطا کی۔

۹ چہ مے سوزی ازاں قُربے، کہ با دِلدار میدارم
اگر زورِ است در دستت، بگرداں رِزقِ قسمت را

تو اس قرب کی وجہ سے جو مجھے دلدار سے حاصل ہے کیوں جلتا ہے۔ اگر تیرے ہاتھ میں زور ہے تو قسمت کے رزق کو بند کر دے۔

۱۰ بہ نخوت ہا نمے آید بدست ، آں دامنِ پاکش
کسے عِزّت ازو یابد، کہ سوزد رختِ عِزّت را

اس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا۔ اس کے ہاں اسی کو عزت ملتی ہے جو لباس عزت جلا دیتا ہے۔

۱۱ اگر خواہی رہِ مولیٰ زِلافِ علم خالی شَو

کہ رَہ ندہَند، در کُویَش، اسیرِ کبر و نخوت را

اگر مولا کی راہ چاہتا ہے تو علم کی شیخی ترک کر کہ اس کے کوچہ میں اسیر کبر و نخوت کو گھسنے نہیں دیتے۔

۱۲ مَنِہ دِل در تَنَعُّمہائے دُنیا، گر خدا خواہی

کہ مے خواہد، نِگارِ من تَہِیدستانِ عِشرت را

(الہامی)

اگر خدا کا طلب گار ہے تو دنیوی نعمتوں سے دل نہ لگا کہ میرا محبوب ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو عیش کے تارک ہوں۔

۱۳ مُصفّا قطرۂِ باید، کہ تا گوہر شَوَد پیدا

(الہامی)

کُجا بِیند، دِلِ ناپاک، رُوئے پاکِ حضرت را

پانی کا مصفا قطرہ چاہیئے تا کہ اس سے موتی پیدا ہو۔ ناپاک دل خدا کے پاک چہرہ کو کہاں دیکھ سکتا ہے۔

۱۴ نمے باید مرا، یک ذرّہ عزّتہائے اِیں دُنیا

مَنِہ از بہرِ ما کُرسی، کہ مامُوریم خِدمت را

مجھے ذرہ بھر دنیا کی عزت درکار نہیں۔ ہمارے لئے کرسی نہ بچھا کہ ہم تو خدمت پر مامور ہیں۔

۱۵ ہمہ خَلق و جہاں خواہد، برائے نَفسِ خُود عزّت

خلافِ من کہ میخواہم براہِ یار، ذِلّت را

سب لوگ اور سارا جہاں اپنے لئے عزت چاہتا ہے برخلاف اس کے میں یار کی راہ میں ذلت مانگتا ہوں۔

۱۶ ہمہ در دَورِ ایں عالم، اَمان و عافیت خواہند
چہ اُفتاد، ایں سرِ مارا، کہ مے خواہد مُصیبت را

سب لوگ اس زمانہ میں امن و عافیت کے خواستگار ہیں میرے سر کو کیا ہوا کہ وہ مصیبت کا خواہشمند ہے۔

۱۷ مَرا ہر جا کہ مے بینَم، رُخِ جاناں نَظَر آیَد
درخشد در خُور و، در ماہ بِنماید ملاحت را

مجھے تو جدھر دیکھتا ہوں رخ جاناں ہی نظر آتا ہے سورج میں بھی وہی چمکتا ہے اور چاند میں بھی وہی ملاحت دکھاتا ہے۔

۱۸ حریصِ غُربت و عجز م، ازاں روزیکہ دانِستم
کہ جا درخاطِرش باشَد دِلِ مَجروحِ غُربت را

میں اس روز سے غربت اور عجز کا حریص ہوں جب سے میں نے جانا کہ اس کے حضور میں زخمی مسکین دل کی عزت ہے۔

۱۹ من آں شاخِ خُودی و خُود رَوی، ازبیخ بَرکَندم
کہ مے آرَد زِناپاکی، بَرِ نفرین و لَعنت را

میں نے خودی اور خودرائی کی اس شاخ کو جڑ سے کاٹ ڈالا جو اپنی ناپاکی سے نفرین اور لعنت کا پھل پیدا کرتی ہے۔

۲۰ اگر از روضۂ جان و دِلِ من، پردہ بردارند
بہ بینی اندراں، آں دِلبرِ پاکیزہ طَلعت را

اگر میرے جان و دل کے چمن سے پردہ اٹھایا جائے تو تو اس میں اس پاکیزہ طلعت معشوق کا چہرہ دیکھ لے گا۔

۲۱ فروغِ نورِ عشقِ اُو زِ بام و قصرِ ما روشن
مگر بیند کسے آں را، کہ میدارد بصیرت را

اس کے نور عشق کی تجلی سے ہمارے بام وقصر روشن ہیں۔ لیکن اسے وہی دیکھتا ہے جو بصیرت رکھتا ہو۔

۲۲ نگاہِ رحمتِ جاناں، عِنایتہا بمن کردست
وگرنہ چوں منے، کے یابد آں رُشد و سعادت را

محبوب کی نگاہ رحمت نے مجھ پر بڑی عنایتیں کی ہیں ورنہ مجھ جیسا انسان کس طرح اس رشد وہدایت کو پاتا۔

۲۳ نظر بازانِ علمِ ظاہر، اندر علمِ خُود نازند
زِ دستِ خُود فگندہ، معنی و مغز و حقیقت را

ظاہری علوم کے واقف اپنے علم پر نازاں ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ سے اصلیت اور حقیقت اور مغز کو پرے پھینک دیا۔

۲۴ ہمہ فہم و نظر، در پردہ ہائے کِبر پوشیدند
چُناں خواہند ایں خمرے، کہ پاکاں جامِ قُربت را

انہوں نے تکبر کے پردوں میں اپنی عقل ودانش کو چھپا دیا اوراس شراب کے ایسے خواہشمند ہیں جیسے پاک لوگ قرب الٰہی کے۔

۲۵ خُدا خُود قصّۂ شیطاں بیاں کردست تا دانند
کہ ایں نخوت کُند ابلیس، ہر اہلِ عبادت را

خدا نے خود شیطان کا قصہ اس لئے بیان کیا ہے تا کہ لوگ جانیں کہ تکبر عبادت گذار کو بھی شیطان بنا دیتا ہے۔

۲۶ **بلفظی بسر کردند، عمرِ خود، بلا حاصل**
دَمے از بہرِ معنی ہا، نمے یابند فُرصت را

ان لوگوں نے اپنی عمر بے فائدہ لفاظیوں میں بسر کر دی مگر حقیقت کے لئے ان کو ایک لحظہ کی فرصت نہیں۔

۲۷ **گزاف و لافِ شاں، در ظاہرِ شرعست ہم باطِل**
کہ غافِل از حقائق، کَے نِکو داند شریعت را

ظاہری شرع کے بارے میں بھی ان کی لاف و گزاف باطل ہے کیونکہ حقائق سے غافل انسان شریعت کو کب سمجھ سکتا ہے۔

۲۸ **مسیحِ ناصری را، تا قیامت زِندہ مے فہمند**
مگر مدفُونِ یثرب را، ندادند ایں فضیلت را

یہ مسیح ناصری کو قیامت تک زندہ سمجھتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضیلت نہیں دیتے۔

۲۹ **زِ بُوئے نافۂ عِرفاں، چو محرُومِ اَزَل بُودند**
پسندیدند، در شانِ شہِ خَلْقؑ، ایں مَذلّت را

چونکہ نافہ عرفاں کی خوشبو سے ازلی محروم تھے اس لئے شاہنشاہ عالم کی شان میں یہ ذلت پسند کی۔

۳۰ **ہمہ دُرہائے قُرآں را، چو خاشاکے بیفگندند**
زِ علمِ ناتمامِ شاں، چہا گُم گشت مِلّت را

قرآن کے تمام موتیوں کو کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا ان کے ناقص علم کی وجہ سے ملت اسلام کا کس قدر نقصان ہوا۔

۳۱ ہمہ عیسائیاں را، از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد، پرستارانِ میّت را

انہوں نے اپنے عقیدہ سے تمام عیسائیوں کی مدد کی اسی وجہ سے مردہ پرستوں میں بھی دلیری آ گئی۔

۳۲ دریں ہنگامِ پُر آتش، بخوابِ خوش چساں خسپم
زماں فریاد میدارد، کہ بشتابید نصرت را

اس آتشیں زمانے میں آرام کی نیند کیونکر سو سکتا ہوں جبکہ زمانہ فریاد کر رہا ہے کہ جلدی مدد کو پہنچو۔

۳۳ شبِ تاریک و بیمِ دُزد و، قومِ ما چنیں غافل
کجا زیں غم رَوم، یارب نما خود دستِ قدرت را

اندھیری رات چور کا خوف اور قوم غافل! اس غم سے کہاں جاؤں؟ یا رب! خود دست قدرت دکھا۔

۳۴ بخاک انگیزیٔ شاں، بر ضیائے خود نمے ترسم
نہاں کے ماند آں نُورے، کہ حق بخشید فطرت را

جو میری روشنی پر خاک ڈال رہے ہیں اس کا مجھے خوف نہیں بھلا۔ وہ نور کب چھپ سکتا ہے جو خدا نے میری فطرت کو بخشا ہے۔

۳۵ کجا غوغائے شاں، بر خاطرِ من وحشتے آرد
کہ صادق بُزدلے نبوَد، و گر بیند قیامت را

ان کے شور و شغب سے میرے دل میں گھبراہٹ نہیں پیدا ہوتی صادق کبھی بزدل نہیں ہوتا خواہ قیامت کو دیکھے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۵۵ تا ۵۷)

۱ مُصطفٰے ؐ را چُوں فِروتر شُد مقام
از مسیحِ ناصِری، اَے طِفلِ خام

مصطفٰی کا درجہ کیونکر کم ہوگیا مسیح ناصری سے۔اے نادان لڑکے!

۲ آنکہ دستِ پاکِ اُو، دستِ خُداست[1]
چُوں تُواں گُفتن، کِہ از رُوحش جُداست[2]

وہ کہ جس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اس کی بابت کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ روح القدس سے الگ ہے۔

۳ آنکہ ہر کِردار و قَولش دِینِ ماست
یکدم از جبرِیل بُعدش چُوں رواست؟

وہ جس کا ہر قول و فعل ہمارا دین ہے تو ایک دم کے لئے بھی جبریل سے اس کی جدائی کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔

۴ بر اِمامِ اَنبیاء اِیں اِفترا
چُوں نمے ترسید از قہرِ خُدا؟

نبیوں کے سردار پر یہ افترا! تم کیوں خدا کے غصے سے نہیں ڈرتے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔صفحہ ۱۱۲)

---

[1] یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

[2] یعنی از رُوح القدس

۱ چُوں مرا نُورے، پئے قَومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را اِبنِ مریم، نامِ من بِنہادہ اند

چونکہ مجھے عیسائی قوم کیلئے ایک نور دیا گیا ہے۔اس وجہ سے میرا نام ابن مریم رکھا گیا۔

۲ مے دَرَخشم چُوں قمر، تابم چو قُرصِ آفتاب
کور چشم آناں کہ، در اِنکار ہا اُفتادہ اند

میں چاند کی طرح روشن ہوں اور آفتاب کی طرح چمکتا ہوں وہ اندھے ہیں جو انکار میں پڑے ہوئے ہیں۔

۳ بِشْنَوید اَے طالِباں، کز غَیب بکنند ایں نِدا
مُصلحے باید، کہ در ہر جا مفاسِد زادہ اند

اے طالبو! سنو غیب سے یہ آواز آ رہی ہے کہ ایک مصلح درکار ہے کیونکہ ہر جگہ فساد پیدا ہو گئے ہیں۔

۴ صادِقم و زطرفِ مَولیٰ، با نِشاں ہا آمدم
صد درِ عِلم و ہُدیٰ، بر رُوئے من بِکشادہ اند

میں صادق ہوں اور مولیٰ کی طرف سے نشان لے کر آیا ہوں علم و ہدایت کے سینکڑوں در مجھ پر کھولے گئے ہیں۔

۵ آسماں بارَد نِشاں، اَلْوقت مے گویَد زمیں
اِیں دو شاہد، از پئے تصدیقِ من اِستادہ اند

آسمان نشان برسا رہا ہے اور زمین پکار رہی ہے کہ یہی وقت ہے میری تصدیق کے لئے یہ دو گواہ کھڑے ہیں۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۳۵۸)

خُدا چُوں بہ بندد، دو چشمِ کسے
نہ بیند، وگر مِہر تابد بسے

خدا جب کسی کی دونوں آنکھیں بند کر دیتا ہے تو اسے کچھ نظر نہیں آتا خواہ سورج کتنا ہی چمکتا رہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۵۹۷)

دوستاں خُود را، نثارِ حضرتِ جاناں کُنید
در رہِ آں یارِ جانی، جان و دِل قُرباں کُنید

اے دوستو اپنے تئیں محبوب حقیقی پر قربان کر دو اور اس جانی دوست کی راہ میں جان و دل نثار کر دو۔

آں دِلِ خُوش باش را، کاندر جہاں جویَد خُوشی
از پئے دینِ محمدؐ، کُلبۂ اَحزاں کُنید

اس آرام پسندوں کو جو اس جہان میں خوشیاں ڈھونڈتا ہے محمدؐ کے دین کی خاطر بیت الحزن بنا دو۔

از تعیُّش ہا بِرُوں آئید، اَے مردانِ حق
خویشتن را، از پئے اِسلام، سرگرداں کُنید

اے مردان خدا عیش وعشرت کی زندگی چھوڑ دو اور اب اپنے آپ کو اسلام کی خاطر سرگرداں کرو۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ آخری صفحات)

عجب نوریست، در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست، در کانِ محمدؐ

1 محمد ﷺ کی جان میں ایک عجیب نور ہے۔ محمد ﷺ کی کان میں ایک عجیب وغریب لعل ہے۔

زِ ظلمت ہا، دِلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

2 دل اس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمد ﷺ کے دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

عجب دارم دلِ آں ناکساں را — کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

3 میں ان نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمد ﷺ کے دستر خوان سے منہ پھیرتے ہیں۔

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

4 دونوں جہان میں میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شان وشوکت رکھتا ہو۔

خُدا زاں سینہ بیزار است صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

5 خدا اس شخص سے سخت بیزار ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھتا ہو۔

خُدا خُود سوزد، آں کرمِ دَنی را — کہ باشد از عدُوّانِ محمدؐ

6 خدا خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہو۔

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

7 اگر تو نفس کی مستیوں سے نجات چاہتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مستانوں میں سے ہو جا۔

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دِل، ثنا خوانِ محمدؐ

8 اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہ دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مدح خواں بن جا۔

۹ اگر خواہی دلیلے، عاشقش باش   محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمدؐ ہی خود محمدؐ کی دلیل ہے۔

۱۰ سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ   دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمد ﷺ کی خاک پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد ﷺ پر قربان رہتا ہے۔

۱۱ بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم   نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر فدا ہوں۔

۱۲ دریں رہ گر کُشندم، ور بسوزند   نتابم رُو، زِ ایوانِ محمدؐ

اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جاوے تو پھر بھی میں محمد ﷺ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا۔

۱۳ بکارِ دیں، نترسم از جہانے   کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

دین کے معاملہ میں میں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمد ﷺ کے ایمان کا رنگ ہے۔

۱۴ بسے سہل ست، از دنیا بریدن   بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

دنیا سے قطع تعلق کرنا نہایت آسان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو یاد کر کے۔

۱۵ فدا شد، در رہش ہر ذرّۂ من   کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ

اس کی راہ میں میرا ہر ذرہ قربان ہے کیونکہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے۔

۱۶ دگر اُستاد را نامے ندانم   کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا میں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں۔

۱۷ مرا، آں گوشۂ چشمے بباید نخواہم جز گلستانِ محمدﷺ

مجھے تو اسی آنکھ کی نظر مہر درکار ہے۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔

۱۸ دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید کہ بستیمش بدامانِ محمدﷺ

میری زخمی دل کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اسے تو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے باندھ دیا ہے۔

۱۹ من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم کہ دارد جا، بہ بستانِ محمدﷺ

میں طائران قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ میں بسیرا رکھتا ہے۔

۲۰ تو جانِ ما منوّر کردی از عشق فدایت جانم، اے جانِ محمدﷺ

تو نے عشق کی وجہ سے ہمارے جان کو روشن کر دیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر میری جان فدا ہو۔

۲۱ دریغا، گر دِہم صد جاں دریں راہ نباشد نیز شایانِ محمدﷺ

اگر اس راہ میں سو جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی افسوس رہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایاں نہیں۔

۲۲ چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را کہ ناید کس، بمیدانِ محمدﷺ

اس جوان کو کس قدر رعب دیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان میں کوئی بھی (مقابلہ پر) نہیں آتا۔

۲۳ اَلا اے دشمنِ نادان و بے راہ بترس از تیغِ بُرّانِ محمدﷺ[1]

اے نادان اور گمراہ دشمن ہوشیار ہو جا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر۔

---

[1] ایں شعر از الہامِ الٰہی است

۲۴ رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم بجو در آل و اعوانِ محمدؐ

خدا کے اس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور انصار میں ڈھونڈ۔

۲۵ اَلا اَے منکر از شانِ محمدؐ ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ

خبردار ہو جا! اے وہ شخص جو محمد ﷺ کی شان نیز محمد ﷺ کے چمکتے ہوئے نور کا منکر ہے۔

۲۶ کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

اگرچہ کرامت اب مفقود ہے۔ مگر تو آ اور اسے محمد ﷺ کے غلاموں میں دیکھ لے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ آخری صفحات)

اَے عزیزاں، مَدَدِ دینِ متیں آں کارَیست
کہ بصد زُہد، مُیسَّر نَشَود اِنساں را

اے عزیزو! دین متین کی مدد ایسا عظیم الشان کام ہے کہ انسان اسے سوزہد کے بدلے میں بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ آخری صفحات)

۱ قُربانِ تُست،جانِ من،اَے یارِ مُحسنم　　بامن کُدام فرق توکردی،کہ من کُنم

اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے تو نے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ میں تجھ سے کروں۔

۲ ہر مطلب و مُراد،کہ مے خواستم زِغَیب　　ہر آرزُو کہ بُود، بخاطر مُعیَّنَم

ہر مراد اور مدعا جو میں نے غیب سے طلب کیا۔اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی۔

۳ از جُود دادہٴ،ہمہ آں مُدّعائے من　　وز لُطف کردہٴ،گُذرِ خود بمَسکنَم

تو نے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کر دیں اور مہربانی فرما کر تو میرے گھر تشریف لایا۔

۴ ہیچ آگہی نبُود، زِ عشق و وفا مرا　　خُود ریختی ، متاعِ محبّت بدامَنم

مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔تو نے ہی خود محبت کی یہ دولت میرے دامن میں ڈال دی۔

۵ اِیں خاکِ تیرہ را،تو خود اکسیر کردہٴ　　بُود آں جمالِ تو،کہ نمود است اَحسَنَم

اس سیاہ مٹی کو تو نے خود اکسیر بنا دیا وہ صرف تیرا ہی جمال ہے جو مجھے اچھا لگا۔

۶ اِیں صَیقلِ دِلَم،نہ بزُہد و تَعبُّد است　　خُود کردہٴ،بلُطف و عنایات روشنَم

یہ میرے دل کی صفائی زہد اور کثرت عبادت کی وجہ سے نہیں بلکہ تو نے مجھے آپ اپنی مہربانیوں سے روشن کر دیا ہے۔

۷ صد مِنّتِ تو ہست،بریں مُشتِ خاکِ من　　جانَم رہینِ لُطفِ عمیمِ تو ، ہم تنَم

میں ایک مشت خاک ہوں جس پر تیرے سینکڑوں احسان ہیں تیری مہربانیوں سے میرا جسم و جان زیر بار ہے۔

۸ سہل است ترکِ ہر دو جہاں، گر رضائے تو آید بدست، اَے پنہ و کہف و مامَنم

دونوں جہان کا ترک کرنا آسان ہے اگر تیری رضا مل جائے اے میری پناہ اے میرے حصار۔ اے میرے دارالامان۔

۹ فصلِ بہار و موسمِ گُل، نایدم بکار کاندر خیالِ رُوئے تو، ہر دم بگلشنَم

فصل بہار اور پھولوں کا موسم میرے لئے بیکار ہیں کیونکہ میں تو ہر وقت تیرے چہرے کے خیال کی وجہ سے ایک چمن میں ہوں۔

۱۰ چُوں حاجتے بُوَد، بہ ادیبِ دِگر مرا مَن تربیت پذیر، زِ ربِّ مُہیمِنَم

مجھے کسی اور استاد کی ضرورت کیوں ہو۔ میں تو اپنے خدا سے تربیت حاصل کئے ہوئے ہوں۔

۱۱ زاں ساں، عنایتِ ازلی شُد قرینِ مِن کآمد ندائے یار، زِ ہر کُوے و بَرزَنَم

اس کی دائمی عنایت اس قدر میرے قریب ہوگئی کہ دوست کی آواز میری ہر گلی کوچہ سے آنے لگی۔

۱۲ یارَب مرا بہَر قَدَمَم، اُستوار دار وآں روز خُود مباد، کہ عہدِ تو بشکنَم

اے رب مجھے ہر قدم پر مضبوط رکھ اور ایسا کوئی دن نہ آئے کہ میں تیرا عہد توڑوں۔

۱۳ در کُوئے تو اگر سرِ عُشّاق را زَنَند اوّل کسے کہ، لافِ تعشُّق زَنَد مَنَم

اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا وہ میں ہوں گا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء۔ آخری صفحہ)

اَے اَسیرِ عقلِ خُود، بر ہستئِ خُود کم بِناز
کِیں سپہرِ بو العجائب چُوں تو بسیار آورد

اے اپنی عقل کے قیدی اپنی ہستی پر ناز نہ کر کہ یہ عجیب آسمان تیری طرح کے بہت سے آدمی لایا کرتا ہے۔

غَیر را ہرگز نمے باشد گذر، در کُوئے حق
ہر کِہ آید ز آسماں، اُو رازِ آں یار آورد

خدا کے کوچہ میں غیر کو ہرگز دخل نہیں۔ جو آسمان سے آتا ہے وہی اس یار کے اسرار ہمراہ لاتا ہے۔

خُود بخود فہمیدنِ قُرآں، گُمانِ باطل است
ہر کِہ از خُود آوَرد، اُو نجس و مُردار آورد

آپ ہی آپ قرآن کو سمجھ لینا ایک غلط خیال ہے۔ جو شخص اپنے پاس سے اس کا مطلب بیان کرتا ہے گندگی اور مردار پیش کرتا ہے۔

(برکات الدعا۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱)

۱ اَے نیچرِ شوخ، ایں چہ ایذاست   از دستِ تو، فتنہ ہر طرف خاست

اے شوخ نیچری! یہ کیسا دکھ ہے جو تو دے رہا ہے! تیرے ہاتھوں ہر طرف فتنے برپا ہو گئے۔

۲ آں کس کہ رہِ کجت، پسندید   دیگر نگزید جانبِ راست

جس نے تیری ٹیڑھے راستہ کو پسند کر لیا اس نے پھر سیدھا راستہ اختیار نہ کیا۔

۳ لیکن چو ز غور و فکر بینم   از ماست، مصیبتے کہ بر ماست

لیکن جب میں غور وفکر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری یہ مصیبت ہماری ہی وجہ سے ہے۔

۴ متروک شدست درسِ قرآں   زاں روز، ہجومِ ایں بلاہاست

قرآن کا پڑھنا پڑھانا لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اسی دن سے ان بلاؤں کا ہجوم ہے۔

۵ نیچر نہ باصلِ خویش بد بود   دیں گم شدو، نورِ عقل ہا کاست

نیچر کی اصلیت تو بری نہ تھی لیکن دین کے گم ہونے سے عقلوں کا نور گھٹ گیا۔

۶ بر قطرہ نگوں شدند یکبار   رُو تافتہ، زاں طرف کہ دریاست

یکدم لوگ قطرہ کی طرف جھک گئے اور اس جانب سے منہ پھیر لیا جدھر دریا تھا۔

۷ بر جنّت و حشر و نشر خندند   کیں قصّہ بعید از خرد ہاست

جنت اور حشر نشر پر ہنستے ہیں کہ یہ کہانی عقل سے بعید ہے۔

۸ چوں ذکرِ فرشتگاں بیاید   گویند خلافِ عقلِ داناست

جب فرشتوں کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بات داناؤں کی سمجھ کے برخلاف ہے۔

۹ اَے سَیّدِ سرگروہِ ایں قوم! ہُشدار، کہ پائے تو نہ برجاست

اے سید! تو جو اس قوم کا لیڈر ہے خبردار ہو جا کہ تیرا قدم راہ راست پر نہیں ہے۔

۱۰ پیرانہ سَر، ایں چہ دَر سَر اُفتاد رَو، تَوبہ کُن، ایں نہ راہِ تقویٰ ست

تجھے بڑھاپے میں یہ کیا سوجھی ہے جا اور توبہ کر۔ یہ تقویٰ کا طریقہ نہیں ہے۔

۱۱ تَرسَم کہ، بدیں قیاس، یکروز گوئی کہ، خُدا خیالِ بیجاست

مجھے ڈر ہے کہ ایسے ہی قیاسات سے تو ایک دن کہہ دے گا کہ خدا کا خیال بھی غلط ہے۔

۱۲ اَے خَواجہ، بِرَو کہ فِکرِ اِنساں درکارِ خُدا، زِ نَوعِ سَوداست

اے میاں ان باتوں کو چھوڑ کہ خدائی میں دخل دینا جنون کی ایک قسم ہے۔

۱۳ آخر، زِ قیاس ہا چہ خیزد بِنْشِیں، کہ نہ جائے شور و غَوغاست

آخر قیاس سے کیا بنتا ہے! (صبر سے) بیٹھ جا کہ یہ فضول باتوں کا مقام نہیں ہے۔

۱۴ اَے بندہ، بصیرت از خُدا خواہ اَسرارِ خُدا نہ خوانِ یَغماست

اے بندے خدا سے بصیرت طلب کر کیونکر خدائی اسرار لوٹ کا مال نہیں ہیں (جو یونہی سمجھ میں آ جائیں)

(برکات الدعا۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۷)

۱ رُوئے دِلبر، از طلبگاراں نمے دارد حجاب

مے درخشد در خور و، مے تابد اندر ماہتاب

دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی۔

۲ لیکن آں رُوئے حَسیں از غافِلاں ماند نہاں

عاشقے باید کہ، بردارند از بہرش نقاب

لیکن وہ حسین چہرہ غافلوں سے پوشیدہ ہے۔ سچا عاشق چاہئے تا کہ اس کی خاطر نقاب اٹھائی جائے۔

۳ دامنِ پاکش زِ نخوت ہا، نمے آید بَدَست

ہیچ راہے نیست، غَیر از عجز و درد و اضطِراب

اس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا اس کے لئے کوئی راہ سوائے درد اور بے قراری کے نہیں ہے۔

۴ بس خطرناک است راہِ کُوچۂِ یارِ قدیم

جاں سلامت بایدَت، از خود روی ہا سر بتاب

اس محبوب ازلی کا راستہ بہت خطرناک ہے اگر تجھے جان کی سلامتی چاہئے تو خود روی کو ترک کر دے۔

۵ تا کلامش، فہم و عقلِ ناسزایاں، کم رَسَد
ہر کہ از خُود گُم شَوَد، اُو یابَد آں راہِ صواب

نا اہل لوگوں کی عقل اس کے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ جو خودی کا تارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے۔

۶ مُشکلِ قُرآں نہ از ابناءِ دُنیا، حل شَوَد
ذَوقِ آں مے دانَد، آں مستے کہ نوشد آں شراب

قرآن کو سمجھنے کا مسئلہ اہل دنیا سے حل نہیں ہوسکتا۔ اس شراب کا مزا وہی جانتا ہے جو اس شراب کو پیتا ہے۔

۷ اَیکہ آگاہی ندادَندَت، زِ اَنوارِ دَرُوں
در حقِ ما ہر چہ گوئی، نیستی جائے عتاب

اے وہ شخص جسے باطنی انوار کی کچھ خبر نہیں۔ تو جو کچھ بھی ہمارے حق میں کہے ناراضگی کا موجب نہیں۔

۸ از سرِ وعظ و نصِیحت، اِیں سُخَن ہا گُفتہ ایم
تا مگر زِیں مَرہمے، بِہ گردد آں زخمے خراب

ہم نے نصیحت اور خیر اخواہی کے طور پر یہ باتیں کہی ہیں تا کہ وہ خراب زخم اس مرہم سے اچھا ہو جائے۔

۹ از دُعا کُن، چارۂ آزارِ اِنکارِ دُعا
چُوں عِلاجِ مَے زِمَے، وقتِ خُمار و اِلتہاب

انکار دعا کے مرض کا علاج دعا ہی سے کر جیسے خمار کے وقت شراب کا علاج شراب سے ہی کیا جاتا ہے۔

۱۰ اَیکہ گوئی، گر دُعا ہا را اَثر بُودے کُجاست
سُوئے من بشتاب، بِنمایم ترا چُوں آفتاب

اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو دکھاؤ کہاں ہے؟ پس میری طرف دوڑ تا کہ میں تجھے سورج کی طرح وہ اثر دکھاؤں۔

۱۱ ہاں مکُن اِنکار، زِیں اَسرارِ قُدرت ہائے حق
قِصّہ کوتہ کُن، بِبِیں از ما، دُعائے مُستجاب

خبردار! خدا کی قدرتوں کے بھیدوں کا انکار نہ کر۔ بات ختم کر اور الہام سے دعائے مستجاب دیکھ لے۔

(برکات الدعا۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۸)

۱
بیکسے شُد دینِ احمدؐ، ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خُود، با دینِ احمدؐ کار نیست

دین احمد بیکس ہو گیا کوئی اس کا غم خوار نہیں ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف ہے احمد کے دین سے کچھ واسطہ نہیں۔

۲
ہر طرف سَیلِ ضلالت، صد ہزاراں تن رُبُود
حَیف بر چشمے، کہ اکنُوں نیز ہم، ہُشیار نیست

گمراہی کا سیلاب ہر طرف لاکھوں انسانوں کو بہا کر لے گیا اس آنکھ پر افسوس جو اب بھی ہشیار نہیں ہوئی۔

۳
اَے خُداوندانِ نعمت! ایں چُنیں غفلت چرا ست؟
بیخُود از خوابید، یا خُود بختِ دیں بیدار نیست

اے دولت مندو! اس قدر غفلت کیوں ہے تم ہی نیند سے بے ہوش ہو یا دین کی قسمت سوگئی ہے۔

۴
اَے مُسلماناں، خُدارا، یک نظر بر حالِ دیں
آنچہ مے بِینم بلاہا، حاجتِ اِظہار نیست

اے مسلمانو! خدا کے لئے دین کی طرف ایک نظر تو دیکھ لو میں جو بلائیں دیکھ رہا ہوں ان کے اظہار کی حاجت نہیں۔

۵
آتش اُفتاد است، در رَختش بخیزید اَے یَلاں
دِید نَش از دُور، کارِ مردُمِ دِیندار نیست

اے جوانمردو! اٹھو! اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی ہے دین داروں کا یہ کام نہیں کہ اسے دور سے دیکھتے رہیں۔

۶ ہر زماں از بہرِ دیں، در خُوں دِلِ من مے تپد
محرمِ ایں دردِ ما، جُز عالمِ اَسرار نیست

میرا دل دین کی خاطر ہر وقت خون میں تڑپ رہا ہے ہمارے اس درد کا واقف خدا کے سوا اور کوئی نہیں۔

۷ آنچہ بر ما مے رَوَد از غم، کہ داند جُز خدا
زہر مے نوشیم، لیکن زہرۂ گُفتار نیست

غم جو ہم پر گذر رہا ہے اسے خدا کے سوا کون جان سکتا ہے۔ ہم زہر پی رہے ہیں لیکن بولنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

۸ ہر کسے غمخوارئِ اہلِ اَقارِب مے کُنَد
اَے دریغ ایں بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست

ہر شخص اپنے اہل وعیال کی غمخواری کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ دین بیکس کا کوئی غمخوار نہیں۔

۹ خُونِ دِیں بینم رواں، چُوں کُشتگانِ کربلا
اَے عَجَب ایں مرُدماں را، مِہرِ آں دِلدار نیست

کشتد گان کربلا کی طرح میں دین کا خون بہتا ہوا دیکھتا ہوں مگر تعجب ہے کہ ان لوگوں کو اس محبوب سے کچھ بھی محبت نہیں۔

۱۰ حیرتم آید، چو بینم بَذلِ شاں درکارِ نَفس
کایں ہمہ جُود و سخاوت، در رہِ دادار نیست

جب میں نفسانی کاموں میں ان کی سخاوت دیکھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ دریا دلی اور سخاوت خدا کی راہ میں نہیں ہے۔

۱۱ اَے کہ داری مَقدِرَت، ہم عزمِ تائیداتِ دِیں

لُطف کُن، مارا نظر، براندک و بِسیار نیست

اے وہ شخص جو توفیق بھی رکھتا ہے اور نصرت دین کا ارادہ بھی رکھتا ہے جتنا ہو سکے دے۔ ہمیں تھوڑے بہت کا خیال نہیں۔

۱۲ بِیں کہ چُوں در خاک مے غلطد، زِ جَورِ ناکساں

آنکہ مثلِ اُو بزیرِ گُنبدِ دَوّار نیست

دیکھ کہ کس طرح نالائقوں کے ظلم سے خاک میں لوٹ رہا ہے وہ دین جس کا آسمان کے نیچے کوئی ثانی نہیں۔

۱۳ اندریں وقتِ مُصیبت، چارۂ ما بیکساں

جُز دُعاءِ بامداد و گریۂ اَسحار نیست

اس مصیبت کے وقت ہم غریبوں کا علاج سوائے صبح کی دعا اور سحری کے رونے کے اور کچھ نہیں۔

۱۴ اَے خُدا ہرگز مکُن شاد، آں دِلِ تاریک را

آنکہ اُو را فکرِ دینِ احمدِ مُختار نیست

اے خدا اس سیہ دل کو کبھی خوش نہ کریو جس کو احمد مختار کے دین کا فکر نہیں ہے۔

۱۵ اَے برادر، پنج روز، ایّامِ عِشرت ہا بُوَد

دائماً عَیش و بہارِ گُلشن و گُلزار نیست

اے بھائی بس چند دن عیش و عشرت کے ہیں گلشن اور گلزار کی بہار اور رونق ہمیشہ نہیں رہا کرتی۔

(برکات الدعا۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۲)

۱ رہبرِ ما، سیّدِ ما، مصطفیٰؐ است — آنکہ ندیدست نظیرش سروش

مصطفیٰ ہمارا پیشوا اور سردار ہے جس کا ثانی فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا۔

۲ آنکہ خدا مثلِ رخش نافرید — آنکہ رہش، مخزنِ ہر عقل و ہوش

وہ ایسا ہے کہ خدا نے اس کے چہرہ جیسا اور کوئی مکھڑا پیدا نہیں کیا اور جس کا طریقہ ہر قسم کی عقل اور دانش کا خزانہ ہے۔

۳ دشمنِ دیں، حملہ بروے کند — حیف بود، گر بنشینم خموش

دشمن دین اس پر حملہ کرتا ہے۔ شرم کی بات ہوگی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں۔

۴ چوں سخنِ سفلہ بگوشم رسید — در دلِ من، خاست چو محشر خروش

جب کمینہ دشمن کی بات میرے کان میں پہنچی تو میرے دل میں قیامت کا جوش پیدا ہوا۔

۵ چند توانم کہ شکیبے کنم — چند کند صبر، دلِ زہر نوش

کب تک میں صبر کرتا رہوں۔ زہر پینے والا دل کب تک صبر کر سکتا ہے۔

۶ آں نہ مسلماں، بتراز کافرست — کش نبود، از پئے آں پاک جوش

وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافروں سے بھی بدتر ہے جسے اس پاک نبی کے لئے غیرت نہ ہو۔

۷ جاں شود، اندر رہِ پاکش فدا — مژدہ ہمین است گر آید بگوش

اس کے پاک مذہب پر ہماری جان قربان ہو۔ مبارک بات یہی ہے اگر سننے میں آئے۔

۸ سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بارِ گران است، کشیدن بدوش

وہ سر جو اس کے مبارک قدموں میں نہ پڑے مفت کا بوجھ ہے جسے کندھوں پر اٹھانا پڑتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ ششم صفحہ ۵۹۳ محررہ ۱۷ مارچ ۱۸۹۴ء)

۱ حمد و شکرِ آں خدائے کردگار — کز وجودش ہر وجودے آشکار

اس خدائے کردگار کی حمد اور شکر واجب ہے جس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا۔

۲ ایں جہاں، آئینہ دارِ روئے او — ذرّہ ذرّہ، رہ نماید سوئے او

یہ جہان اس کے چہرے کے لئے آئینہ کی طرح ہے۔ ذرہ ذرہ اسی کی طرف راستہ دکھاتا ہے۔

۳ کرد، در آئینۂ ارض و سما — آں رُخِ بے مثلِ خود، جلوہ نما

اس نے زمین و آسمان کے آئینہ میں اپنا بے مثل چہرہ دکھلا دیا۔

۴ ہر گیاہے، عارفِ بُنگاہِ او — دستِ ہر شاخے، نماید راہِ او

گھاس کا ہر پتہ اس کے کون و مکان کی معرفت رکھتا ہے اور درختوں کی ہر شاخ اسی کا راستہ دکھاتی ہے۔

۵ نورِ مہر و مہ، ز فیضِ نورِ اوست — ہر ظہورے، تابعِ منشورِ اوست

چاند اور سورج کی روشنی اسی کے نور کا فیضان ہے ہر چیز کا ظہور اسی کے شاہی فرمان کے ماتحت ہوتا ہے۔

۶ ہر سرے، سِرّے، ز خلوت گاہِ او — ہر قدم جوید، درِ باجاہِ او

ہر سر اس کے اسرار خانہ کا ایک بھید ہے اور ہر قدم اسی کا باعظمت دروازہ تلاش کرتا ہے۔

۷ مطلبِ ہر دل، جمالِ روئے اوست — گمرہے گر ہست، بہرِ کوئے اوست

اسی کے منہ کا جمال ہر ایک دل کا مقصود ہے اور کوئی گمراہ بھی ہے تو وہ بھی اسی کے کوچہ کی تلاش میں ہے۔

۸ مہر و ماہ و انجم و خاک آفرید — صد ہزاراں کرد، صنعت ہا پدید

اس نے چاند سورج ستارے اور زمین کو پیدا کیا اور لاکھوں صنعتیں ظاہر کر دیں۔

۹ ایں ہمہ صنعش، کتابِ کارِ اوست — بے نہایت، اندریں اسرارِ اوست

اس کی یہ تمام صناعیاں اس کی کاریگری کا دفتر ہیں اور ان میں اس کے بے انتہا اسرار ہیں۔

اِیں کتابے، پیشِ چشمِ ما نہاد　　تا ازُو راہِ ہُدیٰ، داریم یاد ۱۰

یہ نیچر کی کتاب اس نے ہماری آنکھوں کے سامنے رکھ دی تا کہ اس کی وجہ سے ہم ہدایت کا راستہ یاد رکھیں۔

تا شناسی، آں خُدائے پاک را　　کُو نمانَد، خاکیان و خاک را ۱۱

تا کہ تو اس خدائے پاک کو پہچانے جو دنیا والوں اور دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا۔

تا شَوَد معیار، بہرِ وحیِ دوست　　تا شناسی، از ہزاراں، آنچہ زوست ۱۲

تا کہ خدا کی وحی کے لئے یہ بطور معیار کے ہو تا کہ تو ہزاروں کلاموں میں سے پہچان لے کہ کون سا اس کی طرف سے ہے۔

تا خیانت را نمانَد، ہیچ راہ　　تا جُدا گردد، سفیدی از سیاہ ۱۳

تا کہ خیانت کا کوئی راستہ کھلا نہ رہے اور نور تاریکی سے الگ ہو جائے۔

پس ہماں شُد، آنچہ آں دادار خواست　　کارِ دستش، شاہدِ گُفتار خواست ۱۴

بس وہی ہوا جو اس خدا کا منشا تھا اور اس کا کام اس کے کلام کا گواہ قرار پایا۔

مُشرِکان و آنچہ پوزِش میکُنند　　اِیں گواہاں، تیر دوزش میکُنَند ۱۵

مشرک لوگ جو بہانے کرتے ہیں یہ گواہ (قول خدا اور فعل خدا) ان عذرات کو تیروں سے چھلنی کر دیتے ہیں۔

گر بگوئی غیر را، رحماں خُدا　　تُف زَنَد بر رُوئے تو، اَرض و سَما ۱۶

اگر تو کسی اور کو خدائے رحمان کہہ دے تو تیرے منہ پر زمین و آسمان تھوکیں۔

وَر تراشی، بہرِ آں یکتا، پِسَر　　بر تو بارَد، لعنتِ زیر و زبر ۱۷

اور اگر اس یکتا کے لئے تو کوئی بیٹا تجویز کرے تو نیچے اور اوپر سے تجھ پر لعنتیں برسنے لگیں۔

با زبانِ حال گوید، ایں جہاں　　کاں خُدا، فرد است و قیُّوم و یگاں ۱۸

یہ جہان زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ خدا یکتا قیوم اور واحد ہے۔

۱۹ نے پدر دارد، نہ فرزند و نہ زن	نے مبدّل شُد زِ ایّامِ کہن

نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ بیوی اور نہ ازل سے اس میں کوئی تغیر۔

۲۰ یکدمے، گر رشحِ فیضش کم شود	ایں ہمہ خلق و جہاں، برہم شود

اگر ایک لحظ کیلئے بھی اس کے فیض کی بارش کم ہو جائے تو یہ سب مخلوقات اور جہان درہم برہم ہو جائیں۔

۲۱ یک نظر، قانونِ قدرت را بہ بیں	تا شناسی، شانِ ربُّ العالمیں

قانون قدرت پر ایک نظر ڈال تا کہ تو رب العالمین کی شان کو پہچانے۔

۲۲ کاخِ دُنیا را، چہ دِید استی بِنا	کز پئے آں، میگذاری صِدق را

کاخ دنیا کی پائداری ہی کیا ہے جو اس کی خاطر تو سچائی کو چھوڑتا ہے۔

۲۳ عابد آں باشد، کہ پیشش فانی است	عارِف، آں کو گویدش لاثانی است

عابد وہ ہے جو خدا کے سامنے فانی ہے عارف وہ ہے جو کہتا ہے کہ وہ لاثانی ہے۔

۲۴ ترک کُن نا راستی، ہم عُذرِ خام	مَیل سُوئے راستی، چُوں شُد حرام؟

جھوٹ اور بہانہ بازی چھوڑ دے۔ سچ کی طرف رغبت کرنا تجھے کیوں حرام ہو گیا۔

۲۵ راہِ بَد را، نیک اندیشیدۂ	اَے ھَدَاکَ اللہ، چہ بد فہمیدۂ

غلط راستے کو تو نے صحیح سمجھ لیا ہے تجھے خدا ہدایت دے کیسا غلط سمجھا ہے۔

۲۶ رُوئے خُود، خُود مے نماید آں یگاں	تو کشی تصویرِ اُو، چُوں کودکاں

وہ خدائے واحد اپنا چہرہ خود دکھاتا ہے۔ تو بچوں کی طرح اس کی تصویر (اپنے دل سے) کھینچتا ہے۔

۲۷ آں رُخے، کاں فعلِ حق بنمُودہ است	در حقیقت رُوئے حق آں بُودہ است

وہ چہرہ جسے خدا کے فعل نے ظاہر کیا ہے اصل میں وہی خدا کا چہرہ ہے۔

۲۸ وانچہ خُود کردی، بُتے داری براہ بُت پرستی ہا کُنی ، شام و پگاہ

لیکن جو تو نے خود تراشا ہے وہ تیرے راستہ میں ایک بت ہے اور تو صبح وشام بت پرستی کرتا ہے۔

۲۹ اَے دو چشمے بَستہ، از انوارِ اُو چُوں نہ بِینی، رُوئے اُو، در کارِ اُو

اے وہ جس نے اس کے نور (یعنی اس کے کلام) سے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں تو اس کے فعل میں اس کا چہرہ کیوں نہیں دیکھتا۔

۳۰ اِیں چُنِیں در اِفتراہا، چُوں پَرِی؟ یا مگر از ذاتِ بیچُوں مُنکِری

اس قدر بڑھ بڑھ کر کیوں افترا باندھتا ہے شاید تو اس بے مثل ذات سے منکر ہے۔

۳۱ دِل چرا بندی دریں دُنیائے دُوں ناگہاں خواہی شُدن، زِیں جا بِرُوں

اس ذلیل دنیا سے کیوں دل لگاتا ہے جہاں سے تو یک دم باہر چلا جائے گا۔

۳۲ از پئے دُنیا، بُریدن از خُدا بَس ہمیں باشد، نشانِ اَشقیا

دنیا کی خاطر خدا سے تعلق توڑنا یہی بد بختوں کی علامت ہے۔

۳۳ چُوں شَوَد بخشایشِ حق بر کسے دِل نمے مانَد، بَدُنیا کیش بسے

جب کسی پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے تو اس کا دل دنیا میں کچھ زیادہ نہیں لگتا۔

۳۴ لیک، ترکِ نَفس کے آساں بُوَد مُردن و از خُود شُدَن، یکساں بُوَد

لیکن ترک نفس بھی آسان نہیں۔ مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر ہے۔

۳۵ آں خُدا، خُود را نمُود از کارِ خویش کرد قائم، شاہدِ گُفتارِ خویش

اس خدا نے اپنے تئیں اپنے افعال سے ظاہر کیا اور انہیں اپنے کلام کا گواہ قرار دیا۔

۳۶ ہر چِہ اُو را بُود، از حُسنِ مَزِید حلیۂ آں، پیشِ چشمِ ما کَشِید

اس کے علاوہ جو اور حسن اس کی ذات میں تھا اس کا حلیہ بھی اس نے (بذریعہ کلام) ہمارے سامنے کھینچ دیا۔

٣٧ تو کشی، از پیشِ خُود تصویرِ اُو   خالِقِ اُو میشوی، اَے تیرہ خُو

تو اپنی طرف سے اس کی تصویر کھینچتا ہے اور اے بد باطن آپ اس کا خالق بنتا ہے۔

٣٨ آنکِہ خُود، از کارِ خُود جلوہ نُماست   آں خُدا نے آنکِہ خُود، از دستِ ماست

وہ جو اپنے فعل سے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے خدا وہ ہے نہ کہ وہ جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا ہے۔

٣٩ اَے ستمگر، اِیں ہماں مولائے ماست   آنکِہ قُرآں، مادِحِ اُو، جا بجاست

اے ظالم ہمارا مولا وہی ہے جس کی تعریف قرآن نے جا بجا کی ہے۔

٤٠ ہر چہ قُرآں گُفت، ہمی گوید سَما   چشم بکُشا، تا بہ بینی اِیں ضیا

جو کچھ قرآن نے کہا وہی آسمان بھی کہتا ہے آنکھ کھول تا کہ تو اس روشنی کو دیکھے۔

٤١ بس ہمیں فخرے بُوَد، اِسلام را   کُو نُماید، آں خُدائے تام را

اسلام کو یہی فخر تو حاصل ہے کہ وہ اس کامل خدا کو پیش کرتا ہے۔

٤٢ گویدش زانساں، کہ از صُنعش عیاں   نے تراشَد، از خودش، چُوں دیگراں

وہ اسی طرح کہتا ہے جو اس کی صنعت سے ظاہر ہے۔ دوسروں کی طرح اپنے پاس سے کوئی خدا نہیں تراشتا۔

٤٣ غیرِ مُسلِم، خُود تراشد پیکرش   خود تراشَد، قامت و پاؤ سرش

غیر مسلم اس کے وجود کو خود تراشتا ہے۔ وہ آپ ہی اس کا قد اور پیر اور سر تجویز کرتا ہے۔

٤٤ خود تَراشیدہ، نمیگردد خُدا   ہمچو طِفلاں، بازی است و اِفترا

یہ خود تراشیدہ وجود خدا نہیں ہو سکتا وہ تو بچوں کا کھلونا ہے اور جھوٹ۔

٤٥ زِیں تراشِیدن جہانے شُد تباہ   کم کسے، سُوئے خُدا، بُرد ست راہ

اس خدا تراشی کی وجہ سے ایک جہان برباد ہو گیا اور کسی کو سچے خدا کا راستہ نہیں ملا۔

چُوں تو کورے نیستی ، چشمے کُشا بیں، چہ ظاہر میکُنَد اَرض و سَما ۴۶

جب تو اندھا نہیں ہے تو آنکھیں کھول اور دیکھ کہ آسمان وزمین کیا ظاہر کرتے ہیں۔

ہر طرف بِشنو صَدائے "القدیر" "ذُوالجلال و ذُوالعُلیٰ نُورے مُنیر" ۴۷

ہر طرف یہی آواز آتی ہے کہ ایک قادر خدا ہے ایک صاحب جلال ۔صاحب عزت اور روشنی بخش نور موجود ہے۔

ہیچ مخلُوقے خُدائے خُود مگیر کے شَوَد، یک کِرمکے، چُوں آں قدیر ۴۸

تو کسی مخلوق کو اپنا خدا نہ بنا۔ایک کیڑا کیونکر اس قدیر کی طرح ہوسکتا ہے۔

پیشِ اُو، لَرزَد زمین و آسماں پس تو مُشتِ خاک را، مِثلش مَداں ۴۹

اس کے آگے زمین و آسمان لرزتے ہیں پس تو ایک مشت خاک کو اس کی طرح نہ سمجھ۔

گر خُدا گوئی، ضعیفے را بزور جانِ تو گوید، کہ کذّابی و کور ۵۰

اگر تو کسی کمزور مخلوق کو زبردستی خدا کہہ بھی دے تو خود تیرا دل بول اٹھے گا کہ تو جھوٹا اور اندھا ہے۔

دِل نمے داند خُدا، جُز آں خُدا اِیں چُنیں اُفتاد فِطرت، زِ ابتدا ۵۱

دل سوائے اس (اصلی) خدا کے کسی اور کو خدا تسلیم نہیں کرتا۔شروع سے انسانی فطرت اسی طرح واقعہ ہوئی ہے۔

از رہِ کِین و تعصُّب، دُور شَو یک نظر از صِدق کُن، پُر نُور شَو ۵۲

کینہ اور تعصب کی راہ کو چھوڑ دے صدق سے غور کر اور روشن دل ہو جا۔

کِیں، رِیاضِ عقل را ویراں کُنَد عاقلاں را گُمرہ و ناداں کُنَد ۵۳

کینہ اور تعصب عقل کے باغ کو اجاڑ دیتے ہیں اور عقلمندوں کو گمراہ اور بیوقوف بنا دیتے ہیں۔

کے بَشَر گردد، خُدائے لایزال داوری ہا کم کُن، اَے صیدِ ضلال ۵۴

ایک انسان کس طرح غیر فانی خدا بن سکتا ہے اے گمراہی کے شکار جھگڑا نہ کر۔

۵۵ آبِ شور اندر کفت ہست، اَے عزیز   نازہا کم کُن، اگر داری تمیز

اے عزیز تیرے ہاتھ میں صرف کھاری پانی ہے۔ اگر تجھ میں تمیز ہے تو شیخیاں نہ مار۔

۵۶ تو ہلاکی، گر نجوئی آں خُدا   آنکہ بِنماید تُرا، اَرض و سَما

تو ہلاک ہو جائے گا اگر اس خدا کو تلاش نہ کرے گا جسے زمین و آسمان تجھے دکھا رہے ہیں۔

۵۷ ہم بقُرآں بیں، جمالِ آں قدیر   قول و فعلِ حق، زُلالِ یک غدیر

تو قرآن سے بھی اس قادر خدا کا حسن دیکھ خدا کا قول اور خدا کا فعل ایک ہی تالاب کے مصفّٰی پانی ہیں۔

۵۸ مُردم اندر، حسرتِ ایں مُدّعا   چُوں نمے خواہند خَلق، ایں چشمہ را

میں تو اس بات کے غم سے مر گیا کہ خلقت اس چشمہ کو کیوں طلب نہیں کرتی۔

۵۹ ہست قُرآں، در رہِ دِیں، رہ نُما   در ہمہ حاجاتِ دِیں، حاجت روا

قرآن دین کے راستہ کا رہنما ہے اور مذہب کی سب ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔

۶۰ آں گروہِ حق، کہ از خُود فانی اند   آب نوش، از چشمۂ فُرقانی اند

وہ اہل حق جو فانی ہیں۔ وہ فرقانی چشمے سے پانی پینے والے ہیں۔

۶۱ فارِغ اُفتادہ، ز نام و عِزّ و جاہ   دِل ز کف، و از فرق اُفتادہ کُلاہ

وہ نام نمود اور جاہ اور عزت کی طرف سے بے پرواہیں ان کے ہاتھ سے دل اور سر سے ٹوپی گر گئی ہے۔

۶۲ دُور تر از خُود، بیار آمیختہ   آبرُو، از بہرِ رُوئے ریختہ

خودی سے دور اور یار سے واصل ہو گئے ہیں اور اس کی خاطر اپنی عزت و آبرو سے دستبردار ہیں۔

۶۳ از بِرُوں چُوں اجنبی، دِل پُر زیاد   کس نداند رازِ شاں، جُز کِردگار

ظاہراً اجنبی دکھائی دیتے ہیں مگر دل یار کی محبت سے بھرا ہے خدا کے سوا ان کا بھید کوئی نہیں جانتا۔

۶۴ دِیدنِ شاں، مید ہد یاد از خُدا   صِدق ورزاں، در جنابِ کبریا

ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے خدا کے لئے انہوں نے صدق و وفا اختیار کیا ہے۔

۶۵ آں ہمہ را بُود، فُرقاں رہ برے   ہر یکے، زاں در شُدہ ہمچُوں دُرے

ان سب لوگوں کا رہنما قرآن ہی تھا اور اسی دروازہ کی برکت سے ان میں سے ہر ایک موتی کی طرح ہو گیا۔

۶۶ آں ہمہ، زاں دِلبرے جاں یافتند   جاں چہ باشد، رُوئے جاناں یافتند

ان سب نے اسی محبوب سے زندگی حاصل کی۔ زندگی کیا خود اس محبوب کو پالیا۔

۶۷ چشمِ شاں شُد پاک از شرک و فساد   شُد دِلِ شاں، منزلِ ربُّ العباد

ان کی نظر شرک اور فساد سے پاک ہوگئی اور ان کا دل رب العالمین کا گھر بن گیا۔

۶۸ سیّدِ شاں، آنکہ نامش مُصطفیٰ است   رہبرِ ہر زُمرۂ صِدق و صفا است

ان لوگوں کا سردار وہ ہے جس کا نام مصطفیٰ ہے تمام اہل صدق و صفا کا وہی رہنما ہے۔

۶۹ مے درَخشَد رُوئے حق، در رُوئے اُو   بُوئے حق آید، زِ بام و کُوئے اُو

اس کے چہرہ میں خدا کا چہرہ چمکتا نظر آتا ہے اس کے در و دیوار سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔

۷۰ ہر کمالِ رَہبری بر وَے تمام   پاک رُوئے و، پاک رُویاں را امام

رہبری کے تمام کمالات اس پر ختم ہیں خود بھی مقدس ہے اور سب مقدسوں کا امام ہے۔

۷۱ اَے خُدا، اَے چارۂِ آزارِ ما   کُن شفاعت ہائے اُو، در کارِ ما

اے خدا۔ اے ہماری تکلیفوں کی دوا ہمارے معاملہ میں اس کی شفاعت ہمیں نصیب کر۔

۷۲ ہر کہ، مِہرش در دِل و جانش فِتَد   ناگہاں، جانے در ایمانش فِتَد

جس کے جان و دل میں اس کی محبت داخل ہو جاتی ہے تو یکدم اس کے ایمان میں ایک جان پڑ جاتی ہے۔

۷۳ کَے زِ تاریکی بر آید، آں غُراب گُو رَمَد، زیں مشرقِ صِدق وصواب

وہ کوا اندھیرے سے کب نکل سکتا ہے جو اس صدق وصواب کے طلوع کے مقام سے بھاگتا ہے۔

۷۴ آنکہ اُو را، ظُلمتے گیرد براہ نیستش، چُوں رُوئے احمدؐ مہر وماہ

وہ شخص جسے تاریکی گھیر لے اس کے لئے احمدؐ کے چہرہ کی طرح اور کوئی چاند سورج نہیں ہے۔

۷۵ تابِعش، بحرِ معانی میشود از زمینی، آسمانی مے شوَد

اس کا پیرو معرفت کا ایک سمندر بن جاتا ہے اور زمینی سے آسمانی ہو جاتا ہے۔

۷۶ ہر کہ، در راہِ محمّدؐ زد قدَم انبیاء را شُد مثیل، آں محتَرم

جس نے محمدؐ کے طریقہ پر قدم مارا وہ قابل عزت شخص نبیوں کا مثیل بن جاتا ہے۔

۷۷ تو عجب داری، زِ فوزِ ایں مقام پائے بندِ نَفس گشتہ صُبح وشام

تو اس درجہ کی کامیابی پر تعجب کرتا ہے کیونکہ تو ہر وقت اپنے نفس کا غلام ہے۔

۷۸ اَے کہ فخر و ناز بر عیسیٰؑ ترُاست بندۂ عاجز، بچشمِ تو خُداست

اے وہ شخص کہ تجھے عیسیٰ پر فخر اور ناز ہے اور خدا کا ایک عاجز بندہ تیری نظر میں خدا ہے۔

۷۹ شُد فراموشت خُداوندے وَدُود پیشِ عیسیٰؑ، اُوفتادی در سُجُود

تجھے خدائے شفیق بھول گیا اور تو عیسیٰ کے آگے سجدہ میں گر گیا۔

۸۰ من ندانم ایں چہ عقل ست وذکا بندۂ را ساختن رَبُّ السَّماء

میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی عقل اور ذہانت ہے کہ ایک بندہ کو خدا بنایا جائے۔

۸۱ فانیاں را نسبتے با اُو کُجا از صفاتِ اُو کمال است و بقا

فانی انسانوں کو خدا سے کیا نسبت اس کی صفت تو کامل ہونا اور ہمیشہ رہنا ہے۔

چارہ سازِ بندگاں، قادِرِ خُدا آنکہ نایَد تا اَبَد، بَر وَے فنا ۸۲

وہ بندوں کا چارہ گر اور خدائے قادر ہے جس پر کبھی بھی فنا نہیں آ سکتی۔

حافظ و سَتّار و جَوّاد و کریم بیکساں را یار و رحمان و رحیم ۸۳

حفاظت کرنے والا۔ پردہ پوش۔ سخی اور کریم ہے بے کسوں کا دوست بے حد رحم کرنے والا اور مہربان۔

تو چہ دانی آں خُدائے پاک را؟ آں جلالِ اُو، تُو دادی خاک را ۸۴

تو اس خدائے پاک کا جلال کیا جان سکتا ہے وہ عزت کا مقام تو تو نے ایک خاکی انسان کو دے رکھا ہے۔

ہاں دمے ہر دَم زِ کَفّارہ زنی پس نہ مرد استی، کِہ کمتر از زنی ۸۵

تو ہر دم کفارہ کی شیخیاں ہی بگھارتا رہتا ہے پس تو مرد نہیں بلکہ عورت سے بھی گیا گزرا ہے۔

نُسخہءِ سہل است، گر یابَد سزا زَیدؔ، و گردد بکرؔ زاں فِعلش رہا ۸۶

یہ تو بڑا آسان نسخہ ہے کہ سزا ملے زید کو۔ اور بکر اپنے گناہ سے پاک ہو جائے۔

لیک، زِیں نُسخہ نمے یابی نِشاں در وَرَق ہائے زمین و آسماں ۸۷

لیکن اس نسخہ کا تجھے نام و نشان بھی نہیں ملے گا زمین و آسمان (کی کتاب) کے ورقوں میں۔

تا خُدا بُنیادِ اِیں عالَم نِہاد ظالمے ہم ننگ دارد، زِیں فساد ۸۸

چُوں ندارد، فاسقے آں را پسند چُوں پَسندَد، حضرتِ پاک و بلند ۸۹

جب ایک فاسق بھی اس بات کو ناپسند کرتا ہے تو خدا تعالیٰ جو پاک ہے وہ اسے کس طرح پسند کر سکتا ہے۔

ما گُنہ گاریم، نالاں نیز ہم اُو غیورے ہست رحماں نیز ہم ۹۰

ہم گنہگار بھی ہیں اور (معافی کیلئے) روتے بھی ہیں (اسی طرح) وہ غیرت مند بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی۔

۹۱ زہر و تریاق است، در ما مُستتر آں کُشد، ایں مے دِہد جانِ دِگر

ہم میں زہر اور تریاق دونوں مخفی ہیں وہ قتل کرتا ہے اور یہ دوسری زندگی بخشتا ہے۔

۹۲ زہر را دِیدی، نہ دِیدی چارہ اش آنکہ بُودہ، از اَزَل کفّارہ اش

تو نے زہر کو تو دیکھ لیا مگر اس کا علاج نہ دیکھا جو ہمیشہ سے اس کا کفارہ ہے۔

۹۳ چُوں دو چشمت دادہ اند، اَے بیخبر پس چرا پوشی یکے، وقتِ نظر

اے بے خبر جب تجھے دو آنکھیں دی گئی ہیں تو دیکھتے وقت تو ایک کو کیوں ڈھانک لیتا ہے۔

۹۴ یک نظر بیں سُوئے ایں دُنیائے دُوں چُوں بگردی از پئے آں سرنگُوں

ذرا اس ذلیل دنیا پر نظر ڈال کہ کس طرح تو اس کے پیچھے سرگرداں پھر رہا ہے۔

۹۵ آنچہ دادی، از متاع و منزلت بے مشقّت ہا، نگشتہ حاصلت

جو کچھ بھی سامان اور عزت تیرے پاس ہے وہ تجھے بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوئی۔

۹۶ بایدت تا مُدّتے، جُہدے دراز تا خُوری، از کشتِ خُود نانے فراز

ایک لمبے عرصہ کی کوشش درکار ہے تاکہ تو اپنی کھیتی سے روٹی کھائے۔

۹۷ چُوں، ہمیں قانُونِ قُدرت اُوفتاد پس ہمیں یاد آر، در کِشتِ مَعاد

جب قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے پس آخرت کی کھیتی کے لئے بھی یہی بات یاد رکھ۔

۹۸ خُوب گُفت آں قادِرِ ربُّ الورےٰ لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

رب العالمین قادر خدا نے کیا خوب فرمایا ہے کہ انسان کو اپنی کوشش کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔

۹۹ ہم دریں معنی ست گر تو بشنوی　یادگارِ مولوی در مثنوی

اگر تو سنے تو اسی مطلب کا مضمون وہ بھی ہے جو مثنوی میں مولوی معنوی کی یادگار ہے۔

۱۰۰ گندم از گندم بروید، جو زِ جو　از مکافاتِ عمل غافل مشو

کہ گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتا ہے اور جو سے جو پس تو عمل کے بدلہ سے غافل نہ ہو۔

۱۰۱ آنکہ بر کفّارہ ہا خاطر نہاد　عقل و دیں از دستِ خود یکسر بداد

جس نے کفارہ پر دل جما لیا اس نے عقل اور دین دونوں کو برباد کر دیا۔

۱۰۲ دین و دُنیا جُہد خواہد، ہم تلاش
رَو، براہش جُہد کُن، ناداں مباش

دین اور دنیا محنت اور تلاش کو چاہتے ہیں جا تو بھی اس کی راہ میں کوشش کر اور نادان نہ بن۔

(ضیاء الحق صفحہ ا مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

۱ وَحیِ حق پُر از اشاراتِ خُدا است — گر نفہمد جاہلے کج دِل، رواست

خدا کی وحی اشاروں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اگر کوئی جاہل اور کم فہم نہ سمجھے تو یہ عین ممکن ہے۔

۲ چشمۂ فیض است، وَحیِ ایزدی — لیکن آں فہمد کہ باشد مُہتدی

خدا کی وحی فیضان کا ایک چشمہ ہے لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو۔

۳ وَحیِ قُرآں، راز ہا دارد بَسے — نِسبتے باید، کہ تا فہمد کَسے

قرآنی وحی میں بکثرت اسرار ہیں مناسبت ہونی چاہئے تا کہ کوئی اسے سمجھ سکے۔

۴ واجب آمد، نِسبت، اندر دِیں نُخُست — کارِ بے نسبت، نمے آید دُرُست

دین کے لئے پہلے مناسبت ہونی ضروری ہے۔ بغیر مناسبت کے کام ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

۵ آں سعیدے، کِش ابُوبکر است نام — نِسبتے میداشت، با خَیرُالاَنامؐ

وہ سعید انسان جس کا نام ابوبکر ہے وہ آنحضرت کے ساتھ ایک نسبت (یعنی باطنی تعلق) رکھتا تھا۔

۶ زِیں نَشُد، مُحتاجِ تفتیشِ دراز — جانِ اُو بِشناخت، رُوئے پاک باز

اس وجہ سے وہ کسی لمبی تحقیقات کا محتاج نہ ہوا۔ اس کی جان نے ایک پاکباز کے چہرہ کو پہچان لیا۔

۷ ہست فَرقے، در نظر ہا، اَے سعید! — آنچہ ہارُوںؑ دِید، آں قارُوں ندید

اے سعید انسان! نظر نظر میں فرق ہوتا ہے جو ہارون نے دیکھ لیا وہ قارون نہ دیکھ سکا۔

۸ بُود ہارُوں پاک واِیں کِرمے پلید — کے بِمانَد با، یزیدے بایزید

ہارون ایک پاک انسان تھا اور قارون ایک گندہ کیڑا۔ بایزید یزید سے کس طرح برابر ہو سکتا ہے۔

۹ گر نباشد نِسبتے در جائے گاہ — ظُلمتے در ہر قَدَم گیرد براہ

اگر کسی کو مقام مقصود کا پتہ نہ ہو تو وہ ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔

۱۰ آں یکے را مہ عیاں پیشِ نظر دیگرے را ، ابر کردہ کور و کر

ایک کو چاند صاف نظر آتا ہے دوسرے کو ابر نے اندھا اور بہرا کر رکھا ہے۔

۱۱ آں نشستہ با نگارِ دلربا ایں زِ کوری ہا ، در انکار و ابا

ایک تو دل ربا محبوب کے ساتھ بیٹھا ہے اور دوسرا نابینائی کی وجہ سے مخالفت اور انکار میں مبتلا ہے۔

۱۲ مہ نمے آید نظر ، در وقتِ ابر ہمچنیں ، صدیق در چشمانِ گبر

چاند ابر کے وقت نظر نہیں آیا کرتا اسی طرح صدیق بھی کافر کی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا۔

۱۳ اے برادر ، از تامل کن تلاش ہاں مرو چوں توسنے ، آہستہ باش

اے بھائی صبر و سہولت سے تلاش میں لگا رہ گھوڑے کی طرح نہ دوڑ آہستہ چل۔

۱۴ اے پئے تکفیرِ ما ، بستہ کمر خانہ ات ویراں ، تو در فکرِ دگر

اے وہ کہ جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو ویران ہے مگر تو اوروں کی فکر میں پڑا ہوا ہے۔

۱۵ صد ہزاراں کفر ، در جانت نہاں رو ، چہ نالی بہرِ کفرِ دیگراں

لاکھوں کفر تو تیری اپنی جان کے اندر چھپے ہوئے ہیں بھلا تو اوروں کے کفر پر کیوں روتا ہے۔

۱۶ خیز و ، اوّل خویشتن را کن درست نکتہ چیں را چشم مے باید نخست

اٹھ اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر۔ معترض کے لئے پہلے چشم بصیرت ہونی چاہئے۔

۱۷ لعنتی ، گر لعنتے بر ما کند او نہ بر ما ، خویش را رسوا کند

اگر کوئی لعنتی ہم پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی وہ تو خود اپنے تئیں ذلیل کرتا ہے۔

۱۸ لعنتِ اہلِ جفا آساں بود لعنت آں باشد ، کہ از رحماں بود

ظالموں کی لعنت کا برداشت کرنا آسان ہے اصلی لعنت تو وہ ہے جو رحمان کی طرف سے آئے۔

(ضیاء الحق ص ۴۴ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

۱ جاں فِدائے آنکہ، اُو جاں آفرید دِل نثارِ آں کہ، زُو شُد دِل پدید

جان اس پر قربان ہے جس نے اس جان کو پیدا کیا دل اس پر نثار ہے جس نے دل کو بنایا۔

۲ جاں ازو پیداست، زیں مے جویدش رَبُّنَا اللہ! رَبُّنَا اللہ! گویدش

جان چونکہ اس کی مخلوق ہے اس لئے اسے ڈھونڈتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ہی میرا رب ہے تو ہی میرا رب ہے۔

۳ گر وُجُودِ جاں، نبُودے زو عیاں کے شُدے، مِہرِ جمالَش نقشِ جاں

اگر جان کا وجود اس کی طرف سے ظاہر نہ ہوتا۔ تو اس کے حسن کی محبت جان پر کس طرح نقش ہوتی۔

۴ جِسم و جاں را، کرد پیدا آں یگاں زیں، دَوَد دِل، سُوئے اُو چُوں عاشقاں

جسم اور جان کو اسی یکتا نے پیدا کیا ہے اسی لئے عاشقوں کی طرح دل اس کی طرف دوڑتا ہے۔

۵ اُو نمک ہا ریخت اندر جانِ ما جانِ جانِ ماست، آں جانانِ ما

اس نے ہماری روحوں پر محبت کا نمک چھڑکا ہے وہ ہمارا محبوب ہماری جانوں کی جان ہے۔

۶ ہر وُجُودے نقشِ ہستی زو گرفت جانِ عاشِق، رنگِ مستی زو گرفت

ہر وجود نے اسی سے اپنی ہستی کا نقش حاصل کیا ہے اور عاشق کی جان نے بھی مستی کا رنگ اسی سے لیا ہے۔

۷ ہر کہ نزدش، خُود بخود جانے بوَد اُو نہ دانا، سخت نادانے بوَد

جس شخص کے نزدیک روح خود بخود پیدا ہوگئی ہے وہ شخص دانا نہیں بلکہ سخت بیوقوف ہے۔

۸ گر وُجودِ ما، نہ زاں رحمٰں بُدے جانِ ما، با جانِ اُو، یکساں بُدے

اگر ہمارا وجود اس رحمان کی مخلوق نہ ہوتا تو ہماری جان اور اس کی جان ایک جیسی ہوتی۔

۹ آنکہ، جانِ ما، بجانش ہمسراست جائے ننگ وعار، نے پرمیشراست

وہ جس کی جان سے ہماری جان برابر ہو وہ پرمیشر نہیں ہے بلکہ قابل شرم وجود ہے۔

۱۰ سِرِّ مفہومِ خُدائی، قُدرت است مُنکرِ آں، لائقِ صد لعنت است

خدا شناسی کا بھید اس کی قدرت میں ہے قدرت کا منکر سینکڑوں لعنتوں کا مستحق ہے۔

۱۱ گر ندانی، صِدقِ ایں گُفتار را ہم زِ نانک بِشنو ایں اَسرار را

اگر تو اس بات کی سچائی کو نہیں جانتا تو نانک سے ہی یہ راز کی باتیں سن لے۔

۱۲ گُفت، ہر نُورے زِ نُورِ حق بتافت ہر وُجُودے نقشِ خُود، زاں دست یافت

اس نے کہا کہ ہر نور خدا کے نور سے چمکا ہے اور ہر وجود نے اسی کے ہاتھ سے اپنا نقش حاصل کیا ہے۔

۱۳ وَیَد میگوید، کہ ہر جاں چُوں خُداشت خُود بخُود، نے کردۂ رَبُّ الوریٰ شت

وید کہتا ہے کہ ہر روح خدا کی طرح ہے اور آپ ہی آپ ہے نہ کہ رب العالمین کی پیدا کی ہوئی۔

۱۴ لیکن، ایں مَردِ خُدا، اہلِ صَفَا آنکہ کرد از کِذب، قومے را رہا

لیکن یہ مرد خدا اور اہل صفا انسان جس نے ایک قوم کو جھوٹ سے آزاد کیا۔

۱۵ گُفت، ہر جانے زِ دستش شُد پدید قادِر است اُو، جِسم وجاں را آفرید

فرماتا ہے کہ ہر روح خدا کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی ہے۔ وہ قادر ہے اسی نے جسم اور روح کو پیدا کیا ہے۔

۱۶ فِکر کُن در گُفتۂ ایں عارِفاں رو، چہ نالی، بہرِ وَیدِ آریاں

تو بھی ان عارفوں کی باتوں پر غور کر آریوں کے وید کے لئے کیوں روتا پھرتا ہے۔

۱۷ بُود نانکؔ، عارِف و مردِ خُدا　　رازہائے معرِفت را، رَہ کُشا

نانک ایک عارف اور باخدا مرد تھا اور معرفت کے بھیدوں کو کھولنے والا۔

۱۸ ویدؔ زاں راہِ مَعَارِف دُور تَر　　"سادھ کی مہما نجانے" بےہُنَر

وید اس حقایق و معارف سے بہت دور ہے وہ بے ہنر تو عارف کی تعریف بھی نہیں جانتا۔

۱۹ اِیں نصیحت، گر زِ نانکؔ بِشنوی　　در دو عالَم، از شقاوت ہا رَہی

اگر تو نانک کی اس نصیحت کو سن لے تو دونوں جہان میں بدبختی سے نجات پائے۔

۲۰ اُو نہ از خُود گُفت، اِیں گُفتار را　　گوشِ اُو بِشنید اِیں اَسرار را

اس نے اپنے پاس سے یہ بات نہیں کہی بلکہ اس کے کانوں نے (خدا کی طرف سے) اس راز کو سنا ہے۔

۲۱ ویدؔ را، از نُورِ حق مہجُور یافت　　از خُدا ترسید و، راہِ نُور یافت

اس نے وید کو خدا کے نور سے خالی پایا۔ وہ خدا سے ڈرا اور اس نے نور کا راستہ پالیا۔

۲۲ اَے برادر، ہم تو سُوئے اُو بِیا
دِل چہ بندی، در جہانِ بے وَفا

اے بھائی تو بھی اس کی طرف آ۔ اس بے وفا دنیا سے کیا دل لگاتا ہے۔

(ست بچن صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

آنانکہ گشت، کُوچۂِ جاناں، مقامِ شاں
ثَبَت است، بر جریدۂِ عالَم دوامِ شاں

وہ لوگ جن کی جائے رہائش کوچہ جاناں بن گئی ہے اس جہان کے دفتر میں ان کا نام ہمیشہ ثبت رہتا ہے۔

"ہرگز نمیرد آنکہ، دِلش زِندہ شُد بعشق"[۱]
مِیرد کسیکہ نیست مرامش، مرامِ شاں

وہ شخص نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہو گیا مرتا وہ ہے جس کا مقصد ان عاشقوں جیسا نہیں ہوتا۔

اَے مُردہ دِل، مکوش پئے ہَجوِ اہلِ دِل
جَہل و قُصُورِ تُست نفہمی کلامِ شاں

اے مردہ دل صاحب دلوں کی مذمت کی کوشش نہ کر تو اپنی نادانی کی وجہ سے ان کا کلام نہیں سمجھ سکتا۔

(ست بچن صفحہ ۱۶)

[۱] حافظ شیرازیؒ کا مصرع ہے۔

تو یک قطرہ داری، زِ عقل و خِرَد مگر قُدرتش، بحرِ بے حَدّ و عَدّ

تیرے پاس تو عقل اور دانائی کا صرف ایک قطرہ ہے لیکن خدا کی قدرت بے پایاں سمندر ہے۔

اگر بِشنوی قِصّۂ صادِقاں مُجُنْباں سرِ خُود، چو مُسْتَہزِیاں

جب تو راستبازوں کے حالات سنے تو چاہئے کہ اپنا سر ٹھٹھا کرنے والوں کی طرح نہ ہلائے۔

تو خود را خِرَد مند فہمیدۂ مقاماتِ مرداں کُجا دِیدۂ

تو خود کو عقلمند سمجھتا ہے مگر تو نے مردان خدا کے مقامات دیکھے ہی نہیں۔

(ست بچن صفحہ ۳۶)

تُوانم کہ ایں عہد و پَیماں کُنَم   کہ جاں در رَہِ خَلق قُرباں کُنَم

مجھ میں یہ طاقت ہے کہ یہ عہد اور پیان کرلوں کہ مخلوق کے لئے اپنی جان قربان کردوں گا۔

تُوانم کہ سَر ہم دریں رَہ دِہَم   ولے بَدگُماں را چہ درماں کُنَم

میں یہ بھی کرسکتا ہوں کہ اس رستہ میں سر بھی دے دوں مگر بدگمان کا کیا علاج کروں۔

(ست بچن صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

عزیزاں مے دِہم صد بار سوگند   بُروئے حضرتِ دادار، سوگند

اے دوستو میں تمہیں سینکڑوں قسمیں دیتا ہوں اور جناب الٰہی کی ذات کی قسمیں دیتا ہوں۔

کہ در کارم، جواب از حق بجوئید   بہ محبُوبِ دِلِ اَبرار سوگند

کہ میرے معاملہ میں خدا سے ہی جواب مانگو۔ میں تمہیں نیکوں کے دلوں کے محبوب کی قسم دیتا ہوں۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۴۲)

بِنگر کہ آں مُؤَیّدِ من شَیخِ نَجَف را　　چنداں اَماں نداد کہ تکمیلِ چِل کُند

دیکھ لے کہ اس میرے مددگار نے شیخ نجفی کو اتنی مہلت نہ دی کہ چالیس دن پورے کر لیتا۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۹۷)

گر ہمیں لاف و گزاف و شَیخی است　　شَیخِ نجدی بہتر از صد نجفی است

اگر یہی لاف وگزاف اور یہی شیخی ہے تو ایسے سو نجفی شیخوں سے شیخ نجدی (شیطان) بہتر ہے۔

(اشتہار لیکھرام کی موت ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء)

صَادِق آں باشد کہ ایّامِ بَلا مے گُذارَد با محبّت باوَفا[1]

صادق وہ ہوتا ہے کہ ابتلاؤں کے دن محبت اور وفاداری سے گزارتا ہے۔

گر قضا را عاشقے گردد اسیر بوسَد آں زنجیر را کز آشنا[2]

اگر قضائے الٰہی سے عاشق قید ہو جاتا ہے تو وہ اس زنجیر کو چومتا ہے جس کا سبب آشنا ہو۔

(کتاب البریہ سرورق مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

[1] [2] ایں ہردو شعر از الہام الٰہی اند (تذکرہ)

کے پَرَستد بندہ را جُز آنکہ نادانے بُوَد　　پس بگِرِیَد، بَر رہِ شاں ہر کہ گِریانے بُوَد

کسی بندہ کی پرستش کون کرسکتا ہے سوائے اس کے جو نادان ہو۔ پس جو رونے والا ہو ان لوگوں کی حالت پر روئے۔

آں خُداوندے کہ نامش ہست بر ہر برگ ثَبت　　ہر کہ جوید آں خُدا را، اُو مُسلمانے بُوَد

وہ خدا جس کا نام ہر پتے پر نقش ہے جو اس خدا کو ڈھونڈتا ہے وہی سچا مسلمان ہوتا ہے۔

(کتاب البریہ صفحہ ٦٨)

محمدؐ است اِمام و چراغِ ہر دو جہاں   محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں

محمد ہی دونوں جہانوں کا امام اور چراغ ہے محمد ہی زمین وزماں کا روشن کرنے والا ہے۔

خُدا نگویمش، از ترسِ حق مگر بخُدا   خُدا نُما ست وُجُودش برائے عالمیاں

میں خوف خدا کی وجہ سے اسے خدا تو نہیں کہتا مگر خدا کی قسم اس کا وجود اہل جہان کے لئے خدا نما ہے۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۲۹، ۱۸۹۸ء)

۱ بنگر اے قوم نشاں ہائے خداوند قدیر چشم بکشا، کہ بر چشم نشانے است کبیر

اے قوم خدائے قادر کے نشانات دیکھ آنکھ کھول کہ تیری آنکھ کے سامنے ایک عظیم الشان نشان ہے۔

۲ رُو بدُو آر، کہ گر اُو بپذیرد، رُو تافت ورنہ ایں رُوئے سیہ، ہست بتر از خنزیر

اس کی طرف اپنا رخ کر کہ اگر وہ قبول کر لے تو منہ چمک اٹھے گا ورنہ یہ روئے سیاہ سور سے بھی بدتر ہے۔

۳ چُوں بتابی سر خُود، زاں مَلکِ ارض و سَما گر بگیرد زِ غضب پس چہ پنہ ہست و ظہیر

تو زمین و آسمان کے بادشاہ سے کیوں منہ پھیرتا ہے اگر اس کا غضب تجھے پکڑ لے تو کون تجھے پناہ اور مدد دے سکتا ہے۔

۴ قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب ہمہ در قبضۂ آں یارِ عزیز اند اسیر

چاند سورج زمین و آسمان آگ اور پانی سب اس عزت والے دوست کے قبضہ میں قید ہیں۔

۵ قُدسیاں جُملہ بلرزند، ازاں ہیبتِ پاک انبیا را دِل و جاں خُون و، اَلم دامنگیر

سب فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہیں انبیاء کی جان اور دل خون ہے اور خوف دامنگیر ہے۔

۶ جنّت و دوزخ سوزندہ، ازُو مے لرزند تو چہ چیزی، چہ تُرا مرتبہ، اے کِرمِ حقیر؟

جنت اور جلانے والا دوزخ اس کے خوف سے کانپتے ہیں اے ناچیز کیڑے تیری ہستی ہی کیا ہے اور تیری منزلت ہی کیا ہے۔

۷ **چند ایں جنگ و جدل ہا، بخدا خواہی کرد   توبہ کن توبہ، مگر درگذرد از تقصیر**

تو خدا تعالیٰ سے کب تک یہ جنگ و جدل کرتا رہے گا۔ توبہ کر توبہ۔ تاکہ وہ تیری خطائیں معاف کر دے۔

۸ **من اگر در نظرِ یار مقامے دارم   پس چہ نقصاں زِ نکوہیدنِ تو وَاز تکفیر**

میں اگر یار کی نظر میں کوئی درجہ رکھتا ہوں تو تیری بدگوئی اور تکفیر سے مجھے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

۹ **لعنت آں است کہ از سوئے خدا مے بارد   لعنتِ بدگہراں است، یکے ہرزہ نفیر**

لعنت وہ ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہو بداصل لوگوں کی لعنت محض بیہودہ شور ہے۔

۱۰ **اَے برادر، رہِ دین است رہے بس دشوار   خاک شو خاک، مگر باز کنندش اکسیر**

اے بھائی دین کا راستہ بہت مشکل راستہ ہے۔ خاک ہو جا خاک تاکہ پھر تجھے اکسیر بنا دیں۔

۱۱ **تو ہلاکی، اگر از کبر بتابی سرِ خویش   من از و آمدم و، با تو بگویم چو نذیر**

اگر تو تکبر سے روگردانی کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا میں اس کے پاس سے آیا ہوں اور بطور نذیر تجھے سمجھاتا ہوں۔

۱۲ **آں خدائے کہ از و خلق و جہاں بیخبر اند   بر من او جلوہ نمود است، گر اہلی بپذیر**

وہ خدا جس سے مخلوق اور لوگ بے خبر ہیں اس نے مجھ پر تجلی کی ہے اگر تو عقلمند ہے تو مجھے قبول کر۔

(سراج منیر صفحہ امطبوعہ ۱۸۹۷ء)

۱ اَے فریدِ وقت، در صِدق وصفا   با تو باد آں رُو، کہ نامِ اُو خُدا

اے صدق وصفا میں اس زمانہ کے یگانہ انسان تیرے ساتھ وہ ذات ہو جس کا نام خدا ہے۔

۲ بر تو بارَد، رحمتِ یارِ اَزَل   در تو تابَد، نُورِ دِلدارِ اَزَل

تجھ پر اس یار قدیم کی رحمتوں کی بارش ہو اور تجھ میں اس محبوب ازلی کا نور چمکتا رہے۔

۳ از تو جانِ من خوش است، اَے خُوشخِصال   دِیدَمت مَردے، دریں قحطُ الرِّجال

اے نیک خصلت انسان تجھ سے میری جان راضی ہے اس قحط الرجال میں میں نے تجھ کو ہی ایک مرد پایا ہے۔

۴ درحقیقت مردُمِ معنی کم اند   گو ہمہ از رُوئے صُورت، مردُم اند

دراصل حقیقی انسان کم ہوتے ہیں اگرچہ دیکھنے میں سب آدمی ہی نظر آتے ہیں۔

۵ اَے مرا رُوئے محبّت سُوئے تو   بُوئے اُنس آمد مرا از کوئے تو

اے وہ کہ میری محبت کا رخ تیری طرف ہے مجھے تیرے کوچہ سے انس کی خوشبو آتی ہے۔

۶ کس ازیں مَردُم، بما رُوئے نہ کرد   ایں نصیبت بُود، اَے فرخُندہ مَرد

ان لوگوں میں سے کسی نے بھی ہماری طرف رخ نہ کیا اے نیک نصیب انسان یہ بات تیری قسمت میں ہی تھی۔

۷ ہر زماں، با لَعنتے یادم کُنَند   خستہ دِل، از جور و بیدادم کُنَند

یہ لوگ تو ہر وقت مجھے لعنت سے یاد کرتے ہیں اور ظلم و جفا سے مجھے دکھ دیتے رہتے ہیں۔

۸ کس بچشمِ یار، صِدّیقے نشُد   تا بچشمِ غیر، زِندیقے نشُد

یار کی نظر میں کوئی شخص صدیق قرار نہیں پاتا جب تک وہ غیروں کی نظر میں زندیق نہ ہو۔

۹ کافِرم گُفتند و دجّال و لعیں   بہرِ قتلم، ہر لئیمے در کمیں

انہوں نے مجھے کافر دجال اور لعنتی کہا اور ہر کمینہ میرے قتل کے لئے گھات میں بیٹھ گیا۔

۱۰ بنگر ایں بازی کناں را چوں جہند — از حسد، بر جانِ خود بازی کنند

ان بازیگروں کو دیکھ کہ کس طرح اچھلتے ہیں یہ حسد کے مارے اپنی جان سے ہی کھیلتے ہیں۔

۱۱ مومنے را کافرے دادن قرار — کارِ جاں بازیست نزدِ ہوشیار

کسی مومن کو کافر ٹھیرانا سمجھدار آدمی کے نزدیک بڑے خطرہ کی بات ہے۔

۱۲ زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود — واپس آید، بر سرِ اہلش فتد

کیونکہ جو تکفیر ناحق کی جاتی ہے وہ تکفیر کرنے والے کے سر پر ہی واپس پڑتی ہے۔

۱۳ سفلۂ کو غرق در کفرِ نہاں — ہرزہ نالد، بہرِ کفرِ دیگراں

وہ بے وقوف جو مخفی کفر میں غرق ہے وہ اوروں کے کفر پر ناحق بیہودہ غل مچاتا ہے۔

۱۴ گر خبر زاں کفرِ باطن داشتے — خویشتن را، بدترے انگاشتے

اگر اسے اپنے باطنی کفر کی خبر ہوتی تو اپنے آپ کو ہی بہت برا سمجھتا۔

۱۵ تا مرا از قومِ خود ببریدہ اند — بہرِ تکفیرم، چہا کوشیدہ اند

جب سے لوگوں نے مجھے اپنی قوم سے کاٹ دیا ہے تب سے انہوں نے میرے کافر بنانے میں کتنی کتنی کوششیں کی ہیں۔

۱۶ افترا ہا پیشِ ہر کس بردہ اند — واز خیانتہا سخن پروردہ اند

ہر شخص کے روبرو افتراپردازیاں کیں اور خیانت کے ساتھ خوب باتیں بنائیں۔

۱۷ تا مگر لغزد کسے، زاں افترا — سادہ لوحے، کافر انگارد مرا

تا کہ کوئی تو اس افترا کی وجہ سے پھسل جائے اور بھولا آدمی مجھے کافر سمجھنے لگے۔

۱۸ در رہِ ما، فتنہ ہا انگیختند — با نصاریٰ، رائے خود آمیختند

انہوں نے ہمارے راستے میں فتنے کھڑے کیے اور عیسائیوں کے ساتھ سازبازکی۔

۱۹ کافِرَم خواندند، از جہل و عناد　اِیں چُنِیں کورے، بَدُنیا کس مَباد

جہل وعداوت کی وجہ سے مجھے کافر کہا۔ کاش دنیا میں اتنا اندھا کوئی نہ ہو۔

۲۰ بُخل و نادانی، تعصّبہا فزُود　کِیں بجوشید و، دو چشمِ شاں رَبُود

بخل ونادانی نے تعصب کو بڑھایا اور کینہ بھڑک کران کی دونوں آنکھیں نکال لے گیا۔

۲۱ ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا　مُصطفیٰ ما را اِمام و مُقتدا

ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ محمد مصطفیٰ ہمارے امام اور پیشوا ہیں۔

۲۲ اندریں دِیں، آمدہ از مادَریم　ہم بریں، از دارِ دُنیا بگذریم

ہم ماں کے پیٹ سے اسی دین میں پیدا ہوئے اور اسی دین پر دنیا سے گزر جائیں گے۔

۲۳ آں کتابِ حق کہ قُرآں نامِ اُوست　بادۂ عِرفانِ ما، از جامِ اوست

خدا کی وہ کتاب جس کا نام قرآن ہے ہماری شراب معرفت اسی جام سے ہے۔

۲۴ آں رَسُولے، کِش مُحمدؐ ہست نام　دامنِ پاکش، بدستِ ما مُدام

وہ رسول جس کا نام محمد ہے اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔

۲۵ مہرِ اُو، باشیر شُد اندر بَدَن　جاں شُد و، با جاں بدر خواہد شُدن

اس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی وہ جان بن گئی اور جان کے ساتھ ہی باہر نکلے گی۔

۲۶ ہَست اُو خَیرُ الرُّسل، خَیرُ الاَنام　ہر نُبُوّت را بروشُد اِختِتام

وہی خیر الرسل اور خیر الانام ہے اور ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اس پر ہوگئی۔

۲۷ ما ازُو نوشیم، ہر آبے کہ ہست　زُو شُدہ سیراب، سیرابے کہ ہست

جو بھی پانی ہے وہ ہم اسی سے لے کر پیتے ہیں جو بھی سیراب ہے وہ اسی سے سیراب ہوا ہے۔

۲۸ آنچہ مارا وَحی و اِیمائے بُوَد　　آں نہ از خُود، از ہماں جائے بُوَد

جو وحی والہام ہم پر نازل ہوتا ہے وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے۔

۲۹ ما ازُو یابیم، ہر نُور و کمال　　وصلِ دِلدارِ اَزَل، بے اُو مُحال

ہم ہر روشنی اور ہر کمال اسی سے حاصل کرتے ہیں محبوب ازلی کا وصل بغیر اس کے ناممکن ہے۔

۳۰ اِقتدائے قَولِ اُو، در جانِ ماشت　　ہر چہ زُو ثابت شَوَد، اِیمانِ ماشت

اس کے ہر ارشاد کی پیروی ہماری فطرت میں ہے جو بھی اس کا فرمان ہے اس پر ہمارا پورا ایمان ہے۔

۳۱ از ملائِک، واز خَبَرہائے مَعاد　　ہر چہ گُفت آں مُرسَلِ رَبُّ العِباد

فرشتوں کے متعلق اور آخرت کے حالات کے متعلق جو کچھ اس ربّ العباد کے پیغمبر نے فرمایا۔

۳۲ آں ہمہ از حضرتِ اَحَدیّت است　　مُنکِرِ آں، مُستحِقّ لعنت است

وہ سب خدائے واحد کی طرف سے ہے اور اس کا منکر لعنت کا مستحق ہے۔

۳۳ مُعجِزاتِ اُو، ہمہ حق اندو راست　　مُنکِرِ آں، مَورِدِ لعنِ خُدا شت

اس کے معجزے سب کے سب سچے اور درست ہیں ان کا منکر خدا کی لعنت کا مورد ہے۔

۳۴ مُعجِزاتِ انبیاءِ سابِقِیں　　آنچہ در قُرآں بَیانَش بالیقیں

پہلے سب نبیوں کے معجزے جن کا ذکر صاف اور واضح طور پر قرآن میں ہے۔

۳۵ بَر ہمہ، از جان و دِل اِیمانِ ماست　　ہر کہ اِنکارے کُنَد، از اَشقِیاست

ان سب پر بدل و جان ہمارا ایمان ہے جو انکار کرتا ہے وہ بدبختوں میں سے ہے۔

۳۶ یک قَدَم دُوری ازاں روشن کتاب　　نزدِ ما کُفر است و خُسران و تباب

اس نورانی کتاب سے ایک قدم بھی دور رہنا ہمارے نزدیک کفر وزیاں اور ہلاکت ہے۔

۳۷ لیک دُوناں را بمغزش راہ نیست   ہر دِلے، از سِرّ آں آگاہ نیست

لیکن ذلیل لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں ہر ایک دل اس کے بھیدوں سے واقف نہیں ہے۔

۳۸ تا نباشد، طالبے پاک اندرُوں   تا نجوشد، عِشقِ یارِ بےچگُوں

جب تک طالب حق پاک باطن نہیں ہوتا اور جب تک اس یار بے مثال کا عشق اس کے دل میں جوش نہیں مارتا۔

۳۹ رازِ قُرآں را کجُا فہمد کسے   بہرِ نُورے، نُور مے باید بسے

تب تک کوئی قرآنی اسرار کو کیونکر سمجھ سکتا ہے نور کے سمجھنے کے لئے بہت سا نور باطن ہونا چاہئے۔

۴۰ ایں نہ من، قُرآں ہمیں فرمُودہ است   اندرُو شرطِ تطہّر بُودہ است

یہ میری بات نہیں بلکہ قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے پاک ہونے کی شرط ہے۔

۴۱ گر بقُرآں ہر کسے را راہ بُود   پس چرا شرطِ تطہّر را فزود

اگر ہر شخص قرآن کو (خود ہی) سمجھ سکتا تو خدا نے تطّہر کی شرط کیوں زاید لگائی۔

۴۲ نُور را داند، کسے کُو نُور شُد   واز حجابِ سرکشی ہا دُور شُد

نور کو وہی شخص سمجھتا ہے جو خود نور ہو گیا ہو اور سرکشی کے حجابوں سے دور ہو گیا ہو۔

۴۳ ایں ہمہ کوراں کہ تکفیرم کُنند   بے گُماں، از نُورِ قُرآں غافِل اند

یہ سب اندھے جو میری تکفیر کر رہے ہیں۔ یقیناً قرآن کے نور سے بے خبر ہیں۔

۴۴ بیخبر از رازہائے ایں کلام   ہرزہ گویاں، ناقِصان و ناتمام

اور اس کلام کے اسرار سے ناواقف ہیں۔ بیہودہ گو۔ ناقص اور خام ہیں۔

۴۵ در کفِ شاں، اُستخوانے بیش نیست   در سرِ شاں، عقلِ دُور اندیش نیست

ان کے ہاتھ میں ہڈی سے بڑھ کر کچھ نہیں اور ان کے سر میں دور اندیش عقل نہیں ہے۔

۴۶ مُردہ اندو، فہمِ شاں مُردار ہم　　بے نصیب از عشق و، از دِلدار ہم

وہ خود مردہ ہیں اور ان کا فہم بھی مردار ہے۔ وہ عشق اور معشوق دونوں سے محروم ہیں۔

۴۷ الغرض فُرقاں مدارِ دینِ ماشت　　اُو انیسِ خاطرِ غمگینِ ماشت

الغرض قرآن ہمارے دین کی بنیاد ہے وہ ہمارے غمگین دل کو تسلی دینے والا ہے۔

۴۸ نُورِ فرقاں مے کشَد سُوئے خُدا　　مے تُواں دِیدن ازُو رُوئے خُدا

فرقان کا نور خدا کی طرف کھینچتا ہے اس سے خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

۴۹ ما چہ ساں بَندیم زاں دِلبر نظَر　　ہمچو رُوئے اُو، کُجا رُوئے دِگر

ہم اس معشوق سے اپنی آنکھیں کیونکر بند کر سکتے ہیں اس کے چہرہ جیسا خوبصورت اور کوئی چہرہ کہاں ہے۔

۵۰ رُوئے من از نُورِ رُوئے اُو بتافت　　یافت از فَیضش، دِلِ من ہرچہ یافت

میرا منہ اس کے منہ کے نور کی وجہ سے چمک اٹھا میرے دل نے جو کچھ بھی پایا اسی کے فیض سے پایا۔

۵۱ چوں دو چشمم، کس نداند آں جمال　　جانِ من قُربانِ آں شمس الکمال

جس قدر میری آنکھیں اس کے حسن کو جانتی ہیں کوئی نہیں جانتا میری جان کمالات کے اس سورج پر قربان ہے۔

۵۲ ہمچُنیں عِشقم بروئے مُصطفیٰ　　دِل پَرَد چُوں مُرغ سُوئے مُصطفیٰ

ایسا ہی عشق مجھے مصطفیٰ کی ذات سے ہے میرا دل ایک پرندہ کی طرح مصطفیٰ کی طرف اڑ کر جاتا ہے۔

۵۳ تا مرا دادند از حُسنش خَبَر　　شُد دِلَم از عشقِ اُو زیر و زَبَر

جب سے مجھے اس کے حسن کی خبر دی گئی ہے میرا دل اس کے عشق میں بے قرار رہتا ہے۔

۵۴ منکہ مے بینم رُخِ آں دِلبرے　　جاں فِشانم، گر دِہد دِل دِیگرے

میں اس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں اگر کوئی اسے دل دے تو میں اس کے مقابلہ پر جان نثار کر دوں۔

۵۵ ساقیِ من ہست آں جاں پرورے — ہر زماں مستم کُند از ساغرے

وہی روح پرور شخص تو میرا ساقی ہے جو ہمیشہ جام شراب سے مجھے سرشار رکھتا ہے۔

۵۶ محوِ رُوئے اُو شُدست ایں رُوئے من — بُوئے اُو آید، زِ بام و کُوئے من

یہ میرا چہرہ اس کے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اسی کی خوشبو آ رہی ہے۔

۵۷ بسکہ من در عشقِ اُو ہستم نہاں — من ہمانم، من ہمانم، من ہماں

از بسکہ میں اس کے عشق میں غایب ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔

۵۸ جانِ من، از جانِ اُو یابد غذا — از گریبانم عیاں شُد آں ذُکا

میری روح اس کی روح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریباں سے وہی سورج نکل آیا ہے۔

۵۹ احمدؐ اندر جانِ احمد شُد پدید — اِسمِ من گردید، آں اِسمِ وحید

احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا اس لئے میرا وہی نام ہو گیا جو اس لاثانی انسان کا نام ہے۔

۶۰ فارِغ اُفتادم بدُو، از عِزّ و جاہ — دِل زِ کف، واز فرق اُفتادہ کُلاہ

اس کے عشق میں میں عزت وجاہ سے مستغنی ہو گیا۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور سر سے ٹوپی گر پڑی۔

۶۱ بر من ایں بُہتاں کہ من زاں آستاں — تافتم سَر، ایں چہ کِذبِ فاسِقاں

مجھ پر یہ افترا کہ میں اس درگاہ سے روگردان ہوں۔ فاسق لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

۶۲ سر بتابد زاں مہ، من چوں منے؟ — لعنتِ حق بر گمانِ دُشمنے

کیا میرے جیسا شخص اپنے اس چاند سے منہ پھیر سکتا ہے؟ دشمن کے اس خیال پر خدا کی لعنت ہو۔

۶۳ آں منم کاندر رہِ آں سرورے — درمیانِ خاک و خُوں بینی سرے

میں تو وہ ہوں کہ اس سردار کی راہ میں تو میرا سر خاک اور خون میں لتھڑا ہوا دیکھے گا۔

۶۴ تیغ گر بارَد بکُوئے آں نِگار　　آں منم کاوّل کُنَد جاں را نثار

اگراس محبوب کی گلی میں تلوار چلے تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا۔

۶۵ گر ہمیں کُفر است، نزدِیکیں وَرے　　خُوش نصیبے آنکہ چُوں من کافِرے

اگر دشمن کے نزدیک یہی کفر ہے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے جو میری طرح کا کافر ہے۔

۶۶ کافِرم گُفتند و دجّال و لَعِیں　　من ندانم اِیں چِہ ایمان است و دِیں

ان لوگوں نے مجھے کافر دجال اور لعنتی کہا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کونسا دین وایمان ہے۔

۶۷ اِیں طبیعتہائے شاں چُوں سنگہا سخت　　در برِ شاں، گر دِلے بُودے کُجاست

ان کی یہ طبیعتیں پتھر کی طرح سخت ہیں ان کے پہلو میں اگر دل ہے۔ تو دکھاؤ وہ کہاں ہے۔

۶۸ کارِ ایناں، ہر زمانے اِفتراست　　یارِ ایناں، ہر دَمے حرص و ہواست

ان لوگوں کا کام ہر وقت افترا پردازی ہے اور حرص و ہوا ہر دم ان کی رفیق ہے۔

۶۹ دِل پُر از خُبث است و باطِن پُر زِ شَر　　صِحّتِ نیّت، از ایشاں دُور تر

ان کے دل خباثتوں سے پر ہیں اور ان کے باطن شرارتوں سے نیک نیتی ان سے بہت دور ہے۔

۷۰ صِحّتِ نیّت چو باشد، در دِلے　　بر گُلِ صدق، اُو فتد چُوں بُلبُلے

جب دل میں نیک نیتی ہوتی ہے تو وہ صدق کے پھول پر بلبل کی طرح گرتا ہے۔

۷۱ بر شرارتہا نمے بَندَد مِیاں　　ترسَد از دانائے اَسرارِ نِہاں

اور شرارتوں پر کمر نہیں باندھتا۔ وہ پوشیدہ بھیدوں کے جاننے والے سے ڈرتا ہے۔

۷۲ لیکن اِیں بے باکی و ترکِ حَیا　　اِفتِرا بر اِفتِرا بر اِفتِرا

لیکن یہ بے باکی اور بے شرمی اور افترا پر افترا۔

۷۳ اِیں نہ کارِ مومناں و اَتقیاست ‌ ‌ اِیں نہ خُوئے بندگانِ باصفاست

یہ ایمانداروں اور پرہیز گاروں کا کام نہیں ہے۔ نہ یہ پاک دل بزرگوں کی خصلت ہے۔

۷۴ ہر کہ اُو ہر دم پرستارِ ہَوا ‌ ‌ من چِساں دانم، کہ ترسد از خُدا

وہ جو ہر وقت اپنی خواہشوں کا غلام ہے میں کیونکر جانوں کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے۔

۷۵ خویشتن را نیک اندیشیدہ اند ‌ ‌ ہائے، اِیں مَردُم چہ بَد فہمیدہ اند

انہوں نے اپنے تئیں نیک خیال کر رکھا ہے افسوس ان لوگوں نے کیسا غلط سمجھا۔

۷۶ اِتّباعِ نفس، اِعراض از خُدا ‌ ‌ بَس ہمیں باشد، نِشانِ اَشقیا

نفس کی پیروی اور خدا سے روگردانی بس یہی بدبختوں کی نشانی ہے۔

۷۷ ہر کہ زِینساں خُبث، در جانَش بُوَد ‌ ‌ کافرم، گر بُوئے اِیمانش بُوَد

جس کے دل میں اس طرح کی گندگی ہے اگر اس میں ایمان کی بو بھی ہو تو پھر میں کافر ہوں۔

۷۸ من بریں مَردُم بِخواندم آں کتاب ‌ ‌ کاں مُنزّہ اُوفتاد از اِرتیاب

میں نے ان لوگوں کے سامنے وہ کتاب پڑھی جو ریب اور شک سے پاک ہے (یعنی قرآن)

۷۹ ہم خَبَرہا پیش کردم زاں رسُول ‌ ‌ کو صَدُوق از فضلِ حق، پاک از فضول

نیز اس رسول کی حدیثیں بھی پیش کیں جو بفضل خدا راستباز ہے اور لغو گوئی سے پاک۔

۸۰ لیکن، اِیناں را بحق رُوئے نبُود ‌ ‌ پیشِ گُرگے، گِریۂ میشے چہ سُود

لیکن ان کا ارادہ ہی حق قبول کرنے کا نہ تھا بھیڑیے کے آگے بھیڑ کا رونا فضول ہے۔

۸۱ کافرم گُفتند و، رُوہا تافتند ‌ ‌ آں یقیں، گویا دِلَم بِشگافتند

انہوں نے مجھے کافر کہا اور منہ پھیر لیا اور یقین کر لیا کہ گویا انہوں نے میرا دل چیر کر دیکھ لیا ہے۔

۸۲ اندرِیناں، خُوب گُفت آں شاہِ دِیںؑ کافرانِ دِل، بِرُوں چُوں مومنیں

انہی کے بارے میں اس شاہ دین نے کیا خوب فرمایا ہے کہ یہ لوگ دل کے کافر ہیں اور بظاہر کے مومن۔

۸۳ بر زباں قرآں، مگر در سینہ ہا حُبِّ دُنیا ہست و کِبر و کینہ ہا

ان کی زبان پر قرآن ہے مگر ان کے سینوں میں دنیا کی محبت۔ تکبر اور عداوتیں ہیں۔

۸۴ دانشِ دِیں نیز، لاف است و گزاف پُشت بنمودند، وقتِ ہر مَصاف

دین کی سمجھ کا دعویٰ بھی صرف لاف وگزاف ہے کیونکہ ہر جنگ کے وقت انہوں نے پیٹھ دکھائی ہے۔

۸۵ جاہلانے، غافِل از تازی زباں ہم زِ قرآں، ہم زِ اَسرارِ نہاں

یہ وہ جاہل ہیں جو عربی زبان سے ناواقف ہیں نیز قرآن اور اس کے باریک بھیدوں سے بھی۔

۸۶ کِبرِ شاں، چُوں تا کمالِ خُود رسید غیرتِ حق پردہ ہائے شاں دَرِید

جب ان کا تکبر اپنے کمال کو پہنچ گیا تو خدا کی غیرت نے ان کے پردے پھاڑ دیئے۔

۸۷ دُشمنانِ دِیں، چو شِمرِ نابکار دِیں، چو زَینُ العابدیں، بیمار و زار

شمر نابکار کی طرح یہ لوگ دین کے دشمن ہیں اور دین زین العابدین کی طرح بیمار اور کمزور ہے۔

۸۸ تن ہمے لرزد، دِل و جاں نیز ہم چُوں خیانتہائے ایشاں بنگرم

میرا بدن کانپ جاتا ہے اور جان و دل لرز جاتے ہیں جب میں ان کی خیانتیں دیکھتا ہوں۔

۸۹ مکر ہا بسیار کردند و کُنند تا نظامِ کارِ ما برہم زَنند

انہوں نے بہت مکر کئے اور اب بھی کر رہے ہیں تا کہ ہمارے کام کے نظام کو درہم برہم کر دیں۔

۹۰ لیکن، آں امرے کہ ہست از آسماں چُوں زوال آید، بر و از حاسِداں؟

لیکن وہ بات جو آسمان کی طرف سے ہے اس پر حاسدوں کے حسد سے کیونکر زوال آ سکتا ہے۔

۹۱ من چہ چیزم، جنگِ شاں باآں خُداست   کز دو دستش ایں ریاض وایں بناست

میں کیا چیز ہوں ان کی لڑائی تو اس خدا کے ساتھ ہے جس کے دونوں ہاتھوں سے یہ باغ اور یہ محل تیار ہوا ہے۔

۹۲ ہر کہ آویزد، بکاروبارِ حق   اُو، ستادہ از پئے پیکارِ حق

جو شخص خدائی کاروبار میں دخل انداز ہوتا ہے وہ دراصل خدا سے جنگ کرنے کھڑا ہوتا ہے۔

۹۳ فانی ایم و، تیرِ ما تیرِ حق است   صَیدِ ما، دراصل نخچیرِ حق است

ہم تو فانی لوگ ہیں اور ہمارا تیر خدا کا تیر ہے اور ہمارا شکار دراصل خدا کا شکار ہے۔

۹۴ صَادِقے، دارَد پناہِ آں یگاں   دستِ حق، در آستینِ اُو نہاں

صادق تو اس یکتا کی پناہ میں ہوتا ہے اور خدا کا ہاتھ اس کی آستین میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔

۹۵ ہر کہ بادستِ خُدا، پیچد زِ کیں   بیخِ خُود کنَدَد، چو شَیطانِ لعیں

جو شخص دشمنی کی وجہ سے خدا کے ساتھ لڑتا ہے وہ شیطان لعین کی طرح اپنی ہی جڑ اکھیڑتا ہے۔

۹۶ اَے بسا نفسے کہ ہمچو بلعَم است   کارِ اُو، از دستِ مُوسٰے برہم است

بہت سے لوگ بلعم کی طرح ہیں جن کا کام موسیٰ کے ہاتھوں تہس نہس ہو جاتا ہے۔

۹۷ آمدم بر وقت، چُوں اَبرِ بہار   با من آمد، صد نشانِ لُطفِ یار

میں ابر بہار کی طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ خدا کی مہربانیوں کے سینکڑوں نشانات ہیں۔

۹۸ آسماں، از بہرِ من، بارَد نشاں   ہم زمیں، اَلْوَقت گوید، ہر زماں

آسماں میرے لیے نشان برساتا ہے اور زمین بھی ہر دم یہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے۔

۹۹ ایں دو شاہد، بہرِ من اِستادہ اند   باز در من ناقصاں اُفتادہ اند

میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں پھر بھی یہ بیوقوف میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

۱۰۰ ہائے، ایں مردُم عجب کور و کر اند صد نشاں بینند، غافل بگذرند

ہائے افسوس یہ لوگ عجب طرح کے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گزر جاتے ہیں۔

۱۰۱ ایں چنیں، ایناں چرا، بالا پرند یا مگر، زاں ذاتِ بیچوں منکر اند

یہ اس قدر کیوں اونچے اڑتے ہیں (یعنی اتنے متکبر کیوں ہیں) شاید اس بے مثل ذات کے منکر ہیں۔

۱۰۲ اُو چو بر کس مہربانی مے کُنَد از زمینی۔ آسمانی مے کُنَد

وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے۔

۱۰۳ عزّتش بخشد، زِ فضل و لُطف و جُود مہر و مہ را پیشِ او آرد در سُجُود

اپنے فضل لطف اور کرم سے اسے عزت بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ میں گراتا ہے۔

۱۰۴ من نہ از خود، ادّعائے کردہ اَم امرِ حق شُد، اقتدائے کردہ اَم

میں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم کی پیروی کی ہے۔

۱۰۵ کارِ حق است ایں، نہ از مکرِ بشر دُشمنِ ایں، دُشمنِ آں دادگر

یہ خدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا مکر اس کا دشمن اس عادل خدا کا دشمن ہے۔

۱۰۶ آں خُدا کایں عاجزے را چیدہ است رحمتش، در کُوئے ما باریدہ است

وہ خدا جس نے اس عاجز کو منتخب کیا ہے اس کی رحمت ہماری گلی میں برسی ہے۔

۱۰۷ مُردم و جاناں پس از مُردن رسید گُم شُدم، آخر رُخے آمد پدید

جب میں مر گیا تو مرنے کے بعد میرا محبوب آ گیا جب میں فنا ہو گیا تو اس کا چہرہ مجھ پر ظاہر ہو گیا۔

۱۰۸ سَیلِ عشقِ دِلبرے، پُر زور بُود غالب آمد، رَختِ ما را در رَبُود

دلبر کے عشق کی رو زوروں پر تھی۔ وہ غالب آ گئی اور ہمارا سب سامان بہا کر لے گئی۔

۱۰۹ من ندارم مایۂ کِرداراہا عِشق جوشید وازو شُد کاراہا

میرے پاس اعمال کا ذخیرہ نہیں بلکہ عشق جوش میں آیا اور اس سے یہ سب کام ہو گئے۔

۱۱۰ بہرِمن شُد نیستی، طُورِ خُدا چُوں خُودی رفت، آمد آں نُورِ خُدا

میرے لئے نیستی ہی خدا کا طور بن گئی جب خودی جاتی رہی تو خدا کا نور آ گیا۔

۱۱۱ رُو بدو کردم، کہ رُو آں رُوئے اوست ہر دِلِ فرخُندہ، مائِل سُوئے اوست

میں نے اسی کی طرف اپنا رخ پھیر لیا کیونکہ دیکھنے کے لائق وہی چہرہ ہے اور ہر مبارک دل اسی کی طرف مائل ہے۔

۱۱۲ در دو عالَم مثلِ اُو رُوئے کُجاست جُز سرِ کُویش، دِگر کُوئے کُجاست

دونو جہان میں اس کی طرح کا کوئی چہرہ کہاں ہے؟ اور اس کے کوچہ کے سوا اور کوئی کوچہ کہاں ہے؟

۱۱۳ آں کساں، کز کُوچۂ اُو غافِل اند از سگانِ کُوچہ ہا، ہم کمتر اند

وہ لوگ جو اس کے کوچہ سے غافل ہیں وہ گلیوں کے کتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

۱۱۴ خلق و عالَم، جُملہ در شور و شر اند عاشِقانش، در جہانِ دیگر اند

مخلوقات اور دنیا سب شور و شر میں مبتلا ہے مگر اس کے عاشق اور ہی عالم میں ہیں۔

۱۱۵ آں جہاں، چُوں ماند بر کَس ناپدید از جہاں، آں کور و بدبختے چہ دِید

وہ عالم جس شخص سے پوشیدہ رہا۔ اس بدبخت نے دنیا میں آ کر دیکھا ہی کیا؟

۱۱۶ راہِ حق بر صادقاں آساں تراست ہر کہ جوید، دامنش آید بدست

صادقوں پر خدا کا راستہ پانا آسان ہے جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو اس کا دامن اس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔

۱۱۷ ہر کہ جوید وصلش، از صِدق و صَفا رہ دہندش، سُوئے آں رَبُّ السَّما

جو بھی صدق و صفا کے ساتھ اس کا وصل چاہتا ہے اس کے لئے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے۔

۱۱۸ صادقاں را، مے شناسد چشمِ یار — کید و مکر، اینجا نمے آید بکار

یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے مکر اور چالا کی یہاں کام نہیں دیتی۔

۱۱۹ صدق مے باید، برائے وصلِ دوست — ہر کہ بے صدقش بجوید حمقِ اوست

دوست کے وصل کے لئے صدق درکار ہے جو بغیر صدق کے اسے ڈھونڈتا ہے وہ بیوقوف ہے۔

۱۲۰ صدق ورزے در جنابِ کبریا — آخرش مے یابد از یُمنِ وفا

خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخر کار اپنی وفا کی برکت سے اسے پالیتا ہے۔

۱۲۱ صد درے مسدود بکشاید بصدق — یارِ رفتہ، باز مے آید بصدق

سینکڑوں بند دروازے صدق کی وجہ سے کھل جاتے ہیں کھویا ہوا دوست صدق کی وجہ سے واپس آجاتا ہے۔

۱۲۲ صدق ورزاں راہمیں باشد نشاں — کز پئے جاناں، بکف دارند جاں

سچوں کی یہی علامت ہے کہ محبوب کی خاطر ان کی جان ہتھیلی پر ہوتی ہے۔

۱۲۳ دوختہ در صورتِ دلبر نظر — وز ثناء و سبِّ مردم بے خبر

دلبر کی صورت پر ان کی ٹکٹکی لگی ہوتی ہے اور لوگوں کی تعریف اور مذمت سے وہ بے خبر ہوتے ہیں۔

۱۲۴ کارِ عقبیٰ، با عملہا بستہ اند — رستہ آں دلہا کہ بہرش خستہ اند

آخرت کے لئے ان کے سب عمل ہیں وہ دل نجات یافتہ ہیں جو خدا کے لئے زخمی اور شکستہ ہیں۔

۱۲۵ از سخنہا، کے شود ایں کاروبار — صدق مے باید، کہ تا آید نگار

باتیں بنانے سے یہ کام نہیں چلتا کامیابی کے لئے وفاداری درکار ہے۔

۱۲۶ علم را، عالم، بُتے دارد براہ — بت پرستی ہا کنند، شام و پگاہ

عالموں نے اپنے علم کو بت بنایا ہوا ہے اور وہ صبح شام بت پرستی میں مشغول ہیں۔

۱۲۷ گر بعلمِ خشک، کارِ دیں بُدے ہر لئیمے، رازدارِ دیں بُدے

اگر خشک علم پر ہی دین کا مدار ہوتا تو ہر نالایق انسان دین کا محرم راز ہوتا۔

۱۲۸ یارِ ما دارد، بباطن ہا نظر ہاں مشو نازاں تو با فخرِ دگر

ہمارا یار تو باطن پر نظر رکھتا ہے تو اپنی کسی اور خوبی پر نازاں نہ ہو۔

۱۲۹ ہست آں عالی جنابے بس بلند بہرِ وصلش، شورہا باید فگند

وہ بارگاہ نہایت اونچی اور عالی شان ہے اس کے وصل کے لئے بہت آہ وزاری کرنی چاہئے۔

۱۳۰ زندگی در مُردن و عجز و بُکاست ہر کہ اُفتاد ست، اُو آخر بخاست

زندگی مرنے اور انکسار اور گریہ وزاری میں ہے جو گر پڑا وہی آخر (زندہ ہوکر) اٹھے گا۔

۱۳۱ تا نہ کارِ درد کس، تا جاں رسد کے فغانش، تا درِ جاناں رسد

جب تک درد کا معاملہ جان لینے تک نہ پہنچے تب تک اس کی آہ وفریاد در جاناں تک نہیں پہنچتی۔

۱۳۲ ہر کہ ترکِ خود کند، یابد خدا چیست وصل؟ از نفسِ خود گشتن جدا

جو خودی کو ترک کرتا ہے وہ خدا کو پالیتا ہے وصل کیا چیز ہے اپنے نفس سے الگ ہوجانا۔

۱۳۳ لیک ترکِ نفس، کے آساں بود مُردن و از خود شُدن یکساں بود

لیکن نفس کو مارنا آسان کام نہیں۔ مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر ہے۔

۱۳۴ تا نہ آں بادے وزد بر جانِ ما کو رباید ذرّۂ امکانِ ما

جب تک ہماری جان پر وہ ہوا نہ چلے جو ہماری ہستی کے ذرہ تک کو اڑا لے جائے۔

۱۳۵ کے دریں گرد و غبارے، ساختہ میتواں دید، آں رُخِ آراستہ

تب تک اس مصنوعی گرد وغبار میں وہ حسین چہرہ کس طرح دیکھا جاسکتا ہے۔

تا نہ قُربانِ خُدائے خُود شَویم　　تا نہ مَحوِ آشنائے خُود شَویم ۱۳۶

جب تک ہم اپنے خدا پر قربان نہ ہو جائیں اور جب تک اپنے دوست کے اندر محو نہ ہو جائیں۔

تا نباشیم، از وجُودِ خُود بِرُوں　　تا نہ گردد، پُر زِ مہرش اندرُوں ۱۳۷

جب تک ہم اپنے وجود سے علیحدہ نہ ہو جائیں اور جب تک سینہ اس کی محبت سے بھر نہ جائے۔

تا نہ برما مرگ آید صَد ہزار　　کَے حیاتے تازہ بینیم از نِگار ۱۳۸

جب تک ہم پر لاکھوں موتیں وارد نہ ہوں تب تک ہمیں اس محبوب کی طرف سے نئی زندگی کب مل سکتی ہے۔

تا نہ ریزد، ہر پر و بالے کِہ ہَست　　مُرغِ ایں رہ را پریدن مُشکِل است ۱۳۹

جب تک اپنے اگلے بال و پر نہ جھاڑ ڈالے تب تک اس راہ کے پرندے کے لئے اڑنا مشکل ہے۔

بد نصیبے آنکہ وَقتش شُد بباد　　یار آزردہ، دِلِ اَغیار شاد ۱۴۰

بدقسمت ہے وہ شخص جس کا وقت برباد ہو گیا۔ یار ناراض ہو گیا اور دشمنوں کا دل خوش ہوا۔

از خرَدمنداں مرا اِنکار نیست　　لیکن اِیں رہ، راہِ وصلِ یار نیست ۱۴۱

مجھے داناؤں کی عقلمندی سے انکار نہیں ہے مگر یہ یار کے وصل کا راستہ نہیں۔

تا نباشد، عِشق و سَوداء و جُنُوں　　جلوہ ننماید نِگارِ بے چگُوں ۱۴۲

جب تک عشق اور سودا اور جنون نہ ہو تب تک وہ بے مثال محبوب اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔

چُوں نِہاں است آں عزیزے مُحتَرَم　　ہر کسے راہے گُزِیند، لاَجَرَم ۱۴۳

جونکہ وہ عزت والا محبوب پوشیدہ ہے تو ہر شخص کوئی نہ کوئی راستہ (اس سے ملنے کے لئے) اختیار کرتا ہے۔

آں رہے کُو عاقِلاں بِگزیدہ اند　　از تکلُّف رُوئے حَق پوشیدہ اند ۱۴۴

لیکن عقل والوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے تو انہوں نے بہ تکلف خدا کے چہرہ کو اور بھی چھپا دیا ہے۔

۱۴۵ پردہ ہا بر پردہ ہا افراختہ   مطلبے نزدیک، دور انداختہ

پہلے پردوں پر اور پردے ڈال دیئے مقصد نزدیک تھا مگر اسے اور دور کر دیا۔

۱۴۶ ما کہ با دیدارِ او، رو تافتیم   از رہِ عشق و فنا کیش یافتیم

ہم لوگ جنہوں نے اس کے دیدار سے اپنا چہرہ روشن کیا ہے ہم نے تو اسے عشق اور فنا کے راستہ سے پایا ہے۔

۱۴۷ ترکِ خود کردیم، بہرِ آں خدا   از فنائے ما، پدید آمد بقا

اس خدا کے لئے جب ہم نے اپنی خودی ترک کر دی تو ہماری فنا کے نتیجہ میں بقا ظاہر ہو گئی۔

۱۴۸ اندریں رہ، دردِ سر بسیار نیست   جاں بخواہد، دادنش دشوار نیست

اس راستے میں زیادہ تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی وہ صرف جان مانگتا ہے اور اس کا دینا مشکل نہیں ہے۔

۱۴۹ گر نہ او خواندے مرا، از فضل و جود   صد فضولی کردمے، بے سود بود

اگر وہ خود اپنے فضل و کرم سے مجھے نہ بلاتا۔ تو خواہ میں کتنی ہی کوششیں کرتا سب بے فائدہ تھیں۔

۱۵۰ از نگاہے، ایں گدا را شاہ کرد   قصہ ہائے راہِ ما، کوتاہ کرد

اس نے ایک نظر سے اس فقیر کو بادشاہ بنا دیا اور ہمارے لمبے راستہ کو مختصر کر دیا۔

۱۵۱ راہِ خود بر من کشود، آں دلستاں   دانمش زانساں، کہ گل را باغباں

اس محبوب نے خود اپنا راستہ میرے لئے کھولا میں یہ بات اس طرح جانتا ہوں جیسے باغبان پھول کو۔

۱۵۲ ہر کہ در عہدم، ز من ماند جدا   مے کند بر نفسِ خود جور و جفا

جو میرے زمانہ میں مجھ سے جدا رہتا ہے تو وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔

۱۵۳ پر ز نورِ دلستاں شد، سینہ ام   شد ز دستے، صیقلِ آئینہ ام

محبوب کے نور سے میرا سینہ بھر گیا میرے آئینہ کا صیقل اسی کے ہاتھ نے کیا۔

۱۵۴ پیکرم شُد، پیکرِ یارِ اَزَل کارِ من شُد، کارِ دِلدارِ اَزَل

میرا وجود اس یار ازلی کا وجود بن گیا اور میرا کام اس دلدار قدیم کا کام ہو گیا۔

۱۵۵ بَسکِہ جانم شُد نِہاں، دریارِ من بُوئے یار آمد، ازیں گلزارِ من

چونکہ میری جان میرے یار کے اندر مخفی ہوگئی اس لئے یار کی خوشبو میرے گلزار سے آنے لگی۔

۱۵۶ نُورِ حق داریم، زیرِ چادرے از گریبانم، برآمد دِلبرے

ہماری چادر کے اندر خدا کا نور ہے وہ دلبر میرے گریبان میں سے نکلا۔

۱۵۷ احمدِ آخر زماں، نامِ من است آخریں جامے ہمیں جامِ من است

''احمد آخر زماں'' میرا نام ہے اور میرا جام ہی (دنیا کے لئے) آخری جام ہے۔

۱۵۸ طالبِ راہِ خُدا را مُژدہ باد کِش خُدا بِنمُود، ایں وقتِ مُراد

راہ خدا کے طالب کو خوشخبری ہو کہ اسے خدا نے کامیابی کا زمانہ دکھایا۔

۱۵۹ ہر کِہ را یارے نِہاں شُد، از نظر از خبر دارے، ہمیں پُرسد خبر

جس کسی کا دوست اس کی نظر سے غایب ہو جاتا ہے تو وہ کسی واقف سے اس کی خبر پوچھتا ہے۔

۱۶۰ ہر کِہ جویانِ نگارے مے بوَد کَے بیک جا یش قرارے مے بوَد

اور جو کسی معشوق کا طلب گار ہوتا ہے تو اسے ایک ہی جگہ پر کب چین آتا ہے۔

۱۶۱ مے دَوَد ہر سُو ہمے، دیوانہ وار تا مگر آید نظر، آں رُوئے یار

وہ ہر طرف دیوانہ وار دوڑتا ہے تا کہ شاید یار کا چہرہ کہیں نظر آ جائے۔

۱۶۲ ہر کِہ عِشقِ دِلبرے، درجانِ اوست دِل زِ دستش اوفتد، از ہجرِ دوست

جس کی جان میں دلبر کا عشق سما گیا ہے تو دوست کے فراق میں اس کا دل ہاتھ سے نکل نکل جاتا ہے۔

۱۶۳ عاشقاں را، صبر و آرامے کجا توبہ، از روئے دلآرامے کجا

عاشقوں کے لئے صبر اور آرام کہاں! اور معشوق کے چہرے سے روگردانی کہاں؟

۱۶۴ ہر کرا، عشقِ رخِ یارے بوَد روز و شب، با آں رخش کارے بوَد

جسے دوست کے منہ سے محبت ہوتی ہے اسے تو دن رات اس کے چہرہ کا ہی خیال رہتا ہے۔

۱۶۵ فرقتش، گر اتّفاقے اوفتد در تن و جانش، فراقے اوفتد

اگر اتفاقاً اس سے جدائی ہو جائے تو اس کے جان و تن میں جدائی ہو جاتی ہے۔

۱۶۶ یک زمانے زندگی، بے روئے یار مے کند، بر وَے پریشاں روزگار

یار کے بغیر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس پر زندگانی کو تلخ کر دیتا ہے۔

۱۶۷ باز چوں بیند جمالِ روئے او مے دوَد، چوں بیحواسے، سوئے او

پھر جب وہ اس کا حسن اور اس کا چہرہ دیکھتا ہے تو بے حواسوں کی طرح اس کی طرف دوڑتا ہے۔

۱۶۸ مے زند در دامنش دست، از جنوں کز فراقت، شد دلم اے یار، خوں

اور یہ کہہ کر دیوانہ وار اس کے دامن کو پکڑ لیتا ہے کہ اے دوست میرا دل تیری جدائی میں خون ہو گیا۔

۱۶۹ اینچنیں صدق، ار بوَد اندر دلے گل بجوید جائے، خود چوں بلبلے

اگر ایسا صدق کسی کے دل میں ہو تو وہ بلبل کی طرح پھول کو اپنا ٹھکانا بنا لیتا ہے۔

۱۷۰ گر تو افتی، با دو صد درد و نفیر کس ہمے خیزد، کہ گردد دستگیر

اگر تو دو سو چیخوں اور آہوں کے ساتھ گر پڑے تو پھر ضرور کوئی مدد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

۱۷۱ تافتن رو از خورِ تاباں، کہ من خود برآرم روشنی، از خویشتن

(یہ خیال کر کے) روشن سورج سے منہ پھیر لینا کہ میں اپنے اندر سے آپ ہی روشنی پیدا کر لوں گا۔

۱۷۲ اِیں ہمیں آثارِ ناکامی بُوَد　　　بیخ شقوت، نخوت و خامی بُوَد

یہی تو نامرادی کے آثار ہوا کرتے ہیں بدبختی کی جڑ تکبر اور خامی ہے۔

۱۷۳ عالمے را کور کردست، اِیں خیال　　　سرنِگوں افگند، در چاہِ ضَلال

اس خیال نے ایک جہان کو اندھا کر رکھا ہے اور اسے گمراہی کے کنوئیں میں سر کے بل ڈال دیا ہے۔

۱۷۴ سُوئے آبے، تشنہ را باید شتافت　　　ہر کہ جُست از صِدقِ دِل آخر بیافت

پیاسے کو پانی کی طرف دوڑنا چاہیئے جس نے صدق دل سے تلاش کی اس نے آخر کار مقصود کو پالیا۔

۱۷۵ آں خِرَدمندے کہ جوید کُوئے یار　　　آبرو ریزد زِ بہرِ رُوئے یار

وہ آدمی عقلمند ہے جو یار کی گلی ڈھونڈتا ہے اور روئے یار کی خاطر اپنی عزت ڈبوتا ہے۔

۱۷۶ خاک گردد، تا ہوا بر بایدش　　　گُم شَوَد، تا کس رہے بِنمایدش

وہ خاک بن جاتا ہے کہ ہوا اسے لے اڑے اور فنا ہو جاتا ہے تاکہ کوئی اسے راستہ دکھائے۔

۱۷۷ بے عِنایاتِ خُدا، کار است خام
پُختہ داند، اِیں سُخن را، والسّلام

خدا کی مہربانی کے بغیر کام ادھورا رہتا ہے عقلمند ہی اس بات کو جانتا ہے۔ والسلام

(سراج منیر آخری صفحات مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

۱ سُخن نزدِ مراں، از شہر یارے — کہ ہستم بر درے اُمّیدوارے

میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر نہ کر کیونکہ میں تو ایک اور دروازہ پر امیدوار پڑا ہوں۔

۲ خُداوندیکہ، جاں بخشِ جہان است — بدیع و خالِق و پروردگارے

وہ خدا جو دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے اور بدیع اور خالق اور پروردگار ہے۔

۳ کریم و قادِر و مُشکل کُشائے — رَحیم و مُحسِن و حاجت برارے

کریم و قادر ہے اور مشکل کشا ہے رحیم ہے محسن ہے اور حاجت روا ہے۔

۴ فِتادم بر دَرَش، زیرا کہ گویند — بر آید در جہاں کارے زِ کارے

میں اس کے دروازہ پر آ پڑا ہوں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ دنیا میں ایک کام میں سے دوسرا کام نکل آتا ہے۔

۵ چو آں یارِ وفادار آیدم یاد — فراموشم شَوَد، ہر خویش و یارے

جب وہ یار وفادار مجھے یاد آتا ہے تو ہر رشتہ دار اور دوست مجھے بھول جاتا ہے۔

۶ بغیرِ اُو، چساں بندم، دِلِ خویش — کہ بے رُویش نمے آید قرارے

میں اسے چھوڑ کر کسی اور سے کس طرح دل لگاؤں کہ بغیر اس کے مجھے چین نہیں آتا۔

۷ دِلَم در سِینۂ ریشم مجوئید — کہ بستیمش بدامانِ نِگارے

دل کو مرے زخمی سینے میں نہ ڈھونڈو کہ ہم نے اسے ایک محبوب کے دامن سے باندھ دیا ہے۔

۸ دِلِ من دِلبرے را، تخت گاہے — سَرِ من در رہِ یارے نثارے

میرا دل دلبر کا تخت ہے اور میرا سر یار کی راہ میں قربان ہے۔

۹ چگویم فضلِ اُو برمن چگوں ست　　کہ فضلِ اُوست، ناپیدا کنارے

میں کیا بتاؤں کہ مجھ پر اس کا فضل کس طرح کا ہے کیونکہ اس کا فضل تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔

۱۰ عنایتہائے اُو را، چُوں شُمارَم　　کہ لُطفِ اُوست، بیروں از شُمارے

میں اس کی مہربانیوں کو کیونکر گنوں کہ اس کی مہربانیاں تو حد شمار سے باہر ہیں۔

۱۱ مرا کارَیست، با آں دِلِستانے　　ندارَد کس خبَر، زاں کاروبارے

مجھے اس دلبر سے ایسا تعلق ہے کہ کسی کو بھی اس معاملہ کی خبر نہیں۔

۱۲ بِنالَم بر دَرَش، زاں ساں کہ نالَد　　بوقتِ وضعِ حملے، باردارے

میں اس کے دروازے پر اس طرح روتا ہوں جس طرح بچہ پیدا ہوتے وقت حاملہ عورت روتی ہے۔

۱۳ مرا با عِشقِ اُو، وقتے ست معمُور　　چہ خُوش وقتے، چہ خُرّم روزگارے

میرا وقت اسی کے عشق سے بھرپور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے؟

۱۴ ثناہا گویَمت، اَے گُلشنِ یار!　　کہ فارِغ کردی، از باغ و بہارے

اے یار کے گلزار تیرے کیا کہنے تو نے تو مجھے دنیا کے باغ و بہار سے بے پروا کر دیا۔

(حجۃ اللہ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

بُردباری مے کُنَد، زور آورے
جاہلے فہمد کہ ہستم برترے

طاقتور تو اپنا حلم ظاہر کرتا ہے مگر جاہل یہ سمجھتا ہے کہ وہ غالب آ گیا ہے۔

(حجۃ اللہ صفحہ ۱۲)

آنکس کہ بتو رَسد شہاں راچہ کُنَد　　با فرِّ تو فرِّ خسرواں راچہ کُنَد

جس کی تجھ تک رسائی ہے وہ بادشاہوں کو کیا سمجھتا ہے اور تیری شان کے آگے وہ بادشاہوں کی کیا حقیقت سمجھتا ہے۔

چُوں بَندہ شناختت بداں عِزّو جلال　　بعد از تو جلالِ دِیگراں راچہ کُنَد

جب بندہ نے تیرے عز و جلال کو پہچان لیا تو پھر تجھے چھوڑ کر وہ دوسروں کی شوکت کو کیا کرے۔

دیوانہ کُنی، ہر دو جہانش بخشی　　دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کُنَد

اپنا دیوانہ بنا کر تو اسے دونوں جہان بخش دیتا ہے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہانوں کو کیا کرے۔

(اشتہار ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ء)

اَے خُدا، اَے چشمۂ نُورِ ہُدے ازکَرَم ہا چشمِ اِیں اُمّت کُشا

اے خدا۔ اے ہدایت کی روشنی کے چشمے مہربانی فرما کر اس امت کی آنکھیں کھول دے۔

یک نَظَر کُن سُوئے اِیں رازِ نہاں تا رَہی، اَے طالِب، ازوَہم وگُماں

اے طالب تو اس پوشیدہ راز کی طرف ایک نظر کر تا کہ تو وہم اور شبہات سے نجات پائے۔

(رازحقیقت سرورق مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

۱ ہر آں کاریکہ گردد از دعائے محوِ جانانے　　نہ شمشیرے کُند آں کارنے بادے نہ بارانے

فنا فی اللہ شخص کی دعا سے جو کام ہو جاتا ہے وہ کام نہ تلوار کر سکتی ہے نہ ہوا نہ بارش۔

۲ عجب دارد اثر دستے کہ دستِ عاشقے باشد　　بگرداند جہانے را ، زبہر کارِ گریانے

اس کے عاشق کے ہاتھ میں عجب تاثیر ہوتی ہے خدا اس سونے والے کا کام بنانے کے لئے ایک دنیا کو پلٹ دیتا ہے۔

۳ اگر جُنبد لب مردے، زبہرِ آنکہ سرگرداں　　خُدا از آسماں پیدا کُند، ہر نوعِ سامانے

اگر اس آدمی کا ہونٹ ہلتا ہے جو خدا کا عاشق ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے ہر طرح کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔

۴ زِکار اُفتادہ را، برکار مے آرد خُدا زیں رہ　　ہمیں باشد دلیلِ آنکہ ہست از خلق پنہانے

خدا اس طرح ایک ناکارہ انسان سے کام لیتا ہے اور یہی اس مخفی ہستی کی موجودگی کا ثبوت ہے۔

۵ مگر باید کہ باشد طالبِ اُو صابر و صادِق　　نہ بیند روزِ نومیدی وفادار از دِل و جانے

مگر چاہیئے کہ اس کا طالب صابر اور سچا ہو اس کا دلی وفادار نامرادی کا دن نہیں دیکھتا۔

(اخبار الحکم ۶/۱۳ اگست ۱۸۹۸ء)

صِدق را ہردم مَدَد آید زِ رَبُّ العالَمِیں   صادِقاں را دستِ حق باشد نِہاں در آستیں

سچائی کو ہردم رب العالمین سے مدد پہنچتی ہے صادقوں کی آستین میں خدا کا ہاتھ پوشیدہ ہوتا ہے۔

ہر بَلا کز آسماں، بر صادقے آید فِرود   آخرش گردد نشانے، از برائے طالبیں

ہر وہ مصیبت جو آسمان سے کسی صادق پر آتی ہے وہ آخر میں طالبان حق کے لئے ایک نشان ہو جاتی ہے۔

(ضرورت الامام صفحہ ۳۲ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

ذِلّتِ صادِق مجو، اَے بے تمیز   زِیں رہے، ہرگز نخواہی شُد عزیز

اے بے تمیز صادق کی ذلت کے در پے نہ ہو کہ تو اس طریقہ سے ہرگز عزت نہیں پائے گا۔

(راز حقیقت صفحہ آخر)

۱ بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

لوگو! بے نیاز اور قہار خدا سے ڈرو میں نہیں سمجھتا کہ متقی اور نیک آدمی کبھی نقصان اٹھاتا ہو۔

۲ مرا باور نمے آید کہ رسوا گردد آں مردے کہ مے ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے

مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ شخص کبھی رسوا ہوا ہو جو اس یار سے ڈرتا ہے جو غفار و ستار ہے۔

۳ گر آں چیزے کہ مے بینم عزیزاں نیز دیدندے

زِ دُنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

اگر وہ چیز جسے میں دیکھ رہا ہوں دوست بھی دیکھتے تو حصول دنیا سے رو رو کر توبہ کرتے۔

۴ خورِ تاباں سیہ گشت است از بدکاریٔ مردم زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و اِنذارے

لوگوں کی بدکاریوں سے چمکتا ہوا سورج بھی سیاہ ہو گیا اور زمین بھی ڈرانے کی خاطر طاعون لا رہی ہے۔

۵ بہ تشویشِ قیامت ماند ایں تشویش گر بینی علاجے نیست بہرِ دفعِ آں جُز حُسنِ کردارے

یہ مصیبت قیامت کی مانند ہے اگر تو غور کرے اور اس کے دور کرنے کا علاج سوائے نیک اعمال کے اور کچھ نہیں۔

۶ نشاید تافتن سر زاں جنابِ عزّت و غیرت کہ گر خواہد کُشد در یکدمے چوں کرمِ بیکارے

اس بارگاہ عالی سے سرکشی نہیں کرنی چاہئے اگر وہ چاہے تو ایک دم میں نکمے کیڑے کی طرح تجھے فنا کر دے۔

۷ من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے خرد از بہرِ ایں روز است اے دانا و ہشیارے

میں نے ہمدردی سے یہ بات کہی ہے اب تو خود غور کر لے اے سمجھدار انسان عقل اسی دن کے لئے ہوا کرتی ہے۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

۱ اَے قدیر و خالقِ اَرض و سَما اَے رحیم و مہربان و رہنما

اے قادر اور آسمان زمین کے پیدا کرنے والے! اے رحیم۔ مہربان اور رستہ دکھانے والے۔

۲ اَے کہ میداری تو بر دِلہا نظر اَے کہ از تو نیست چیزے مُستتر

اے وہ جو کہ دلوں پر نظر رکھتا ہے اے وہ کہ تجھ سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں۔

۳ گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر گر تو دِیدا ستی کہ ہستم بدگہُر

اگر تو مجھے نافرمانی اور شرارت سے بھرا ہوا دیکھتا ہے اور اگر تو نے دیکھ لیا ہے کہ میں بدذات ہوں۔

۴ پارہ پارہ کُن، مِن بدکار را شاد کُن، اِیں زُمرۂِ اَغیار را

تو مجھ بدکار کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اور میرے ان دشمنوں کے گروہ کو خوش کر دے۔

۵ بر دِلِ شاں اَبرِ رحمت ہا بِبار ہر مُرادِ شاں بفضلِ خُود برآر

ان کے دلوں پر اپنی رحمت کا بادل برسا اور اپنے فضل سے ان کی ہر مراد پوری کر۔

۶ آتِش افشاں، بر درو دیوارِ من دُشمنم باش و تبہ کُن کارِ من

میرے در و دیوار پر آگ برسا میرا دشمن ہو جا اور میرا کاروبار تباہ کر دے۔

۷ ور مرا از بندگانت یافتی قِبلۂِ من، آستانت یافتی

لیکن اگر تو نے مجھے اپنا فرمانبردار پایا ہے اور اپنی بارگاہ کو میرا قبلہ مقصود پایا ہے۔

۸ در دِلِ من آں محبّت دِیدۂ کز جہاں آں راز را پوشیدۂ

اور میرے دل میں وہ محبت دیکھی ہے جس کا بھید تو نے دنیا سے پوشیدہ رکھا ہے۔

۹ بامن از رُوئے محبّت کارکُن　　اَندکے اِفشائے آں اَسرارکُن

تو محبت کی رو سے مجھ سے پیش آ۔ اوران اسرار کو تھوڑا سا ظاہر کردے۔

۱۰ اَے کہ آئی سُوئے ہر جوئیندۂ　　واقِفی از سوزِ ہر سوزندۂ

اے وہ کہ تو ہر متلاشی کے پاس آتا ہے اور ہر جلنے والے کے سوز سے واقف ہے۔

۱۱ زاں تعلُّق ہا کہ باتو داشتم　　زاں محبّت ہا، کہ در دِل کاشتم

تو اس تعلق کے باعث جو میں تجھ سے رکھتا ہوں اور اس محبت کی وجہ سے جو میں نے اپنے دل میں بوئی ہے۔

۱۲ خُود بِرُوں آ، از پئے اِبراءِ من　　اَے تو کہف و مَلجا و ماوائے من

تو آپ میری بریت کے لئے باہر نکل۔ تو ہی میرا احصار اور جائے پناہ اور ٹھکانا ہے۔

۱۳ آتشے، کاندر دِلَم افروختی　　وز دمِ آں، غَیرِ خُود را سوختی

وہ آگ جو تو نے میرے دل میں روشن کی ہے اور اس کے شعلوں سے تو نے اپنے غیر کو جلا دیا ہے۔

۱۴ ہم ازاں آتش، رُخِ من برفروز　　وِیں شبِ تارم، مُبدَّل کُن بروز

اسی آگ سے میرے چہرہ کو بھی روشن کردے اور میری اس اندھیری رات کو دن سے بدل دے۔

۱۵ چشم بِکُشا، اِیں جہانِ کور را　　اَے شدیدُ البَطش بِنُما زور را

اس اندھی دنیا کی آنکھیں کھول اور اے سخت گیر خدا تو اپنا زور دکھا۔

۱۶ ز آسماں نُورِ نشانِ خُود نُما　　یک گُلے از بوستانِ خُود نُما

آسمان سے اپنے نشان کا نور ظاہر کر اور اپنے باغ میں سے ایک پھول دکھا۔

۱۷ اِیں جہاں بینم، پُر از فسق و فَساد   غافِلاں را نیست، وقتِ مَوت یاد

میں اس جہان کو فسق وفجور سے پر دیکھتا ہوں غافلوں کو موت کا وقت یاد نہیں رہا۔

۱۸ از حقائق غافِل و بیگانہ اند   ہمچو طِفلاں، مائِل افسانہ اند

وہ حقایق سے غافل اور ناواقف ہیں اور بچوں کی طرح کہانیوں کے شایق ہیں۔

۱۹ سرد شُد دِلہا زِ مِہرِ رُوئے دوست   رُوئے دِلہا، تافتہ از کُوئے دوست

ان کے دل خدا کی محبت سے سرد ہیں اور دلوں کے رخ خدا کی طرف سے پھر گئے ہیں۔

۲۰ سَیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کَرَمہا، آفتابے را برآر

سیلاب جوش پر ہے اور رات سخت اندھیری۔ مہربانی فرما کر سورج چڑھا دے۔

(حقیقت المہدی صفحہ ا مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

دیر گاہیست کہ بینیم زمیں پُر زِفساد　　بِہ کہ با دستِ دُعا، صِدق وسَدادے طلبیم

مدتوں سے ہم زمین کو فساد سے بھرا ہوا دیکھتے ہیں بہتر یہی ہے آؤ ہم دعا مانگ کر صدق اور راستی طلب کریں۔

(اشتہار ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ہر کہ روشن شُد دِل و جان و دُروں از حضرتش　　کیمیا باشد بسر بُردن دَمے در صُحبتش

جس کے جان و دل اور باطن خدا کے حضور سے روشن کئے گئے ہیں اس کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنا بھی کیمیا ہے۔

چیست دُنیا؟ چوں شبِ تار و زماں ابرِ سیاہ　　آفتابے رہنُما، یک ساعتے در خِدمتش

دنیا اندھیری رات اور زمانہ ابر سیاہ کی مانند ہے دنیا کا ہادی بھی تھوڑے ہی عرصہ کے لئے دنیا میں رہتا ہے۔

(الحکم ۱۶ جولائی ۱۹۰۰)

شعرِ الہامی

بر مقامِ فلک شُدہ یا رَب گر اُمیدے دِہم مدار عجَب

الہامی شعر

میری دعا آسمان تک پہنچ گئی اس لئے اگر میں تجھے (قبولیت کی) امید دلاؤں تو تعجب نہ کر۔

(اربعین حصہ چہارم صفحہ ۲۱ مطبوعہ ۱۹۰۰)

شعرِ الہامی

سالِ دیگر را کِہ مے داند حساب تا کُجا رفت آنکہ با ما بُود یار[1]

الہامی شعر

آئندہ سال کا حساب کون جانتا ہے جو دوست گزشتہ سال ہمارے ساتھ تھے وہ اب کدھر گئے؟

(الحکم ۷ امئی ۱۹۰۱ء)

مِصرعۂ الہامی

سلامت بر تو اَے مردِ سلامت

الہامی مصرع

اے سلامتی والے انسان تجھ پر سلامتی ہو۔

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء)

---

[1] ایں شعر از کلامِ سعدی شیرازیؒ است کہ بحضرت اقدس علیہ السلام الہام شدہ است ☩

تُرا با ہر کہ رُوئے آشنائی است　　قرارِ کارت آخِر بر جُدائی است

تجھے جس کسی سے بھی دوستی کا تعلق ہے اس کا انجام آخر جدائی ہے۔

زِ فُرقت بر دِلے بارے نباشد　　کہ با میر ندہ اش کارے نباشد

اس شخص کی جدائی سے دل کو صدمہ نہیں ہوتا جسے مرنے والے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ صفحہ ۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

۱ غریقِ ورطۂ بحرِ محبّت نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں

بحر عشق کے بھنور میں غرق ہونے والے کو نہ اس کی محبت پر نظر ہوتی ہے نہ غصہ پر۔

۲ بگوشِ عاشق، از لبہائے دلدار چناں نفریں عزیز آید، کہ تحسیں

دلبر کے ہونٹوں سے عاشق کے کانوں میں ملامت بھی ویسی ہی پسندیدہ ہے جیسے کہ شاباش۔

۳ چناں رویش خوش افتد از سرِ عشق کہ قرباں مے کند بر وے دل و دیں

عشق کی وجہ سے محبوب کا چہرہ اتنا دل پسند ہوتا ہے کہ وہ اس پر اپنا دل اور دین قربان کر ڈالتا ہے۔

۴ شب و روزش، بہ دلبر کار باشد دل و جانش شود، آں یارِ شیریں

دن رات اسے دلبر سے ہی کام رہتا ہے اور وہ پیارا دوست اس کا دل اور جان بن جاتا ہے۔

۵ بسوزد، ہرچہ غیرِ یار باشد ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

جو بھی یار کے سوا ہو عاشق کو جلا دیتا ہے اس عشق کی یہی رسم ہے اور یہی طریقہ۔

۱ خلق و عالم، جملہ در شور و شر اند عشق بازاں، در مقامِ دیگر اند

مخلوقات اور دنیا سب شور و غوغا میں مبتلا ہیں۔ مگر عاشق ایک اور ہی مقام پر ہیں۔

۲ گر دلا ازیں کوچہ بیروں نگذریم ہم سگانِ کوچہ از ما بہتر اند

اے دل اگر ہم عشق کے کوچہ کو طے نہ کریں۔ تو گلیوں کے کتے بھی ہم سے بہتر ہیں۔

(اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۳۸ صفحہ ۲ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

گر ایں کفرم بدست آید، بروقرباں کنم صد دیں　　خداوندا، بمیرانم بریں کفر و بریں آئیں

اگر مجھے یہ کفر مل جائے تو میں سو دین اس پر سے قربان کر دوں۔ الٰہی مجھے اسی کفر اور اسی طریقہ پر موت دے۔

(مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

گر مہرِ خویش، برکنم از روئے دلبرم　　آں مہر برکہ افگنم؟ آں دِل کجا برم

اگر میں اپنی محبت کو اپنے دلبر کی جانب سے ہٹا لوں تو پھر اس محبت کو کس سے لگاؤں اور اس دل کو کہاں لے جاؤں۔

من آں نیم کہ چشم بہ بندم زِ روئے دوست　　ور بینم اینکہ تیر بیاید برابرم

میں وہ نہیں ہوں کہ دوست کے چہرہ کی طرف سے آنکھ بند کر لوں خواہ مجھے نظر آتا ہو کہ تیر سیدھا میری طرف آ رہا ہے۔

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء)

دِلَم مے بِلَرزد چو یاد آوَرَم مُناجاتِ شوریدہ اندر حَرَم

میرا دل کانپنے لگتا ہے جب میں یاد کرتا ہوں ایک عاشق کی مناجات کو جو اس نے حرم میں کی تھی۔

(الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء)

شعرِ الہامی

از برائے اُو محمد اَحسن را تارِکِ روزگار مے بینم

الہامی شعر

میں اس کی خاطر محمد احسن کو روزگار کا تارک دیکھتا ہوں۔

(اخبار قادیان یکم ستمبر ۱۹۰۲ء)

چو آمد از خُدا طاعُوں بہ بیں از چشمِ اکرامش تو خُود مَلعُونی اَے فاسِق چرا مَلعُوں نہی نامش

جب طاعون خدا کی طرف سے آیا تو اسے عزت کی نظر سے دیکھ اے فاسق تو آپ ملعون ہے اس کا نام ملعون کیوں رکھتا ہے۔

زمانِ توبہ و وقتِ صلاح و ترکِ خُبث است ایں کسے کو بر بدی چسپید پَنہ بینم نیک انجامش

یہ توبہ کا زمانہ اور اصلاح اور ترک گناہ کا وقت ہے (اب بھی) جو بدی سے چمٹا رہے مجھے اس کا انجام اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

(دافع البلا صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

۱ **مائدہ چیزے ست دیگر، خشک ناں چیزے دِگر ٭ خوردنی ہرگز نباشد، نانِ خشک اَے بے ہنر**

خوان نعمت اور چیز ہے خشک روٹی اور چیز ہے اے بے سمجھ سوکھی روٹی کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔

۲ **دوستاں را مائدہ بدہند از مِہر و کرم ٭ پارہ ہائے خشک ناں، بیگانگاں را نیز ہم**

دوستوں کو فضل و کرم سے عمدہ نعمتیں ملتی ہیں۔ لیکن غیروں کو سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہی ملتے ہیں۔

۳ **نیز ہم پیشِ سگاں، آں خشک ناں مے افگنند ٭ مائدہ از لُطفہا پیشِ عزیزاں مے برند**

اس خشک روٹی کو کتوں کے آگے بھی ڈالتے ہیں اور خوان نعمت کو لطف کے ساتھ عزیزوں کے سامنے لے جاتے ہیں۔

۴ **ترک کُن، ایں خشک ناں را ہوش کُن، فرزانہ باش ٭ گر خردمندی، پئے آں مائدہ، دیوانہ باش**

تو اس سوکھی روٹی کو چھوڑ۔ ہوش کر عقل کر۔ اگر عقلمند ہے تو خوان نعمت کا طلب گار بن۔

(دافع البلا صفحہ ۲۴ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

۱ آسماں بارد نشاں اَلْوَقْت میگوید زمیں ۔ باز بُغض و کینہ و اِنکارِ ایناں را بہ بیں

آسمان نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہتی ہے اس پر بھی تو ان لوگوں کی عداوتوں کینوں اور انکار کو دیکھ۔

۲ اَے ملامت گر، خُدا را، بر زماں کُن یک نظر ۔ چُوں خُدا خاموش ماندے، در چُنیں وقتِ خطر

اے ملامت کرنے والے خدا کے لئے زمانہ کے حالات پر ایک نظر ڈال پس خدا ایسے خطرے کے وقت کیونکر خاموش رہتا۔

۳ خستگانِ دِیں، مرا از آسماں طلبیدہ اَند ۔ آمدم وقتیکہ دِلہا خُوں زِ غم گردیدہ اَند

دین کے مصیبت زدوں نے مجھے آسمان سے بلایا ہے اور میں ایسے وقت پر آیا ہوں کہ دل غم کے مارے خون ہو چکے تھے۔

۴ دعوئِ ما را فروغ، از صد نشانہا دادہ اَند ۔ مہر و مہ ہم، از پئے تصدیقِ ما اِستادہ اَند

ہمارے دعویٰ کو سینکڑوں نشانوں سے تقویت دی گئی چاند اور سورج بھی ہماری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

بہر دَم مَدَدے از خُدا ہمے آیَد
کُجاست اہلِ بصیرت کہ چشم بکُشایَد

مجھے ہر لحظہ خدا کی طرف سے مدد آ رہی ہے اہل بصیرت کہاں ہیں۔ جو اسے آنکھ کھول کر دیکھیں۔

(تحفہ الندوہ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

۱ اَے پئے تحقیرِ من بستہ کمر نیستت جُز ہَجْوِ من ، کارِ دِگر

اے وہ جو میری ذلت کے در پے ہے اور سوائے میری برائی کرنے کے تجھے اور کوئی کام نہیں۔

۲ مے کُشائی ہر دَمے بر من زباں چُوں نَترسی از خُدائے رازداں؟

تو جو ہر وقت میرے برخلاف اپنی زبان کھولتا ہے خدائے غیب دان سے کیوں نہیں ڈرتا۔

۳ از سرِ تقویٰ ہمے باید جِدال تا کُجا دُشنام ہا، اَے بَدخِصال

تقویٰ کو مدنظر رکھ کر جنگ کرنی چاہئے اے بدخصال انسان کب تک گالیاں دیتا رہے گا۔

۴ نیستی گُرگِ بیابانی، نہ مار ترک کُن اِیں خُوئ، واز حق شَرم دار

تو جنگل کا بھیڑیا نہیں ہے۔ نہ سانپ ہے۔ یہ عادت چھوڑ اور خدا سے شرم کر۔

۵ اَے عَجَب از سیرتت، اَے پُر غَضَب! از حقیقت بے خبر، دُور از اَدَب

اے غصہ ور انسان تیری سیرت سے تعجب آتا ہے کہ تو حقیقت سے بے خبر اور ادب سے دور ہے۔

۶ خیزو اوّل فہمِ خُود را کُن دُرُست نُکتہ چِیں را چشم مے باید نَخُست

اٹھ اور سب سے پہلے اپنی سمجھ کو درست کر۔ نکتہ چیں انسان کی سب سے پہلے اپنی آنکھ ٹھیک ہونی چاہئے۔

۷ دِل شَوَد از بد زبانیہا سیاہ بد زباناں را در آنجا نیست راہ

بدزبانی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بدزبان لوگوں کی خدا کے حضور میں رسائی نہیں ہے۔

۸ کم نشیں، با زُمرۂ مُستہزِئیں تا بیابی حِصّۂ از مُہتَدِیں

تمسخر کرنے والے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھ تا کہ تو ہدایت یافتوں میں شامل ہو۔

۹ روز و شب، بد گفتنم کارِ تو شُد　　لعنت و تحقیر، کردارِ تو شُد

دن رات تیرا کام مجھے برا کہنا ہے لعنت اور تحقیر تیرا پیشہ ہو گیا ہے۔

۱۰ لعنت آں باشد کہ از رحماں بُوَد　　لعنتِ نا اہل و دُوں آساں بُوَد

لعنت تو وہ ہوتی ہے جو رحمان کی طرف سے ہو۔ نااہل اور ذلیل انسان کی لعنت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

۱۱ گر سفیہے، لعنتے بر ما کُنَد　　اُو نہ بر ما، خویش را رُسوا کُنَد

اگر کوئی احمق ہم پر لعنت کرے۔ وہ ہم پر نہیں پڑتی بلکہ وہ خود اپنے آپ کو بدنام کرتا ہے۔

۱۲ ہر کِہ مے دارَد، دِلِ پرہیزگار　　چُوں عَجَب دارَد، زِ کارِ کردگار؟

جس شخص کا دل پرہیز گار ہے وہ خدا کے کام پر کیوں تعجب کرے۔

۱۳ آنکہ از یک قطرہ اِنسانے کُنَد　　و از دو مُشتِ تُخم بُستانے کُنَد

وہ خدا جو ایک قطرہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے اور دو مٹھی بیجوں سے ایک باغ بنا دیتا ہے۔

۱۴ چُوں منے را گر مسیحائے کُنَد　　یا گدائے را شہنشاہے کُنَد

اگر وہ مجھ جیسے کو مسیح بنا دیتا ہے یا ایک فقیر کو شہنشاہ کر دیتا ہے۔

۱۵ نیست از فضل و عطائے اُو بعید　　کور باشد ہر کِہ از اِنکار دِید

تو اس کے فضل و کرم سے یہ بات بعید نہیں وہ اندھا ہے جس نے اس بات کو انکار کی نظر سے دیکھا۔

۱۶ ہاں مَشو نومید زاں عالیجناب　　بندہ باش و ہر چہ مے خواہی بیاب

خبردار تو اس عالی بارگاہ سے ناامید نہ ہو۔ بندہ بن جا۔ پھر جو تو چاہتا ہے لے لے۔

۱۷ قادِراست وخالِق و رَبِّ مجید هرچہ خواہد مے کُنَد، عجزش کہ دِید

وہ قادر۔ خالق اور بزرگ رب ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کس نے اس کی لاچاری دیکھی ہے۔

۱۸ نُطفہ را، رُوئے دَرَخشاں مے دِہَد سَنگ را لعلِ بدخشاں مے دِہَد

ایک قطرہ منی سے چمکدار چہرہ بنا دیتا ہے اور پتھر سے لعل بدخشاں پیدا کر دیتا ہے۔

۱۹ بر کسے چُوں مِہربانی مے کُنَد از زمینی آسمانی مے کُنَد

جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے۔

۲۰ ہمچنیں، برمن عطائے کردہ است فضلہا، بے اِنتہائے کردہ است

اسی طرح مجھ پر بھی اس نے مہربانی فرمائی ہے اور بے انتہا فضل کئے ہیں۔

۲۱ مظہرِ انوارِ آں بیچُوں شُدم در معارف، از ہمہ افزُوں شُدم

میں خود اس لاثانی ذات کا مظہر بن گیا اور حقایق و معارف میں سب سے بڑھ گیا۔

۲۲ یارِ من برمن کرَم دارَد بسے صَد نشاں دارم، اگر آیَد کسے

میرا خدا مجھ پر بے حد مہربانی رکھتا ہے میرے پاس سینکڑوں نشان ہیں اگر کوئی دیکھنے کو آئے۔

۲۳ بِشنوید، اَے مُردگاں من زِندہ ام اَے شبانِ تیرہ، من تابندہ ام

اے مردو۔ سن لو کہ میں زندہ ہوں۔ اے اندھیری راتو (تم بھی سن لو کہ) میں روشن ہوں۔

۲۴ اِیں دو چشمِ من کہ زیبِ اِیں سَرَم بینَد آں یارے کہ یارے دِلبرم

میری یہ دونوں آنکھیں جو میرے سر کی رونق ہیں۔ اس یار کو دیکھتی ہیں جو میرا دلبر ہے۔

۲۵ اِیں قدم تا عرشِ حق دارد گذر واِیں دو گوشم را، رسد از حق خبر

اس میرے قدم کی سیر خدا کے عرش تک پہنچتی ہے اور میرے ان دونوں کانوں کو حق کی طرف سے خبریں ملتی ہیں۔

۲۶ صد ہزاراں نعمتم بخشیدہ اند واِیں رُخم، از غیرِ حق پوشیدہ اند

مجھے لاکھوں نعمتیں بخشی گئی ہیں اور میرے اس چہرہ کو غیروں سے چھپا دیا گیا ہے۔

۲۷ مے دِہم فرعونیاں را ہر زماں چوں یدِ بیضائے موسیٰؑ صد نشاں

میں ہر وقت فرعونی صفت لوگوں کو ید بیضا جیسے سینکڑوں نشان دکھاتا ہوں۔

۲۸ زیں نشانہا، بدرگاں کور و کر اند صد نشاں بینند و غافل بگذرند

بدفطرت لوگ ان نشانوں کی طرف سے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھ کر بھی پروا نہیں کرتے۔

۲۹ دُور اُفتادم، زِ چشمانِ بشر از مقامم کس نمے دارد خبر

میں لوگوں کی آنکھوں سے دور ہوں۔ کسی کو میرے مقام کی خبر نہیں ہے۔

۳۰ درمن اُفتادند از نقصِ عقول بخت برگردیدہ، محرُوم از قبول

عقل کی کمی کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے مقابلہ کیا اور بدقسمت ہو کر مجھے قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔

۳۱ کس زِ رازِ جانِ من آگاہ نیست عقلِ شاں را، تا درِ ما راہ نیست

میرے باطن کے راز سے کوئی بھی واقف نہیں۔ ان کی عقل کی ہمارے دروازہ تک رسائی نہیں۔

۳۲ از سرِ حُمق است جوش و جنگِ شاں و از پئے اِطفائے حق آہنگِ شاں

ان کا جوش اور لڑائی بیوقوفی کی وجہ سے ہے اور خدا کے نور کا بجھانا ان کا مقصد ہے۔

۳۳ اَے مُزوِّر، گر بیائی سُوئے ما   واز وفا رَخت افگنی در کُوئے ما

اے فریب خوردہ انسان! اگر تو ہماری طرف آئے اور ہمارے پاس وفادار ہو کر رہے۔

۳۴ واز سرِ صِدق و صَداقت پروری   روزگارے، در حُضُورِ ما بَری

نیز سچا بن کر اور طلب حق کی نیت سے کچھ عرصہ ہمارے پاس رہے۔

۳۵ عالَمے بِینی زِ ربّانی نِشاں   سُوئے رحماں خلق و عالَم را کَشاں

تو تو خدائی نشانات کا ایک عالم دیکھے گا جو دنیا کو خدا کی طرف کھینچنے کے لئے آتے ہیں۔

۳۶ من نمے خواہم، کہ آزارے دِہَم   بر سرِ ہر ماہ، دِینارے دِہَم

میں نہیں چاہتا کہ اس معاملہ میں تجھے کوئی تکلیف دوں بلکہ ہر مہینے ایک اشرفی (تیرے اخراجات کیلئے) دینے کو تیار ہوں۔

۳۷ ہم چُنیں یک سال مے باید قیام   از من ایں عہد است و از تو اِلتزام

اسی طرح ایک سال تک میرے پاس رہنا چاہئے میری طرف سے یہ عہد ہے اور تیری طرف سے پابندی ضروری ہے۔

۳۸ گر گُذشت ایں سالِ وَعْدم، بے نشاں   ہر چہ میگوئی، ہمے گو بعد زاں

اگر میرے وعدہ کا یہ سال بغیر کسی نشان کے گزر گیا تو تجھے جو کچھ کہنا ہے اس کے بعد کہیو۔

۳۹ صَالحاں را، ایں طریق و سُنّت است   راہِ اِستعجال، راہِ لعنت است

یہی نیکوں کا طریقہ اوران کی سنت ہے جلد بازی کا رستہ لعنت کی راہ ہے۔

۴۰ ہر کہ، روشن شُد درُوں از حضرتش   کیمیا باشد، دمے در صُحبتش

جس شخص کا باطن خدا کی درگاہ سے روشن ہو گیا اس کی صحبت میں تو ایک لمحہ گزارنا بھی کیمیا ہے۔

۴۱ ہر کہ اُو را ظُلمتے گیرد براہ   دامنِ پاکاں ست اُو را عُذر خواہ

جس شخص کو ظلمت گھیر لیتی ہے اس کے لئے تو پاک لوگوں کا دامن ہی شفیع ہے۔

۴۲ آں خُدا ، بایارِ خُود ، یاری کُنَد   باوفاداراں ، وفاداری کُنَد

وہ خدا اپنے دوست کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور وفاداروں کے ساتھ وفاداری کرتا ہے۔

۴۳ ہر کہ عِشقش در دِل و جانش فتاد   ناگہاں ، جانے در ایمانش فتاد

جس کے جان اور دل میں اس کا عشق داخل ہوجاتا ہے تو یکدم اس کے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے۔

۴۴ عشقِ حق گردد عیاں ، بر رُوئے اُو   بُوئے اُو آید ، زِ بام و کُوئے اُو

خدا کا عشق اس کے چہرہ سے ظاہر ہوجاتا ہے اور اس کی خوشبو اس کے مکان اور گلی سے آتی ہے۔

۴۵ دیدِ اُو باشد ، بحکمِ دیدِ اُو   خُود نشیند حق پئے تائیدِ اُو

اس کی زیارت خدا کے دیدار کا حکم رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ آپ اس کی نصرت میں لگ جاتا ہے۔

۴۶ بس نُمایاں کارہا ، کاندر جہاں   مے نماید بہرِ اِکرامش عیاں

بہت سے بڑے بڑے کام خدا تعالیٰ اس دنیا میں اس کی عزت کے لئے دکھاتا ہے۔

۴۷ صد شُعاعش مے دِہَد ، چُوں آفتاب   تا مگر جانے بر آید از حجاب

آفتاب کی طرح اسے روشنی کی سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے تا کہ کوئی جان ظلمت کے حجابوں سے نجات پائے۔

۴۸ اِیں چُنیں ، بر من کرم ہا کردہ است   مُنکِرم ، بر خُود سِتم ہا کردہ است

خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسے کرم فرمائے ہیں۔ میرے منکروں نے خود اپنے آپ پر ظلم کر رکھا ہے۔

۴۹ عِلمِ قُرآں، عِلمِ آں طَیّب زباں ‏ عِلمِ غیب از وَحیِ خلّاقِ جہاں

قرآن کا علم۔اس پاک زبان کا علم اور الہام الٰہی سے غیب کا علم۔

۵۰ اِیں سہ عِلم چُوں نِشاں ہا، دادہ اَند ‏ ہر سہ ہمچُوں شاہِداں اِستادہ اَند

یہ تین علم مجھے نشان کے طور پر دیئے گئے ہیں اور تینوں بطور گواہ میری تائید میں کھڑے ہیں۔

۵۱ آدمی زادے ندارد ہیچ فن ‏ تا درآویزد، درِیں میداں بمَن

کوئی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس میدان میں مجھ سے مقابلہ کرے۔

۵۲ حُجّتِ رحماں، بر ایشاں شُد تمام ‏ یاوہ گوئی ماند، در دستِ لِئام

رحمان کی طرف سے ان پر حجت پوری ہوگئی۔نالائق لوگوں کے پاس صرف بیہودہ بکواس رہ گئی۔

۵۳ از کُسُوف و ترکِ آں نُورے کہ بُود ‏ مِہر و مَہ، ہم پیشِ آمد در سُجُود

کسوف اور خسوف کے موقع پر اپنے بے نور ہو جانے کی وجہ سے چاند اور سورج بھی میرے سامنے سجدے میں گر پڑے۔

۵۴ اِیں نِشاں بر آسماں رحماں نمُود ‏ بر زمیں ہم، دستِ ہَیبت ہا کُشُود

رحمان نے یہ نشان تو آسمان پر دکھایا۔اور زمین پر بھی اپنا ہیبت ناک ہاتھ دکھایا۔

۵۵ ہست لُطفِ یارِ من، بر من اَتَم ‏ اُو مرا شُد من ہم از بہرش شُدم

میرے یار کی مجھ پر کامل مہربانی ہے وہ میرا ہو گیا اور میں اس کا ہو گیا۔

۵۶ دِلبرم در شُد بجان و مغز و پوست ‏ راحتِ جانم، بیادِ رُوئے اُوست

میرا دلبر میری جان مغز اور پوست میں رچ گیا میری جان کی خوشی اسی کے منہ کی یاد ہے۔

۵۷ رازہا دارم، بیارِ دِلبرم   شُدعیاں از من، بہارِ دِلبرم

میرے محبوب اور میرے درمیان کئی راز ہیں اور اس کی شان میرے وجود سے ظاہر ہوتی ہے۔

۵۸ ہرکسے، دَستے بہ دامانے زَنَد   ما بہ ذَیلِ حَیّ و قیُّوم و اَحَد

ہر شخص کسی نہ کسی کے دامن کو پکڑتا ہے مگر ہم نے حی وقیوم اور یکتا خدا کے دامن کو پکڑا ہے۔

۵۹ اَے دریغا قومِ من نشناختند   نقدِ ایماں در حَسَد ہا باختَند

افسوس میری قوم نے مجھے نہ پہچانا اور ایمان کی دولت حسد سے برباد کردی۔

۶۰ ایں جہانِ پُر سِتَم کور و کراست   چشم شاں، از چشمِ کوراں کمتراست

یہ ظالم دنیا اندھی اور بہری ہے اس کی آنکھیں الوؤں کی آنکھوں سے بھی گئی گزری ہیں۔

۶۱ ذرّۂِ بُودم، مرا بِنْواخْتَند   چُوں خُورے گَشتم، زِ چشم انداختند

(اس لئے کہ جب) میں ایک ذرہ تھا تو انہوں نے میری عزت کی مگر جب میں سورج بن گیا تو انہوں نے مجھے اپنی نظر سے گرادیا۔

(تحفۂ غزنویہ صفحہ ا مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

قصیدہ در معرفتِ انسانِ کامل مظہرِ حق تعالیٰ و طریقِ فیصلہ با نزاع کنندگان

۱ ہماں زِ نوعِ بشر، کامِل از خُدا باشد

کہ با نشانِ نُمایاں خُدا نُما باشد

انسانوں میں وہی خدا کی طرف سے کامل ہوتا ہے جو روشن نشانوں کے ساتھ خدا نما ہوتا ہے۔

۲ بتابد از رُخِ اُو، نُورِ عِشق و صِدق وصفا

زِ خُلقِ اُو کرم و غُربت و حَیا باشد

اس کے چہرہ سے عشق اور صدق وصفا کا نور چمکتا ہے۔ کرم انکسار اور حیا اس کے اخلاق ہوتے ہیں۔

۳ صِفاتِ اُو، ہمہ ظِلِّ صفاتِ حَق باشند

ہم اِستِقامتِ اُو، ہمچُو انبیا باشد

اس کی ساری صفات خدا کی صفات کا پرتو ہوتی ہیں اور اس کا استقلال بھی انبیاء کے استقلال کی مانند ہوتا ہے۔

۴ رواں بچشمۂ اُو، بحرِ سرمدی باشد

عِیاں در آئینہ اش، رُوئے کِبریا باشد

اس کے سرچشمہ سے ابدی فیضان کا سمندر جاری ہوتا ہے اور اس کے چہرہ میں خدائے بزرگ کا چہرہ نظر آیا ہے۔

صُعُودِ اُو، ہمہ سُوئے فَلک بُوَد ہر دم
وُجُودِ اُو، ہمہ رحمت چو مُصطفےٰؐ باشد ۵

اس کی پرواز ہر وقت آسمان کی طرف ہی ہوتی ہے اور اس کا وجود مصطفیٰ کی طرح سراسر رحمت ہوتا ہے۔

خَبَر دِہَد زِ قُدُومش خُدا بمصحفِ پاک
ہم از رسُول، سلامے بصد ثنا باشد ۶

خدا اس کی تشریف آوری کی خبر قرآن مجید میں دیتا ہے اور رسول کی طرف سے بھی سینکڑوں ثنا اور سلام بھیجے جاتے ہیں۔

نتابد از رہِ جانانِ خُود سرِ اِخلاص
اگرچہ سَیلِ مصیبت بزور ہا باشد ۷

وہ اپنے معشوق کی راہ میں کبھی اخلاص میں کمی نہیں آنے دیتا۔ خواہ مصیبتوں کا طوفان کتنے ہی زوروں پر ہو۔

براہِ یارِ عزیز، از بَلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہِ آں یار، اژدہا باشد ۸

اس عزت والے دوست کی راہ میں وہ کسی بلا سے نہیں ڈرتا خواہ اس یار کے راستے میں اژدہا بیٹھا ہو۔

کُنَد حرام، ہمہ عَیش و خواب را برنفس
چو جُملہ عارِف و عامی دراِیں بلا باشد ۹

وہ نیند اور عیش کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جبکہ سب نیک و بد اس عیش و عشرت کی بلا میں گرفتار ہوتے ہیں۔

۱۰ دِل ازکف و کُلَہش باشد اوفتادہ زِفرق
فراغت از ہمہ خُود بِینی و رِیا باشد

اس کا دل ہاتھ سے اور ٹوپی سر سے گری ہوئی ہوتی ہے اور ہر قسم کی خود بینی اور ریا سے پاک ہوتا ہے۔

۱۱ اصولِ اُو ہمہ بر خَلق رحم باشد و لُطف
طریقِ اُو، ہمہ ہمدردی و عطا باشد

اس کا اصول صرف خلقت پر رحم اور لطف ہے اور اس کا طریقہ کلی طور پر ہمدردی اور سخاوت ہوتا ہے۔

۱۲ ہمیشہ نفسِ شریفش بکاہَد از حسرات
کہ چُوں گروہِ بداں تابِعِ ہُدیٰ باشد؟

اس کا شریف دل ہمیشہ اس حسرت سے غمگین رہتا ہے کہ برے لوگوں کی جماعت کس طرح ہدایت پائے گی۔

۱۳ ہمیشہ مُحترِز، از صُحبتِ بداں ماند
غیور از پئے دِیں، ہمچُو اَصفیا باشد

وہ ہمیشہ شریروں کی صحبت سے مجتنب رہتا ہے اور اولیاء اللہ کی طرح دین کے لئے غیرتمند ہوتا ہے۔

۱۴ پناہِ دِیں بُوَد و مَلجأِ مُسلماناں
بعقدِ ہمّتِ خُود، دافِع قضا باشد

وہ دین کی پناہ اور مسلمانوں کی جائے حفاظت ہوتا ہے اور اپنی ہمت کے زور سے قضا کو دفع کر دیتا ہے۔

۱۵ ہزار سر زنی و مُشکلے نہ گردد حَل
چو پیشِ اُو بِروی، کارِ یک دُعا باشد

تو ہزار ٹکریں مارتا رہے مگر تری مشکل حل نہیں ہوتی لیکن جب تو اس کے سامنے جاتا ہے تو اس کی ایک دعا کافی ہوتی ہے۔

۱۶ چو شیر زندگیٔ اُو بَوَد دریں عالَم
زِصَیدِ اُو، دِگراں را ہمہ غِذا باشد

اس جہان میں اس کی زندگی شیر کی زندگی کی طرح ہوتی ہے یعنی دوسروں کو اس کے شکار سے غذا میسر آتی ہے۔

۱۷ گہے نِشاں بِنُمایَد، زِ بہرِ دِینِ قویم
گہے بمعرکہ جنگش بَاشقِیا باشد

کبھی وہ دین اسلام کی خاطر نشان دکھاتا ہے اور کبھی بدبختوں کے ساتھ اسے لڑائی کا معرکہ پیش آتا ہے۔

۱۸ بَوَد مُظفّر و منصُور از خُدائے کریم
زِ مُعضِلاتِ شریعت گرِہ کُشا باشد

وہ خدائے کریم کی طرف سے مظفر و منصور ہوتا ہے اور شریعت کی مشکلات کو حل کرنے والا ہوتا ہے۔

۱۹ زِ مِہرِ یارِ اَزَل، بر رُخش بِبارد نُور
زِ شانِ حضرتِ اعلےٰ درُو ضِیا باشد

اس یار ازلی کی محبت کا نور اس کے چہرہ سے برستا ہے اور اس عالیجناب کی شان کی اس میں چمک ہوتی ہے۔

۲۰ کشُوفِ اہلِ کشُوف، از برائے اُو باشند
ہم از نُجُوم، پئے مقدمش صَدا باشد

اہل کشوف کے کشف اسی کی خاطر ہوتے ہیں اور ستاروں سے بھی اس کی تشریف آوری کی آواز آتی ہے۔

۲۱ غرض مقامِ وِلایت نشان ہا دارد
نہ ہر کہ دَلق بپوشد زِ اَولیا باشد

غرض ولایت کا مقام بہت سے نشان رکھتا ہے یہ نہیں کہ جو گدڑی پہن لے وہ ولیوں میں شمار ہونے لگے۔

۲۲ کلیدِ ایں ہمہ دَولت، محبّت ست و وَفا
خُوشا کسیکہ چُنیں دَولتش، عطا باشد

اس ساری دولت کی کنجی محبت اور وفا ہے خوش قسمت ہے وہ جسے ایسی دولت مل جائے۔

۲۳ سُخَن زِ فقر بدُزدی ہمے تُواں گُفتن
ولے علامتِ مردانِ رہ، صَفا باشد

فقر کی باتیں چوری کر کے بھی بیان کی جا سکتی ہیں لیکن اس راہ کے مردوں کی علامت صدق وصفا ہے۔

۲۴ زِ مُشکلاتِ رہِ راستی، چہ شَرح دِہَم
کہِ شرطِ ہر قدَمے، گِریہ و بُکا باشد

راہ راست کی مشکلات کی تفصیل میں کیا بیان کروں کہ ہر قدم کے لئے گریہ وزاری لازمی ہے۔

۲۵ بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہِ یار
بمیرد آنکہ، گریزندہ از فنا باشد

خدا کرے وہ جل جائے جو دوست کی راہ میں نہیں جلتا خدا کرے وہ مر جائے جو فنا سے بھاگتا ہے۔

۲۶ کُلاہِ فتح و ظفر، ہیچ سر نمے یابد
مگر سرے کہ، پئے حفظِ دیں فدا باشد

کوئی سر فتح وظفر کا تاج نہیں پہن سکتا سوائے اس کے جو دین کی حفاظت کے لئے قربان ہو۔

۲۷ نشان ہائے سَماوی، بہ ہیچ کس ندہند
مگر کسے کہ، زخود گم پئے خدا باشد

کسی شخص کو آسمانی نشان نہیں ملتے مگر اسی کو جو خدا کی خاطر فنا ہو جائے۔

۲۸ کسے رسد بمقامِ خوارِق و اعجاز
کہ در مقامِ مُصافات و اصطفا باشد

وہی شخص خوارق اور معجزوں کے درجہ پر پہنچتا ہے جو دوستی اور برگزیدگی کے مقام پر ہو۔

۲۹ ضرورت است، کہ در دیں چنیں امام آید
چو خلق جاہل و بیدین و مُردہ سا باشد

ضرورت ہے کہ دین میں ایسا امام آیا کرے جب خلقت جاہل، بے دین اور مردوں کی طرح ہو جائے۔

۳۰ جہانیاں ہمہ ممنونِ منّتش باشند
چراکہ اُو پنہِ ملّت الہدیٰ باشد

اہل جہان سب اس کے زیر بار احسان ہوتے ہیں کیونکہ وہ مذہب اسلام کی پناہ ہوتا ہے۔

۳۱ اگرچہ تیغ ندارد، مگر بہ تیغِ دلیل
ہمے دَرَدْ صفِ قومے کہ ناسزا باشد

اگر چہ وہ تلوار نہیں رکھتا مگر دلیل کی تلوار سے اس قوم کی صفیں الٹ دیتا ہے جو گمراہ ہو۔

۳۲ چو پہلواں بدر آید، زِ نزدِ ربّ کریم
بہر دَمَش، مَدَدِ صدق مُدّعا باشد

رب کریم کے پاس سے وہ ایک پہلوان کی طرح آتا ہے اور ہر لحظہ اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ صدق کی مدد کرے۔

۳۳ چہ دست ہا کہ نماید، بروزِ کُشتی وجنگ
باِیں اُمید کہ نَفْسے مگر رہا باشد

کشتی اور لڑائی کے دن وہ بڑھ بڑھ کر ہاتھ دکھاتا ہے صرف اس امید پر کہ کوئی جان نجات پا جائے۔

۳۴ ہمیں ست، طائفۂ برگزیدگانِ خُدا
ہمیں علامتِ شاں، از خُدائے ما باشد

یہی خدا کے برگزیدہ لوگوں کی جماعت ہے ہمارے خدا کی طرف سے ان کی یہی نشانیاں مقرر ہیں۔

۳۵ بجنگ و حرب گذارند ہر دمے کہ بَوَد
کہ تا حفاظتِ مردم، زِ فِتنہ ہا باشد

وہ اپنا ہر سانس جنگ اور لڑائی میں گزارتے ہیں تا کہ فتنوں سے لوگوں کی حفاظت ہو۔

۳۶ بخَیر و عافیَتَت، بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانئِ ایشاں، بصد عِنا باشد

تیری رات آرام سے نیند میں بسر ہوتی ہے اس لئے کہ وہ بڑی دردمندی سے تیری پاسبانی کرتے ہیں۔

۳۷ غُلامِ ہمّتِ مردانِ کارزار بباش
کہ امن مَرد و زَن از مردُمِ وَغا باشد

تو ان مردان کارزار کی ہمت کا غلام بن جا کہ مردان جنگ کے طفیل ہی عورتوں اور مردوں کو امن حاصل ہوتا ہے۔

۳۸ پناہِ بَیضۂِ اِسلام آں جوانمرد یست
کہ خُوں بدِل زِ پئے دینِ مُصطفےٰؐ باشد

وہی جوانمرد دین اسلام کی پشت و پناہ ہوتا ہے جس کا دل دین مصطفیٰ کے لئے خون ہوتا ہے۔

۳۹ ازیں بَوَد کہ ہمہ اہل و نیک طِینت را
سرِ نیاز بدرگاہِ شاں فدا باشد

یہی وجہ ہے کہ سب لایق اور نیک فطرت لوگوں کا سر عاجزی سے ان لوگوں کی درگاہ پر جھکا رہتا ہے۔

۴۰ دماغ و کبر، بمردانِ حزب نادانی ست

کسیکہ کبر کُند، سخت بے حیا باشد

ان بہادر لوگوں کے مقابل تکبر اور بڑائی کرنا بے وقوفی ہے جو تکبر کرتا ہے وہ سخت بے حیا ہے۔

۴۱ چہ جائے کبر، کہ ایشاں پناہِ ہر بشر اند

طُفیلِ شاں، ہمہ عمّامہ وقَبا باشد

تکبر کا کیا موقعہ ہے کہ وہ تو ہر انسان کی جائے پناہ ہیں انہی کی طفیل سب کی عزتیں محفوظ ہیں۔

۴۲ اگر زِ مأمنِ شاں، یکدمے جُدا بشَوی

متاع و مایۂ ایماں، زِ تو جُدا باشد

اگر تو ان کی پناہ کی جگہ سے ایک لحظہ بھی جدا ہو تو ایمان کی پونجی اور دولت تجھ سے جدا ہو جائے گی۔

۴۳ سَراست زیرِ تبَر، صادقانِ مُخلِص را

کِہ تا رَہد، سرِ قَومے کِہ در بَلا باشد

ان مخلص راستبازوں کا سر تبر کے نیچے رہتا ہے تا کہ اس قوم کا سر بچ جائے جو مصیبت میں ہو۔

۴۴ اصولِ شاں، ہمہ ہمدردی ست ومِہر وکَرم

طریقِ شاں، رہِ عجز وسرِ رضا باشد

ان کا اصول محض ہمدردی محبت اور شفقت ہے اور ان کا طریقہ عاجزی اور رضا کی طلب ہے۔

۴۵ **ہزار جانِ گرامی، فدائے آں دِل باد**
کہ مست و محوِ رضا ہائے کبریا باشد

ہزاروں قیمتی جانیں اس ایک دل پر قربان ہوں جو خداوند کبریا کی رضا میں سرشار اور بے خود رہتا ہے۔

۴۶ **بکُنجِ خلوتِ پاکاں، اگر گُذر بکُنی**
عِیاں شَوَد، کہ چہ نُورے دراں سرا باشد

پاک لوگوں کی خلوت میں اگر تیرا گزر ہو۔ تو تجھے معلوم ہو کہ وہاں کیسے کیسے انوار برستے ہیں۔

۴۷ **بدولتِ دو جہاں، سَر فرو نمی آرند**
بعشقِ یار، دِلِ زارِ شاں دوتا باشد

دونوں جہان کی دولت کی طرف بھی یہ لوگ توجہ نہیں کرتے ان کا دردمند دل محبوب کے عشق میں چور رہتا ہے۔

۴۸ **منازِ باکُلَہِ سبز، و خِرقۂ پَشمِیں**
کہ زیرِ دلقِ مُلمَّع، فریب ہا باشد

سبز کلاہ اور اُونی خرقہ پر ناز نہ کر کہ نمائشی گدڑی کے نیچے بہت سے فریب ہوتے ہیں۔

۴۹ **زِ دست و بازُوئے آں مرد، خِدمتے آیَد**
کہ سوختہ دِل و جاں، از پئے ہُدیٰ باشد

وہی مرد ایسے دست و بازو کے ساتھ خدمت کر سکتا ہے جس کے دل و جان ہدایت کے لئے پرسوز ہوں۔

کسے کہ دِل زِپئے خَلق، سوزَدش شب و روز ۵۰
مُحقّق است کہ اُو خادِمُ الوریٰ باشد

جس کا دل مخلوق کی خاطر دن رات بے چین رہے یہ ثابت شدہ بات ہے کہ وہی لوگوں کا خادم ہوا کرتا ہے۔

نہیبِ حادِثہ بُنیادِ دِیں زِجا بَبَرد ۵۱
اگر زِ مِلّتِ ما، ظِلِّ شاں جُدا باشد

حادثات کی غارت گری دین کی بنیاد کو ہلا دے اگر ہمارے مذہب سے ان لوگوں کا سایہ الگ ہو جائے۔

اَزِیں بُوَد، کہ چو سالِ صدی تمام شَوَد ۵۲
بر آیَد، آنکہ بدِیں، نائبِ خُدا باشد

یہی وجہ ہے کہ جب صدی کے سال ختم ہوتے ہیں تو ایسا مرد ظاہر ہوتا ہے جو دین کے لئے خدا کا قائمقام ہوتا ہے۔

رَسِید مُژدہ زِغَیبم، کہ من ہماں مَردَم ۵۳
کہ اُو مُجدِّدِ اِیں دِین و رہنُما باشد

مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ میں وہی انسان ہوں جو اس دین کا مجدد اور راہ نما ہے۔

لِوائے ما، پَنَہِ ہر سعید خواہَد بُود ۵۴
نِدائے فتحِ نمایاں، بنامِ ما باشد

ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت انسان کی پناہ ہوگا اور کھلی کھلی فتح کا شہرہ ہمارے نام پر ہوگا۔

۵۵ عَجَب مدار، اگر خلق سُوئے ما بَدَوَند
کہ ہر کُجا کہ غنی مے بَوَد، گدا باشد

اگر مخلوقات ہماری طرف دوڑ کر آئے تو تعجب نہ کر کہ جہاں دولتمند ہوتا ہے وہاں فقیر جمع ہو جاتے ہیں۔

۵۶ گُلے کہ رُوئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغِ ماست، اگر قِسمتت رَسا باشد

وہ پھول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یاور ہو۔

۵۷ مَنَم مسیح، ببانگِ بلند مے گویَم
مَنَم خلیفۂ شاہے کہ بر سَما باشد

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی اس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے۔

۵۸ مُقَدَّر است کہ روزے بریں اَدِیمِ زمیں
ہزارہا دِل وجاں، بر رَہَم فِدا باشد

یہ بات مقدر ہو چکی ہے کہ ایک دن روئے زمین پر ہزاروں جان و دل میری راہ میں قربان ہوں گے۔

۵۹ زمینِ مُردہ، ہمے خواست عیسوی اَنفاس
زِ وعظِ بے عَمَلاں، خُود اَثر کُجا باشد

مری ہوئی زمین بھی دم عیسیٰ کو چاہتی ہے جو آپ بے عمل ہوں ان کے وعظ کا اثر کہاں ہوتا ہے۔

۶۰ کُشادہ اند درِ فضل، گر گنُوں نائی
زِ نامُساعِدیِٔ بختِ نارَسا باشد

فضل کے دروازے کھولے گئے ہیں اگر تو اب بھی نہ آئے۔ تو یہ تیری بدبختی کی نحوست ہے۔

۶۱ بہَرزِہ، طالِبِ آں مہدی و مسیح مباش
کِہ کارِ شاں، ہمہ خُونرِیزی و وَغا باشد

بیہودگی سے تو اس مسیح اور مہدی کا طلبگار نہ ہو۔ جن کا کام سراسر خونریزی اور جنگ ہوگا۔

۶۲ عزیزِ من! رہِ تائیدِ دیں، دِگر راہیست
نہ اینکہ تیغ براری، اگر اِبا باشد

اے میرے عزیز دین کی تائید کا اور ہی رستہ ہے یہ نہیں کہ اگر کوئی انکار کرے تو تو فوراً تلوار نکال لے۔

۶۳ چِہ حاجت است، کہ تیغ از برائے دِیں بکَشِی
نہ دِیں بَوَد، کِہ بہ خُونرِیزِیَش بقا باشد

اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ تو دین کی خاطر تلوار کھینچے وہ دین دین نہیں جس کی بنا خونریزی پر ہو۔

۶۴ چو دِیں مُدلَّل و معقُول و باضیا باشد
کُدام دِل کِہ ازاں مذہبش اِبا باشد

جبکہ دین مدلل معقول اور روشن ہو تو وہ کونسا دل ہوگا جسے ایسے مذہب سے انکار ہو؟

۶۵ چو دِیں دُرُست بُوَد، خنجرے نمے بایَد
کِہ زورِ قولِ مُوَجَّہ، عَجَب نُما باشد

جب دین صحیح ہو تو اس کے لئے خنجر درکار نہیں کیونکہ با دلائل کلام کی طاقت معجز نما ہوتی ہے۔

۶۶ تو از سرائے طبیعت ، نیامدی بیروں
ازیں، ہمہ ہَوَسَت، بجبرِ با جفا باشد

چونکہ تو ابھی نفسانی خواہشات کے چکر سے نہیں نکلا اس وجہ سے تیری ساری خواہش ظالمانہ جبر کے لئے ہے۔

۶۷ زِ جَبرِ حُجّتِ حق بر جہاں نَیایَد راست
برو، دلیل بِدِہ، گر خِرَد تُرا باشد

سچائی کو دنیا میں جبراً پھیلانا مناسب نہیں۔ اگر تجھے عقل ہے تو جا اور اس کے برخلاف دلائل پیش کر۔

۶۸ زِ جَبر کوکبۂ صِدق را شِکَست آیَد
ازِیں بُوَد، کِہ رہِ جَبر ہا خطا باشد

جبر سے تو راست بازوں کی جماعت ٹوٹ جاتی ہے اسی وجہ سے جبر کا طریقہ غلط ہے۔

۶۹ بہوش باش، کہ جَبر است خُود دلیلِ گُریز
تسلّیٔ دِلِ مَردُم، ازیں کُجا باشد

خبردار ہو کہ جبر تو خود شکست کی دلیل ہے اس سے لوگوں کے دلوں کی تسلی کہاں ہوتی ہے۔

۷۰ مَرا بکُفر کُنی مُتّہَم ازیں گُفتار

کِہ کُفر نزدِ تو، اَبرار را، سزا باشد

تو اس بات کی وجہ سے مجھ پر کفر کا الزام لگاتا ہے کیونکہ تیرے نزدیک نیکوں کو کافر کہنا درست ہے۔

۷۱ مگرچہ جائے عَجَب گر تو اِینچُنیں گوئی

کِہ ہر کہ بے ہُنَر اُفتاد، ژاژ خا باشد

اگر یہ تیرا قول ہے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ جو بے ہنر ہوتا ہے وہ بکواسی ہوتا ہے۔

۷۲ بِگو، ہر آنچہ بگوئی، چو خُود نمے دانی

کِہ ساکنانِ دَرَش را، چہ اِجتِبا باشد

جو چاہے کہہ۔ کیونکہ تجھے علم ہی نہیں کہ اس کے دروازہ پر رہنے والوں کا کتنا بڑا مرتبہ ہے۔

۷۳ خُوشم، بجَورکَشِیدن، اگرچہ کُشتہ شَوَم

ازیں کہ، ہر عَمَل وفِعل را جَزا باشد

میں تو ہر ظلم اٹھانے کو تیار ہوں خواہ قتل ہو جاؤں اس لئے کہ ہر عمل اور کام کی جزا ضرور ملتی ہے۔

۷۴ دو چشمِ خویش، صَفا کُن کہ تا رُخَم بینی

وگرنہ پیشِ تو، صَد عَدل ہم جَفا باشد

تو اپنی دونوں آنکھیں صاف کرتا کہ میرا چہرہ دیکھ سکے ورنہ تیری نظر میں تو ہر انصاف بھی ظلم دکھائی دے گا۔

۷۵ مرا بریں سُخنم، آں فضول عَیب کُنَد
کہ بے خَبَر زِ رَہ و رَسْمِ دِینِ ما باشد

میری اس بات میں وہ فضول گو عیب نکالتا ہے جو ہمارے دین کی راہ ورسم سے بے خبر ہے۔

۷۶ کُجاشت مُلہَمِ صادِق کہ تا حقیقتِ ما
برو عیاں ہمہ از پردۂِ خفا باشد

ایسا ملہم صادق کہاں ہے کہ جس پر ہماری حقیقت پردہ حجاب میں سے بھی ظاہر ہو۔

۷۷ زمانِ یقظہ بیامَد، ہنوز در خوابی
شِنَو کہ ہر سَحَر، از ہاتِف اِیں نِدا باشد

جاگنے کا وقت آ گیا مگر ابھی تو نیند میں ہے سن کہ ہر پچھلی رات کو فرشتہ یہی آواز دیتا ہے۔

۷۸ بعِلم و فضل و کرامت کسے بما نَرَسَد
کُجاست آنکہ، زِ اَربابِ اِدّعا باشد

علم وفضل اور کرامت کے زور سے کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہاں ہے وہ شخص جو علم وفضل وکرامت کا مدعی ہے۔

۷۹ ہزار نقد نُمائی، یکے چو سِکّۂِ ما
بہ نقشِ خُوب و عیار و صفا، کُجا باشد؟

تو ہزاروں سکے دکھائے پھر بھی چمک دمک اور کھرا ہونے میں ہمارے سکہ کی برابری نہیں کرسکتا۔

۸۰ مُؤَیَّدے کہ مسیحا دَم است و مہدیٔ وقت
بشانِ اُو، دِگرے کے زِ اَتقیا باشد؟

وہ تائید یافتہ شخص جو مسیحا دم اور مہدی وقت ہے اس کی شان کو اتقیا میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

۸۱ چو غُنچہ بُود جہانے، خموش و سربَستہ
من آمدم بقُدُومے کہ، از صبا باشد

یہ جہان ایک غنچہ کی طرح بند تھا میں (اس کے لئے) ان برکتوں کو لے کر آیا ہوں جو باد صبا لایا کرتی ہے۔

۸۲ چہ فِتنہ ہا کہ بزاد است اندریں ایّام
کُدام راہِ بدی، کُو در اِختفا باشد

اس زمانہ میں کس قدر فتنے پیدا ہو گئے ہیں اور کونسا راستہ بدی کا ہے جو مخفی ہے۔

۸۳ مُحال ہَست کزِیں فِتنہ ہا شَوی محفُوظ
مگر تُرا چو بمَن گامِ اِقتِدا باشد

ناممکن ہے کہ تو ان فتنوں سے بچ سکے سوائے اس کے کہ تو میری پیروی کرے۔

۸۴ کَسے کہ سَایۂ بالِ ہُماش، سُود نداد
ببایدش کہ، دو روزے بظِلِّ ما باشد

وہ شخص جسے بال ہما نے بھی فائدہ نہ دیا ہو اسے چاہئے کہ دو دن ہمارے زیر سایہ رہے۔

۸۵ مُسلّم است مرا از خُدا حکومتِ عام
کہ من مسیحِ خُدایم کہ بر سما باشد

خدا کی طرف سے میری حکومت ثابت ہو چکی ہے کیونکہ میں اس خدا کا مسیح ہوں جو آسمان پر ہے۔

۸۶ بدیں خِطاب، مرا ہرگز اِلتفات نبُود
چہ جُرمِ من، چو چُنیں حُکم از خُدا باشد

مجھے اس خطاب کا ہرگز کوئی شوق نہ تھا لیکن میرا کیا قصور ہے جب کہ خدا کی طرف سے ایسا ہی حکم ہے۔

۸۷ بتاج و تختِ زمیں، آرزو نمے دارم
نہ شوقِ افسرِ شاہی بدِل مرا باشد

میں کسی زمینی تاج وتخت کی خواہش نہیں رکھتا نہ میرے دل میں کسی بادشاہی تاج کا شوق ہے۔

۸۸ مرا بس است، کہ مُلکِ سما بدست آید
کہ مُلک و مِلکِ زمیں را بقا کُجا باشد

میرے لئے یہی کافی ہے کہ آسمانی بادشاہت ہاتھ آجائے کیونکہ زمینی ملکوں اور جائدادوں کو بقا نہیں ہے۔

۸۹ حوالتم بفَلک کردہ اند، روزِ نخُست
کنُوں نظَر بمتاعِ زمیں چِسرا باشد

جبکہ خدا نے مجھے روزِ اول سے آسمان کے حوالہ کر دیا ہے تو اب دنیاوی پونجی پر میری نظر کیونکر پڑسکتی ہے۔

۹۰ مرا کہ جنّتِ عُلیاست مَسکن و مَاوٰی
چرا بمزبلۂ ایں نشیب جا باشد؟

جب کہ میرا مسکن و ماویٰ جنت الفردوس ہے تو پھر میرا ٹھکانہ اس گڑھے کی کوڑی میں کیوں ہو۔

۹۱ اگر جہاں ہمہ تحقیرِ من کُنَد، چہ غمے
کہ بامن است قدیرے کہ ذُوالعُلےٰ باشد

اگر سارا جہان بھی میری تحقیر کرے تو مجھے کیا غم کیونکہ میرے ساتھ وہ قادر خدا ہے جو بڑی بزرگیوں والا ہے۔

۹۲ مَنَم مسیحِ زمان و، مَنَم کلیمِ خُدا
مَنَم مُحمَّد و احمد، کہ مُجتبےٰ باشد

میں ہی مسیح وقت ہوں اور میں ہی کلیم خدا ہوں میں ہی وہ محمد اور احمد ہوں جو مجتبیٰ ہے۔

۹۳ نہ بَلعم است کہ بدتر زِ بلعم آں ناداں
کہ جنگِ اُو بکلیمِ حَق از ہَوا باشد

نہ صرف بلعم ہے بلکہ بلعم سے بھی بدتر وہ نادان ہے جس کی لڑائی خدا کے کلیم کے ساتھ ہوائے نفس کے ماتحت ہو۔

۹۴ ازاں قفس بپَریدم برُوں، کہ دُنیا نام
کنُوں بکنگرۂ عرش جائے ما باشد

میں اس پنجرہ سے نکل کر اڑ چکا ہوں جس کا نام دنیا ہے اب تو عرش کے کنگرہ پر ہماری جگہ ہے۔

مرا بگُلشنِ رضوانِ حق شُد است گُذر ۹۵
مقامِ مَن چمَنِ قُدس و اِصطِفا باشد

اللہ تعالیٰ کی رضا کے باغ میں میرا گزر رہوا ہے میرا مقام برگزیدگی اور تقدس کا چمن ہے۔

کمالِ پاکی و صِدق و صَفا، کہ گُم شُدہ بُود ۹۶
دوبارہ از سُخَن و وعظِ من، بپا باشد

پاکیزگی اور صدق وصفا کا کمال جو معدوم ہو گیا تھا وہ دوبارہ میرے کلام اور وعظ سے قائم ہوا ہے۔

مَرَنج از سُخنم، اَیکہ سخت بے خبَری ۹۷
کہ اِینکہ گُفتہ ام، از وَحیِ کِبریا باشد

اے وہ شخص جو بالکل بے خبر ہے میری بات سے ناراض نہ ہو کہ جو میں نے کہا ہے یہ خدا کی وحی سے کہا ہے۔

کسیکہ گُم شُدہ از خُود، بنُورِ حق پَیوست ۹۸
ہر آنچہ از دَہَنش بِشنَوی بجا باشد

جو شخص اپنی خودی کو چھوڑ کر خدا کے نور میں جا ملا اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات حق ہوگی۔

نیامدم زِ پئے جنگ و کارزار و جِہاد ۹۹
غرض زِ آمَدَنَم، درسِ اِتّقا باشد

میں جنگ وجدال اور جہاد کے لئے نہیں آیا میرے آنے کی غرض تو تقویٰ کا سبق پڑھانا ہے۔

۱۰۰ بخاکِ ذِلّت و لعنِ کساں، رضا دادیم
بدیں غرض کہ، برِ نیستی بقا باشد

ہم ذلت کی خاک اور لوگوں کی لعنتوں پر راضی ہو گئے اس لئے کہ نیستی کا پھل بقا ہوا کرتا ہے۔

۱۰۱ درُونِ من، ہمہ پُر از محبّتِ نُوریست
کہ در زمانِ ضلالت، ازو ضِیا باشد

میرا باطن اس نور کی محبت سے بھرپور ہے جس سے گمراہی کے زمانہ میں روشنی ہوا کرتی ہے۔

۱۰۲ بجُز اسیریٔ عِشقِ رُخش، رہائی نیست
بدردِ اُو، ہمہ امراض را دوا باشد

اس کے چہرہ کے عشق کی قید کے سوا کوئی آزادی نہیں اور اس کا درد ہی سب بیماریوں کا علاج ہے۔

۱۰۳ عنایت و کرمش، پرورد مرا ہردم
بہ بینی اش، اگرت چشمِ خویش وا باشد

اس کا فضل و کرم ہر وقت میری پرورش کرتا ہے اگر تیری آنکھیں کھلی ہیں تو تجھے یہ بات نظر آ جائے گی۔

۱۰۴ بکارخانۂ قُدرت، ہزار ہا نقش اند
مگر تجلّیٔ رحماں، زِ نقشِ ما باشد

قدرت کے کارخانے میں ہزاروں نقش ہیں مگر رحمٰن کا جلوہ صرف ہمارے نقش سے نظر آتا ہے۔

۱۰۵ بیاںدم کہ، رہِ صدق را درخشانم
بدلستاں بَرم، آں را کہ پارسا باشد

میں اس لئے آیا ہوں کہ صدق کی راہ کو روشن کروں اور دلبر کے پاس اسے لے چلوں جو نیک و پارسا ہے۔

۱۰۶ بیاںدم کہ درِ علم و رُشد بِکشایم
بخاک نیز نُمایم کہ در سَما باشد

میں اس لئے آیا ہوں کہ علم و ہدایت کا دروازہ کھولوں اور اہل زمین کو وہ چیزیں دکھاؤں جو آسمانی ہیں۔

۱۰۷ تُرا نمے رَسد اِنکارِ ما کہ نامردی
تو بازناں بِنشیں، گر تُرا حَیا باشد

تجھے ہمارے انکار کا حق نہیں کیونکہ تو نامرد ہے تو عورتوں کے ساتھ بیٹھ اگر تجھے کچھ شرم ہے۔

۱۰۸ گُداز شُد، دِل و جانم، پئے حِمایتِ دِیں
ہنُوز چشمِ تو کور، ایں چہ اِعتدا باشد

میرے جان و دل دین کی حمایت کے لئے گداز ہو گئے مگر تیری آنکھ اب بھی اندھی ہے یہ کیسا ظلم ہے۔

۱۰۹ تُرا چہ غم اگر ایں دِیں، رہِ عَدَم گیرد
کہ ہر دَمَت دِلِ بریاں پئے ہَوا باشد

تجھے کیا فکر۔ اگر دین معدوم ہو جائے کہ تیرا دل تو ہر لحظہ حرص و ہوا کے لئے کباب ہو رہا ہے۔

تو خود، ز علتِ بیگانگی شدی مہجور ۱۱۰

وگرنہ از درِ او، ہر طرف صلا باشد

تو بے تعلقی کی وجہ سے خود ہی دور ہو گیا ورنہ خدا کے دروازہ سے تو بلانے کی آواز ہر طرف جاتی ہے۔

چرا شکایتِ رحماں کُنی، بہ نادانی ۱۱۱

تو صاف باش کہ تا ازاں طرف صفا باشد

تو رحمان کی شکایت نادانی کی وجہ سے کیوں کرتا ہے تو پاکباز بن تا کہ ادھر سے بھی صفائی کا سلوک ہو۔

چُنیں زمانہ، چُنیں دور، ایں چُنیں برکات ۱۱۲

تو بے نصیب روی، وہ چہ ایں شقا باشد

ایسا وقت ایسا زمانہ اور ایسی ایسی برکتیں پھر بھی اگر تو بے نصیب رہے تو اس بدبختی پر کیا تعجب ہے۔

بہ بیں کہ نور، بریں خانہ ام ہمے بارد ۱۱۳

مگر چگونہ بہ بینی، اگر عما باشد

دیکھ تو سہی میرے اس گھر پر نور برس رہا ہے لیکن اگر تو نابینا ہو تو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔

ترا کہ ہمچو زناں، کارِ زینت است و ہوا ۱۱۴

چگونہ در دلِ تو میلِ اہتدا باشد

تو جس کا کام عورتوں کی طرح صرف زینت اور دنیا کی ہوس ہے تیرے دل میں ہدایت کی رغبت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

۱۱۵ فِدائے بازُوئے آناں، ہزار زاہد باد
کہ جانِ شاں، برہِ دینِ حق فِدا باشد

ان لوگوں کے ایک بازو پر ہزار زاہد قربان ہوں جن کی جان دین حق پر فدا ہے۔

۱۱۶ گرِفتگانِ محبّت ، مُسَخَّرانِ جمال
رَوِندگانِ رہے، کاں رہِ فنا باشد

وہ خدا کی محبت کے اسیر اور اس کے حسن کے پجاری ہیں اور اس راہ پر چلنے والے ہیں جو فنا کا راستہ ہے۔

۱۱۷ اِمامِ وقت، ہماں پہلوانِ مَیدانست
کہ تیغ برسَرو، سَر پیشِ آشنا باشد

امام وقت میدان کارزار کا وہی پہلوان ہے جس کے سر پر تلوار ہے اور سر خدا کے حضور میں ہے۔

۱۱۸ چِساں تو قدر شناسی، خِصالِ مرداں را
کہ خَصلَتَت ہمہ چُوں خَصلتِ نِسا باشد

تو جوانمردوں کے اخلاق کی قدر کیا پہچان سکتا ہے کہ تیری تو سب خصلتیں عورتوں کی سی ہیں۔

۱۱۹ جہان و جاہِ جہاں، نزدِ شاں چُناں ہیچ است
کہ پیشِ چشمِ تو، یک خس زِ بوریا باشد

ان کے نزدیک دنیا اور دنیا کی عزت ایسی حقیر ہے جیسے تیری نظر میں بوریے کا ایک تنکا۔

۱۲۰ قمرِ مُقابلہ، با رُوئے شاں، نیارد کرد
کِہ نُورِ اُو ز خُور، ایں نُور از خُدا باشد

چاند ان کے منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا نور سورج سے ہے اور ان کا نور خدا سے۔

۱۲۱ بحضرتِ صَمَدے، آبرُو ہمے دارند
دُعائے گِریۂ شاں، خارِقُ السَّما باشد

یہ لوگ بارگاہ خداوندی میں صاحب عزت ہیں اور ان کی آہ وزاری کی دعا آسمان کو چیر دیتی ہے۔

۱۲۲ بدستِ ہفت فلک مِثلِ شاں نمے بینم
اگرچہ ہر فلکے چشمۂ ضیا باشد

میں ساتوں آسمانوں میں کسی کو ان کا مثیل نہیں دیکھتا خواہ ہر آسمان نور کا چشمہ ہی کیوں نہ ہو۔

۱۲۳ رَمَد، زِ صُحبتِ شاں، جذبہ ہائے تاریکی
دَمَد، زِ گُلشنِ شاں، آنچہ دِلکشا باشد

ان کی صحبت کے باعث گناہ کے جذبات کافور ہو جاتے ہیں اور ان کے چمن میں وہ بہار جوش مارتی ہے جو دل کو فرحت دینے والی ہے۔

۱۲۴ ہزار جُہد کُنی، زر نگردد ایں مِسِ نفس
مگر بدوستئ شاں، کہ کیمیا باشد

تو ہزار کوشش کر۔ یہ نفس کا تانبا سونا نہیں بنے گا مگر ان کی دوستی سے جو کیمیا کا اثر رکھتی ہے (یہ بات ہو سکتی ہے)

۱۲۵ اگر تو خُود بگُریزی، وگرنہ مُمکن نیست
کِہ سایۂ کَرَمِ شاں، زِ تو جُدا باشد

اگر تو آپ ہی ان سے بھاگے تو خیر ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ان کی مہربانی کا سایہ تجھ سے الگ ہو جائے۔

۱۲۶ غُبارِ حِرص و ہَوا را بزیرِ پا بکُنند
کِہ ترکِ دوست، زِ بہرِ ہَوا، جَفا باشد

یہ لوگ حرص و ہوا کے غبار کو پیروں میں مسل ڈالتے ہیں کہ اپنی خواہش کی خاطر دوست کو چھوڑنا ظلم ہے۔

۱۲۷ مرا مُربّیِٔ من، زِیں گروہ، خُود کرد است
بجذبۂ کِہ نہ حدّش نہ اِنتہا باشد

میرے مربی نے مجھے اس اپنے گروہ میں داخل کیا ہے ایسے جذبہ کے ساتھ جس کی حد وانتہا نہیں ہے۔

۱۲۸ دو چشمِ خلق بہ بینَد چو ماہ پرتوِ من
بشرطِ آنکہ زِ ہر پردۂ رَہا باشد

خلقت کی آنکھیں میری روشنی کو چاند کی طرح دیکھ سکتی ہیں بشرطیکہ حجابوں سے نجات حاصل ہو۔

۱۲۹ ہزار گُونہ نِشانہائے صِدق بِنُمایَم
بشرطِ آنکہ، بصبر اِمتحانِ ما باشد

میں انہیں ہزاروں قسم کے نشانات دکھاؤں گا بشرطیکہ صبر سے ہمارا امتحان کیا جائے۔

۱۳۰ فلک قریبِ زمیں شُد، زِ بارِشِ بَرَکات
کُجاشت طالِبِ حق، تا یقیں فزا باشد

برکتوں کی بارش کی کثرت سے فلک زمین کے نزدیک آ گیا خدا کا طالب کہاں ہے تاکہ اس کا یقین بڑھے۔

۱۳۱ کُجا دِلے، کِہ دَرُو خشیَتِ خُدا باشد
کُجاشت مردُمِ چشمیکہ باحیا باشد

ایسا دل کہاں ہے جس میں خدا کا خوف ہو اور ایسی پتلی آنکھ کی کہاں ہے جس میں شرم و حیا ہو۔

۱۳۲ بجاہ و منصبِ دُنیا، مناز اَے ہُشیار
کِہ ایں تنعُّم و عَیشت نہ دائِما باشد

دنیاوی عزت اور عہدوں پر اے سمجھدار انسان ناز نہ کر کہ تیرا یہ عیش و آرام دائمی نہیں ہے۔

۱۳۳ چو خواب بِگذَرَد، اِیں وقتِ خُوش کِہ میداری
طمَع مدار، کہ ایں حال را بقا باشد

تیرا یہ اچھا زمانہ خواب کی طرح گزر جائے گا یہ امید مت رکھ کہ یہ حال ہمیشہ اسی طرح باقی رہے گا۔

۱۳۴ نماز مے کُنی، وقِبلہ را نمے دانی
ندامت چہ غَرَض، زِیں نماز ہا باشد

تو نماز پڑھتا ہے مگر قبلہ مقصود سے غافل ہے میں نہیں جانتا کہ ایسی نمازوں کا کیا فائدہ ہے۔

۱۳۵ زِ دیدہ خُوں بچکاند، سماعِ قصّۂ حَشر
بشرطِ آنکہ، بدِل خشیَتِ خُدا باشد

حشر کا ذکر سننے سے آنکھیں خون آلودہ ہوجاتی ہیں بشرطیکہ دل میں خدا کا خوف ہو۔

۱۳۶ بنفسِ تیرہ، تمنّائے وصلِ اُو، ہَیہات
رَسَد ہماں بخُدا کُو زِ خُود فنا باشد

قلب سیاہ کے ساتھ خدا کے وصل کی آرزو! افسوس کی بات ہے خدا تک تو وہی پہنچتا ہے جو اپنے آپ کو اس کی راہ میں فنا کردے۔

۱۳۷ قدَم بمنزلِ رُوحانیاں بِنہ کہ بجُز اِیں
جہان و کارِ جہاں، جُملہ اِبتِلا باشد

روحانی لوگوں کی منزل میں قدم رکھ کہ بغیر اس کے دنیا اور دنیا کے سب کام ابتلا ہی ابتلا ہیں۔

۱۳۸ چہ جائے خوابِ خُوش و اَمن و عَیش و عافیت است
نہنگِ مَرگ، چو ہر لحظہ در قفا باشد

یہ آرام کی نیند اور امن اور عیش وعشرت کی جگہ کب ہے جبکہ موت کا مگرمچھ ہر وقت پیچھے لگا ہوا ہے۔

۱۳۹ کُشادِ کار، بدِل بستن است در محبُوب
چہ خُوش رُخے، کہ گرفتارِ اُو، رَہا باشد

محبوب سے دل لگانے میں ساری کامیابی ہے کیا حسین چہرہ ہے جس کا قیدی آزاد ہے۔

۱۴۰ ہزار شُکر، کہ من رُوئے یارِ خُود دِیدم
چشِیدم آں ہمہ، کاں لذّتِ لِقا باشد

ہزار شکر کہ میں نے اپنے یار کا منہ دیکھ لیا اور وہ سب مزے چکھ لئے جن میں لقا کی لذت ہے۔

۱۴۱ دماغ و کبرِ ہمہ مُنکِران دِیں شِکَنَم
من اِیستادہ ام اِینک، دِگر کُجا باشد

میں منکران دین کے غرور و تکبر کو توڑ رہا ہوں لو میں حاضر ہوں میرے مقابل پر کوئی دوسرا کہاں ہے۔

۱۴۲ چو مِہرِ اَنور و تاباں، ہمے فشانم نُور
دِگر کُجا و، چُنِیں قُدرتے کِرا باشد

میں روشن اور چمکدار سورج کی طرح نور پھیلا رہا ہوں۔ دوسرا کہاں ہے؟ اور ایسی قدرت کس میں ہے؟

۱۴۳ زِ کارہا کہ کُنَم، وَز نِشاں کہ بِنَمایَم
عیاں شَوَد کہ ہمہ کارم از خُدا باشد

وہ کام جو میں کرتا ہوں اور ان نشانوں سے جو میں دکھاتا ہوں یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میرا سارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے۔

۱۴۴ کُنُوں کہ در چَمَنِ من ہزار گُل بِشگُفت
گر از طَلَب بِنَشینی، عَجَب خطا باشد

اب جبکہ میرے چمن میں ہزاروں پھول کھل چکے ہیں اگر تو طلب نہ کرے تو سخت غلطی ہوگی۔

۱۴۵ **تو عُمر خواہ و صبُوری، کہ آں زماں آیَد**
کہ جَلوۂ خُورِ ما، دافعِ ائِعَمیٰ باشد

تو عمر مانگ اور صبر طلب کرحتی کہ وہ وقت آ جائے جبکہ ہمارے سورج کی روشنی نابینائی کو دور کرنے والی ہو جائے۔

۱۴۶ **گِرہ زِ دِل بِکُشا، کارِ ما زِ ہوش نِگر**
کہ عقلِ صاف دِہندت، چو دِل صفا باشد

دل کی گرہ کھول دے اور ہمارے کام کو غور سے دیکھ اگر تیرا دل صاف ہوگا تو تجھے مصفّٰی عقل بھی ملے گی۔

۱۴۷ **تُرا چہ شُد کہ بماتم نشستۂ نالاں**
کہ مَوسِمے شت کہ ہم مُرغ در نوا باشد

تجھے کیا ہوا کہ سوگ میں زار و نالاں بیٹھا ہے حالانکہ موسم تو ایسا ہے کہ ہر پرندہ چہچہا رہا ہے۔

۱۴۸ **زِ فِکرِ تفرِقہ باز آ کہ مَوسِمے آمد**
کہ اجتماعِ ہمہ اہل و اَتقِیا باشد

تفرقہ اندازی کا خیال چھوڑ دے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تمام اہل اللہ اور متقی لوگوں کو جمع کیا جائے۔

۱۴۹ **ارادۂ اَزَلی، ایں زمان و وقت آوُرد**
تو چیستی، کہ زِ تو رَدِّ ایں قضا باشد

خدا کا ازلی ارادہ یہ زمانہ اور یہ وقت لایا ہے تو ہے کیا چیز کہ اس قضا و قدر کو پلٹ دے۔

۱۵۰ مَرو بہ بے خبَردی، نزدِ ما بیا و نشیں

کہ ظِلِّ اہلِ صَفا مُوجبِ شِفا باشد

بے وقوفی سے چلا نہ جا بلکہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ کہ اہل اللہ کا سایہ شفا کا موجب ہوا کرتا ہے۔

۱۵۱ مُقیمِ حلقۂ اَبرار باش، روزے چند

مگر عِنایتِ قادِر، گرہ کُشا باشد

کچھ دن نیکوں کے حلقہ میں آ کر بسر کر شاید اس قادر کی مہربانی تیری گرہ کو کھول دے۔

۱۵۲ زہے، خُجستہ زمانے، کہ سُوئے ما آئی

زہے نصیبِ تو، گر شوق و اِلتجا باشد

وہ کیسا اچھا زمانہ ہوگا جب تو ہماری طرف آئے گا زہے قسمت اگر تجھے شوق اور آرزو پیدا ہو جائے۔

۱۵۳ چہ جَور ہا، کہ تو بر نفسِ خُود کُنی، ہَیہات

ہزار حَیف بریں فِطنت و ذکا باشد

افسوس کس قدر مظالم تو اپنی جان پر کر رہا ہے ایسے ذہن اور سمجھ پر ہزار افسوس۔

۱۵۴ چہ حاجتست کہ رنجے کشی بتالیفات

کہ اِمتحانِ دُعا گو، ہم از دُعا باشد

کیا ضرورت ہے کہ تو کتابیں تصنیف کرنے کی تکلیف اٹھائے کیونکہ دعا گو کا امتحان بھی دعا ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔

برُوئے یار، کہ ہرگز نہ رُتبتے خواہم ۱۵۵
مگر اِعانتِ اِسلام، مُدّعا باشد

خدا کی قسم میں ہرگز کوئی عزت اور مرتبہ نہیں چاہتا میرا مطلب تو صرف تائیدِ اسلام ہے۔

سِیاہ باد رُخِ بختِ من، اگر بہ دِلَم ۱۵۶
دِگَر غَرَض، بجُز از یارِ آشنا باشد

میری قسمت کا منہ کالا ہو اگر میرے دل میں سوائے خدا کے اور کوئی غرض ہو۔

رہِ خَلاص کُجا باشد، آں سِیَہ دِل را ۱۵۷
کہ با چُنیں دِلِ من، درپئے جفا باشد

اس سیاہ دل انسان کو نجات کیونکر مل سکتی ہے جو میرے جیسے دل والے پر ظلم کرنے کے درپے ہو۔

چو سَیلِ دِیدۂ ما، ہیچ سَیل و طُوفاں نیست ۱۵۸
بتَرس، زِیں کہ چُنیں سَیل، پیشِ پا باشد

ہماری آنکھ کے سیلاب کی طرح کا اور کوئی سیلاب نہیں اس بات سے ڈر کہ کہیں یہ سیلاب تیرے سامنے ہی نہ ہو۔

زِ آہِ زُمرۂ اَبدال، بایَدَت تر سِید ۱۵۹
عَلَی الخُصُوص، اگر آہِ میرزا باشد

تجھے ابدالوں کی جماعت کی آہوں سے ڈرنا چاہئے۔ خصوصاً اگر مرزا (غلام احمد) کی آہ ہو۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱ تا ۸ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

آسمان ومَہ وخُورشید،شہادت دادند
تاتوتکذیب ،زِ نادانی وغفلت نکُنی

آسمان اور چاند سورج نے گواہی دے دی تا کہ تو نادانی اور غفلت کی وجہ سے میری تکذیب نہ کرے۔

چُوں تُرا نُصرتِ حق نیست چواَخیار نصیب
شرطِ اِنصَاف نباشد، کہ زِحَق دَم بِزَنی

جب تجھے نیکوں کی طرح خدا کی مدد حاصل نہیں ہے تو انصاف سے بعید ہے کہ تو حق پر ہونے کا دعویٰ کرے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۹۰)

جہاں را دِل، ازیں طاعُوں، دونیم ست   نہ ایں طاعُوں، کہ طُوفانِ عظیم ست

دنیا کا دل اس طاعون کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یہ طاعون نہیں بلکہ طوفان عظیم ہے۔

بیا، بِشتاب، سُوئے کَشتیِٔ ما   کہ ایں کَشتی، ازاں ربِّ علیم ست

جلدی سے ہماری کشتی کی طرف آ جا۔ کہ یہ کشتی خدائے علیم کی طرف سے ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ٹائیٹل مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

۱ نشاں، اگرچہ نہ در اختیارِ کس بُود ست
مگر، نشاں بدہم، از نشانِ دادارم

اگرچہ نشان کسی کے اختیار میں نہیں ہوتے مگر میں خدا کی طرف سے ایک نشان کا پتہ بتاتا ہوں۔

۲ کہ آں سعید، زطاعوں، نجات خواہد یافت
کہ جَست وجُست پناہے بچارِ دیوارم

یعنی وہی خوش قسمت شخص طاعون سے نجات پائے گا جو جھپٹ کر میری چار دیواری کے اندر پناہ لے گا۔

۳ مرا قسم بخُداوندِ خویش و عظمتِ اُو
کہ ہست ایں ہمہ، از وَحیِ پاک گُفتارم

مجھے اپنے مالک کی اور اس کی بزرگی کی قسم ہے کہ میری یہ سب باتیں خدا پاک کی وحی سے ہیں۔

۴ چہ حاجت است بہ بحثِ دِگر ہمیں کافیست
برائے آنکہ، سیہ شُد دلش، زِ انکارم

کسی اور بحث کی کیا ضرورت ایسے شخص کے لئے جس کا دل میرے انکار کی وجہ سے تاریک ہو چکا ہو یہی بات کافی ہے۔

۵ اگر دروغ بر آید، ہر آنچہ وعدۂ من
رواست، گر ہمہ خیزند، بہر پیکارم

جو وعدہ میں کرتا ہوں اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو بے شک جائز ہے کہ سب مجھ سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

(کشتی نوح صفحہ ۷۶)

۱ آں جوانمرد و حبیبِ کردگار   جوہرِ خود، کرد آخر آشکار

اس جوانمرد اور خدا کے پیارے نے آخر کار اپنا جوہر ظاہر کر دیا۔

۲ نقدِ جاں، از بہرِ جاناں، باختہ   دِل، ازیں فانی سرا پرداختہ

معشوق کے لئے نقد جان لٹا دیا اور اس فانی گھر سے دل کو ہٹا لیا۔

۳ پُر خطَر ہست، اِیں بیابانِ حیات   صَد ہزاراں اژدہایش، در جہات

یہ زندگی کا میدان نہایت پر خطر ہے اس میں ہر طرف لاکھوں اژدھے موجود ہیں۔

۴ صَد ہزاراں آتشے، تا آسماں   صَد ہزاراں سَیلِ، خُونخوار و دَماں

لاکھوں شعلے آسمان تک بلند ہیں اور لاکھوں خونخوار اور تیز سیلاب آ رہے ہیں۔

۵ صَد ہزاراں فرسخے، تا کُوئے یار   دشتِ پُر خار و بلایش صَد ہزار

کوچۂ یار میں لاکھوں کوس تک کانٹوں کے جنگل ہیں اور ان میں لاکھوں بلائیں موجود ہیں۔

۶ بِنگر اِیں شوخی، ازاں شیخِ عَجَم
اِیں بیاباں، کرد طَے، ازیک قَدَم

اس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ کہ اس نے بیابان کو ایک ہی قدم میں طے کر لیا۔

۷ اِیں چُنیں باید، خُدا را بندۂ   سَر پئے دِلدارِ خُود، افگندۂ

خدا کا بندہ ایسا ہی ہونا چاہئے جو دلبر کی خاطر اپنا سر جھکا دے۔

۸ اُو پئے دِلدار، از خُود مُردہ بُود   از پئے تریاق، زہرے خُوردہ بُود

وہ اپنے محبوب کے لئے اپنی خودی کو فنا کر چکا تھا تریاق حاصل کرنے کیلئے اس نے زہر کھایا تھا۔

۹ تا نہ نوشد، جامِ ایں زہرے، کَسے   کے رہائی یابد از مرگ آں خَسے

جب تک کوئی اس زہر کا پیالہ نہیں پیتا تب تک حقیر انسان موت سے کیونکر نجات حاصل کر سکتا ہے۔

۱۰ زیرِ ایں مَوت است پنہاں، صَد حیات   زِندگی خواہی، بِخُور جامِ مَمات

اس موت کے نیچے سینکڑوں زندگیاں پوشیدہ ہیں اگر تو زندگی چاہتا ہے تو موت کا پیالہ پی۔

۱۱ تو کہ گشتی بندۂ حِرص و ہَوَا   اِیں طَلَب، دَر نفسِ دونِ تو، کُجا

تو چونکہ حرص و ہوا کا غلام بنا ہوا ہے اس لئے تیرے ذلیل دل میں یہ طلب کہاں؟

۱۲ دِل، بدیں دُنیائے دُوں، آوِیختی   آبرُو، از بہرِ عصیاں، رِیختی

تو نے اس ذلیل دنیا سے اپنا دل لگایا اور گناہ کی خاطر اپنی عزت برباد کر دی۔

۱۳ صَد ہزاراں فَوجِ شَیطاں، در پَسَت   تا بِسوزد در جہنّم، چُوں خَسَت

شیطان کی لاکھوں فوج تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے تا کہ تجھے گھانس پھونس کی طرح دوزخ میں جلا دے۔

۱۴ از پئے اُمّید یا بہرِ خطر   مے شَوَد ایمانِ تو، زیر و زَبَر

کسی امید یا خوف کی وجہ سے تیرا ایمان زیروزبر ہو جاتا ہے۔

۱۵ از برائے ایں سرائے بے وفا   مے نہی، دِینِ خُدا را، زیرِ پا

اس بے وفا دنیا کی خاطر تو خدا کے دین کو پیروں تلے مسلتا ہے۔

۱۶ دِیں بُوَد، دِینِ فدائے آں نِگار   اَے سِیَہ باطن، تُرا با دِیں چہ کار

دین تو وہ دین ہے جو اس محبوب کے فدائی کا دین ہے اے بدباطن شخص تجھے دین سے کیا واسطہ؟

۱۷ پست ہستی، لافِ اِستعلا مَزَن   وز گلیمِ خویش بیرُوں پا مَزَن

تو ذلیل ہے بہت شیخیاں نہ مار اور اپنی گدڑی سے باہر پاؤں نہ پھیلا۔

۱۸ خویشتن را نیک اندیشیدۂ   اَے ہَدَاکَ اللہ، چہ بد فہمیدۂ

تو اپنے تئیں نیک سمجھتا ہے خدا تجھے ہدایت نصیب کرے تیرا خیال کیسا غلط ہے؟

۱۹ خُوش نہ گردد دِلستاں، از قیل و قال   تا نمیری، زِندگی باشد مُحال

وہ دلبر محض باتوں سے خوش نہیں ہوتا جب تک تو موت قبول نہیں کرے گا زندگی ملنی محال ہے۔

۲۰ کِبر و کیں را ترک کُن، اَے بدخصال!   تا بِتابد بر تو نُورِ ذُو الجَلال

اے بدخصلت انسان تکبر اور دشمنی کو چھوڑ تا کہ تجھ پر خدائے ذوالجلال کا نور پڑے۔

۲۱ اِینچنیں بالا زِ بالا، چُوں پَری   یا مگر زاں ذاتِ بیچُوں مُنکِری

تو اتنا اونچا اونچا کیوں اڑتا ہے؟ شاید کہ تو اس بے مثل ذات کا منکر ہے؟

۲۲ کاخِ دُنیا را، چہ دِیدستی بِنا   کِت، خُوش اُفتادست، اِیں فانی سرا

دنیا کے محل کی کیا (مضبوط) بنیاد تو نے دیکھ لی کہ تجھے یہ سرائے فانی اچھی لگنے لگی۔

۲۳ دِل چرا عاقِل بہ بندد اندریں   ناگہاں، باید شُدن، بیرُوں ازیں

عقلمند اس میں دل کیوں لگائے جبکہ یکدم کسی روز اس سے باہر نکل جانا پڑے گا۔

۲۴ از پئے دُنیا، بُریدن از خُدا   بس ہمیں باشد، نشانِ اَشقیا

دنیا کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لینا بس یہی بدبختوں کی نشانی ہے۔

۲۵ چُوں شَوَد، بخشایشِ حق، بر کَسے   دِل نمے ماند، بہ دُنیایش بسے

جب کسی پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے تو پھر اس کا دل دنیا میں نہیں لگتا۔

۲۶ خُوشترش آید، بیابانِ تپاں   تا دُرو نالد، زِ ہجرِ دِلستاں

اس کو تپتا ہوا صحرا پسند آتا ہے تاکہ وہاں اپنے محبوب کے حضور میں گریہ وزاری کرے۔

۲۷ پیش از مُردن بمیرد، حق شناس   زِینکہ مُحکم نیست دُنیا را، اَساس

عارف انسان تو مرنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے کیونکہ دنیا کی بنیاد مضبوط نہیں ہے۔

۲۸ ہوش کُن، اِیں جائیگہ جائے فناست   با خُدا مے باش، چُوں آخر خُداست

خبردار ہو کہ یہ مقام فانی ہے باخدا ہو جا۔ کیونکہ آخر خدا ہی سے واسطہ پڑنا ہے۔

۲۹ زہرِ قاتِل گر بدستِ خُود خُوری   من چِساں دانم کہ تو دانشوری

اگر تو خود ہی مہلک زہر کھالے تو میں کیونکر خیال کروں کہ تو عقل مند ہے۔

۳۰ بیں کہ اِیں عبدُاللّطیفِ پاک مَرد   چُوں پئے حق، خویشتن برباد کرد

دیکھ کہ اس پاک انسان عبداللطیف نے کس طرح سے خدا کے لئے اپنے تئیں فنا کر دیا۔

۳۱ جاں بصِدق آں دِلستاں را دادہ است   تا کنُوں، در سنگ ہا اُفتادہ است

اس نے وفاداری کے ساتھ اپنی جان اپنے محبوب کو دے دی اور اب تک وہ پتھروں کے نیچے دبا پڑا ہے۔

۳۲ اِیں بُوَد، رسم و رہِ صِدق و وفا   اِیں بُوَد، مردانِ حق را اِنتہا

راہ صدق و وفا کا یہی طور وطریق ہے اور یہی مردان خدا کا آخری درجہ ہے۔

۳۳ از پئے آں زِندہ، از خُود فانی اند   جاں فشاں، بر مَسلکِ ربّانی اند

اس زندہ خدا کی خاطر انہوں نے اپنی خودی کو فنا کر دیا اور الٰہی طریقہ پر جاں نثار کرنے والے بن گئے۔

۳۴ فارِغ اُفتادہ، زِ نام و عِزّو جاہ   دِل زِکف، وَز فرق اُفتادہ کُلاہ

ننگ وناموس اور جاہ وعزت سے لاپرواہ ہو گئے دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے گر پڑی۔

دُور تر از خُود، بہ یار آمیختہ　　آبرُو، از بہرِ رُوئے ریختہ ۳۵

خودی سے دور اور یار سے وابستہ ہو گئے کسی (حسین) چہرہ کے لئے عزت قربان کر دی۔

ذِکرِ شاں، ہم مے دِہد یاد از خُدا　　صِدق ورزاں، در جنابِ کبریا ۳۶

ان کا ذکر بھی خدا کی یاد دلاتا ہے وہ خدا کی بارگاہ میں وفادار ہیں۔

گر بجوئی، اِیں چُنِیں ایماں بُوَد　　کار بر جوئندگاں آساں بُوَد

اگر تو تلاش کرتا ہے تو یاد رکھ کہ ایمان ایسا ہوا کرتا ہے تلاش کرنے والوں کیلئے یہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ ۳۷

لیک، تو اُفتادہ دَر دُنیا اسیر　　تا نمیری، کَے رہی زیں دار و گیر

لیکن تو دنیا کی محبت میں گرفتار ہے جب تک نہ مرے گا اس جھگڑے سے کس طرح نجات پائے گا۔ ۳۸

تا نمیری، اَے سگِ دُنیا پرست　　دامنِ آں یار کَے آید بدست

اے دنیا پرست کتے جب تک تجھ پر موت نہ آئے گی تب تک اس یار کا دامن کس طرح ہاتھ آئے گا۔ ۳۹

نیست شَو، تا بر تو فیضانے رَسَد　　جاں بِیَفشاں، تا دِگر جانے رَسَد ۴۰

اپنی ہستی کو فنا کر دے تا کہ تجھ پر فیضان الٰہی نازل ہو جان قربان کر۔ تا کہ تجھے دوسری زندگی ملے۔

تو گُذاری عُمرِ خُود، در کِبر و کِیں　　چشم بَستہ از رہِ صِدق و یقیں ۴۱

تو تو اپنی عمر تکبر اور کینہ میں بسر کر رہا ہے اور صدق و یقین کے راستہ سے آنکھ بند کر رکھی ہے۔

نیک دِل، با نیکواں دارد سَرے　　بر گُہر، تُف مے زَنَد، بد گوہرے ۴۲

نیک دل انسان نیکوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے مگر بد اصل آدمی موتی پر بھی تھوکتا ہے۔

۴۳ ہست دِیں، تُخمِ فنا را کاشتن وز سرِ ہستی، قَدم برداشتن

دین کیا ہے فنا کا بیج بونا اور زندگی کو ترک کر دینا۔

۴۴ چُوں بیُفتی، با دو صَد درد و نفیر کس ہمے خیزد، کہ گردد دستگیر

جب تو سینکڑوں دردوں اور چیخوں کے ساتھ گر پڑتا ہے تو پھر ضرور کوئی کھڑا ہو جاتا ہے کہ تیرا مددگار ہو جائے۔

۴۵ با خبر را، دِل تپد، بر بے خبر رحم، بر کورے کُنند، اہلِ بصر

نادان کے لئے دانا آدمی کا دل تڑپتا ہے اور آنکھوں والے اندھے پر ضرور رحم کرتے ہیں۔

۴۶ ہمچُنیں قانونِ قُدرت اوفتاد
مر ضعیفاں را، قوی آرد بیاد

اسی طرح قانون الٰہی بھی واقع ہوا ہے کہ قوی کمزوروں کو ضرور یاد کرتا ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۸ تا ۶۰ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

مِصرعۂ الہامی

خُوش باش کہ عاقِبَت نِکو خواہَد بُود

الہامی مصرع

خوش ہو جا کہ انجام اچھا ہوگا۔

(البدر ۱۶ دسمبر ۱۹۰۳ء)

۱ بہر دم، از دل و جاں وصفِ یارِ خود بکنم   من آں نیم، کہ تغافل ز کارِ خود بکنم

میں ہر دم دل و جان سے اپنے خدا کی تعریف کرتا ہوں میں وہ نہیں ہوں کہ اپنے کام سے غفلت کروں۔

۲ بہر زماں، بہ دلم ایں ہوس ہمے جوشد   کہ ہر چہ ہست نثارِ نگارِ خود بکنم

ہر وقت میرے دل میں یہ شوق جوش مارتا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ اپنے محبوب پر قربان کر دوں۔

۳ اگرچہ، در رہِ جاناں چو خاک گردیدم   دلم تپد، کہ فدا ایش غبارِ خود بکنم

اگر چہ میں محبوب کی راہ میں خاک کی طرح ہو گیا ہوں مگر میرا دل تڑپتا ہے کہ اپنا غبار بھی اس پر فدا کر دوں۔

۴ رَوَم بہ گلشنِ دلدادگاں، کزاں باغم   چرا بہ کوچۂ غیرے قرارِ خود بکنم

میں عاشقوں کے گلشن میں جاتا ہوں اس باغ کو چھوڑ کر میں کسی غیر کے کوچہ میں کیوں اپنا مسکن بناؤں۔

۵ رسید مژدہ، کہ ایّامِ نو بہار آمد   زمانہ را خبر از برگ و بارِ خود بکنم

مجھے خوشخبری ملی ہے کہ پھر موسم بہار آ گیا تا کہ زمانہ کو میں اپنے پھلوں اور پتوں کی خبر کر دوں۔

۶ تعلّقاتِ دلآرامِ خویش، بنمایم   ہمائے اوجِ سعادت شکارِ خود بکنم

اور اپنے محبوب کے تعلقات کا اظہار کروں اور ہمائے اوج سعادت کو اپنا شکار بناؤں۔

۷ بگوشِ ہوش شنَو، از من، اَئے مُکَفِّرِ من — کِہ من گواہ بدیں، کِردگارِ خُود بِکُنَم

اے میرے مکفر ہوش سے یہ میری بات سن۔ کہ میں اس پر اپنے خدا کو گواہ کرتا ہوں۔

۸ زِفکرِ تفرِقہ باز آ، بآشتی پرداز — وگرنہ گِریَہ برِ غمگُسارِ خُود بِکُنَم

تفرقہ پردازی کے ارادہ سے باز آ اور صلح کر لے ورنہ میں اپنے خدا کے سامنے آہ وزاری کروں گا۔

۹ عمارتِ ہمہ دُوناں، خراب خواہم ساخت — اگر زِ چشم رواں آبشارِ خُود بِکُنَم

میں ان سب نالایقوں کی عمارت کو برباد کر کے رکھ دوں گا اگر میں اپنی آنکھوں سے (آنسوؤں کا) ایک چشمہ جاری کر دوں۔

۱۰ مُقیم بر سرِ راہے نشستہ ام ہَر دَم — کہ تا گُذارِشِ عرضے، بیارِ خُود بِکُنَم

میں تو ہر وقت ایک رستہ پر بیٹھا ہوں تا کہ اپنے خدا کے حضور اپنی التجا پیش کروں۔

۱۱ بُروئے یار، کہ از بہرِ قَوم، مے سوزم — مگر دِلَش، چو دِلِ ریش وزارِ خُود بِکُنَم

خدا کی قسم میں اپنی قوم کی خیر خواہی میں جل رہا ہوں تا کہ قوم کے دل کو بھی اپنے زخمی اور نالاں دل کی طرح کر دوں۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء)

مصرعۂ الہامی

اَے بَسا خانۂِ دُشمن کہ تو ویراں کردی

الہامی مصرع

بہت سے دشمنوں کے گھر ہیں جو تو نے برباد کر دیئے ہیں۔

(البدر۱۶اپریل۱۹۰۴ء)

۱ اَے محبّت، عجب آثار نمایاں کردی — زخم و مرہم، بَرَہِ یار تو یکساں کردی

اے محبت تو نے عجیب رنگ دکھائے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دیئے۔

۲ ہمہ مجموعِ دو عالَم، تو پریشاں کر دی — ہمہ عُشّاق، تو سرگشتہ و حیراں کردی

دونوں جہان کے مجموعہ کو تو نے پراگندہ کر دیا اور سب عاشقوں کو تو نے دیوانہ اور حیران کر دیا۔

۳ ذرّہ ٔ را تو بَیَک جلوہ کُنی چُوں خُورشید — اَے بَسا خاک، کہ تو چُوں مہِ تاباں کردی

ایک تجلی سے تو ذرہ کو سورج بنا دیتی ہے اور بہت دفعہ ہماری طرح کی خاک کو تو نے چمکتا ہوا چاند بنا دیا۔

۴ وَہ، چہ اِعجاز نمُودی کہ بَیَک جلوہ ٔ فَیض — درِ رفتن بِزَدی، آمدن آساں کردی

واہ وا تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلی سے جانے کا دروازہ بند کر دیا اور آنا آسان کر دیا۔

۵ ہوشمندانِ جہاں را، تو کُنی دِیوانہ — اَے بَسا خانہ ٔ فِطنت، کہ تو وِیراں کردی

دنیا کے عقلمندوں کو تو دیوانہ بنا دیتی ہے اور بہت سے عقلمندی کے گھروں کو تو نے ویران کر دیا۔

۶ جانِ خود کس نَدَہَد بہرِ کس از صِدق و وَفا — راست اِیں است کہ اِیں جِنس تو ارزاں کردی

کوئی کسی کے لئے اپنی جان عشق اور وفاداری کے ساتھ نہیں دیتا لیکن سچ یہ ہے کہ اس جنس کو تو نے بہت سستا کیا ہے۔

۷ برتو ختم است، ہمہ شوخی و عیّاری و ناز   ہیچ عیّار نباشد، کہ نہ نالاں کردی

شوخی چالاکی اور ناز سب تجھ پر ختم ہیں۔ کوئی ہوشیار آدمی ایسا نہ ہوگا جسے تو نے رلا نہ دیا ہو۔

۸ ہر کہ در مجمرِ تِ اُفتاد، تو برِیاں کردی   ہر کہ آمد برِ تو شاد، تو گریاں کردی

جو تیرے آتشدان میں گرا تو نے اسے بھون ڈالا۔ جو تیرے پاس خوش خوش آیا تو نے اسے رلا کر چھوڑا۔

۹ تا نہ دیوانہ شُدم، ہوش نیامد بسرم   اے جُنوں گِرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

میں بھی جب تک دیوانہ نہ ہوگیا میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے۔ اے جنون عشق تجھ پر قربان! تو نے کتنا احسان کیا۔

۱۰ اے تپِ عشق، بایزد، کہ بدیں خونخواری   کافرِ اشتی، مگرم مردِ مُسلماں کردی

اے تپ عشق خدا کی قسم اس خونخواری کے باوجود اگرچہ تو کافر ہے لیکن مجھے تو نے مسلمان بنا دیا۔

۱۱ ہمہ جا شورِ تو بینم، چہ حقیقت، چہ مجاز   سینۂ مُشرِک و مُسلِم، ہمہ برِیاں کردی

میں سب جگہ تیرا ہی شور دیکھتا ہوں خواہ حقیقت ہو یا مجاز۔ تو نے تو مشرک اور مومن سب کے سینے جلا ڈالے۔

۱۲ آں مسیحا، کہ بر افلاک مقامش گویند
لُطف کردی، کہ ازیں خاک مرا آں کردی

وہ مسیح جس کا مقام آسمان پر بیان کرتے ہیں تو نے مہربانی فرمائی کہ اسی زمین میں سے مجھے وہی مسیح بنا دیا۔

(البدر ۱۶ ؍اپریل ۱۹۰۴ء)

چِہ شِیرِیں یادِ تُست، اَے دِلِستانَم　　چِہ شِیرِینِي، فِدائِت بادِ جانَم

اے میرے محبوب تیری یاد کیسی میٹھی ہے۔ میری جان تجھ پر قربان تو آپ بھی کیسا شیریں ہے۔

تُواں بَرداشتن دست، از دو عالَم　　اگر آئی بدست، اَے جانِ جانَم

دونوں جہان سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں۔ اگر اے جان سے پیارے تو مل جائے۔

تا شَوَد پِیر، کودکے ناداں پِیر باشد گذُشتہ، از دَوراں

جب تک چھوٹا بچہ بوڑھا ہو۔ بوڑھا دنیا سے گزر جاتا ہے۔

اِیں چُنِیں رسمِ اِیں جہاں اُفتاد تُف براں کس کہ، دِل براں بِنہاد

اس دنیا کی رسم یہی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس سے دل لگایا۔

(الحکم ۳۰؍اپریل ۱۹۰۴ء)

اِیں ہمہ، وَحی است، از ربُّ السَّماء   کافِرم، گر اِیں نباشد از خُدا

یہ سب وحی آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اگر یہ خدا کی طرف سے نہ ہو تو میں کافر ہوں۔

وَحیِ حق است، اِیں زِنُورِ ذاتِ پاک   صادِقیم و برسرِ کذّاب خاک

یہ خدائے پاک کے نور کی سچی وحی ہے اس بات میں ہم سچے ہیں اور جھوٹے کے سر پر خاک۔

(الحکم ۳۱مئی ۱۹۰۴ء)

مِصرعۂ الہامی

رسید مُژدہ کہ ایّامِ نَوبہار آمد

الہامی مصرع

مجھے خوشخبری پہنچی ہے کہ نئی بہار کے دن آ گئے ہیں۔

(البدر یکم دسمبر ۱۹۰۴ء)

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں　　شُد ظہورِ وعدہ ہائے انبیاء و مُرسلیں

آسمان نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہتی ہے نبیوں اور پیغمبروں کے وعدے ظہور میں آ گئے۔

تابکے جنگ و نبرد و کارزارت با خُدا　　اے سیہ باطن بترس از خشمِ ربّ العٰلمیں

کب تک تیری جنگ اور کارزار خدا کے ساتھ رہے گی۔ اے بد باطن رب العالمین کے قہر سے ڈر۔

(اشتہار الدعوت ۴ اپریل ۱۹۰۵ء)

مِصرعۂ الہامی

اَمن اسْت در مکانِ مَحَبّت سَرائے ما

الہامی مصرع

ہمارے مکان میں جو محبت کا گھر ہے امن ہی امن ہے۔

(بدر ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء)

۱ کے تُواں کردن شُمارِ خُوبئِ عبدُالکریم
آنکہ جاں داد، از شجاعت، بر صِراطِ مُستقیم

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی۔

۲ حامئ دِیں، آنکہ یزداں نامِ اُو لیڈر نہاد
عارِفِ اَسرارِ حق، گنجینۂ دِینِ قوِیم

وہ دین اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔

۳ صِدق ورزِیدو، بصِدقِ کاملِ و اِخلاصِ خویش
مَورِدِ رحمت شُد، اندر درگہِ ربِّ علیم

اس نے سچائی کو اختیار کرلیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے رب علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔

۴ گرچہ جِنسِ نیکواں، ایں چرخ بسیار آوَرَد
کم بزاید مادرے، بااِیں صَفا دُرِّ یتیم

اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔

۵ مُدّتے در آتشِ نیچر فرو اُفتادہ بُود
اِیں کرامت بیں، کہ از آتش بروں آمد سلیم

ایک مدت تک وہ نیچریت کی آگ میں پڑا رہا مگر اس کی یہ کرامت دیکھ کہ آگ سے سلامت نکل آیا۔

۶ زیں عجب تر آنکہ اُو، در صُحبتم در چند روز
مظہرِ اسرارِ حق شُد، عارفِ رازِ قدیم

اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ میری چند روز کی صحبت میں اسرار الٰہی کا مظہر اور ازلی رازوں کا عارف ہوگیا۔

۷ گوہرش، چُوں آب و تابے داشت، از فہمِ رسا
ہرچہ ما گُفتیم، داخِل شُد دراں طبعے فہیم

اس کی فطرت چونکہ فہم رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہوتا جاتا تھا۔

۸ دِل بدرد آمد، ز ہجرِ اِیچُنیں یکرنگ دوست
لیک خُوشنُودیم بر فعلِ خُداوندِ کریم

اگرچہ ایسے یک رنگ دوست کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن ہم خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔

۹ آہ روزِ چار شنبہ بُود، بر ما سخت تر
ز آتشِ سوزاں، چو از ما شُد جُدا یارِ صَمیم

آہ۔ بدھ کا دن ہم پر بہت سخت تھا۔ جلانے والی آگ سے بھی زیادہ۔ جب ہمارا دلی دوست ہم سے جدا ہوگیا۔

۱۰ داغِ ہجراں داد، در ہفت و چہل، از عُمرِ خویش
ماہِ شعباں بُود، چُوں پیش آمد ایں فزعِ الیم

اس نے اپنی عمر کے سنتالیسویں سال میں ہم کو جدائی کا داغ دیا۔ شعبان کا مہینہ تھا جب یہ دردناک مصیبت پیش آئی۔

۱۱ ایں صَدی، کو بَدر را مانَد، باَوصافِ کمال
بُود زُو، بِست و سُوم، در وقتِ ایں حَشرِ عظیم
۱۳۲۳ ہجری

یہ صدی جو اپنے کمالات کے باعث بدر سے مشابہ ہے اس قیامت کبریٰ کے وقت اس صدی کا تیئیسواں سال تھا۔

۱۲ مَشرِبش چُوں بُود، اِخلاص و وَفا و اِتّقا
شُد وِصالش، ہم دریں تاریخ از فضلِ حکیم

چونکہ اس کا مذہب اخلاص وفا اور تقویٰ تھا اس لئے اس کا وصال بھی خدا کے فضل سے اسی تاریخ کو ہوا۔

۱۳ اَے خُدا! بر تُربتِ اُو، بارشِ رحمت بِبار
داخِلش کُن، از کمالِ فضل، در بَیتُ النَّعیم

اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما۔ اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنت میں داخل کر دے۔

۱۴ نیز مارا، از بلاہائے زماں محفُوظ دار
تکیہ گاہِ ما توئی، اَے قادِر و رَبِّ رحیم

نیز ہمیں زمانہ کی بلاؤں سے محفوظ رکھ۔ اے قادر اور رحیم خدا تو ہی ہمارا سہارا ہے۔

(اخبار البدر ۹ فروری ۱۹۰۶ء نقل از کتبہ حضرت مولوی عبدالکریمؓ نوشتہ ۱۹۰۵ء)

مِصرعۂ الہامی

رہا گوسفندانِ عالی جناب

الہامی مصرع

بارگاہ عالی کی بکریاں رہا ہو گئیں۔

(بدر ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۵ء)

شعرِ الہامی

رسید مژدہ کہ آں یارِ دلپسند آمد   رسید مژدہ کہ دیوار از میاں برخاست

الہامی شعر

یہ اچھی خبر آئی کہ وہ پیارا دوست آ گیا۔ خوشی کی بات ہے کہ درمیان سے دیوار اٹھ گئی۔

(بدر ۲۰؍اکتوبر ۱۹۰۵ء)

۱ اَلَا اَے کِہ ہُشیاری و پاک زاد — پَئے حرصِ دُنیا، مَدِہ دِیں بَباد

خبردار! اے وہ جو سمجھدار اور نیک فطرت ہے کہ دنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر۔

۲ بَدیں دارِ فانی، دِلِ خُود مَبَند — کِہ دارَد نہاں، راحتش صد گزند

اس فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا کہ اس سے آرام میں سینکڑوں دکھ پوشیدہ ہیں۔

۳ اگر باز باشد، تُرا گوشِ ہوش — زِ گورت، نِدائے در آید بگوش

اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے۔

۴ کِہ اَے طمعۂ من پس از چند روز — پَئے فِکرِ دُنیائے دُوں کم بِسوز

کہ چند روز کے بعد اے میرے لقمے۔ تو اس ذلیل دنیا کے غم میں نہ جلا کر۔

۵ ہر آں کو، بدُنیائے دُوں مُبتلا است — گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است

ہر وہ شخص جو ذلیل دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رنج۔ عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے۔

۶ بِرَست آنکہ، بر مَوت دارَد نِگاہ — بُرِیدہ زِ دُنیا، دو دِیدہ براہ

جو موت کی طرف نظر رکھتا ہے وہی آزاد ہے دنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں انتظار میں لگی ہیں۔

۷ سَفَر کردہ، پیش از سَفَر، سُوئے یار — کَشیدہ زِ دُنیا، ہمہ رَخت و بار

مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا۔

۸ پئے دارِ عقبیٰ، کمر بَستہ چُست — رہا کردہ، سامانِ ایں خانہ سُست

آخرت کے لئے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اس نکمے گھر کا سامان چھوڑ دیا۔

۹ چو کارِ حیات است، کارِ نہاں — ہماں بہ، کہ دِل بُگسلی زیں مکاں

چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے۔

۱۰ جہنّم، کزو داد فُرقاں خبر ہمیں حرصِ دُنیاست، جانِ پدر

وہ جہنم جس کی خبر قرآن نے دی ہے اے عزیز! وہ یہی دنیا کی حرص ہے۔

۱۱ چو آخر، زِ دُنیا سفر کردن است چو روزے، ازیں رہ گذر کردن است

جب آخر کار دنیا سے سفر کرنا پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گزر جانا ہوگا۔

۱۲ چرا، عاقلے دِل بہ بندد دراں کہ ناگہ، وزد بر گُلِ اُو خزاں

تو پھر عقلمند اس سے دل کیوں لگائے جب یک دم اس کے پھولوں پر خزاں کی ہوا چلے گی۔

۱۳ بدیں قحبہ، بستن دِلِ خود خطاست کہ ایں دُشمنِ دِین و صدق و صفاست

اپنا دل اس آوارہ عورت (دنیا) سے لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق وصفا کی دشمن ہے۔

۱۴ چہ حاصِل، ازیں دِلستانِ دورنگ کہ گاہے بصُلحت کُشد، گہ بجنگ

اس دورنگی معشوق سے کیا حاصل ہوگا۔ جو کبھی تجھے صلح کرکے قتل کرتا ہے کبھی لڑائی کرکے۔

۱۵ چرا دل نہ بندی، بداں دِلستاں کہ مِہرش رہاند، زِ بندِ گراں

تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا کہ جس کی محبت قید شدید سے آزاد کردیتی ہے۔

۱۶ برو فکرِ انجام کُن، اے غوی! زِ سعدی شنو، گر زِ من نشنوی

اے گمراہ شخص جا۔ اور اپنی عاقبت کی فکر کر۔ اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سعدی کی بات ہی سن لے۔

۱۷ ”عُروسی بُوَد نوبتِ ماتمت اگر بر نکوئی بُوَد خاتمت“

(یعنی یہ کہ) تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے۔ اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو تو تیری موت کا وقت (بجائے ماتم کے) خوشی کی گھڑی ہو۔

(الوصیت صفحہ ۲۰ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

مِصرعۂ الہامی

تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد[1]

الہامی مصرع

کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء)

---

[1] ایں مصرعہ از کلامِ سعدی شیرازیؒ است کہ بحضرت اقدس علیہ السلام الہام شدہ است

۱ اَے سرو جان و دِل و ہر ذرّہ اَم قُربانِ تو — بر دِلَم بکُشا زِ رحمت، ہر درِ عرفانِ تو

اے وہ کہ تجھ پر میرا سر۔ جان۔ دل اور ہر ذرہ قربان ہے میرے دل پر اپنی رحمت سے اپنی معرفت کا ہر دروازہ کھول دے۔

۲ فلسفی، کز عقل میجوید تُرا، دیوانہ ہست — دُور تر ہست از خرد ہا، آں رہِ پنہانِ تو

فلسفی دیوانہ ہے جو تجھے عقل کے زور سے ڈھونڈتا ہے۔ تیرا پوشیدہ راستہ عقلوں سے بہت دور ہے۔

۳ از حریمِ تو، ازیناں ہیچکس، آگاہ نشُد — ہر کہ آگہ شُد، شُد از احسانِ بے پایانِ تو

ان لوگوں میں سے تیری بارگاہ کا کوئی بھی واقف نہیں جو بھی واقف ہوا وہ تیرے بے حد احسانات کی وجہ سے ہوا۔

۴ عاشقانِ رُوئے خُود را، ہر دو عالم میدہی — ہر دو عالم ہیچ، پیشِ دِیدۂ غلمانِ تو

تو اپنے عاشقوں کو دونوں جہان بخش دیتا ہے لیکن تیرے غلاموں کی نظر میں دونوں جہان ہیچ ہیں۔

۵ یک نظر فرما، کہ تاکوتہ شَوَد جنگ و جِدال — خلق مُحتاج است سُوئے جذبۂ بُرہانِ تو

مہربانی کی نظر فرما تا کہ جنگ وجدل ختم ہو۔ مخلوقات تو تیرے دلائل کی کشش کی محتاج ہے۔

۶ یک نِشاں بنما، کہ تا نُورت دِرخشد در جہاں — تا شَوَد، ہر مُنکرِ مِلّت ثناخوانِ تو

ایک نشان دکھا تا کہ تیرا نور دنیا میں چمکے اور تا کہ ہر منکر اسلام تیرا ثنا خواں ہوجائے۔

۷ گرزمیں، زیروزبرگردد، ندارم ہیچ غم غم ہمیں دارم، کہ گُم گرددرہِ رخشانِ تو

اگر زمین زیروزبر ہو جائے تو مجھے کچھ غم نہیں۔ مجھے تو یہی غم ہے کہ کہیں تیری روشن راہ گم نہ ہو جائے۔

۸ گُفتگُو و بحث در دیں، دردِ سر بسیار ہست قِصّہ کوتہ کُن، بآیاتِ عظیم الشّانِ تو

دین کے معاملہ میں گفتگو اور بحث بڑی دردسری ہے۔ تو عظیم الشان نشانات دکھا کر قصہ مختصر کردے۔

۹ از زلازِل جُنبِشے دِہ، فِطرتِ اَغیار را تا مگر آئند ترساں، سُوئے آں اَیوانِ تو

دشمنوں کی فطرت کو زلزلہ دکھا کر ہلا ڈال۔ تا کہ وہ ڈر کر تیری درگاہ کی طرف آجائیں۔

۱۰ چشمۂ رحمت رواں کُن، در لباسِ زلزلہ
تا بکَے سوزد بغم، ایں بندۂ گریانِ تو

زلزلے کے پردہ میں رحمت کا چشمہ جاری کر۔ یہ تیرا گریہ وزاری کرنے والا بندہ کب تک غم میں جلا کرے۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ماقبل آخر)

چو دَورِ خُسروی آغاز کردند　　　مُسلماں را مُسلماں باز کردند

جب (ہمارا) شاہی زمانہ شروع ہوا تو مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا گیا۔

مقامِ اُو مَبیں از راہِ تحقیر　　　بدَورانش رسُولاں ناز کردند

اس کے درجہ کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھ۔ کہ رسولوں نے اس کے زمانے پر ناز کیا ہے۔

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء)

الہامی

مرا نہ زُہد و عبادت، نہ خدمتے کارے ست ... ہمیں مرا است کہ جانم رہینِ دلدارے ست

میرے پاس نہ زہد ہے نہ عبادت نہ خدمت نہ اور کوئی کام۔ صرف ایک بات ہے کہ میری جان اس دلدار کے پاس گرو پڑی ہوئی ہے۔

چہ لذّتے است بُرُویش کہ جاں فِدائش باد ... چہ راحتے است بکُویش اگرچہ خُوں بارے ست

اس کے چہرہ میں ایسی لذت ہے کہ جان اس پر قربان ہے اس کی گلی میں عجب لطف ہے اگر چہ وہاں خون کی بارش ہوتی ہے۔

مسیحِ وقت مرا کرد، آنکہ دِید ایں حال ... بہ بیں دلائلِ دعویٰ اگرچہ بیکارے ست

خدا نے جب میرا یہ حال دیکھا تو مجھے مسیح الزمان بنا دیا۔ اب تو میرے دعوے کے دلائل دیکھ گو (تیرے نزدیک) یہ بیکار۔

دَوائے عشق نخواہم کہ آں ہلاکتِ ماست
شِفائے ما، بہ ہمیں رنج و درد و آزارے ست

میں عشق کا علاج نہیں چاہتا کیونکہ اس میں ہماری ہلاکت ہے ہماری شفا تو اسی رنج و درد اور بیماری میں ہے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان یکم ستمبر ۱۹۰۶ء)

اگر مردی، رہِ مَولیٰ طَلَب کُن چِہ نالی، روز و شب، از بہرِ مُردار

اگر تو مرد ہے تو مولیٰ کا راستہ طلب کر۔ اس مردار (دنیا) کے پیچھے دن رات کیا روتا رہتا ہے۔

نمے رنجم، گر اکنُوں سر بہ پیچند کِہ ترکِ رسم و رہ، کارے است دُشوار

اگر وہ اب مجھ سے منہ موڑ لیں تو میں ناراض نہیں کیونکہ رسم ورواج کا چھوڑنا بہت مشکل کام ہے۔

فلک را بیں، کہ مہر و مہ سِیَہ شُد زمیں، طاعُوں بر آرد، بہرِ اِنذار

آسمان کو دیکھ کہ سورج اور چاند سیاہ ہو گئے (خسوف کسوف سے) اور زمین ڈرانے کے لئے طاعون پیدا کر رہی ہے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۰۶ء)

مِصرعۂ الہامی

رسیدہ بُود بلائے، ولے بخیر گذشت

الہامی مصرع

مصیبت تو آ گئی تھی مگر خیریت گذری

(الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یک نظر سوئے فلک کُن، یک نظر سوئے زمیں باز در آئینۂ انصاف روئے یار بیں

ایک نظر آسمان کو دیکھ اور ایک نظر زمین پر ڈال پھر انصاف کے آئینہ میں دوست کا چہرہ دیکھ۔

آسماں چندیں نشاں، از بہر تصدیقم نمود ہم زمیں ''اَلْوَقْت'' میگوید، بفریاد و اَنِیں

آسمان نے بہت نشان میری تصدیق کے لئے دکھائے اور زمین بھی فریاد اور زاری سے الوقت کہہ رہی ہے۔

صد ہزاراں فتنہ ہا، ہر سُو، سرے برداشتہ مے وَزَد ہر طرف، بادِ سہمناک و سہمگیں

ہر طرف لاکھوں فتنوں نے سر اٹھایا ہے اور ہر سو خوفناک اور پر خطر آندھی چل رہی ہے۔

سیّدِ پاکاں محمد ﷺ، آنکہ محبوبِ خدا است
خُود ہمے دانی، چہ گوید، در جنابش ہر لعیں

پاکوں کا سردار محمد جو خدا کا محبوب ہے تو خود جانتا ہے کہ ہر مردود اس کی شان میں کیا بکواس کر رہا ہے۔

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۶ء)

اَے گرفتارِ ہوا در ہمہ اَوقاتِ حیات　　با چُنیں نفسِ سیہ چُوں رَسدت اُمّ عَونے

اے وہ جو ہمیشہ ہوا و ہوس کا قیدی ہے ایسے سیہ باطن نفس کے ہوتے تجھے خدا کی مدد کیونکر پہنچ سکتی ہے۔

گر توآں صِدق بوَرزی کہ بوَرزید کلیم　　عَجَبے نیست اگر غرق شوَد فِرعَونے

ہاں اگر تو وہ صدق اختیار کرے جو موسیٰ نے اختیار کیا تھا تو پھر تعجب نہیں کہ کوئی فرعون غرق ہو جائے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

کس بہرِ کسے سر نَدہد، جاں نفشاند عِشق است کہ ایں کار بَصد صِدق کُناند

کوئی کسی کے لئے سر نہیں کٹواتا نہ جان قربان کرتا ہے عشق ہی ہے جو یہ کام بڑی وفاداری سے کروا دیتا ہے۔

عِشق است کہ در آتِش سوزاں بنشاند عِشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند

عشق ہی ہے جو بھڑکتی آگ میں بٹھا دیتا ہے عشق ہی ہے جو ذلت کی خاک پر لٹا دیتا ہے۔

بے عِشق دِلے، پاک شود من نہ پذیرم
عِشق است، کزیں دام، بیکدم برَہاند

میں نہیں مان سکتا کہ بغیر عشق کے دل پاک ہوسکتا ہے عشق ہی ہے جو یکدم اس قید سے رہائی دلا دیتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

۱ **از بندگانِ نفس، رہِ آں یگاں مپُرس**
ہر جا کہ گرد خاست، سوارے در آں بجو

خداوند کا راستہ نفس کے غلاموں سے نہ پوچھ۔ جہاں مٹی اڑتی ہو وہیں سوار کو تلاش کر۔

۲ **آں کس کہ ہست، از پئے آں یار بیقرار**
رَو صُحبَتَش گُزِین و قرارے در آں بِجو

جو شخص اس دوست کے لئے بے قرار ہے جا اس کی صحبت اختیار کر اور اس سے تسکین حاصل کر۔

۳ **بر آستانِ آنکہ، زِ خُود رفت بہرِ یار**
چُوں خاک باش، و مرضیٔ یارے در آں بجو

اس شخص کے آستانہ پر جس نے یار کے لئے اپنے تئیں فنا کر رکھا ہے تو خاک ہو کر پڑا رہ اور اسی طرح یار کی مرضی ڈھونڈ۔

۴ **مرداں، بہ تلخ کامی و حُرقت، بُدو رَسند**
حُرقت گُزِین و، فتح حصارے در آں بِجو

جوانمرد تلخی اور سوزش چکھ کر اس تک پہنچتے ہیں تو بھی سوز اختیار کر اور فتح اس میں ڈھونڈ۔

۵ **بر مسندِ غُرور نِشستن، طریق نیست**
ایں نفسِ دُوں بسوز و، نِگارے در آں بجو

غرور کی مسند پر بیٹھنا ٹھیک نہیں تو اس ذلیل نفس کو جلا دے اور پھر خدا کو تلاش کر۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۴)

شعرِ الہامی

ہر چہ باید، نوعروسی را ہماں ساماں کُنَم
وانچہ مطلوبِ شُما باشد، عطائے آں کُنَم

الہامی شعر

جو کچھ نئی شادی کے لئے ضرورت ہے میں وہ سب سامان کردوں گا اور جو تمہیں مزید درکار ہوگا وہ بھی عطا کروں گا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۶)

۱ آنکہ گوید، ابنِ مریم چوں شُدی ہست اُو غافل، زِ رازِ ایزدی

جو شخص یہ کہتا ہے کہ تو ابن مریم کس طرح بن گیا وہ خدائی راز سے غافل ہے۔

۲ آں خُدائے قادِر و ربّ العباد در براہیں نامِ من مریم نہاد

اس قادر خدا اور رب العباد نے براہین احمدیہ میں میرا نام مریم رکھا تھا۔

۳ مُدّتے بُودم، برنگِ مریمی دست نا دادہ، بہ پیرانِ زمی

میں ایک مدت تک مریم کے رنگ پر رہا یعنی مشائخ زمانہ کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دیا۔

۴ ہمچو بکرے، یافتم نَشو و نما از رفیقِ راہِ حق نا آشنا

میں نے ایک کنواری لڑکی کی طرح پرورش پائی۔ اور کسی عارف کامل سے میری شناسائی نہ تھی۔

۵ بعد ازاں، آں قادِر و ربِّ مجید رُوحِ عیسیٰ، اندراں مریم دمید

اس کے بعد اس قادر اور مجید خدا نے اسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی۔

۶ پس بہ نفخش، رنگِ دیگر شُد عیاں زاد، زاں مریم، مسیحِ ایں زماں

پھر اس نفخ کے بعد ایک اور رنگ ظاہر ہوا۔ یعنی اس مریم سے اس زمانے کا مسیح پیدا ہوا۔

۷ زیں سبب شُد ابنِ مریم، نامِ من زانکہ مریم بُود، اوّل گامِ من

میرا نام ابن مریم اس لئے ہوا کہ مریم بننا میرا پہلا قدم تھا۔

۸ بعد ازاں، از نفخِ حق، عیسیٰ شُدم شُد، زِجائے مریمی، برتر قدم

پھر میں خدائی نفخ کے سبب سے عیسیٰ ہو گیا اور مقام مریمی سے میرا قدم اونچا ہو گیا۔

۹ ایں ہمہ گفت است ربُّ العالمیں گر نمے دانی، براہیں را ببیں

یہ سب باتیں رب العالمین کی فرمودہ ہیں اگر تجھے علم نہیں تو براہین احمدیہ کو دیکھ۔

۱۰ حکمتِ حق، رازہا دارد بَسے نکتۂ مستور، کم فہمد کسے

خدائی حکمت میں بہت بھید ہوتے ہیں ان باریک نکتوں کو لوگ کم سمجھتے ہیں۔

۱۱ فہم را، فیضانِ حق باید نخست کار بے فیضاں، نمے آید درست

فہم کے لئے پہلے خدا کا فیضان درکار ہے۔ بغیر فیض الٰہی کے کوئی کام ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

۱۲ گر نداری، فیضِ رحماں را پناہ ظلمتے، در ہر قدم داری، براہ

اگر تو رحمان کے فیض کی پناہ نہیں رکھتا تو تیرے رستہ کے ہر قدم پر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

۱۳ فیضِ حق را، با تضرّع کُن تلاش ہاں مَرو، چوں توسنے، آہستہ باش

تو گریہ وزاری کر کے خدا کا فیض تلاش کر۔ گھوڑے کی طرح بھاگا نہ چلا جا۔ آہستہ چل۔

۱۴ اَے پئے تکفیرِ ما بَستہ کمَر خانہ اَت ویراں، تو در فکرِ دِگر

اے وہ شخص جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو برباد ہو رہا ہے مگر تو اوروں کی فکر میں ہے۔

۱۵ صد ہزاراں کُفر در جانت نہاں رَو، چہ نالی، بہرِ کُفرِ دیگراں

لاکھوں کفر تو تیری اپنی ہی جان میں چھپے ہوئے ہیں دور ہو تو اوروں کے کفر پر کیا روتا ہے۔

۱۶ خیز و اوّل خویشتن را کُن دُرست　　نکتہ چیں را چشم مے باید نخُست

اٹھ اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر خود نکتہ چین کی اپنی آنکھ پہلے درست ہونی چاہئے۔

۱۷ لعنتی، گر لعنتے بر ما کُنَد　　اُو نہ بر ما، خویش را رُسوا کُنَد

کوئی مردود اگر ہم پر لعنت کرے وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی بلکہ وہ اپنے تئیں بدنام کرتا ہے۔

۱۸ لعنتِ اہلِ جفا آساں بُوَد　　لعنت آں باشد، کہ از رحماں بُوَد

ظالموں کی لعنت ملامت کا برداشت کرنا آسان ہے اصل لعنت تو وہ ہے جو رحمان کی طرف سے آتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹۔۳۴۰)

۱ چہ شیریں منظری، اَے دِلستانَم چہ شیریں خصلتی، اَے جانِ جانَم

اے میرے محبوب تو کیسا خوبصورت ہے اور اے میرے خدا تو کیسا شیریں خصلت ہے؟

۲ چو دِیدم رُوئے تو، دِل در تو بَستم نماند غَیرِ تو، اندر جہانَم

جب میں نے تیرا منہ دیکھا تو تجھ سے دل لگا لیا اور دنیا میں تیرے سوا میرا کوئی نہ رہا۔

۳ تواں بر داشتن دست، از دو عالَم مگر ہجرت، بِسوزد اُستخوانَم

دونوں جہان سے دست برداری ممکن ہے مگر تیرا فراق میری ہڈیاں تک جلا دیتا ہے۔

۴ در آتِش تن، بآسانی تواں داد زِہجرت جاں رَوَد، با صد فُغانَم

آگ کے اندر بدن آسانی سے ڈالا جا سکتا ہے مگر تیری جدائی سے میری جان آہ و فغاں کرتی ہوئی نکلتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۴۲۔۳۴۳)

۱ **چُوں مرا حُکم از پئے قومِ مسیحی دادہ اَند مصلحت را، ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند**

جب مجھے عیسائی قوم کی اصلاح کے لئے حکم دیا گیا ہے تو اسی مصلحت سے میرا نام بھی ابن مریم رکھا گیا ہے۔

۲ **آسماں بارَد نشاں، اَلوَقت میگوید زمیں ایں دو شاہد، از پئے تصدیقِ من، اِستادہ اند**

آسمان سے نشانات کی بارش ہو رہی ہے اور زمین الوقت کہہ رہی ہے یہ دونوں گواہ میری تصدیق کے لئے کھڑے ہیں۔

۳ **بے ضرورت نامدم، نے آمدم در غیرِ وقت در مَن، از جہل و تعصّب قومِ من اُفتادہ اند**

نہ تو میں بے ضرورت آیا ہوں اور نہ بے وقت میری قوم جہالت اور تعصب کی وجہ سے مجھ سے لڑائی کر رہی ہے۔

۴ **سُوئے من، اَے بدگماں، از بدگمانیہا مبیں فِتنہ ہا بنگر، چہ قدر، اندر ممالِک زادہ اند**

اے بدگمان۔ بدظنی سے میری طرف نہ دیکھ فتنوں کی طرف دیکھ کہ کس قدر ہر ملک میں پیدا ہو گئے ہیں۔

۵ **چُوں زمیں بکشُود، یاراں، صَد درِ فسق و فساد پس درے، از بہر آں، از آسماں بکشادہ اند**

اے دوستو۔ جب زمین نے سینکڑوں فسادوں کے دروازے کھول دیئے تو ایک دروازہ آسمان پر سے بھی کھولا گیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۲)

مَردِ مَیداں باش و، حالِ ما بہبیں   نُصرتِ آں ذُوالجلالِ ما بہبیں

مرد میدان بن اور ہمارا حال دیکھ نیز ہمارے اس ذوالجلال کی مدد دیکھ۔

طعنہ ہا بے اِمتحاں، نامردی است   اِمتحاں کُن، پس مآلِ ما بہبیں

بغیر امتحان کے طعنے دینا نامردی ہے۔ امتحان کر پھر ہمارا نتیجہ اور انجام دیکھ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۰)

۱ آنکہ آید از خدا، آید بدو نصرت دواں — خدمتِ او مے کنند، شمس و قمر چوں چاکراں

جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کی طرف نصرت الٰہی دوڑتی ہوئی آتی ہے چاند اور سورج نوکروں کی طرح اس کی خدمت کرتے ہیں۔

۲ صادقاں را، از خدا، نورے عنایت میشود — عشقِ آں یارِ ازل، مے تابد، اندر روئے شاں

صادقوں کو خدا کی طرف سے ایک نور ملتا ہے اور اس یار ازلی کا عشق ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔

۳ از پئے ہمدردیِ دنیا، مصیبت مے کشند — خادماں بے اجرت اند و پردہ پوشانِ جہاں

وہ دنیا کی ہمدردی کیلئے مصیبتیں اٹھاتے ہیں بے تنخواہ کے نوکر ہیں اور دنیا کے پردہ پوش۔

۴ از گروہِ اہلِ نخوت، لااُبالی مے زیند — بادشاہانِ دو عالم، بے نیاز از حاسداں

وہ متکبر لوگوں سے بے پرواہو کر زندگی بسر کرتے ہیں وہ دونوں جہان کے بادشاہ ہیں اور حاسدوں سے بے نیاز۔

۵ دل سپردن، دلستاں را، سیرتِ ایشاں بود — جاں دہند، از بہرِ آں دلدار، وقتِ امتحاں

دل محبوب کے حوالے کر دینا ان کا شیوہ ہے اور آزمائش کے وقت وہ اس محبوب کی خاطر جان دے دیتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

مِصرعۂ الہامی

حالیا مصلحتِ وقت دراں مے بینیم

الہامی مصرع

اب میں مصلحت وقت اسی میں دیکھتا ہوں۔

(بدر ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء)

مِصرعۂ الہامی

آید آں روزے کہ مستخلص شَوَد

الہامی مصرع

وہ دن قریب ہے جب اسے خلاصی حاصل ہوگی۔

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء)

مِصرعۂ الہامی

ساقیا آمدنِ عید مُبارک بادت

الہامی مصرع

اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

شعرِ الہامی

دَبْدَبۂِ خُسْرَوِیَم شُد بلند زَلْزَلہ در گورِ نِظامی فِگند

الہامی شعر

میری بادشاہی کا دبدبہ بلند ہوا۔ نظامی کی قبر میں زلزلہ پڑ گیا۔

(اخبار بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء)

مِصرعۂ الہامی

از خُدا یابَند، مردانِ خُدا

الہامی مصرع

خدا کے بندے خدا سے ہی حاصل کرتے ہیں۔

(بدر ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء)

مِصرعۂ الہامی

مَباش اَیمن از بازیِ روزگار[1]

الہامی مصرع

گردش روزگار سے بے خوف نہ رہ

(بدر ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء)

---

[1] ایں مصرعہ از کلامِ سعدی شیرازیؒ است کہ بحضرت اقدس علیہ السلام الہام شدہ است

۱ تو مردانِ آں راہ، چُوں بِنگری کِہ از کِینہ و بُغض کور و کری

تو اس راہ کے مردوں کو کس طرح دیکھ سکتا ہے کہ تو تو کینہ اور عداوت کے مارے اندھا اور بہرا ہو رہا ہے۔

۲ چِہ دانی، کہ ایشاں چِساں می زِیَند زِ دُنیا نِہاں در نِہاں می زِیَند

تو کیا جانتا ہے کہ یہ لوگ کیونکر جیتے ہیں وہ تو دنیا سے پوشیدہ در پوشیدہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

۳ فِداگشتہ، در راہِ آں جاں پناہ زِ کف دِل، زِ سر، اوفتادہ کُلاہ

وہ اس جان کی پناہ خداوند کی راہ میں قربان ہیں ان کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے۔

۴ دلے ریش رفتہ، بکوئے دِگر زِ تحسین و لعنِ جہاں بے خبر

ان کا زخمی دل کسی اور ہی کوچہ میں رہتا ہے اور وہ دنیا کی آفرین اور نفریں دونوں سے بے خبر ہیں۔

۵ چو بَیتُ المقدّس، دُروں پُر زِ تاب رہا کردہ، دیوارِ بیرُوں، خراب[1]

بیت المقدس کی طرح ان کا اندرونہ روشن ہے مگر باہر کی دیوار خراب ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

---

[1] ایں مصرعہ از کلامِ سعدی شیرازیؒ است کہ بحضرت اقدس علیہ السلام الہام شدہ است

مِصرعۂ الہامی

مکُن تکیہ بر عُمرِ ناپائیدار[1]

الہامی مصرع

ناپائدار عمر پر بھروسہ نہ کر

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

[1] ایں مصرعہ از کلامِ سعدی شیرازیؒ است کہ بحضرت اقدس علیہ السلام الہام شدہ است

آنانکہ بر دعاویِ ما حملہ ہا کنند　　وز راہِ جہل عربدہ ہا برملا کنند

وہ لوگ جو ہمارے دعووں پر حملے کرتے ہیں اور جہالت کے باعث خواہ مخواہ ہم سے جنگ کرتے ہیں۔

گر یک نظر کنند، دریں نسخۂِ کتاب　　ہست ایں یقیں، کہ ترکِ عناد و ابا کنند

اگر وہ (انصاف کے ساتھ) اس کتاب کو پڑھیں۔ تو یقین ہے کہ دشمنی اور انکار چھوڑ دیں گے۔

باور نمے کنم، کہ نیایند عذر خواہ　　ویں امرِ دیگر است، کہ ترکِ حیا کنند

مجھے یقین نہیں کہ وہ میرے پاس عذر کرتے ہوئے نہ آئیں ہاں یہ اور بات ہے کہ شرم وحیا کو ہی ترک کر دیں۔

(براہین احمدیہ پنجم صفحہ ا ٹائٹل پیج)

بحمدِ اللہ کہ آخر ایں کتابم　　مکمّل شُد، بفضلِ آں جنابم

خدا کا شکر ہے کہ آخر کار میری یہ کتاب جناب الٰہی کے فضل سے مکمل ہوگئی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ا مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

۱ بجز فضلِ خداوندی، چہ درمانے ضلالت را
نہ بخشد سود اعجازے، تہیدستانِ قسمت را

خدا کے فضل کے سوا گمراہی کا کیا علاج ہے بدقسمتوں کو تو معجزہ بھی فائدہ نہیں دیتا۔

۲ اگر بر آسماں صد ماہتاب و صد خورے تابد
نہ بیند روزِ روشن، آنکہ گم کردہ بصارت را

اگر آسمان پر سینکڑوں چاند اور سورج چمکنے لگیں تو جس کی نظر جاتی رہی ہے وہ روز روشن کو نہیں دیکھ سکتا۔

۳ تو اے دانا بترس از آنکہ، سوئے او بخواہی رفت
بدنیا دل چہ مے بندی، چہ دانی وقتِ رحلت را

اے دانا تو اس خدا سے ڈر جس کی طرف تجھے جانا ہے دنیا سے کیا دل لگاتا ہے کیا تو موت کا وقت جانتا ہے؟

۴ مشو، از بہرِ دنیا، سرکشِ فرمانِ احدیت
مخر، از بہرِ روزے چند، اے مسکیں تو شقوت را

دنیا کی خاطر خدائے واحد کے حکم سے سرتابی نہ کر۔ اے مسکین تو چند روز کے مزے کے لئے بدبختی نہ خرید۔

۵ اگر خواہی کہ یابی، در دو عالم جاہ و دولت را
خدارا باش، و از دل، پیشۂ خود گیر طاعت را

اگر تو چاہتا ہے کہ دونوں جہان میں عزت اور دولت حاصل کرے تو خدا کا ہو جا اور دل سے اس کی فرمانبرداری اختیار کر۔

۶ غلامِ درگہش باش، وبعالَم بادشاہی کُن
نباشد بیم از غیرے، پرستارانِ حضرت را

اس کی درگاہ کا غلام بن اور دنیا پر حکومت کر کہ خدا پرستوں کو اس کے غیر سے خوف نہیں ہوتا۔

۷ تو از دِل سُوئے یارِ خُود بیا، تا نیز یار آیَد
محبّت مے کَشَد با جَذبِ رُوحانی محبّت را

تو دل سے اپنے یار کی طرف آ جا کہ پھر وہ بھی (تیری طرف) آئے کیونکہ جذب روحانی کی وجہ سے ایک محبت دوسری محبت کو کھینچتی ہے۔

۸ خُدا، در نُصرتِ آنکس بُوَد، کُو ناصِرِ دِین است
ہمیں اُفتاد آئیں از اَزَل، درگاہِ عِزّت را

خدا اس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اس کے دین کا ناصر ہو۔ ہمیشہ سے درگاہ رب العزت کا یہی قانون ہے۔

۹ اگر باور نمے آیَد، بِخواں، اِیں واقِعاتم را
کہ تا بِینی تو در ہر مُشکِلم، اَنواعِ نُصرت را

اگر تجھے یقین نہیں آتا تو میرے ان واقعات کو پڑھ تا کہ تو میری ہر مشکل کے وقت خدا کی نصرتوں کو دیکھ لے۔

۱۰ ہر آں کُو، یابَد از درگاہ، از خِدمت ہمی یابَد
کِہ غفلت را سزائے ہست، و اَجرے ہست خِدمت را

جو شخص بھی اس کی درگاہ سے کچھ پاتا ہے وہ خدمت سے پاتا ہے کیونکہ ہر غفلت کے لئے سزا ہے اور ہر خدمت کے لئے جزا ہے۔

۱۱ من اندر کارِ خود حیرانم و، رازش نمے دانم
کہ من بے خدمتے دیدم، چنیں نعماء و حشمت را

مگر میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں اور اس کا بھید نہیں جانتا کیونکہ بغیر کسی خدمت کے ایسی نعمتیں اور عزتیں مجھے مل گئیں۔

۱۲ نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم
کجا باشد خبر از ما، گرفتارانِ نخوت را

میں پوشیدہ در پوشیدہ ہوں۔ پس ہمارے متعلق متکبر انسانوں کو کیا خبر ہو سکتی ہے۔

۱۳ ندائے رحمت از درگاہِ باری، بشنوم ہر دم
اگر کرمے کند لعنت، چہ وزن آں ہرزہ لعنت را

میں بارگاہ الٰہی سے رحمت کی آواز ہر لحظہ سنتا رہتا ہوں اگر کوئی کیڑا مجھ پر لعنت کرے تو اس بیہودہ لعنت کی کیا حقیقت ہے۔

۱۴ اگر در حلقۂ اہلِ خدا، داخل شوی یا نے
نوشتیم از رہِ شفقت، کہ ماموریم دعوت را

تیری مرضی ہے خواہ تو اہل اللہ کی جماعت میں داخل ہو یا نہ ہو ہم نے شفقت کی وجہ سے یہ لکھا ہے کیونکہ ہم تو تبلیغ کے لئے مامور ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم نصرۃ الحق صفحہ ۵۹ `۶۰)

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِيْح جَآءَ الْمَسِيْح

نیز بِشنو از زمیں، آمد اِمامِ کامگار

آسمان کی آواز سنو کہ مسیح آ گیا۔ مسیح آ گیا۔ اور زمین سے بھی آمد امام کامگار کی خوشخبری سنو۔

آسماں بارد نِشاں، اَلْوَقْت میگوید زمیں

اِیں دو شاہِد از پئے من، نعرہ زن چُوں بیقرار

آسمان سے نشان برس رہے ہیں اور زمین کہہ رہی ہے کہ یہی وقت ہے یہ دو گواہ میری تصدیق کی خاطر بیقراروں کی طرح اعلان کر رہے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۲)

اَے یارِ اَزل بس است رُوئے تو مرا   بہتر زِ ہزار خُلد، کُوئے تو مرا

اے خدائے لم یزل میرے لئے تیرا چہرہ کافی ہے اور تیری گلی میرے لئے ہزار جنتوں سے بڑھ کر ہے۔

از مصلحتے دِگر طرف بینم، لیک   ہر لحظہ نِگاہ ہست سُوئے تو مرا

میں کسی مصلحت کی وجہ سے اور طرف دیکھ لیتا ہوں ورنہ ہر وقت میری نظر تو تیری ہی جانب لگی ہوئی ہے۔

بر عِزّتِ من، اگر کسے حملہ کُنَد   صبر است طریق، ہمچو خُوئے تو مرا

اگر کوئی میری عزت پر حملہ کرتا ہے تو تیری عادت کی طرح میرا طریقہ بھی صبر ہے۔

من چیستم و، چہ عِزّتم ہست مگر   جنگ است، زِ بہرِ آبرُوئے تو مرا

میں کون ہوں اور میری کیا عزت ہے لیکن تیری عزت کی خاطر یہ میری جنگ ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ا)

۱ مردمِ نااہل گویند مرا کہ چوں عیسیٰ شُدی
بشنو از من ایں جوابِ شاں کہ اَے قومِ حسود

نالایق لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو عیسیٰ کیونکر ہو گیا مجھ سے ان کا جواب سن جو یہ ہے کہ اے حاسد قوم۔

۲ چوں شُمارا شُد، یہُود اندر کتابِ پاک نام
پس خُدا، عیسیٰ مرا کرد است از بہرِ یہُود

چونکہ قرآن میں تمہارا نام یہودی رکھا گیا ہے اس لئے خدا نے مجھے یہودیوں کے لئے عیسیٰ بنا دیا۔

۳ ورنہ، از رُوئے حقیقت، تُخمِ ایشاں نیستید
نیز ہم من، اِبنِ مریم نیستم، اندر وُجُود

ورنہ دراصل تم ان یہودیوں کے تخم سے نہیں اور میں بھی جسمانی طور پر ابن مریم نہیں ہوں۔

۴ گر نبُودندے شُما، مارا نبُودے ہم اَثَر
از شُما شُد ہم ظُہُورَم، پس زِ غَوغاہا چہ سُود

اگر تم نہ ہوتے تو ہمارا نشان بھی نہ ہوتا صرف تمہاری وجہ سے میرا ظہور ہوا۔ پھر غل مچانے سے کیا فائدہ؟

۵ ہر چہ بُود، از نیک و بَد، در دِینِ اِسرائیلیاں
آں ہمہ در مِلّتِ احمدؐ، نُقُوشِ خُود نمُود

یہودیوں کے مذہب میں جو بھلی بری باتیں موجود تھیں وہ سب دین احمد میں بھی پیدا ہو گئیں۔

۶ قَومِ ما، در ہر قَدَم، مانَد بقومِ مُوسوی
بعض ز ایشاں صالحان و بعضِ دِیگر چُوں غدود

ہماری امت ہر بات میں موسیٰ کی امت سے مشابہ ہے بعض ان میں سے اچھے ہیں اور بعض غدودوں کی طرح خراب۔

۷ چُونکہ مُوسیٰ شُد نبیِّ ما، کہ صَدرِ دینِ ماست
لاجَرَم عیسیٰ شُدَم آخر از اں رَبِّ وَدُود

چونکہ ہمارا نبی ہمارے دین کا سرتاج مثیل موسیٰ تھا اس لئے میں بھی خدائے مہربان کی طرف سے عیسیٰ بنادیا گیا۔

۸ نیز ہم اِینجا، یہُودِ بَد گُہَر پَیدا شُدَند
تا بِیازارَند عیسیٰ را، چو آں قَومے کہ بُود

اس امت میں بھی بدذات یہودی پیدا ہو گئے تا کہ وہ بھی گزشتہ قوم کی طرح اس عیسیٰ کو ستائیں۔

۹ الغرض، آں ذُوالمِنَن در ہر صلاح و ہر فساد
ہمچو اِسرائیلیاں، بر قَومِ ما ہر دَر کُشُود

الغرض اس محسن خدا نے ہر نیکی اور ہر بدی میں یہودیوں کی طرح ہماری قوم پر بھی ہر قسم کا دروازہ کھول دیا۔

۱۰ چُوں خدا، نامِ رسولِ پاکِ ما، مُوسٰی نِہاد

نام شُد بُوجہل را فِرعَون، چُوں کِینش فزُود

چونکہ خدا نے ہمارے پاک رسول کا نام موسیٰ رکھا تو ابوجہل کی دشمنی جب بڑھ گئی تو اس کا نام فرعون قرار پایا۔

۱۱ پس درِ اوّل، چُوں کلیم آمد، بحکمِ کِردگار

ہم پئے تکمیل، عیسٰی را، درآخر شُد ورُود

پس جب اس امت کے اول زمانہ میں خدا کے حکم سے ایک کلیم آیا تو تکمیل کے لئے آخری زمانہ میں ایک عیسیٰ کا نزول ہو گیا۔

۱۲ بعد ازیں، رُوتافتن، از مقتضائے شَقوت است

ورنہ اِیں گُفتارِ ما، ہر شکّ و شُبہت را رَبُود

یہ بات سمجھ کر بھی روگردانی کرنا بدبختی کا تقاضا ہے ورنہ ہماری ان باتوں نے تو تیرا ہر شک وشبہ دور کر دیا ہے۔

۱۳ پس چہ حاصِل، تیرہا انداختن، بر صادقاں

ہر کہ از بد باز نایَد، نار را گردَد وَقُود

پس صادقوں پر تیر چلانے کا کیا فائدہ کیونکہ جو بدی سے باز نہ آئے وہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷)

گر بہ مجنُوں صُحبتے خواہی، بہ بینی زُود تَر　　خارہائے دشت و تنہائی و طعنِ عالَمے

اگر تو مجنوں عامری کی صحبت میں رہے گا تو جلدی جنگل کے کانٹوں، تنہائی اور دنیا کے طعنوں کو دیکھ لے گا۔

(مکتوبات احمدیہ حصہ اول صفحہ ٦۵)

شعرِ الہامی

طریقِ زُہد و تعبُّد ندانم اَے زاہد!　　خُدائے من قَدَمَم راند، بر رہِ داؤدؑ

الہامی شعر

اے زاہد! میں ریا کارانہ زہد، طاعت کے طریق کو نہیں جانتا کیونکہ میرے خدا نے میرا قدم داؤد کے راستے پر ڈالا ہے۔

(مکتوبات احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۷)

۱ سِپاس آں خُداوندِ یکتائے را　　بمہر و بمہ، عالم آرائے را

اس بے مثل خداوند کا شکر ہے جس نے دنیا کو چاند اور سورج سے آراستہ کیا۔

۲ بَہَر لحظہ، اُمّیدِ یاری ازوست　　بَہَر حالتے، دوستداری ازوست

ہمیں ہر وقت اس کی طرف سے مدد کی امید ہے اور ہر حالت میں اسی سے محبت کا تعلق ہے۔

۳ جہاں جُملہ یک صنعت آبادِ اوست　　خُنک نیک بختے کہ دریادِ اوست

سارا جہاں اسی کی کاریگری کا مظہر ہے خوش قسمت ہے وہ نیک بخت جو اس کی یاد میں رہتا ہے۔

۴ رسُولِ خُدا، پرتو از نُورِ اوست　　ہمہ خَیرِ ما، زیرِ مقدُورِ اوست

رسول اللہ اس کے نور کا پرتو ہیں اور ہماری ساری بھلائیاں انہیں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

۵ ہماں سرور و سیّد و نُورِ جاں　　محمدؐ، کزو بست نقشِ جہاں

وہی سردار۔ سید اور جان کا نور۔ محمد ہے جس کی وجہ سے جہان کی تخلیق ہوئی۔

۶ بَشر کے بُدے، از مَلَک نیک تر　　نبُودے، اگر چُوں محمدؐ بَشَر

انسان فرشتے سے کیوں کر بڑھ جاتا اگر محمد سا بشر پیدا نہ ہوتا۔

۷ دِلش ہَست نُورانی و سرمدی　　بتابد درُو، فرّۂ ایزدی

اس کا دل نورانی اور ازلی ہے اور اس میں خدا کی عظمت اور شان چمکتی ہے۔

۸ کسے، کِش بُوَد مُصطفٰے رہنما　　سرِ بختِ اُو باشد اندر سما

وہ شخص جس کا رہنما مصطفیٰ ہو اس کا نصیبہ بلندی میں آسمان تک پہنچتا ہے۔

۹ پُر از یادِ اُو ہست جان و دِلم　　بخواب اندر، اندیشہ ہم نگسلم

میرے جان و دل اس کی یاد سے معمور ہیں خواب میں بھی مجھے کوئی دوسرا خیال نہیں آتا۔

۱۰ پس از وَے، سَلامم بتو، اَے شفیق! کرَم گُسترو ہمرہ و ہمطریق

اس کے بعد اسے مہربان اور شفیق اور ہم خیال دوست میں تجھے سلام کہتا ہوں۔

۱۱ کہ یادِ منِ خَستہ، کردی زِ دُور فرِستادۂ نامۂ ہمچو حُور

کیونکہ تو نے اس عاجز کو اتنی دور سے یاد کیا اور ایک خط جو حور کی طرح حسین ہے مجھے بھیجا۔

۱۲ چُناں نظم و نثرش کہ مانِندِ آں ندیدم بعُمرِ خُود، اندر جہاں

اس کی نظم اور نثر ایسی تھی کہ اس جیسی میں نے کبھی دنیا میں نہیں دیکھی۔

۱۳ صفاہا، چُناں اندر آں بیش بیش کہ حاسد بہ بِیند، در آں رُوئے خویش

اس میں ایسی اعلیٰ درجہ کی صفائی ہے کہ دشمن اس میں اپنا منہ دیکھ سکتا ہے۔

۱۴ ظہوری، اگر آگہ شُدے زاں صفا نشستے پسِ زانوئے اِختفا

اگر ظہوری شاعر اس صفائی سے واقف ہوجاتا تو وہ منہ چھپا کر بیٹھ جاتا۔

۱۵ چُناں در سُخن صَفوت و بندوبست کہ عقدِ گُہر را دِہد صد شِکَست

آپ کی باتوں میں ایسی چمک اور ایسی ترتیب ہے کہ وہ موتیوں کے ہار کو بھی مات کرتی ہے۔

۱۶ تو گُفتی سَریرے است صَفوت اَساس مُرصَّع زِ یاقُوت و مَرجان و ماس

گویا وہ ایک ایسا چیدہ اور منتخب تخت ہے جو یاقوت` مرجان اور الماس سے جڑا ہوا ہے۔

۱۷ زہے نحوِ آں بُود، نحوِ سداد ہمہ منطِقم صرفِ آں نحو باد

واہ وا اس کی نحو کیسی اعلیٰ نحو ہے کہ میری ساری گویائی اس نحو پر قربان ہے۔

۱۸ سُخن را، ازاں گُونہ آراستہ نمے آید، از پیرو نَوخاستہ

اس میں کلام کو اس طرح آراستہ کیا گیا ہے کہ اور کوئی نہیں کرسکتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان۔

۱۹ سُخَن کو نمُود ست دُرِّ عَدَن		بہ معنی رَسَانید ، لفظِ سُخَن

کلام سے گویا ایک درعدن ظاہر ہوگیا جس نے الفاظ کو معانی تک پہنچا دیا۔

۲۰ سُخَن نام دریافت، زاں نامۂ		زہے، پُختگی ہائے آں خامۂ

اس خط سے سخن نے نام پایا۔ واہ وااوراس تحریر کی پختگی کے کیا کہنے۔

۲۱ سُخَن آں چُناں باید و اُستوار		چہ حاصِل، سُخَن گُفتنِ نابکار

بات ایسی ہی عمدہ اور پختہ ہونی چاہئے۔ بے سود باتیں کرنے کا کیا فائدہ!

۲۲ خموشی بہ، از گُفتنِ اینچنیں		کہ لبہا نہ جُنباند، از آفریں

ایسی (فضول) باتوں سے تو چپ رہنا اچھا ہے جو لوگوں کے منہ سے تعریف حاصل نہیں کرسکتیں۔

۲۳ سُخَن معدنِ دُرّو سیم و طِلااست		اگر نیک دانی ہمیں کیمیا ست

کلام تو موتی، چاندی اور سونے کی کان ہے اگر تو اس بات کو خوب سمجھ لے تو یہی کیمیا ہے۔

۲۴ سُخَن گرچہ باشد چو لُولُوئے تَر		گُذاریدنش نیز خواہد ہُنَر

بات اگر چہ گوہر آبدار کی طرح ہو۔ مگر اس کے پیش کرنے کو بھی ہنر چاہئے۔

۲۵ سُخَن قامتے ہَست، با اِعتِدال		فصاحت چو خدّ و، بناگوش و خال

کلام کی مثال ایک خوبصورت قد کی سی ہے اور اس کی فصاحت رخسار۔ نوک اور تل کی طرح ہے۔

۲۶ چو گفتار باشد، بلیغ و اَتَم		اَثَرہا کُنَد در دِلے لاجَرَم

جب کلام بلیغ اور اعلیٰ ہوتا ہے تو ضرور دل پر اثر کرتا ہے۔

۲۷ وگر منطقے مُہمل است و خراب		چو خوابِ پریشاں، رَوَد بے حساب

لیکن اگر گفتگو بے معنی اور خراب ہو تو وہ خواب پریشاں کی طرح رائگاں جاتی ہے۔

۲۸ **زباں، گرچہ بحرے بوَد موجزن — طلاقت نگیرد، بجز علم و فن**

زبان اگر چہ طوفانی سمندر کی طرح ہو۔ پھر بھی فصاحت بغیر علم وفضل کے نہیں آتی۔

۲۹ **کسے کو ندارد، وقوفے تمام — چہ طورش، سیاقت بوَد در کلام**

جو شخص (زبان کی) پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ اس کے کلام میں روانی کیونکر آسکتی ہے۔

۳۰ **بحمداللہ کآں مشفقِ پرسداد — دریں جملہ اوصاف، یکتا فتاد**

خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسا مخلص شفیق ان سب صفات میں یکتا ہے۔

۳۱ **عجب ذوق میداشت آں روزِ چند — کہ بودیم، در خدمتِ ارجمند**

وہ دن نہایت پرلطف تھے جب ہم آپ کی بابرکت خدمت میں حاضر تھے۔

۳۲ **کجا شد، دریغ، آں زمانِ وصال — کجا شد، چناں خرّم آں ماہ و سال**

افسوس۔ وہ ملاقات کا زمانہ کہاں گیا اور وہ مبارک مہینہ اور سال کدھر چلا گیا۔

۳۳ **بدستم، ازآں جز خیالے نماند — ازآں جامِ مے، جز سفالے نماند**

میرے ہاتھ میں سوائے اس کے خیال کے کچھ بھی نہ رہا اور اس جام شراب کی ایک ٹھیکری بھی باقی نہ رہی۔

۳۴ **دریں گوشہ، چوں یادِ یاراں کنیم — دو دیدہ، چو ابرِ بہاراں کنیم**

اس کنج تنہائی میں جب ہم دوستوں کو یاد کرتے ہیں تو دونوں آنکھوں کو ابر بہار کی طرح بنا دیتے ہیں۔

۳۵ **دلِ خود، بدنیا چہ بندد کسے — کہ ایّامِ الفت ندارد بسے**

کوئی اس دنیا سے اپنا دل کیا لگائے کہ محبت کے دن زیادہ باقی نہیں رہا کرتے۔

۳۶ **چہ فرق است، در روز و شب جز کہ یار — فتد خاک، بر فرقِ ایں روزگار**

یار کے بغیر دن اور رات میں فرق ہی کیا ہے؟ اس زمانہ کے سر پر خاک پڑے۔

۳۷ دو دستِ دُعا، بپیشِ حق گُشترَم | کہ چہرت نمُاید، بفضل وکَرم

میں اپنے دونوں ہاتھ خدا کے حضور میں پھیلاتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تیرا چہرہ دکھائے۔

۳۸ بمکتوب، گہ گہ بکُن شاد کام | خط ونامہ، باما، چرا شُد حَرام

کبھی کبھی خط لکھ کر ہمیں خوش وقت کر دیا کر۔ تو نے ہمیں خط بھیجنا کیوں ترک کر دیا۔

۳۹ دِگر آنچہ تحریر کرد، آں رفیق | گرم گُستر و مہربان و شفیق

نیز آں مکرم۔ کرم فرما۔ مہربان اور شفیق نے جو یہ لکھا ہے۔

۴۰ کِہ از بحثِ دِیں، زاں نکردیم یاد | کِہ خوفِ ملالِ تو، در دِل فِتاد

کہ ہم نے اسلئے اس خط میں دین کی بحث کا ذکر نہیں کیا کہ ہمارے دل میں ناراضگی پیدا نہ ہو (تو واضح ہو)

۴۱ من آں نیستم، کز رہِ بُغض وکیں | برَنجَم زِ تحریک، در بحثِ دِیں

کہ میں ایسا انسان نہیں ہوں کہ دشمنی اور کینہ وری کی وجہ سے دینی مباحث کی تحریک سے ناراض ہو جاؤں۔

۴۲ تُرا ناحق ایں بدگمُانی فِتاد | دُرونِ کسے، بدگماں ہم مَباد

آپ کو ناحق یہ بدگمانی لاحق ہوئی۔ خدا کرے کسی کا دل بدظن نہ ہو۔

۴۳ بہ غمخوارِیَت گویَم، اَے نیک مَردا! | نہ باید بہ غمخوار دِل رنجہ کرد

اے نیک مرد میں تجھے بطور غمخوار عرض کرتا ہوں اور غم خوار سے ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

۴۴ کہ اِنکار بر زندگیٔ نبیٔ | نِشان است، بر مَوتِ دلہا، جلی

کہ نبی علیہ السلام کی زندگی سے انکار۔ منکروں کے دلوں کی موت کی کھلی کھلی علامت ہے۔

۴۵ جہاں جُملہ، مُردہ فِتادست و زار | یکے زندہ، اُو ہست از کردگار

سارا جہان مردہ اور بیمار ہے خدا کی طرف سے صرف وہی ایک زندہ ہے۔

۴۶ چُنین است ثابت، بقولِ سروش اگر رازِ معنی نیابی، خموش

الہام الٰہی سے یہی ثابت ہے۔ اگر تیری سمجھ میں یہ راز نہ آئے تو چپ رہ۔

۴۷ اگر دَر ہَوا، ہمچوُ مُرغاں پَری وگر بر سرِ آب ہا، بِگذری

اگر پرندوں کی طرح تو ہوا میں اڑنے لگے یا پانی پر چلنے لگے۔

۴۸ وگر، زِ آتش آئی سلامت، بِروں وگر خاک را زر کُنی، از فسُوں

اور اگر تو آگ سے سلامت باہر نکل آئے یا پھونک مار کر مٹی کو سونا بنا دے۔

۴۹ اگر مُنکِری از حیاتِ رسُولؐ سراسر زِیان است و کارِ فضُول

لیکن اگر تو رسول کی زندگی کا منکر ہے تو یہ سب باتیں سراسر فضول اور بے کار ہیں۔

۵۰ خُدایش چو خوانده گواهِ جہاں چرا دانَدش عاقل از غائِباں

خدا نے جب اسے اہل دنیا کے لئے شاہد فرمایا تو عقلمند اسے غائب کیوں سمجھے۔

۵۱ اگر مُنکرِ اُو خَبَر داشتے بجاں دامَنَش نیز نگذاشتے

اگر منکر کو اس کی خبر ہوتی تو خواہ جان دینی پڑتی مگر اس کا دامن نہ چھوڑتا۔

۵۲ بمِہرِ مُنیرش خطاب از خُداشت دریغا ازیں پس، گُماںہا چراست

خدا کی طرف سے مہر منیر اس رسول کا خطاب ہے تو افسوس اس کے بعد فضول گمان کیوں ہیں۔

۵۳ اگر یکدمے، گُم شَوَد آفتاب شَوَد عالَم، از تیرگی ہا خراب

اگر آفتاب ایک دم کے لئے بھی غائب ہو جائے تو دنیا اندھیرے میں مبتلا ہو جائے۔

۵۴ خِرَدمندِ نیکو مَنِش طبعِ راست نتابد سَر از آنچہ حَقّ و بجاست

جو شخص عقل مند، صالح اور نیک فطرت ہے وہ حق اور سچائی سے روگردانی نہیں کرتا۔

۵۵ چو بیند سُخن را، زِ حق پروری   دِگر، در سُخن کم کُند داوری

جب وہ حق شناسی سے بات پر غور کرتا ہے تو پھر وہ اس بات میں جھگڑا نہیں کرتا۔

۵۶ مَشو عاشِقِ زِشت رُو، زِینہار   وگر، خُوب گُم گردَد از روزگار

تو ہرگز کسی بدشکل کا عاشق نہ ہو چاہے دنیا سے حسین گم ہو جائیں۔

۵۷ مُکافات دارَد، ہمہ کاروبار   تو، خار و خَسک تا تُوانی، مَکار

ہر بات کی جزا سزا مقرر ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہے تو کانٹے اور گوکھرو نہ بو۔

۵۸ زمیں، از زراعت، تہی داشتن   بِہ، از تُخمِ خار و خَسک کاشتن

زمین کو زراعت سے خالی رکھنا اس سے بہتر ہے کہ اس میں کانٹے اور گوکھرو بوئے جائیں۔

۵۹ زہے دَولتِ من، کہ فضلِ مجید   مرا، اندریں اِعتِقاد آفرید

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ خدا کے فضل نے مجھے اس اعتقاد پر پیدا کیا ہے۔

۶۰ زِ من نیک تر آنکہ بعد از خبَر   نیارَد بدِل، اِعتِقادِ دِگر

اور مجھ سے بھی اچھا وہ شخص ہے جو علم ہو جانے کے بعد دل میں اس کے خلاف اعتقاد نہ رکھے۔

۶۱ زباں را کُنَد منع، زاں ہر سُخن   کہ دُور از اَدَب باشد و سُوءِ ظَن

اور زبان کو ہر اس بات سے باز رکھے جو ادب کے خلاف اور بدظنی ہو۔

۶۲ بدُنیا، ہمہ نوعِ سُود و زِیاں   باغلب رَسد از مَمَرِّ زباں

دنیا میں ہر قسم کا نفع اور نقصان اکثر زبان کے راستے سے پیدا ہوتا ہے۔

۶۳ تُواں از سُخن مایۂ یافتن   مُقرّب شُدن، پایۂ یافتن

کلام کے ذریعے دولت مل سکتی ہے نیز مقرب ہونا اور عزت پانا بھی ممکن ہے۔

۶۴ هم از گُفت گُو ہا، یکے آں بُوَد   کہ در گُفتنش، خطرۂ جاں بُوَد

اسی طرح بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے کہنے میں جان کا خطرہ ہوجاتا ہے۔

۶۵ چِساں گُفتۂ من بِفہمی تمام   چِساں ریزم، اندر دِلت ایں کلام

میری بات کو تو پوری طرح کیونکر سمجھے کس طرح میں اپنے کلام کو تیرے دل میں ڈال دوں۔

۶۶ اگر جاہلے، سر بِتابد ز پَند   عَجَب نیست، کُو خُود بہ جہل است بند

اگر کوئی جاہل نصیحت ماننے سے انکار کرے تو تعجب نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی جہالت میں پھنسا ہوا ہے۔

۶۷ ولے از تو دارم عَجَب، اَے اَخی!   کہ فرزانہ باشی و ناداں شوی

لیکن اے بھائی مجھے تو تیری طرف سے حیرانی ہے کہ تو دانا ہو کر نادان بنتا ہے۔

۶۸ رُسُولِ مُعَظَّم، کہ دادارِ جاں   چراغِ جہانَش بگوید عیاں

وہ رسول معظم جسے خدا نے صاف طور پر جہان کا چراغ فرمایا ہے۔

۶۹ چہ چیز، از تو اورا، حجاب است وبند   چہ دِیوار داری، کشیدہ بلند

تو پھر کونسی چیز ہے جو تیری راہ میں بطور حجاب حائل ہے اور وہ کونسی اونچی دیوار ہے جو تیرے سامنے کھنچی ہوئی ہے۔

۷۰ مَشو غرّہ، بر گُفتۂ یک کسے   کہ عقل و تدبّر نہ دارد بسے

تو اس شخص کے قول پر فریفتہ نہ ہو۔ جو عقل و دانش نہیں رکھتا۔

۷۱ زِ ہر فاضِلے، بَہرہ گیر، اَے جواں!   بعقل و اَدَب، باش پیر، اَے جواں!

اے جوانمرد۔ ہر عالم سے فائدہ اٹھا اور عقل و ادب کی رو سے اسے جوان تو بزرگ بن جا۔

۷۲ قدَم نِہ، بہ تقلیدِ اہلِ کمال   کہ خُود، اُوفتد ناگہاں در ضلال

اہل کمال کی تقلید کی راہ پر چل کہ آدمی خود رائی سے ناگہاں گمراہی میں جا پڑتا ہے۔

۷۳ میانہ گزیں باش و با اِعتدال — کہ یک سُو رَوِی، باشد از اِختلال

میانہ روی اوراعتدال کے طریقہ کواختیار کر کہ یک طرفہ چلنا فساد کا موجب ہوتا ہے۔

۷۴ دو چشمِ کسے، چُوں سلامت بُوَد — بَیک چشم دِیدن، ندامت بُوَد

جس کی دونوں آنکھیں سلامت ہوں تو صرف ایک آنکھ سے دیکھنا اس کیلئے باعث ندامت ہوتا ہے۔

۷۵ بہ تحقیق، باید نظر چُست داشت — دو دِیدہ، مُعطّل نباید گُذاشت

ہمیشہ تحقیق کی نظر چست رکھنی چاہئے اور آنکھوں کو بے کار نہیں چھوڑنا چاہئے۔

۷۶ چو صُوفِ صَفا، در دِل آمیختند — مِداد، از سَوادِ عُیُوں، ریختند

جب صفائی کا صوف دل میں ملاتے ہیں تو آنکھوں کی سیاہی سے روشنی ڈالتے ہیں۔

۷۷ دو چیز است، چو پانِ دُنیا و دِیں — دِلِ روشن و دِیدۂ دُور بِیں

دو چیزیں دین و دنیا کی محافظ ہیں۔ ایک تو روشن دل دوسرے دور اندیش نظر۔

۷۸ خُدا راست، آں بندگانِ کرام — کہ از بہرِ شاں، مے کُنَد صُبح و شام

خدا کے نیک بندے ایسے بھی ہیں جن کے لئے خدا صبح وشام کو پیدا کرتا ہے۔

۷۹ بدُنبالِ چشمے، چو مے بنگرند — جہانے، بدُنبالِ خُود مے کَشند

جب وہ کن انکھیوں سے دیکھتے ہیں تو ایک جہان کو اپنے پیچھے کھینچ لیتے ہیں۔

۸۰ اثر ہاست، در گُفتگُو ہائے شاں — چکد نُورِ وحدت، ز رُو ہائے شاں

ان کے کلام میں اثر ہوتا ہے اوران کے چہروں سے توحید کا نور ٹپکتا ہے۔

۸۱ در اُو شاں، بہ اِظہارِ ہر خیر و شر — نِہادست حق، خاصیت مُستتر

ان میں نیکی اور بدی کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ نے مخفی خاصیت رکھ دی ہے۔

۸۲ بگفتن، اگرچہ خُدا نیستند ولے، از خُدا، ہم جُدا نیستند

اگرچہ کہنے کو وہ خدا نہیں ہیں۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔

۸۳ کسے را، کہ اُو ظلِّ یزداں بُوَد قیاسش بخود، جہل و طُغیاں بُوَد

جو شخص خدا کا ظل ہو اس کو اپنے پر قیاس کرنا جہالت اور سرکشی ہے۔

۸۴ بہ ردّش، ازاں سُو، گر آید کِتاب ازیں سُو، بزُودی بگویم جواب

اس کے رد میں اگر کوئی کتاب شائع ہو تو میں اس طرف سے فوراً جواب دوں گا۔

۸۵ ولیکن، بباید کتابے تمام کہ باشد، مُحیطِ ہمہ مُدّعا یُرام

مگر یہ چاہئے کہ وہ کتاب پوری ہو اور تمام مقاصد پر حاوی ہو۔

۸۶ زِ عہدے کہ کردم، نگرْدَم گہے نہ گرْدَم، رُباید، صَبا زیں رہے

میں کبھی اس عہد سے نہیں پھروں گا جو میں نے کیا ہے ہوا میری گرد کو بھی اس رستے سے نہیں ہٹا سکتی۔

۸۷ مگر کا آسمانی، دِگر گُونہ کار فراز آید از گردشِ روزگار

سوائے اس کے کہ آسمان سے کوئی اور امر گردش زمانہ کی وجہ سے نازل ہو۔

۸۸ چہ گویم، زِ تدریسِ اطفال حال کہ دارم دِلے از حالِ شاں پُر ملال

اس زمانہ کے بچوں کی تعلیم کا کیا حال بیان کروں کہ میرا دل ان کی وجہ سے بہت رنجیدہ ہے۔

۸۹ مُعلّم مُیَسّر شَوَد، بِست کس ولیکن بزر، مُشکل این است بس

بیسیوں استاد مل سکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ صرف روپیہ سے ملتے ہیں۔

۹۰ کُجا آں قناعت گُزیں اوستاد کہ براندکے آمد، از اتّحاد

وہ قانع استاد اب کہاں رہے جو اپنے اخلاص کے باعث تھوڑے گزارہ پر مل جاتے تھے۔

۹۱ بکوشیم و، انجامِ کار آں بوَد — کہ آں خواہش ورائے یزداں بوَد

ہم کوشش کرتے ہیں مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی اور خواہش ہوتی ہے۔

۹۲ فتاد است، در فاضلاں حرص و آز — ہمہ جائگاہ، شُد درِ طمع باز

عالموں کے دلوں میں حرص اور لالچ پیدا ہو گیا ہے اور ہر جگہ طمع کے دروازے کھل گئے ہیں۔

۹۳ طمع، عہد ہائے گراں، بگسلد — زِ دلدار، پیوندِ جاں، بگسلد

لالچ تو بڑے بڑے مضبوط اقراروں کو توڑ دیتا ہے بلکہ محبوب کے ساتھ گہرے ربط کو بھی توڑ دیتا ہے۔

۹۴ بجویند از حرص، کثرت بمال — ازاں، خود فتد، اندراں اختلال

یہ لوگ حرص کی وجہ سے کثرت مال چاہتے ہیں حالانکہ مال کمانے میں بھی حرص کی وجہ سے فتور پڑتا ہے۔

۹۵ دریغا، ندانند، ایں مردماں — کہ آہستگی ہم، رَسانَد براں

افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ آہستگی سے بھی ان کی یہ مراد پوری ہو سکتی ہے۔

۹۶ زمانہ بسا بیذق، آہستہ رانْد — کہ ناگاہ، برجائے فرزیں نشانْد

زمانہ نے بہت سے پیادے شطرنج کے آہستہ آہستہ بڑھائے جن کو آخر یکدم فرزین کی جگہ بیٹھا دیا۔

۹۷ بنظم ایں قدر، ماجرائے برفت — بپوشی، گر از من خطائے برفت

یہ تھوڑا سا حال میں نے نظم میں لکھا ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو پردہ پوشی کر۔

۹۸ کہ من، بندۂ ناکس و کہترم — نہ گوہر شناسم، نہ باگوہرم

کیونکہ میں ایک کمزور اور عاجز انسان ہوں نہ جوہر شناس ہوں نہ جوہری۔

۹۹ بوَد چشمِ احرار، از عیب پاک — اگر جاہلے عیب، بیند چہ باک

شریفوں کی آنکھ تو عیب گیری کے نقص سے پاک ہوتی ہے ہاں جاہل عیب بین ہوا کرے تو اس کا کوئی مضایقہ نہیں۔

(اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء)

۱ کے شوی، عاشقِ رُخِ یارے　　تا نہ بَر دِل، رُخش کُنَد کارے

تو کیونکر کسی معشوق کا عاشق ہوسکتا ہے جب تک اس کا چہرہ تیرے دل میں بس نہ جائے۔

۲ ہم چُنیں، زاں لبے، دو گُفتارے　　آں کُنَد کارہا، کِہ دِیدارے

اسی طرح ان ہونٹوں کے دو بول وہی اثر رکھتے ہیں جیسے (محبوب کا) دیدار۔

۳ لاجَرَم، عِشقِ دِلبرِ خُوش خُو　　خیزد از گُفتگُو، چو دِیدنِ رُو

بے شک دلبر خوش خو کا عشق اس کی گفتگو سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کے دیکھنے سے۔

۴ گُفتگُو را کَشِش بَوَد بِسیار　　بے سُخَن، کم اَثَر کُنَد دِیدار

کلام میں بڑی کشش ہوا کرتی ہے کلام کے بغیر دیدار کا اثر کم ہی ہوتا ہے۔

۵ ہر کِہ ذَوقِ کلام یافتہ است　　رازِ اِیں رہ، تمام یافتہ است

جس کو ذوق گفتار نصیب ہوگیا اس نے عشق کے راستہ کا سارا راز معلوم کرلیا۔

۶ زیرِ لَب، گُفتگُوئے جانانے　　زندگی بخشدت، بَیَک آنے

محبوب کی شیریں کلامی پل بھر میں تجھے زندگی عطا کردے گی۔

۷ دوزخے، کز عذاب پُر چُوں خُم　　اصلِ آں ہست "لَا یُکَلِّمُہُمْ"

وہ دوزخ جو خم کی طرح عذاب سے پر ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا۔

۸ دِل نہ گردَد صفا، نہ خیزد بیم　　تا چو مُوسیٰؑ، نمے شوی تو کلیم

نہ دل صاف ہوتا ہے نہ خوف دور ہوتا ہے جب تک تو موسیٰ کی طرح کلیم نہ بن جائے۔

۹ ہست دارُوئے دِل، کلامِ خُدا　　کے شوی مست جُز بجامِ خُدا

دل کی دوا خدا کا کلام ہے تو خدا کے اس جام کے بغیر سیراب کیونکر ہوسکتا ہے؟

۱۰ تا نہ اُو گُفت، خُود اَنَا الْمَوْجُوْد — عُقدۂ ہستیش، کسے نکشُود

جب تک اس نے خود انا الموجود نہ کہا تب تک اس کی ہستی کا عقدہ کوئی کھول سکا۔

۱۱ تا نشُد مشعلے، زِ غَیب پدید — از شبِ تارِ جہل، کس نرَہید

جب تک غیب سے مشعل ظاہر نہ ہوئی تب تک جہالت کی اندھیری رات سے کسی نے رہائی نہ پائی۔

۱۲ تا نہ خُود را نمُود، خُود دادار — کس ندانست کُوئے آں دِلدار

جب تک خدا نے خود اپنے تئیں ظاہر نہ کیا تب تک کسی کو اس دلدار کی گلی کا پتہ نہ لگا۔

۱۳ تا نہ خُود، از سُخن، یقیں بخشِید — کس، زِ زِندانِ رَیب وشک نرَہید

جب تک اس نے خود اپنے کلام کے ذریعہ یقین نہ بخشا تب تک کوئی شک وشبہ کے قید خانہ سے آزاد نہ ہوا۔

۱۴ ہر چِہ باشد، زِ زُہد و صِدق و سَداد — بے یقیں سُست باشدش بُنیاد

زہد اور صدق اور سداد کی جو بات بھی ہو۔ بغیر یقین کے اس کی بنیاد کمزور ہوتی ہے۔

۱۵ گر یقیں نیست بر خُدائے یگاں — از محالات، قُوّتِ اِیماں

اگر خدائے واحد پر یقین نہیں ہے تو قوت ایمان ناممکن ہے۔

۱۶ بے یقیں دِین و کیش، بیہودہ است — بے یقیں ہیچ دِل نیاسُودہ است

دین و مذہب بغیر یقین کے بالکل فضول ہیں کوئی دل بغیر یقین کے آرام نہیں پا سکتا۔

۱۷ بے یقین و تجلّیاتِ یقیں — کس نہ رستہ، زِ دامِ دیوِ لعیں

بغیر یقین کے اور بغیر یقین کی روشنیوں کے کوئی شخص شیطان لعین کے پھندے سے آزاد نہ ہو سکا۔

۱۸ بے یقیں، از گُنہ نہ رَست کسے — دانم اَحوالِ شَیخ وشاب بسے

یقین کے بغیر کوئی شخص بھی گناہ سے نہیں چھٹتا میں بہت سے بوڑھوں اور جوانوں کے حال سے آگاہ ہوں۔

۱۹ آں خُدائے کہ ذاتِ اُوست نہاں — دُور تر، از دو چشمِ عالمیاں

وہ خدا جس کی ذات پوشیدہ ہے اور اہل جہان کی آنکھوں سے بہت دور ہے۔

۲۰ برِ وُجُودش، یقیں چساں آید — گر نظر نیست، گُفتگُو باید

اس کے وجود پر کس طرح یقین حاصل ہو؟ اگر دیدار نہیں تو گفتگو تو ضروری ہے۔

۲۱ زیں سَبَب ہست حاجتِ گُفتار — گر مُیَسّر نمے شَوَد دِیدار

اسی واسطے الہام کی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔

۲۲ بے کلام و شہادتِ آیات — کے یقیں مے شَوَد، کہ ہست آں ذات

بغیر کلام اور نشانات کی گواہی کے کس طرح یقین آئے کہ وہ ذات موجود ہے۔

۲۳ بے یقیں، کے ہمے شَوَد، دِل پاک — مُردہ چُوں سَر بر آرد، از تہِ خاک

بغیر یقین کے دل بھی کب پاک ہوسکتا ہے خاک کے نیچے سے مردہ کیونکر سر اٹھا سکتا ہے۔

۲۴ گر یقیں نیست، نیز ایماں نیست — زُہد و صِدق و ثبات و عِرفاں نیست

اگر یقین نہیں تو ایمان بھی نہیں ہے اس طرح بغیر یقین کے زہد، صدق، استقلال اور عرفان بھی حاصل نہیں ہوتا۔

۲۵ جُز یقیں مُشکل ست صِدق و ثبات — سخت دُشوار، ترکِ مَنہیّات

بغیر یقین کے وفاداری اور استقامت مشکل ہے اور گناہوں کا ترک کرنا بھی سخت دشوار ہے۔

۲۶ زیں سَبَب خَلق شُد، چو مُردارے — سَر تہی گشت، از سرِ یارے

اسی وجہ سے خلقت مردار کی طرح ہوگئی اور یار کی محبت سے دل خالی ہوگیا۔

۲۷ روز و شب، کار و بارِ، فِسق و فُجُور — حاصِلِ عُمر، کُفر و کِبر و غُرُور

لوگ دن رات فسق و فجور میں مبتلا ہیں زندگی کا ماحصل کفر تکبر اور غرور ہوگیا ہے۔

۲۸ دِین و مذہب، برائے آں باشد کز یقیں، سُوئے حق کشاں باشد

دین اور مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ یقین پیدا کر کے وہ خدا کی طرف کھینچے۔

۲۹ اِیں چہ دِینے، کہ مے کشَد، ہر آں سُوئے شَیطان و سِیرتِ شَیطاں

یہ دین کیسا ہے جو ہر لحظہ شیطان اور حرکتوں کی طرف کھینچتا ہے۔

۳۰ از رِیا، عَیبِ خویش مے پوشند ہَردَم، از حرص و آز مے جوشند

یہ لوگ ریا سے اپنے عیبوں کو چھپاتے ہیں اور ہر وقت ان میں لالچ اور حرص جوش مار رہے ہیں۔

۳۱ چُوں یقیں نیست، بر خُدائے وحید لاجَرَم، نَفْس شُد، خبیث و پلید

چونکہ خدائے واحد پر یقین ہی نہیں ہے اس لئے بے شک نفس گندہ اور پلید ہو گیا ہے۔

۳۲ نَفْسِ دُوں، تا نہ بِینَد آں اَنوار کَے شَوَد سَرد، خواہِشِ مُردار

نفس دوں جب تک وہ انوار نہ دیکھے تب تک مردار کی خواہش کب سرد ہو سکتی ہے۔

۳۳ ہَست وَاللہ کلامِ رَبّانی از خُدا، آلۂ خُدا دانی

خدا کی قسم یہ خدا کا کلام ہی ہے جو خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آلہ ہے۔

۳۴ اژدہائے دَماں کہ نَفْسَش نام بے کلامِ خُدا نہ گردَد رام

وہ خونخوار اژدہا جس کا نام نفس ہے۔ خدا کے کلام کے بغیر مطیع نہیں ہوتا۔

۳۵ اِیں فَسُوں است، بہرِ اِیں مارے کز لبِ یار، یک دو گُفتارے

اس سانپ کا یہی منتر ہے کہ محبوب کے منہ سے ایک دو باتیں سن لی جائیں۔

۳۶ وہ چہ دارَد اَثر، کلامِ خُدا دیو بگریزد، از پیامِ خُدا

واہ وا۔ خدا کا کلام کیا اثر رکھتا ہے کہ اس کے پیام سے شیطان بھاگتا ہے۔

۳۷ دُزد را کار ہست، با شبِ تار چوُں سَحر شُد، گریزد آں غدّار

چور کا تعلق اندھیری رات کے ساتھ ہے جہاں صبح ہوئی اور وہ غدار بھاگا۔

۳۸ ہمچُو قولِ خُدا، کُدام سَحَر کہ رَوَد تیرگی، ازو یکسر

خدا کے کلام جیسی اور کونسی صبح ہے جس کی وجہ سے اندھیرا بالکل دور ہو جائے۔

۳۹ ہر کہ اِیں در، بَرُو خُدا بکشاد بے توقُّف، خُدایش آمد یاد

جس شخص پر خدا نے الہام کا دروازہ کھول دیا اسے ہمیشہ خدا یاد رہتا ہے۔

۴۰ آں چُناں دُور شُد، زِ خُبث و فَساد کہ نَماندہ اَثَر، زِ اِستِعداد

وہ شرارت اور فساد سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ ان باتوں کی صلاحیت ہی اس میں نہیں رہتی۔

۴۱ واں کہ، در عُمرِ خُود ندید آں نُور کور ماندو، زِ نُورِ حق مہجُور

مگر جس نے عمر بھر وہ روشنی نہیں دیکھی وہ اندھا اور خدا کے نور سے دور ہی رہا۔

۴۲ کس نَیابَد، ازاں یگاں اَسرار جُز سعیدے، کہ یابَد آں گُفتار

کوئی بھی اس معبود یکتا سے اسرار حاصل نہیں کرتا سوائے اس سعادت مند کے جسے الہام نصیب ہو جائے۔

۴۳ ہر کہ، اِیں مِہر بر سرِ اُو تافت ذَوقِ مِہرِ خُدا، ہماں کس یافت

جس کے سر پر یہ آفتاب چمکا وہی خدا کی محبت کا مزا چکھتا ہے۔

۴۴ ہیچ دانی؟ کلامِ رحماں چیست؟ واں کہ، آں خُور بیافت، آں مَہ کیست؟

تجھے خبر بھی ہے؟ کہ رحمان کا کلام کیا چیز ہے اور وہ چاند کونسا ہے جس کے پاس کلام رحمان کا سورج ہے۔

۴۵ آں کلامش، کہ نُورہا دارَد شک و رَیب، از قُلُوب بردارَد

اس کا وہ کلام جو اپنے اندر انوار رکھتا ہے دلوں سے شک وشبہ کو دور کر دیتا ہے۔

۴۶ نُور در ذاتِ خویش و نُور دِہد　　رگِ ہر شکّ و ہر گُماں بِبُرد

وہ خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نور عطا کرتا ہے اور ہر شک اور گمان کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

۴۷ دِل کہ باشد گرفتۂ اَوہام　　یابَد از وَے، سکینت و آرام

وہ دل جو وہم میں گرفتار ہو اسی سے تسکین اور آرام پاتا ہے۔

۴۸ ہمچُو میخے، کہ ہست فَولادی　　در دِل آید، فزایَدت شادی

وہ ایک فولادی میخ کی طرح دل میں گڑ جاتا ہے اور خوشی کو بڑھاتا ہے۔

۴۹ زو رَہَد، عادتِ فَساد و شِقاق　　چارۂ زہرِ نَفْس، چُوں تریاق

اس کی برکت سے فساد اور جھگڑے کی عادت دور ہوتی ہے اور وہ تریاق کی طرح نفس کے زہر کا علاج ہے۔

۵۰ کارہا میکُنَد، بانسانے　　ہمچو بادِ صَبا، بہ بُستانے

الہام انسان کے ساتھ وہی کام کرتا ہے جو بادِ صبا باغ کے ساتھ کرتی ہے۔

۵۱ مے کُشایَد دو چشمِ اِنساں را　　مے نُمایَد، جمالِ رحماں را

الہامی آدمی کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے اور رحمان کا جمال دکھلا دیتا ہے۔

۵۲ درِ وَحیِ خُدا، چو گردَد باز　　بستہ گردد، بر آدمی درِ آز

جب خدا کی وحی کا دروازہ کھلتا ہے تو آدمی پر حرص کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

۵۳ یک کِشِش، کار مے کُنَد بدرُوں　　در دِل آیَد فرو، رُخِ بیچُوں

اس کی ایک کشش انسان کے باطن کو درست کر دیتی ہے اور اس یکتا خدا کا چہرہ دل کے اندر اتر جاتا ہے۔

۵۴ زاں کِشِش، دِل ہمے شَوَد بیدار　　مُتَنَفِّرّ زِ غیرِ و، طالبِ یار

اس کشش سے دل بیدار ہو جاتا ہے اور وہ غیر سے متنفر اور خدا کا طالب بن جاتا ہے۔

۵۵ رُو، زِ ہر حرص و آز تابندہ سُوئے یارِ اَزَل، شتابندہ

وہ ہر لالچ اور حرص سے منہ پھیر لیتا ہے اور یار ازلی کی طرف دوڑتا ہے۔

۵۶ میوہ، از رَوضۂ فنا خُوردہ واز خُود و، آرزُوئے خُود مُردہ

باغ فنا کا میوہ کھاتا ہے خودی اور خواہش نفسانی کی طرف سے مر جاتا ہے۔

۵۷ سَیلِ عشقش، زِ جائے خُود بُردہ رخت، در جائے دِیگر، آوردہ

خدا کی محبت کا سیلاب اسے اپنی جگہ سے بہا کر لے جاتا ہے اور وہ کسی اور جگہ اپنا ڈیرہ ڈال دیتا ہے۔

۵۸ پاک و طیّب، بچشمِ بیچُونے پیشِ کوراں، خبیث و ملعُونے

وہ خدائے بیچوں کی نظر میں پاک صاف ہوجاتا ہے اگرچہ اندھوں کے نزدیک خبیث اور ملعون ہوتا ہے۔

۵۹ از یقیں پُر، چُو شیشۂ عطّار لااُبالی، زِ لعنتِ اغیار

وہ یقین سے ایسا پر ہوتا ہے جیسے عطار کا شیشہ اور نااہلوں کی لعنت سے لاپرواہوجاتا ہے۔

۶۰ دستِ غَیبی کشیدہ، دامنِ دِل برکشیدہ، دو دستِ یار زِ گِل

ایک غیب کا ہاتھ اس کے دامن کے دل کو کھینچ لیتا ہے اور یار کے دونوں ہاتھ اسے کیچڑ سے نکال لیتے ہیں۔

۶۱ پاک دِل، پاک جان و پاک ضمیر دُور تر از مکائد و تزوِیر

وہ پاک دل پاک روح اور پاک خیال ہوجاتا ہے چالاکیوں اور جھوٹ سے بہت دور۔

۶۲ آنچناں عشق، تیز مرکب راند کہ ازآں مُشتِ خاک ہیچ نماند

عشق نے گھوڑے کو اتنا تیز دوڑایا کہ اس مشت خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔

۶۳ کُشتۂ دِلبر و دِلآرامے رستہ یکسر، زِ ننگ و از نامے

دلبر اور دلارام پر قربان اور ننگ وناموس بالکل بے پرواہوجاتا ہے۔

۶۴ پُر زِ عشق و، تہی زِ ہر آزے قِصّہ کوتاہ کرد، آوازے

وہ عشق سے بھر پور اور حرص سے خالی ہوتا ہے ایک ہی آواز نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔

۶۵ آں ندائے یقیں، کہ گوش شُنِید کرد کار و، زِ غَیرِ حق بِبُرِید

اسی یقینی آواز نے جو اس کے کانوں میں پڑی بڑا کام کیا اور اسے غیر اللہ سے منقطع کر دیا۔

۶۶ رفتہ بیرُوں، زِ حلقۂ اغیار دِل بُریدہ، زِ غَیرِ آں دِلدار

وہ غیروں کے دائرہ سے باہر نکل گیا اور غیر اللہ سے بے تعلق ہو گیا۔

۶۷ پاک گشتہ، زِ لَوثِ ہستئ خویش رَستہ، از بندِ خُود پرستئ خویش

وہ اپنی ہستی کی آلودگی سے پاک ہو گیا اور خود پرستی کی قید سے آزاد۔

۶۸ آنچناں، یار در کمند انداخت کہ نداند بدیگرے پرداخت

یار نے اس طرح اسے اپنی کمند میں لے لیا کہ وہ دوسروں سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا۔

۶۹ قَدَمِ خُود زدہ، براہِ عَدَم گُم بیادش، زِ فرق تا بقدم

فنا کے راستے پر چل پڑا اور اس کی یاد میں سر سے پیر تک گم ہو گیا۔

۷۰ ذِکرِ دِلبر، غذائے اُو گشتہ ہمہ دِلبر، برائے اُو گشتہ

دلبر کا ذکر اس کی غذا ہو گیا بلکہ سارا دلبر اس کے لئے ہو گیا۔

۷۱ سوختہ ہر غَرَض، بجُز دِلدار دوختہ چشمِ دِل، زِ غَیرِ نگار

اس نے سوائے دلدار کے اپنی ہر خواہش کو جلا دیا اور محبوب کے سوا ہر چیز کی طرف سے آنکھ بند کر لی۔

۷۲ دِل و جاں، بر رُخے فِدا کردہ وَصْلِ اُو، اصلِ مُدّعا کردہ

اس کے چہرہ پر جان و دل فدا کر دیا اور اس کے وصل کو اپنا خاص مدعا بنا لیا۔

۷۳ مُردہ و، خویشتن فنا کردہ عِشق جوشید و، کارہا کردہ

وہ مر گیا اور اس نے اپنے تئیں فنا کر دیا۔ عشق جوش میں آیا اور اس نے سب کام کر دیئے۔

۷۴ از خُودی ہائے خُود، فِتاد جُدا سَیل پُر زور بُود، بُرد از جا

اپنی خودی سے الگ ہو گیا۔ سیلاب بہت زور کا تھا اسے بہا کر لے گیا۔

۷۵ تن چُو فرسُود، دِلستاں آمد دِل چو از دست رفت، جاں آمد

جب بدن کمزور ہو گیا تو محبوب آ گیا جب دل ہاتھ سے چلا گیا تو محبوب تشریف لے آیا۔

۷۶ عِشقِ دِلبر برُوئے اُو بارِید ابرِ رحمت، بکُوئے اُو بارِید

محبوب کا عشق اس کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگا اور ابر رحمت اس کے کوچہ میں برسنے لگا۔

۷۷ از یقینے کہ شُد، زِ گُفتارے در دِلِ اُو برُست، گُلزارے

اس یقین کی وجہ سے جو الہام نے پیدا کیا تھا اس کے دل میں ایک گلزار کھل گیا۔

۷۸ ہر ظہورے، یکے سَبَب دارَد داند آں کُو، بدِل طَلَب دارَد

ہر نئی بات کا ایک سبب ہوا کرتا ہے اس کو وہی سمجھتا ہے جس کے دل کو طلب لگی ہوئی ہو۔

۷۹ پس چُنیں، شورِشِ محبّتِ یار کہ بِشوئید، ہم از خُودی آثار

پس دوست کی محبت کی ایسی شورش جو خودی کے آثار تک مٹا ڈالے۔

۸۰ اِیں مُیسّر نمے شَوَد زِنہار جُز سُخَن ہائے دِلبر و دِلدار

ہرگز میسر نہیں آ سکتی سوائے دلبر اور دلدار کی باتوں کے۔

۸۱ عِشق، کُو رُو نمایَد، از دِیدار نیز گہ گہ، بخیزد از گُفتار

وہ عشق جو دیدار سے پیدا ہوا کرتا ہے کبھی کبھی گفتار سے بھی پیدا ہوتا ہے۔

۸۲ بالخصوص، آں سُخن کہ از دِلدار　　خاصیّت دارد، اندریں اَسرار

خاص کر دلدار کی وہ باتیں جو اسرار کے طور پر عشق پیدا کرنے والی خاصیت اپنے اندر رکھتی ہیں۔

۸۳ کُشتۂ اُو، نہ یک، نہ دو، نہ ہزار　　اِیں قتیلانِ اُو، بِرُوں زِشُمار

ان باتوں کے فدائی صرف ایک دو یا ہزار انسان ہی نہیں ہیں بلکہ اس کے کشتے بے شمار ہیں۔

۸۴ ہر زمانے، قتیلِ تازہ بخواست　　غازۂِ رُوئے اُو، دَمِ شُہَدا است

ہر وقت وہ ایک نیا قتیل چاہتا ہے اس کے چہرہ کا غازہ شہیدوں کا خون ہوتا ہے۔

۸۵ اِیں سعادت، چو بُود، قسمتِ ما　　رفتہ رفتہ رَسید نوبتِ ما

یہ سعادت چونکہ ہماری قسمت میں تھی رفتہ رفتہ ہماری نوبت بھی آ پہنچی۔

۸۶ کربلائے شت، سَیرِ ہر آنم　　صَد حُسَین است، در گریبانم

کربلا میری ہر آن کی سیر گاہ ہے سینکڑوں حسین میرے گریبان کے اندر ہیں۔

۸۷ آدمم، نیز احمدِ مُختار　　در بَرَم، جامۂ ہمہ ابرار

میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں۔

۸۸ کارہائے کِہ کرد، بامن یار　　برتر، آں دفتر است، از اِظہار

وہ کام جو خدا نے میرے ساتھ کئے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتے۔

۸۹ آنچہ داد است، ہر نبی را جام　　داد آں جام را، مرا بتمام

جو جام اس نے ہر نبی کو عطا کیا تھا وہی جام اس نے کامل طور سے مجھے بھی دیا ہے۔

۹۰ دِلِ من بُرد و، اُلفتِ خُود داد　　خُود مرا شُد، بَوَحیِ خُود، اُستاد

وہ میرا دل لے گیا اور اپنی الفت مجھے دے دی اور وحی کے ذریعہ آپ میرا استاد بن گیا۔

۹۱ وَحیِ اُو را، عَجَب اَثَر دِیدم   رُوئے آں مِہر، زاں قَمَر دِیدم

میں نے اس کی وحی میں عجب اثر دیکھا یعنی اس سورج کا چہرہ اس چاند کے طفیل نظر آ گیا۔

۹۲ دِیدم از خَلق، رَنج و مَکرُوہات   واں چہ چیزاست، پیشِ اِیں لَذّات

میں نے مخلوق سے جو رنج اور تکلیفیں دیکھیں وہ ان لذتوں کے آگے کیا چیز ہیں۔

۹۳ دِیدم، از ہجرِ خلق، جلوۂ یار   کارِ دیگر، برآمد از یک کار

میں نے خلقت سے علیحدہ ہو کر یار کا جلوہ دیکھا۔ ایک کام سے دوسرا کام نکل آیا۔

۹۴ آنچہ من بِشنَوَم، زِ وَحیِ خُدا   بخُدا، پاک دانَمَش، زِ خطا

جو کچھ خدا کی وحی سے میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اسے غلطی سے پاک سمجھتا ہوں۔

۹۵ ہمچو قُرآں، مُنزّہ اش دانم   از خطاہا، ہمیں شت اِیمانم

میں اسے قرآن کی طرح غلطیوں سے پاک جانتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے۔

۹۶ من خُدا را، بُدُو شناختہ اَم   دِل، بدیں آتَشَش، گُداختہ ام

میں نے خدا کو اسی کے ذریعہ سے پہچانا ہے خدا کی اس آگ سے ہی میں نے اپنے دل کو گداز کیا ہے۔

۹۷ بخُدا، ہَست اِیں کلامِ مجید   از دہانِ خُدائے پاک و وحید

خدا کی قسم یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ خدائے قدوس اور واحد کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔

۹۸ آنچہ برمن عیاں شُد، از دادار   آفتابے شت، با دو صد اَنوار

جو کچھ مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے وہ ایک آفتاب ہے جو سینکڑوں انوار اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

۹۹ اِیں خُدائیست، رَبِّ اَرْبابَم   بکہ رُو آرم، ار، اَزُو تابم

یہ ہے میرا خدا جو رب الارباب ہے اگر میں اس سے روگردانی کروں تو پھر کس کی طرف رخ کروں؟

۱۰۰ انبیاء گرچہ بُودہ اند بسے　　من بعرفاں، نہ کمترم زِ کسے

اگر چہ انبیاء بہت ہوئے ہیں۔ مگر میں معرفت الٰہی میں کسی سے کم نہیں ہوں۔

۱۰۱ وارِثِ مُصطفٰیؐ شدُم، بہ یقیں　　شُدہ رنگیں برنگِ یارِ حَسِیں

میں یقیناً مصطفٰیؐ کا وارث ہوں اور اس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہوں۔

۱۰۲ آں یقینے کِہ بُود عیسٰے را　　بر کلامے، کِہ شُد برُو اِلقا

وہ یقین جو عیسٰیؑ کو اس کلام پر تھا جو اس پر نازل ہوا تھا۔

۱۰۳ واں یقینِ کلیم بر تَورات　　واں یقیں ہائے سَیِّدُالسَّاداتؐ

اور وہ یقین جو موسٰیؑ کو تورات پر تھا اور وہ یقین جو سید المرسلین کو حاصل تھا۔

۱۰۴ کم نیَم، زاں ہمہ برُوئے یقیں　　ہر کِہ گویَد دروغ، ہَست لعیں

میں یقین کے معاملہ میں ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ بولتا ہو وہ لعنتی ہے۔

۱۰۵ لیک آئینہ اَم، زِ رَبِّ غنی　　از پئے صُورتِ مَہِ مَدَنی

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس مدینہ کے چاند کی صورت دنیا کو دکھانے کیلئے۔

۱۰۶ ہر چہ آں یار، بر دِلِ من ریخت　　نہ شیاطِیں بدُو، نہ نَفس آمیخت

جو کچھ (الہام) اس یار نے میرے دل میں ڈالا اس میں نہ شیطان نے ملاوٹ کی نہ نفس نے۔

۱۰۷ خالِص آمد، کلامِ آں دادار　　زِیں سَبَب شُد، دِلَم پُر از اَنوار

اس خدا کی طرف سے خالص کلام نازل ہوا اس لئے میرا دل انوار سے بھر گیا۔

۱۰۸ ہَست آں وَحیِ تیرہ، سوختنی　　کِہ نَبُود است، بر یقیں مَبنی

وہ تاریک وحی جلا دینے کے قابل ہے جو یقین پر مبنی نہ ہو۔

۱۰۹ لیکن ایں وَحی، بالیقیں زِخُداست ہمہ کارم، ازاں یقیں شُدہ راست

لیکن میری یہ وحی یقیناً خدا کی طرف سے ہے میرا سب کام یقین کی وجہ سے ہی ٹھیک ہوگیا۔

۱۱۰ آمدم آں زماں، کِہ بادِ خِزاں کرد یکسر، ریاضِ دِیں وِیراں

میں ایسے زمانہ میں آیا ہوں جب بادخزاں نے دین کے باغ کو یکسر اجاڑ دیا تھا۔

۱۱۱ در مشائخ، نماند جُز تزویر عالِماں، ہم نِشَستہ ہمچو ضریر

مشائخ میں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہ رہا تھا اور عالم بھی اندھوں کی طرح معذور ہوگئے تھے۔

۱۱۲ عاشقِ زر شُدند و دَولت و جاہ دِل تہی، از محبّتِ آں شاہ

وہ مال دولت اور عزت کے عاشق ہوگئے تھے اور دل اس بادشاہ کی محبت سے خالی تھا۔

۱۱۳ اندریں روزہائے، چُوں شبِ تار قَوم را دِید حق، بحالتِ زار

ان ایام میں جو اندھیری رات کی طرح کے تھے خدا نے ہماری قوم کو حالت زار میں دیکھا۔

۱۱۴ پَس مرا، از جہانیاں بگُزِید در دِلَم، رُوحِ پاکِ خویش دَمید

پس مجھے اہل دنیا میں سے چن لیا اور میرے دل میں اپنی پاک وحی پھونکی۔

۱۱۵ در دِلِ من، زِ عشق شور اَفگَند خُود مرا شُد، گُسست ہر پیوَند

میرے دل میں عشق کا جوش ڈال دیا وہ آپ میرا بن گیا اور ہر تعلق غیر کا توڑ ڈالا۔

۱۱۶ کرد دِیوانہ، و خِرَد ہا داد بَست یک دَر، ہزار دَر بِکُشاد

مجھے دیوانہ کر کے عقلیں بخشیں اور ایک دروازہ بند کر کے ہزاروں دروازے کھول دیئے۔

۱۱۷ خلق و مَردُم، نَصیحتَم بِکُنَند تا بُبرَّم، زِ یارِ خُود پیوَند

مخلوق اور لوگ مجھے نصیحت کرتے ہیں کہ میں دوست سے تعلق منقطع کرلوں۔

۱۱۸ من نَیَم کور، تا چو کورانے بگزُینم چہے، زِ بُستانے

میں نابینا نہیں ہوں کہ اندھوں کی طرح باغ چھوڑ کر کنوئیں کو اختیار کرلوں۔

۱۱۹ آں برِ تازہ، کاں عَطیّۂ یار چوُں زِ دست اَفگنم پئے مُردار

وہ تازہ میوہ جو محبوب کا عطیہ ہے میں اسے اس مردار دنیا کے لئے کیونکر پھینک دوں۔

۱۲۰ گر جہانے، بدُشمنی خیزد تیغ گیرد، کہ خوُنِ من ریزد

اگر ایک جہان میری دشمنی پر کھڑا ہو جائے اور تلوار پکڑ لے کہ میرا خون گرادے۔

۱۲۱ من نہ آنم، کہ ترکِ اُو گویم جانِ من ہست، یارِ مَہ رُویم

تب بھی میں ایسا نہیں ہوں کہ اسے چھوڑ دوں میرا وہ ماہ رو یار تو میری جان ہے۔

۱۲۲ رَخت ہرگز، زِکوُچہ اَش نہ بَرَم بُزدِلاں دیگر اند، و من دِگرَم

میں اس کی گلی سے اپنا ڈیرہ ہرگز نہ اٹھاؤں گا بزدل لوگ اور ہوتے ہیں اور میں اور ہوں۔

۱۲۳ فارِغم کرد، عِشقِ صُورتِ یار از غمِ حملہ ہائے اِیں اَغیار

محبوب کے عشق نے مجھے بے پرواہ کردیا ہے۔ان دشمنوں کے حملوں کے غم سے۔

۱۲۴ شورشِ عِشق ہست، ہر آنے تا بکے خیرِ اِیں گریبانے

میرے اندر ہر وقت عشق کا ایک جوش ہے دیکھئے یہ گریبان کب تک سلامت رہتا ہے!

۱۲۵ ناصِحاں را خبَر، زِ حالَم نیست گُذرے، سُوئے آں زُلالم نیست

نصیحت کرنے والوں کو میرے حال کی کچھ خبر نہیں۔میرے مصفا پانی کی طرف ان کا گزر نہیں ہوا۔

۱۲۶ آمدم چوُں سَحَر، بلُجّۂ نوُر تا شَوَد تیرگی، زِ نُورم دُور

میں نور کا ایک طوفان لے کر صبح کی طرح آیا ہوں تا کہ یہ اندھیرا میرے نور کی وجہ سے دور ہو جائے۔

شور افگندہ اَم، کہ تا زِیں کار — خَلق گردَد، زِ خوابِ خُود بیدار ۱۲۷

میں نے شور برپا کر رکھا ہے تا کہ اس کی وجہ سے خلقت اپنی نیند سے بیدار ہو جائے۔

غافِلاں! مَن زِ یار آمدہ اَم — ہمچو بادِ بہار آمدہ اَم ۱۲۸

اے غافلو۔ میں محبوب کے پاس سے آیا ہوں اور بادِ بہار کی طرح آیا ہوں۔

اِیں زمانَم، زمانۂ گلزار — مَوسِمِ لالہ زار و، وقتِ بہار ۱۲۹

یہ میرا زمانہ گلزار کا زمانہ ہے یعنی لالہ زار کا موسم اور بہار کا وقت ہے۔

آمدم، تا نگار، باز آید — بیدلاں را قرار، باز آید ۱۳۰

میں اس لئے آیا ہوں تا کہ محبوب لوٹ آئے اور بددل لوگوں کو پھر آرام نصیب ہو۔

دستِ غَیبم بپَرورد ہر دَم — کرد وَحیش بمن، ظُہورِ اَتَم ۱۳۱

ایک غیبی ہاتھ ہر دم میری پرورش کرتا ہے اور اس کی وحی نے کامل طور سے مجھ پر ظہور کیا ہے۔

نُورِ اِلہام، ہمچو بادِ صَبا — نزدِ مَن آرد، زِ غَیب خُوشبُوہا ۱۳۲

الہام الٰہی کا نور بادِ صبا کی طرح غیب سے میرے پاس خوشبوئیں لا رہا ہے۔

زِندہ شُد ہر نبی، بآمَدنَم — ہر رَسُولے، نِہاں بہ پَیرہَنَم ۱۳۳

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہو گیا اور ہر رسول میرے پیراہن میں پوشیدہ ہے۔

پُر شُد از نُورِ مَن، زمان و زمیں — سَر ہُنُوزت بر آسماں، از کیں ۱۳۴

میرے نور کی وجہ سے زمین و زماں روشن ہو گئے مگر ابھی تیرا سر عداوت سے آسمان پر ہے۔

با خُدا، جنگ ہا کُنی، ہَیہات — اِیں چہ جَور و جفا کُنی، ہَیہات ۱۳۵

افسوس کہ تو خدا سے جنگ کر رہا ہے یہ کیا ظلم و جفا کر رہا ہے۔ تجھ پر افسوس۔

۱۳۶ از توَرُّع، بِرُوں نِہادی پا ہوش کُن، اَے بُریدہ، زاں یکتا

تو نے تقویٰ کی راہ کو چھوڑ دیا۔اے خدا سے بے تعلق شخص ہوش کر۔

۱۳۷ از پئے خلق ونَنگ ونام ورُسوم تافتی رُو زِ حضرتِ قیُّوم

تو نے مخلوقات ننگ وناموس اور رسوم کی خاطر اپنا منہ اس قیوم کی بارگاہ سے پھیر رکھا ہے۔

۱۳۸ رُو بدُو کُن، کِہ رُو، رُخِ یار است ہمہ رُوہا، فِدائے دِلدار است

اپنا منہ اس کی طرف کر کہ اسی کا چہرہ تو اصل چہرہ ہے سارے چہرے اس دلدار پر سے قربان ہیں۔

۱۳۹ وَحِیِ حق را، چو بِشنَوی از ما اِیں مگو، ما نیافتیم چِرا

جب تو ہم سے خدا کی وحی سنے تو یہ نہ کہو کہ وہ ہم کو کیوں نہ ملی۔

۱۴۰ تا نہ کارِ دِلت بجاں بِرَسَد چُوں پیامت زِ دِلستاں بِرَسَد؟

جب تک تیرے دل کا کام تمام نہ ہو جائے کس طرح محبوب کا پیغام تیرے پاس پہنچے۔

۱۴۱ تا نہ از خُود رَوی، جُدا گردی تا نہ قُربانِ آشنا گردی

جب تک تو خودردی سے الگ نہ ہو اور جب تک تو دوست پر فدا نہ ہو۔

۱۴۲ تا نَیائی زِ نَفسِ خُود بیرُوں تا نہ گردی، برُوئے اُو مجنُوں

جب تک تو اپنی نفسانیت سے باہر نہ آئے اور جب تک اس کے چہرہ کا دیوانہ نہ بن جائے۔

۱۴۳ تا نہ خاکت شَوَد، بسانِ غُبار تا نگردَد، غُبارِ تو خُونبار

جب تک تیری خاک غبار کی طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے غبار میں سے خون نہ ٹپکے۔

۱۴۴ تا نہ خُونت چکد، برائے کَسے تا نہ جانَت شَوَد، فِدائے کسے

جب تک تیرا خون کسی کی خاطر نہ بہے اور جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو جائے۔

۱۴۵ چوں دِہَندَت، بکوئے جاناں راہ؟ — چوں نِدا آیدَت، ازاں درگاہ؟

تب تک تجھے کوئے جاناں کا راستہ کیوں کر ملے اور اس درگاہ کی طرف سے تجھے آواز کیونکر آئے۔

۱۴۶ تو حریصِ دراہم و دِینار — روز و شب، چوں سگاں براں مُردار

تو تو روپے پیسے کا لالچی ہے اور دن رات اسی مردار پر کتوں کی طرح گرا ہوا ہے۔

۱۴۷ با چُنِیں حرص و آز و کِبر و غُرور — چوں نمانی، زِ کوئے جاناں دُور

اس قدر لالچ، حرص، تکبر اور غرور کے ساتھ کیا وجہ ہے کہ تو کوئے جاناں سے دور نہ رہے۔

۱۴۸ گر بجوئی سوارِ ایں رہِ راست — اندر آنجا بجو، کہِ گرد بخاست

اگر تو اس سیدھے رستے کے سوار کو ڈھونڈتا ہے تو وہاں ڈھونڈ جہاں سے گرد اٹھی ہے۔

۱۴۹ اندر آنجا بجو، کہ زور نمانْد — خُود نُمائی و کِبر و شور نمانْد

وہاں ڈھونڈ جہاں زور باقی نہیں رہا۔ خود نمائی۔ تکبر اور جوش نہیں رہا۔

۱۵۰ اندر آنجا بجو، کہ مرگ آمد — چُوں خزاں رفت، بار و برگ آمد

وہاں ڈھونڈ جہاں موت آ گئی ہے جب خزاں چلی جاتی ہے تو پھل اور پتوں کا موسم آتا ہے۔

۱۵۱ فانیاں را جہانیاں، نرسند — جانیاں را، زبانیاں نرسند

دنیادار باخدا لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے باتیں بنانے والے جان دینے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔

۱۵۲ لاف ہائے زباں، بُوَد مُردار — جُز سگاں، کس نجُویَدش زِنہار

زبانی دعوے مردار کی طرح ہوتے ہیں۔ کتوں کے سوا کوئی ان کو نہیں ڈھونڈتا۔

۱۵۳ در دِلے، چوں بِروید آں گُلزار — بُلبُلش، اہلِ دِل شَوَند ہزار

جب کسی دل میں وہ گلزار پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ہزاروں صاحب دل اس کے بلبل بن جاتے ہیں۔

۱۵۴ اِیں قبولیّت، از خُدا آید نہ بہ تزویر و اِفترا آید

مگر یہ قبولیت بھی خدا ہی کی طرف سے آتی ہے فریب اور افترا سے نہیں آتی۔

۱۵۵ چادرے، کاندرو خُدا باشد صَد عزیزے، بروفِدا باشد

وہ چادر جس کے اندر خدا ہو۔سینکڑوں عزت دار انسان اس پر قربان ہوتے ہیں۔

۱۵۶ وَر بُوَد، زیرِ جامہ شَیطانے زُود بینی، تباہ و، وِیرانے

اور اگر کپڑے کے نیچے شیطان ہو تو جلدی ہی تو اسے تباہ اور ویران ہوتے دیکھ لے گا۔

۱۵۷ مے خوری زہر، گر تو بُخل و حَسَد مے کُنی با عِبادِ ربِّ اَحَد

اگر تو خدائے واحد کے بندوں سے بخل اور حسد کرتا ہے تو تو زہر کھاتا ہے۔

۱۵۸ تا نہ میری، بتَر زِ مُرداری دُور از فضلِ حضرتِ باری

جب تک تو فنا نہیں ہوتا تب تک مردار سے بھی بدتر ہے اور خدا کی رحمت سے دور ہے۔

۱۵۹ تا نہ گردَد سرت نگوں، زِ نیاز پردہ از نَفسِ تو نہ گردَد باز

جب تک تیرا سر عاجزی کے ساتھ نیچا نہ ہوگا تب تک تیرے نفس کے سامنے پردہ نہ ہٹے گا۔

۱۶۰ تا نہ ریزد تُرا، ہمہ پر و بال اندر اِینجا، پریدن است مُحال

جب تک تیرے سب بال و پر نہ جھڑ جائیں گے۔تب تک اس راہ میں تیرا اڑنا محال ہے۔

۱۶۱ پردۂ نیست، بر رُخِ دِلدار تو زِ خُود، پردۂ خُودی بردار

دلبر کے چہرہ پر تو کوئی پردہ نہیں ہے مگر تو اپنے آگے سے خودی کا پردہ اٹھا۔

۱۶۲ ہر کہ را، دَولتِ اَزَل شُد یار کارِ اُو شُد، تذلُّل اندر کار

جسے لازوال دولت مل جاتی ہے اس کا کام ہر بات میں عجز و انکسار ہوتا ہے۔

۱۶۳ آں سعیداں، لِقائے اُو دِیدند کہ بلاہا، برائے اُو دِیدند

ان خوش قسمتوں نے اس کے چہرہ کو دیکھ لیا جنہوں نے اس کی راہ میں مصیبتیں اٹھائیں۔

۱۶۴ آبُرو ریختہ، پئے آں شاہ دِل زِکف، واز سراو فتادہ کُلاہ

اس بادشاہ کیلئے انہوں نے اپنی عزت قربان کردی، دل ہاتھ سے گیا اور ٹوپی سر سے اتری۔

۱۶۵ گرنیابند، سُوئے یار گُذَر از غمش، جاں کُنند زیر و زبر

اگر وہ محبوب کی طرف رستہ نہیں پاتے تو اس کے غم میں اپنی جان زیروزبر کردیتے ہیں۔

۱۶۶ کردہ بُنیادِ خُود، ہمہ ویراں ہم ملائک، زصِدقِ شاں حَیراں

انہوں نے اپنی ہستی کی بنیاد اکھیڑ دی یہاں تک کہ فرشتے بھی ان کی وفاداری پر حیران ہیں۔

۱۶۷ چُوں دِلے، سُوئے دِل رہے دارَد یار، چُوں یارِ خویش بگذارَد

چونکہ دل کو دل کی طرف راہ ہوتی ہے پس یار اپنے یار کو کیونکر چھوڑ دے۔

۱۶۸ لاجَرم، اِیں چُنیں وفادارے جامِ عِزّت خُورَد، ازاں یارے

پس ضرور ایسا وفادار اس دوست کے ہاتھ سے عزت کا جام پیتا ہے۔

۱۶۹ ہمچو دِیوانہ، یک جہاں خیزَد تا بَیک لحظہ خُونِ اُو ریزد

ایک جہان دیوانوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ ذراسی دیر میں اس کا کام تمام کردے۔

۱۷۰ لیکن آں یار، خُود فرود آیَد تا عدُو را، دو دست بِنمایَد

لیکن وہ یار خود نازل ہوتا ہے تاکہ دشمنوں کو دو دو ہاتھ دکھائے۔

۱۷۱ ہمچنیں، صَادِقاں نِشاں دارَند قُدسیاں، بہرِشاں بہ پَیکار اند

صادقوں کے یہی نشانات ہوتے ہیں ان کی خاطر فرشتے جنگ کرتے ہیں۔

۱۷۲ اِیں نہاں جنگ، گر بشر دیدے راہِ مردانِ راہ، بگزیدے

اگر بشر اس مخفی جنگ کو دیکھتا تو خدا کے راستے پر چلنے والوں کا راستہ اختیار کر لیتا۔

۱۷۳ ہر عدوّے، کہ خیزد از سرِ کیں خُود بکوبد سرش، خُدائے مُعیں

ہر دشمن جو عداوت کی راہ سے اٹھتا ہے تو خدائے معین خود اس کا سر کچل دیتا ہے۔

۱۷۴ چُوں شَوَد بندہ، یارِ آں جاناں بر کابش دَوَند سُلطاناں

جب بندہ اس محبوب کا دوست بن جاتا ہے تو بادشاہ اس کی رکاب کے ساتھ دوڑتے ہیں۔

۱۷۵ ہر کہ، جاں بہرِ یار باختہ است یارِ ما، قدرِ اُو شناختہ است

جس نے بھی اپنی جان خدا کے لئے قربان کی ہمارے خدا نے بھی اس کی قدر خوب پہچانی۔

۱۷۶ از سگاں، کمتر است دُشمنِ اُو بدگُہر، کوفتہ زِ ہاونِ اُو

اس کا دشمن کتوں سے بھی بدتر ہے وہ بداصل خدا کی اوکھلی میں کوٹا جاتا ہے۔

۱۷۷ ہَست، از عادتِ خُدائے عَلیم میکُنَد فرق، در سعید و لَئیم

خدائے علیم کی یہ عادت ہے کہ وہ نیک بخت اور بد بخت میں فرق کر دیتا ہے۔

۱۷۸ ہیچ دانی، لَئیم را چہ نِشاں؟ آنکہ، اُو دُشمنِ اِمامِ زماں

کیا تجھے خبر ہے کہ بد بخت کی کیا علامت ہے وہ امام زماں کا دشمن ہوا کرتا ہے۔

۱۷۹ آنکہ، اُو آمد از خُدائے یگاں پیشِ چَشمش، زِ خَیلِ مُفتَریاں

جو خدائے واحد کی طرف سے آتا ہے اس لئیم کی نظر میں وہ مفتری لوگوں میں سے ہوتا ہے۔

۱۸۰ گر نبُودے، شقیّ و کِرمِ زمیں توبہ کردے، زِ گُفتگوئے چُنیں

اگر وہ شقی اور زمین کا کیڑا نہ ہوتا۔ تو ایسی گفتگو سے توبہ کرتا۔

۱۸۱ آنچہ، با من کُنَد عِنایَت یار کَے بَغیرے شُنِیدی، اَے مُردار!

وہ یار جو عنایت مجھ پر کرتا ہے اے مردار کیا تو نے ویسی کسی اور پر بھی سنی ہے؟

۱۸۲ گر شِعارِ تو، اِتّقا بُودے مشعلِ غَیب، رہنُما بُودے

اگر تقویٰ تیرا اشعار ہوتا تو غیب کی مشعل تیری رہنما ہوتی۔

۱۸۳ اِتّقا را بَوَد، زِ صِدق آثار اَے سِیَہ دِل، تُرا بصِدق چِہ کار؟

اتقا کی علامت صدق ہے اے سیہ دل انسان تجھے صدق سے کیا مطلب؟

۱۸۴ نیستی از خُدا تو راز شناس ہمہ بر ظَنّ و وہم ہست اَساس

تو خدا کے رازوں کو نہیں پہچانتا۔ تیری ساری بنیاد ظن اور وہم پر ہے۔

۱۸۵ آنچہ گوئی، زِ راہِ کِبر و جُحُود پیش ازیں، گُفتہ اند قومِ یہُود

تکبر اور انکار کی وجہ سے جو کچھ تو کہتا ہے اس سے پہلے یہودیوں نے بھی یہی کہا ہے۔

۱۸۶ نَفسِ تو فربہ، رُوحِ تو خَستہ ہَمَہ ابوابِ آسماں بَستہ

تیرا نفس موٹا ہے اور روح بیمار اور آسمان کے سب دروازے تجھ پر بند ہیں۔

۱۸۷ اِیں چِہ غفلت، کہ خُوش بدِیں کیشی واز خُدا، ہیچ گہ نَیَندیشی

یہ کیا غفلت ہے کہ تو اس روش پر خوش ہے اور خدا تعالیٰ سے بالکل نہیں ڈرتا۔

۱۸۸ اَے بسا رازہا، کہ عَینِ صواب پیشِ کوراں، مقامِ اِستعجاب

بہت سے راز ہیں جو اعلیٰ صداقتیں ہیں۔ مگر اندھوں کے لئے وہ تعجب کا مقام ہیں۔

۱۸۹ رہ طَلَب کُن، بگِریہ و زاری تا بجوشد، ترحُّمِ باری

رو رو کر رستہ ڈھونڈ۔ تا کہ خدا کا رحم جوش میں آئے۔

یک شب، از صِدق نعرہ ہا بَردار   پیشِ آں عالمِ حقیقتِ کار ۱۹۰

اس واقف حال خدا کے سامنے ایک رات خلوص کے ساتھ آہ وزاری کر۔

از اَدَب، نے براہِ اِستکبار   زُو مَدَد خواہ، اندریں اَسرار ۱۹۱

تکبر سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ اوران اسرار کے کھلنے کے لئے اس سے مدد مانگ۔

تَر کُن، از اَشکِ خویش، بسترِ خویش   باز لَب راکُشائی، با دِلِ ریش ۱۹۲

اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنے بستر کو تر کر۔ پھر زخمی دل کے ساتھ یوں عرض کر۔

کاے خُدائے علیمِ رازِ نہاں   کے بَعِلمَت رَسَد دِلِ اِنساں ۱۹۳

کہ اے علیم خدا۔ پوشیدہ رازوں کے واقف۔ تیرے علم تک انسان کا خیال کہاں پہنچ سکتا ہے۔

چوُں ملائِک ندیدہ اند آں نُور   کاں در آدم، تو داشتی مستُور ۱۹۴

جب فرشتوں کو بھی وہ نور نظر نہ آیا۔ جو تو نے آدم میں پوشیدہ رکھا تھا۔

ما چہ چیزیم و، عِلمِ ماست چہ چیز   بے تو در صَد خطر، قیاس و تمیز ۱۹۵

تو ہم کیا ہیں اور ہمارا علم کیا چیز ہے بغیر تیرے عقل اور تمیز کو بھی بے حد خطرہ ہے۔

ما خطا کار و، کارِ ماست خطا   شُد تَبَہ کارِ ما، زِ عُجلت ہا ۱۹۶

ہم خطا کار ہیں اور ہمارا کام بھی غلط ہے اور ہمارا سب کام ہماری جلد بازی کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔

گر زِ تُست، ایں کہ سُوئے تو خوانَد   وز تو بہتر، کُدام کس دانَد ۱۹۷

اگر یہ شخص جو ہمیں تیری طرف بلاتا ہے تیری طرف سے ہی ہے اور کون تجھ سے بہتر حقیقت حال کو جانتا ہے۔

گُنہِ ما بہ بخش و، چشم کُشا   تا نمیریم، از خِلاف و اِبا ۱۹۸

تو تو ہمارے گناہ بخش اور ہماری آنکھیں کھول تا کہ ہم مخالفت اور انکار کی حالت میں نہ رہیں۔

۱۹۹ ورنہ، ایں اِبتِلا، زِما بردار کِہ رحیمی و قادر و غفّار

ورنہ ہم سے اس ابتلا کو دور کر کہ تو رحیم۔ قادر اور غفار ہے۔

۲۰۰ اہلِ اِخلاص، چُوں کُنند دُعا از سرِ صِدق و اِبتہال و بُکا

جب اخلاص والے لوگ دعا کرتے ہیں صدق۔ عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ۔

۲۰۱ شور اُفتد ازاں، در اہلِ سما زاں رَسد، حُکمِ نُصرت و اِیوا

تو اس دعا سے آسمان والوں میں شور برپا ہو جاتا ہے اور وہاں سے نصرت اور پناہ کا حکم پہنچ جاتا ہے۔

۲۰۲ پس کُجائی، چرا نمے آئی؟ اندریں، بارگاہِ یکتائی

پس اے طالب تو کہاں ہے اور کیوں نہیں آتا اس بارگاہ احدیت کے حضور۔

۲۰۳ تو دُعا کُن، بصِدق و سوز و گداز تا شَوَد بر دِلت، درِ حق باز

تو صدق اور سوز و گداز سے دعا کر۔ تا کہ خدا کا دروازہ تجھ پر کھلے۔

۲۰۴ از خُودی، حالِ خُود خراب مکُن شب پری، کارِ آفتاب مکُن

خودی سے اپنا حال خراب نہ کر تو تو چمگادڑ ہے آفتاب کا کام نہ کر۔

۲۰۵ چُوں رَسد عجزِ کس، بحَدِّ تمام نُصرتِ یار را، رَسد ہنگام

جب کسی کی عاجزی حد کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ تو یار کی مدد کا وقت آ جاتا ہے۔

۲۰۶ پس، چرا نُصرتش نمے خواہی دُور رفتی، بکامِ گمراہی

پھر تو اس کی نصرت کیوں نہیں مانگتا۔ تو گمراہی کے قدم کے ساتھ دور چلا گیا ہے۔

۲۰۷ نہ زماں بینی و، نہ حالتِ قوم دِل چو کوراں، زباں کشادہ بلوم

نہ تو زمانہ کا حال دیکھتا ہے نہ قوم کی حالت تیرا دل اندھوں کی طرح ہے اور زبان ملامت کیلئے کھلی ہوئی ہے۔

۲۰۸ اَیکہ چشمت، زِکبر پوشیدہ   چہ کُنم، تا کُشایدت دِیدہ

اے وہ شخص کہ تیری آنکھ تکبر سے ڈھکی ہوئی ہے میں کیا کروں جو تیری آنکھیں کھلیں۔

۲۰۹ گر ترا، در دِلست، صِدق وطلب   خُود روی ہا مکُن، زِ ترکِ اَدب

اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی کی وجہ سے خود روی نہ کر۔

۲۱۰ رازِ راہِ خُدا، بجو، زِ خُدا   تو نۂ چُوں خُدا، بجائے خُود آ

خدا کی راہ کا بھید خود خدا ہی سے طلب کر۔ تو خدا کی طرح نہیں ہے اپنی جگہ پر رہ۔

۲۱۱ ہوش دار، اَے بَشَر! کہ عقلِ بَشر   دارَد اندر نَظَر، ہزار خطَر

اے انسان ہوش کر کہ انسانی عقل اپنی نظر میں ہزاروں نقائص رکھتی ہے۔

۲۱۲ سرکشِیدن، طرِیقِ شیطانی است   برخلافِ، سرشتِ اِنسانی است

سرکشی تو شیطانی طریق ہے اور انسانی فطرت کے برخلاف۔

۲۱۳ تا نہ فَضلَش درِ تو بِکشایَد   صد فضولی بِکُن، چِہ کار آیَد

جب تک اس کا فضل تیرے لئے دروازہ نہ کھولے تو تو اگر سینکڑوں فضولیاں بھی کرتا رہے سب بیکار ہیں۔

۲۱۴ آں خُدائے کہ، وعدۂ حَکَمے   داد ازراہِ رحم و لُطف ہمے

وہ خدا جس نے ایک حکم کا وعدہ اپنے لطف اور رحم کی راہ سے کیا تھا۔

۲۱۵ اُو بِدانست، از اَزَل، کہ اَنام   راہِ خُود گم کُنند، از اَوہام

وہ ازل سے یہ جانتا تھا کہ مخلوقات شک وشبہات میں پڑ کر اپنا راستہ بھول جائے گی۔

۲۱۶ ورنہ، کارِ حَکَم، چِہ خواہد بُود   رہنمائی بمردِ راہ، چِہ سُود

ورنہ پھر حکم کا کام کیا ہوگا؟ ٹھیک راستے پر چلنے والے انسان کو راہ دکھانے کا کیا فائدہ۔

۲۱۷ راہ گُم کردہ را، حُکم باید تا بدُو، راہِ راست بِنمایَد

حکم تو گمراہ کے لئے درکار ہوتا ہے تا کہ وہ اس کو سیدھا رستہ دکھائے۔

۲۱۸ اِیں مگو، ما خُودیم عالِمِ دِیں توبہ کُن، از مکالماتِ چُنیں

تو یہ نہ کہہ ہم خود دین کے عالم ہیں۔ایسی باتوں سے توبہ کر۔

۲۱۹ کور را کور کَے نُماید راہ؟ ہر کِہ آگاہ، از خُدا آگاہ

اندھے کو اندھا کس طرح راستہ دکھا سکتا ہے جو بھی واقف راہ ہے وہ خدا کی طرف سے آگاہ کیا گیا ہے۔

۲۲۰ دِیں نَیایَد، بَغیرِ دِیندارے سگ نداند، بغیرِ مُردارے

دین بغیر کسی دیندار کے حاصل نہیں ہوتا۔دنیا کا کتا تو بغیر مردار کے کچھ نہیں جانتا۔

۲۲۱ سُخَنِ یار و، سِینہ افسُردہ جامۂ زِندہ است، بر مُردہ

منہ پر یار کی باتیں ہیں مگر دل بجھا ہوا ہے گویا مردے پر زندہ کے کپڑے ہیں۔

۲۲۲ گر بَرِی ریگ را، رفیع و بلند جُنبشِ باد خواہَدَش اَفگند

اگر تو ریت کو بہت اونچی جگہ بھی لے جائے تو ہوا کی ذرا سی حرکت اسے گرا دے گی۔

۲۲۳ خانہ آنست، کاں زِ مِعمارے ورنہ اُفتد، زِ سَیل، دِیوارے

گھر وہی ہے جسے معمار نے بنایا ہو۔نہیں تو سیلاب سے دیواریں گر پڑیں گی۔

۲۲۴ اِیں زمانِ ہزار طُوفان است "خانہ از پائے بست وِیران ست"[۱]

یہ زمانہ تو ہزاروں طوفانوں کا زمانہ ہے اور گھر کی بنیاد کھوکھلی ہے۔

۲۲۵ اِیں عَجَب قَوم ہست، ناہنجار باچُنیں خانہ، فارِغ از مِعمار

یہ عجب نالائق قوم ہے کہ ایسے گھر کے باوجود معمار سے لاپرواہ ہے۔

---

[۱] مصرعہ دوم از کلام سعدی شیرازیؒ است

۲۲۶ آنچہ، با دِیں نمُود، قَومِ پلید   با اِماماں، نہ کردہ است یزیدؔ

جو کچھ اس ناپاک قوم نے دین کے ساتھ معاملہ کیا وہ یزید نے اماموں کے ساتھ بھی نہیں کیا۔

۲۲۷ باز گوئی، کِہ من نمے بِینَم   حاجتِ دِیگرے پئے دِینم

پھر بھی تو کہتا ہے کہ مجھے دین کی خاطر کسی اور انسان کی ضرورت نظر نہیں آتی۔

۲۲۸ اَیکہ راضی شُدی، بنقص وزیاں   اِیں نہ دِیں است، بلکہ دُشمنِ آں

اے وہ شخص جو گھاٹے اور نقصان پر خوش ہے یہ دین دین نہیں بلکہ اس کا دشمن ہے۔

۲۲۹ دِیں بیاموزَدَت، خُدائے قدیر   ورنہ رسمے است،خام وزِشت وحقیر

دین تو خداوند قدیر ہی تجھے سکھاتا ہے ورنہ وہ ایک رسوم ہے خام۔ بدصورت اور ذلیل۔

۲۳۰ مُسْلِمَت، مُسلِے نہ کرد، اَے دُوں   واز بُخارِی بُخارِ سر افزُوں

اے کمینے صحیح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا اور صحیح بخاری نے تیرے سر کا بخار اور زیادہ کر دیا۔

۲۳۱ اِیں ہمہ اُستخواں، بدامانت   نیست یک ذرّہ مغز، درجانت

یہ بہت سی ہڈیاں تیری جھولی میں پڑی ہوئی ہیں اور تیری جان میں ایک ذرہ بھی مغز نہیں ہے۔

۲۳۲ کورئی و، باز در دِلت ہَوَسے   کِہ بخواند تُرا بصیر، کسے

تو تو اندھا ہے پھر بھی تیرے دل میں یہ ہوس ہے کہ کوئی تجھے آنکھوں والا کہے۔

۲۳۳ زِیں خیالِ تو، مُردَنت بہتر   زِیں غِذا، زہر خُوردَنت بہتر

اس خیال سے تو تیرا مر جانا اچھا ہے اور ایسی غذا سے تیرا زہر کھا لینا بہتر ہے۔

۲۳۴ اَے نِشَستہ، بصدرِ سجّادہ   اِیں چہ سودات، در سر اُفتادہ

اے وہ شخص جو سجادہ پر بیٹھا ہوا ہے یہ کیا جنون ہے جو تیرے سر میں گھس گیا ہے۔

۲۳۵ ناید اندر قیاس و فہمِ کسے　　کہ شوَد، کارِ پیل از مگسے

یہ بات کسی کے عقل وفہم میں بھی نہیں آسکتی کہ ہاتھی کا کام مکھی سے ہوسکتا ہے۔

۲۳۶ از خُدا، چُوں رَسِید پیغامت　　چُوں نترسی، زِ خُبثِ انجامت؟

جب تجھے خدا کا پیغام پہنچ گیا تو پھر تو اپنے برے انجام سے کیوں نہیں ڈرتا۔

۲۳۷ بس ہمین است، طاعتت، اَے غُول　　کہ دِلت، حُکمِ حق نہ کرد قبول

اے بھتنے کیا یہی تیری فرمانبرداری ہے کہ تیرے دل نے خدا کا حکم قبول نہیں کیا۔

۲۳۸ حُجّتِ لَغْو، درمیاں آری　　خُبثِ نَفْس است، اصلِ بیزاری

تو لغو دلائل پیش کرتا ہے۔حق سے بیزاری کی اصل وجہ تیرے نفس کی خباثت ہے۔

۲۳۹ ہر چہِ ثابت شُدا ست، از قُرآں　　تو از و سر بہ پیچی، اَے ناداں

جو بات قرآن سے ثابت ہے اے نادان تو اس سے سر پھیرتا ہے۔

۲۴۰ صَد نشاں شُد عیاں، چو مِہرِ مُنیر　　نزدِ تُست، ایں دروغ یا تزویر

سینکڑوں نشان چمکتے ہوئے سورج کی طرح ظاہر ہوگئے لیکن تیرے نزدیک یہ جھوٹ یا فریب ہیں۔

۲۴۱ دِیدہ، آخر برائے آں باشد　　کہ بدُو مرد، راہ داں باشد

آخر آنکھیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ ان کی مدد سے انسان راستہ کا وقف ہو جائے۔

۲۴۲ وہ چہ اِیں چشم ہست و، اِیں دِیدہ　　کہ بِرُو آفتاب پوشِیدہ

واہ وا یہ عجیب آنکھیں ہیں کہ ان سے آفتاب بھی نظر نہیں آتا۔

۲۴۳ گر بدِل باشدت، خیالِ خُدا　　اِیں چُنیں ناید از تو، اِستِغنا

اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی بے پروائی تجھ سے ظہور میں نہ آتی۔

۲۴۴ از دِل و جاں، طریقِ اُو جوئی　　و از سرِ صدق، سُوئے اُو پوئی

تو جان و دل کے ساتھ اس کا راستہ ڈھونڈتا اور وفاداری کے ساتھ اس کی طرف دوڑتا۔

۲۴۵ ہر کرا دِل بُوَد بدِلدارے　　خَبَرش پُرسَد، از خَبَردارے

جس شخص کا دل کسی معشوق سے لگ جاتا ہے وہ اس کی خبر کسی واقف سے پوچھتا ہے۔

۲۴٦ گر نباشَد لِقائے مجبُوبے　　جویَد از نزدِ یار، مکتُوبے

اور اگر محبوب کی ملاقات میسر نہیں آتی تو وہ دوست کے پاس سے خط کا طالب ہوتا ہے۔

۲۴۷ بے دِلآرام، نایَدَش آرام　　گہ برُویش نَظَر، گہے بکلام

اسے بغیر دلارام کے آرام نہیں آتا۔ کبھی اس کے چہرہ پر نظر ہوتی ہے تو کبھی اس کے کلام پر۔

۲۴۸ آنکہ داری بدِل، محبّتِ اُو　　نایَدَت صبر، جُز بصحبتِ اُو

اے وہ شخص جو دل میں اس کی محبت رکھتا ہے تجھے تو اس کے پاس بیٹھنے کے بغیر صبر ہی نہیں آ سکتا۔

۲۴۹ فُرقتِ اُو، گر اِتّفاق اُفتَد　　در تن و جانِ تو، فِراق اُفتَد

اگر اتفاقاً کبھی اس سے جدائی ہو جائے تو تیری جان تیرے جسم سے جدا ہونے لگتی ہے۔

۲۵۰ دِلَت، از ہجرِ اُو، کباب شَوَد　　چَشمَت از رَفتَنش، پُر آب شَوَد

تیرا دل اس کے ہجر سے کباب ہوتا ہے اور اس کے چلے جانے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں۔

۲۵۱ باز چُوں آں جمال و آں رُوئے　　شُد نصیبِ دو چشم، در کوئے

پھر جب وہ حسن اور وہ چہرہ کسی گلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

۲۵۲ دست در دامَنَش زنی، بجُنُوں　　کِہ زِ نادِیدنَت، دِلَم شُد خُوں

تو دیوانہ وار تو اس کا دامن پکڑ کر یوں کہتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا۔

اِیں محبّت بذرّۂ اِمکاں واز دِل افگندۂ، خُدائے جہاں ۲۵۳

تجھے ایک حقیر مخلوق سے تو اتنی محبت ہوتی ہے لیکن اس خدا کی طرف سے تو بالکل لا پرواہے۔

اِیں وفاہا، بذرّۂ ناچیز فارِغ اُفتادۂ، زِ یارِ عزیز ۲۵۴

ایک ناچیز ذرہ کے ساتھ تو ایسی وفاداری۔ لیکن اس پیارے دوست کی طرف سے تو لاپرواہے۔

اُو فرستاد بندۂ، از جُود تا رَہانَد تُرا، زِ رَیب و جُحُود ۲۵۵

اس نے مہربانی فرما کر ایک بندہ کو بھیجا تا کہ تجھے شکوک اور انکار سے رہائی بخشے۔

آں قدر، بارہا نِشاں بِنُمُود کہ زِ صَد معرفت، درے بکشُود ۲۵۶

اور اس نے بارہا اس قدر نشان دکھائے کہ معرفت کے سینکڑوں دروازے کھول دیئے۔

باز سَرمے زنی، باِنکارے سہل پِنداشتی چُنِیں کارے ۲۵۷

پھر بھی تو انکار سے سر ہلاتا ہے اور تو نے یہ کام آسان سمجھ لیا ہے۔

لااُبالی فِتادۂ، زاں یار فارِغی، زاں جمال وزاں گُفتار ۲۵۸

تو اس یار کی طرف سے بے پرواہو گیا ہے اور اس حسن اور اس گفتار کی طرف سے لاپروا۔

مُردگاں را ہمیں کشی، بکنار واز دِلآرامِ زندۂ بیزار ۲۵۹

مردہ لاشوں کو تو اپنی بغل میں کھینچتا ہے اور زندہ (غیر فانی) محبوب سے بیزار ہے۔

کس شُنِیدی کہ، قانع از یار است عِشق و صبر، اِیں دو کار دُشوار است ۲۶۰

تو نے کسی کی بابت سنا ہے کہ وہ دوست سے لاپرواہو۔ عشق اور پھر صبر یہ دو کام بہت مشکل ہیں۔

اِیں بُوَد حال و طَورِ عاشِقِ زار؟ اِیں بُوَد قدرِ دِلبر، اَے مُردار! ۲۶۱

کیا یہی عاشق زار کا حال اور طریقہ ہوا کرتا ہے اور اے مردار کیا دلبر کی یہی قدر ہوا کرتی ہے۔

۲٦۲ عاشِقاں را بُوَد، زِ صِدق آثار   اَے سِیَہ دِل! تُرا بہ عشق چہ کار

عاشقوں میں تو صدق کے آثار پائے جاتے ہیں اے تاریک دل انسان تجھے عشق سے کیا واسطہ۔

۲٦۳ نزدِ تو، چُوں رَسِید، زآں کُوئے   پَیکِ آں دِلِستانِ خُوش رُوئے

جب اس گلی سے تیرے پاس اس حسین محبوب کا پیغام بر پہنچا۔

۲٦۴ عِزّتش اِینکہ، کافِرش خوانی   وَاز سرِ زَجر، از دَرَش رانی

تو تو نے اس کی یہ عزت کی کہ اسے کافر کہتا ہے اور گھرک کر اسے اپنے دروازہ سے نکالتا ہے۔

۲٦۵ صَد ہزاراں نِشاں، ہمے بِینی   باز مُنکِر شَوی، زِ بے دِینی

تو لاکھوں نشان دیکھتا ہے پھر بھی بے دینی کی وجہ سے تو انکار کرتا ہے۔

۲٦٦ خویشتن را تو عالِم انگاری   زِیں، فضولی کُنی بغَدّاری

تو اپنے تئیں عالم سمجھتا ہے شاید اسی لئے غداری سے ایسی فضول باتیں کرتا ہے۔

۲٦۷ تا زِ تو ہستی ات، بَدَر نَرَوَد   اِیں رگِ شِرک از تو بر نَرَوَد

جب تک تیری خودی تجھ میں سے نہ نکلے گی۔ تب تک یہ شرک کی رگ تجھ سے دور نہ ہو گی۔

۲٦۸ پائے سَعیَت بلند تر نَرَوَد   تا تُرا دُودِ دِل بَسَر نَرَوَد

تیری کوشش میں برکت نہ پڑے گی۔ جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پہنچے گا۔

۲٦۹ یار پَیدا شَوَد درآں ہَنگام   کِہ تو گردی نِہاں زِ خُود، بتمام

دوست اس وقت ظاہر ہو گا جب تو اپنی ہستی سے پورے طور پر علیحدہ ہو جائے گا۔

۲۷۰ تا نہ سوزی، زِ سوز و غم نَرَہی   تا نہ مِیری، زِ مَوت ہم نَرَہی

تو غم سے آزاد نہ ہو گا جب تک سوزِ غم سے نہ جلے گا اور موت سے آزاد نہ ہو گا جب تک فنا نہ ہو گا۔

۲۷۱ چیست آں ہرزہ جان وتن، کِہ نسوخت آتش اندر دِلے بِزَن، کِہ نسوخت

وہ کیسی بیہودہ جان اور بدن ہے جو نہیں جلتا۔ ایسے دل کو آگ لگا دے جو عشق میں کباب نہ ہو۔

۲۷۲ کُلبۂِ جِسمِ خُود، بکُن برباد چُوں نمے گرْدَد از خُدا آباد

اپنے جسم کی جھونپڑی کو برباد کرے اگر وہ خدا کے عشق سے آباد نہیں۔

۲۷۳ پائے خُود را، جُدا کُن، از تنِ خویش چُوں نگیرد رہِ صداقت پیش

اپنے پیر کو جسم سے کاٹ کر جدا کر دے اگر وہ صداقت کا راستہ اختیار نہیں کرتا۔

۲۷۴ آفرینِ خُدا، برآں جانے کِہ زِخُود شُد، برائے جانانے

خدا کی طرف سے اس شخص پر آفرین ہو۔ جو اپنے محبوب کے لئے نفسانیت سے الگ ہو گیا۔

۲۷۵ منزِلِ یارِ خویش کرد بدِل وَاز ہوا ہا رَمید صد منزِل

جس نے اپنے دوست کا ٹھکانا اپنے دل میں بنالیا اور ہوا وہوس سے سینکڑوں منزل دور بھاگ گیا۔

۲۷۶ از خُودی دُور شُد، خُدا را یافت گُم شُد و، دستِ رہنما را یافت

وہ خودی سے دور ہوا اور خدا کو پالیا۔ وہ فنا ہو گیا اور رہنما کے ہاتھ کو حاصل کرلیا۔

۲۷۷ اَیکہ دِیوانۂ ، پئے اَموال وہ کِہ درکارِ دِیں، چُنیں اِہمال

اے وہ شخص کہ تو دولت کی خاطر دیوانہ ہو رہا ہے کیا خوب! دین کے معاملہ میں اتنی فروگذاشت!

۲۷۸ وقتِ عَیش شت و، مَوسِمِ شادی تو چِہ دَر سوگ و ماتم اُفتادی

یہ تو عیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے۔ تو کس سوگ اور ماتم میں پڑا ہوا ہے۔

۲۷۹ از خُدا اَیت رسید، رہبرِ دِیں مردِ دِیں باش، وچُوں زناں مَنشِیں

تیرے پاس تو خدا کی طرف سے دین کا رہبر پہنچ گیا۔ اب تو بھی مردان دین میں سے ہو جا اور عورتوں کی طرح مت بیٹھ۔

خیز و از بہرِ یار، کارے کُن یک نظر، سُوئے ایں بہارے کُن ۲۸۰

اٹھ اور دوست کے لئے کام کر۔ اور اس باغ و بہار کی طرف ایک نظر ڈال۔

ورنہ مرگ است، اژدہائے دماں زُود مے گیردت، مشو ناداں ۲۸۱

ورنہ موت ایک ہیبت ناک اژدھا ہے جو تجھے جلدی ہی پکڑ لے گا۔ نادان نہ بن۔

آں صبا نکہتے زِ یار آورد در دمے، موسمِ بہار آورد ۲۸۲

وہ بادِ صبا دوست کے ہاں سے ایسی خوشبو لائی ہے گویا وہ دم بھر میں بہار کا موسم لے آتی ہے۔

تو خزاں بہرِ خُود پسندیدی من ندانم، چہ در خزاں دیدی ۲۸۳

مگر تو نے اپنے لئے خزاں کو پسند کیا ہے میں نہیں جانتا کہ خزاں میں تو نے کیا فائدہ دیکھا۔

از پئے زِندہ کردن، آمد یار تو ہم از دستِ خُود، شُدی مُردار ۲۸۴

یار تو مجھے زندہ کرنے آیا تھا۔ مگر تو اپنے ہاتھوں ہی مردار بن رہا ہے۔

قِصّہ ہا پیش مے کُنی، زِ ضلال کایں کرامات ہائے اہلِ کمال ۲۸۵

گمراہی کی وجہ سے تو قصوں کو پیش کرتا ہے کہ یہ ہیں اہل کمال کی کرامات۔

گر دَریں قِصّہ ہا اَثر بُودے دِلت، از رِجس، دُور تر بُودے ۲۸۶

اگر ان قصوں میں کوئی اثر ہوتا۔ تو تیرا دل ناپاکی سے بہت دور ہوتا۔

قِصّہ ہا، گر بیاں کُنی تو ہزار کے رَوَد از تو خُبثِ دِل زِنہار ۲۸۷

اگر تو ہزاروں قصے بھی بیان کرتا ہے تب بھی تیرے دل کی خباثت کہاں دور ہو سکتی ہے۔

زیں قِصص، ہیچ راہ نکشاید صد ہزاراں بگو، چہ کار آید ۲۸۸

ان قصوں سے کوئی راستہ نہیں کھلتا۔ لاکھوں قصے بیان کرتا پھر۔ وہ کس کام کے ہیں۔

۲۸۹ بِنشِیں مُدّتے باہلِ یقیں تا دِہندت، دو دِیدۂ حق بِیں

کچھ مدت تو اہل یقین کی صحبت میں رہ۔ تا کہ تجھے حق شناس آنکھیں ملیں۔

۲۹۰ اندرُونِ تو ہست، دیو خِصال بر زباں قِصّہ ہائے اَز اَبدال

تیرا باطن تو شیطان سیرت ہے۔ اور زبان پر ابدالوں کے قصے ہیں۔

۲۹۱ روز چُوں روشن است، از دادار چشم بکُشا و، شب پری بگذار

خدا کی طرف سے جب دن روشن ہے تو تو بھی آنکھیں کھول اور چمگادڑ پنا چھوڑ دے۔

۲۹۲ در خُور و مَہ، شکے نگیرد راہ تو زِ دادارِ خویش، دِیدہ بخواہ

چانداور سورج کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہوا کرتا (تو ہی اندھا ہے) پس اپنے خدا سے بصیرت مانگ۔

۲۹۳ نیستی طالبِ حقیقتِ راز بس ہمیں مُشکلست، اَے ناساز

اے نااہل۔ ساری مشکل یہی ہے کہ تو حقیقت راز کا طالب نہیں ہے۔

۲۹۴ اِیں مگو، من مُحافظِ دِینم خُود، شِفا بخشِ دینِ مِسکینم

یہ نہ کہو کہ میں دین کا محافظ ہوں۔ اور میں خود ہی دین مسکین کا طبیب بھی ہوں۔

۲۹۵ در دِلت، صَد ہزار بیماری چہ ازِیں دِل، تَوَقُّعے داری

تیرے دل میں تو ہزاروں بیماریاں ہیں۔ پھر تو ایسے دل سے کیا امید رکھتا ہے۔

۲۹۶ تُند بادے بخواہ، از دادار تا خس و خارِ تو بَرَد یکبار

خدا سے آندھی طلب کر۔ تا کہ وہ تیرا سب کوڑا کرکٹ اڑا کر لے جائے۔

۲۹۷ جُز خُدا، راہِ چارہ سازی نیست باز کُن دِیدہ، جائے بازی نیست

خدا کے سوا علاج کا اور کوئی رستہ نہیں۔ آنکھیں کھول یہ کھیل کی جگہ نہیں ہے۔

۲۹۸ بے خبرے نیستت ، زِ جانانہ   مے زنی ، ہرزہ گام کورانہ

تجھے محبوب کی کچھ بھی خبر نہیں۔ یونہی اندھادھند قدم اٹھائے چلا جارہا ہے۔

۲۹۹ ہمچو کِرمی ، بجُز کلامِ خدا   مُردہ ہستی ، بغیرِ جامِ خدا

خدا کے کلام کے بغیر تو ایک کیڑے کی طرح ہے اور خدا کے جامِ وصل کے سوا تو مردہ ہے۔

۳۰۰ آں یقینے ، کہ بخشدت دادار   چوں ، خیالِ خودت نِہد بکنار؟

وہ یقین جو خدا تجھے بخشتا ہے اسے تیرا اپنا خیال کس طرح پا سکتا ہے۔

۳۰۱ آں یکے ، از دہانِ دِلدارے   نکتہ ہائے شُنید و اسرارے

ایک شخص تو وہ ہے جو اپنے معشوق کے منہ سے نکتے اور اسرار سنتا ہے۔

۳۰۲ واں دِگر ، از خیالِ خُود بگماں   پس کُجا باشد ، ایں دو کس یکساں

اور دوسرا شخص وہ ہے جو اپنے خیالات کی بنیاد پر شک اور گمان میں مبتلا ہے پس کس طرح یہ دونو برابر ہو سکتے ہیں۔

۳۰۳ ذوقِ ایں مے ، چو تو نمے دانی   ہرزہ ، عَوعَو کُنی ، بنادانی

چونکہ تو اس شراب کا مزا نہیں جانتا۔ اس لئے نادانی سے فضول بھونکتا رہتا ہے۔

۳۰۴ آں خُدا داں ، کہ خُود دِہد آواز   نہ کہ از وہمِ کس ، نُماید باز

تو خدا اسے سمجھ جو خود آواز دیتا ہے نہ کہ اسے جو کسی کے وہم کا نتیجہ ہے۔

۳۰۵ واجب آمد ازیں ، بہر دَوراں   کہ تکلّم کُنَد خُدائے یگاں

اس دلیل سے یہ ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں خدائے واحد کلام کیا کرتا ہے۔

۳۰۶ ورنہ دِین شت ، محض افسانہ   ایں چُنیں دِیں ، زِ صِدق بیگانہ

ورنہ دین صرف ایک کہانی بن جاتا ہے ایسا دین سچائی سے بیگانہ ہے۔

آں زِشیطاں بَوَد، نہ از حق دِیں — کِہ نہ دارد دوامِ وحیِ یقیں ۳۰۷

وہ دین خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہے جو دائمی یقینی وحی اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔

دِیں ہماں دِیں بَوَد، کِہ وحیِ خُدا — نشوَد زُو بہ ہیچ وقت جُدا ۳۰۸

دین تو وہی دین ہوتا ہے جس سے خدا کی وحی کسی وقت بھی جدا نہ ہو۔

وَحی و دِینِ خُداست، چُوں توام — یک چو گُم شُد، دِگر شوَد گُم ہم ۳۰۹

وحی اور دین خدا چونکہ دونوں جڑواں چیزیں ہیں۔ پس اگر ایک جاتی رہے گی تو دوسری بھی گم ہو جائے گی۔

بے یقیں، چُوں نجات یابَد خَلق — بیگماں، رُو زِ حق بتابَد خَلق ۳۱۰

مخلوقات یقین کے بغیر کیونکر نجات پا سکتی ہے لازمی ہے کہ اس صورت میں خلقت حق سے منہ پھیر لے۔

بے خُدا، چُوں یقیں بدِل آیَد؟ — گُفتگو یا لِقا، ہمے بایَد ۳۱۱

بغیر خدا کے دل میں یقین کس طرح پیدا ہو اس کے لئے یا تو کلام درکار ہے یا دیدار۔

اَے کِہ، مغرورِ راہِ مظنُونی — تو نہ عاقِل، کِہ سخت مجنُونی ۳۱۲

اے وہ شخص کہ تو ظن کے راستہ پر مغرور ہے تو عقل مند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے۔

نَفسِ اَمّارہ، بندۂ صد آز — جُز یقیں، کَے بگردد از وَے باز ۳۱۳

وہ نفس امارہ جو سینکڑوں حرص و ہوا کا غلام ہے بغیر یقین کے اس سے کیونکر باز رہ سکتا ہے۔

چُوں بہ بینی، بہ بیشۂ شیرے — نہ کُنی، در گُریختن دیرے ۳۱۴

جب تو کسی جنگل میں شیر کو دیکھ لیتا تو وہاں سے بھاگنے میں دیر نہیں کرتا۔

ہم چُنیں، پیشِ تو، چو گُرگ آیَد — دِل تپد، ہَیبتِ سُتُرگ آیَد ۳۱۵

اسی طرح جب تیرے سامنے بھیڑیا آ جاتا ہے تو تیرا دل تڑپنے لگتا ہے اور تجھے بہت ڈر لگتا ہے۔

۳۱۶ پس بدیں دعوئ یقیں، کہ ترا ہست بر کردگار و روزِ جزا

پس یقین کے اس دعویٰ کے ساتھ جو تجھے خدا تعالیٰ اور روز جزا کے متعلق ہے۔

۳۱۷ باز، چوں مے کُنی گناہِ بزرگ چہ خُدا نیست نزدِ تو، چوں گُرگ؟

پھر تو کس طرح گناہ کبیرہ کرتا ہے کیا خدا تیرے نزدیک ایک بھیڑیئے جیسا بھی نہیں ہے۔

۳۱۸ بر خُدا نیستت یقیں، زِنہار زیں، چو گرگاں، خُوش آیدت مُردار

تجھے ہرگز خدا پر یقین نہیں اسی لئے بھیڑیوں کی طرح تجھے مردار ہی پسند آتا ہے۔

۳۱۹ آں یقینے، کہ مانعے زِ خطاشت گر بخواہی، ترَش بگویم راشت

وہ یقین جو گناہ سے بچاتا ہے اگر تو چاہے تو میں تجھ سے اس کی حقیقت بیان کردوں۔

۳۲۰ آں کلامِ خُدا بقطع ویقیں پاک و برتر، زِ دخلِ دیوِ لعیں

وہ خدا کا قطعی اور یقینی کلام ہے جو شیطان لعین کے دخل سے پاک اور بالاتر ہو۔

۳۲۱ پس ہماں، چارۂ خطا کاریست راہِ دیگر، طریقِ مکّاریست

پس وہی کلام گناہ کا علاج ہے۔ کوئی اور طریقہ محض مکاری ہے۔

۳۲۲ کس شُنیدی، کہ بایقینِ ہلاک باز، در بیشۂ رَوَد، بیباک

کیا تو نے کبھی سنا کہ اگر ہلاک ہوجانے کا یقین ہو تو پھر بھی کوئی نڈر ہو کر جنگل میں جاتا ہو۔

۳۲۳ پس چہ مُمکن، کہ بایقینِ خُدا باز گردَد دِلے، بگردِ خطا

پس کیوں کر ممکن ہے کہ خدا پر یقین ہو کر پھر بھی کوئی دل گناہ میں منہمک رہتا ہو۔

۳۲۴ شکّ وظن را، یقیں نہادی نام زیں شُدی، باجرائمت بدنام

تو نے شکوک وشبہات کا نام یقین رکھ چھوڑا ہے اس لئے تو گناہوں کی وجہ سے بدنام ہے۔

۳۲۵ اندکے، سُوئے خُود نظر انداز　　از سرِ غور، دِیدہ را کُن باز

ذرا اپنی طرف دیکھ اور غور سے آنکھیں کھول۔

۳۲۶ تا بِدانی، کہ کور و محجُوبی　　سخت محرُوم ماندہ، زِیں خُوبی

تا کہ تجھے معلوم ہو کہ تو اندھا اور محجوب ہے اور یقین کی خوبی سے بالکل محروم۔

۳۲۷ ذرّۂِ نیست در تو، از اَنوار　　شبِ دیجُور را بماہ چہ کار

تجھ میں ذرا بھی نور نہیں ہے۔ اندھیری گھپ رات کو چاند سے کیا واسطہ۔

۳۲۸ اِیں خُدائے عجیب، در دِلِ تُست　　کہ ازُو، صَد نباتِ ظُلمت رُست

یہ عجیب قسم کا خدا تیرے دل میں ہے کہ اس سے قسم قسم کی تاریک روئیدگی پیدا ہو گئی ہے۔

۳۲۹ شبِ تارست و دشت و بیمِ دَداں　　چُوں بخوابی زِ غفلت، اَے ناداں

اندھیری رات ہے اور جنگل اور درندوں کا خوف۔ اے نادان تو کیونکر خواب غفلت میں پڑا ہے۔

۳۳۰ خیزو، بر حالِ خُود نِگاہ بِکُن　　خَطرِہ بہ بِیں، و آہ بِکُن

اٹھ اور اپنے حال پر نظر ڈال۔ راستے کے خطرہ کو دیکھ اور افسوس کر۔

۳۳۱ خیز، و از نفسِ خُود بپُرس نِشاں　　کہ چہ خواہَد، مراتِبِ عِرفاں

اٹھ اور اپنے نفس سے ہی دریافت کر لے کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے مدارج مانگتا ہے۔

۳۳۲ چہ یقیں نزدِ اوست زآبِ حیات　　یا پسندید، وَرطۂِ شُبہات

آیا اس کے نزدیک یقین ہی آب حیات ہے یا وہ شکوک وشبہات کے بھنور کو پسند کرتا ہے۔

۳۳۳ گر دِلَت مے تپَد، برائے یقیں　　بُخل چُوں کرد، آں کریم و مُعیں

اگر تیرا دل یقین کیلئے واقعی بیقرار ہے تو پھر اس کریم اور مددگار خدا نے تجھ سے بخل کیوں کر رکھا ہے۔

۳۳۴ ہر چہ در فطرتِ تو، ریختہ است　　باز، زاں عزم، چوں گریختہ است

جو چیز خود اس نے تیری فطرت میں ڈال دی ہے پھر اس ارادہ سے اس نے گریز کیوں کیا۔

۳۳۵ زیں عیاں شُد، کِہ آں کریم و رحیم　　داد، ہر مقتضائے ایں تقویم

اس بات سے ظاہر ہے کہ اس کریم ورحیم خدا نے انسانی فطرت کا ہر تقاضا پورا کر دیا ہے۔

۳۳۶ باز، اِنساں زِ قصرِ ہمّتِ اُو　　گشت غافِل، زِ نُورِ فطرتِ اُو

پھر انسان ہی اپنی ہمت کی کمی سے اس کے عطا کردہ نور فطرت سے غافل ہو گیا ہے۔

۳۳۷ گر یقیں نیست، خواہشِ اِنساں　　پس چہ باعث، کِہ جویَدش ہر آں

اگر انسان کی خواہش یقین کیلئے نہیں ہے تو کیا باعث ہے کہ وہ ہر گھڑی اسی کی تلاش میں رہتا ہے۔

۳۳۸ آنچہ در فِطرتِ بَشَر مکتُوم　　چُوں بماند بَشَر ازُو محروم

جو کچھ انسان کی فطرت میں مخفی ہے انسان اس سے کس طرح محروم رہ سکتا ہے۔

۳۳۹ بحرِ فیض است، چُوں رواں ہر دَم　　تا رسانَند، تا یقینِ اَتم

جب ہر وقت فیضان الٰہی کا سمندر جاری ہے تا کہ خدا تجھے کامل یقین تک پہنچائے۔

۳۴۰ پس اگر قانِعی، بمظنُونی　　تو نہ عاقِل، کِہ سخت مجنُونی

پھر بھی اگر تو ظن پر قانع ہے تو تو عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے۔

۳۴۱ دِل تپَد، از برائے رفعِ حجاب　　جُز دِلے، کاں شُدَشت، ہمچو کلاب

دل تو حجابوں کے دور کرنے کیلئے بیقرار رہتا ہے سوائے ایسے دل کے جو کتوں کی مانند ہو گیا ہے۔

۳۴۲ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ، گُفت خُدا　　خیز و، در نفس جو تعطُّش ہا

کیا خدا نے افلا تبصرون نہیں فرمایا۔ اٹھ اور اپنے اندر پیاس کو تلاش کر۔

۳۴۳ ہمّتِ دُوں مدار، چُوں دُوناں رَو، بجو یار را، چو مجنُوناں

ذلیل لوگوں کی طرح ہمت پست نہ رکھ۔ جا اور خدا کو دیوانوں کی طرح ڈھونڈ۔

۳۴۴ ہر کہ جویائے اُوست، یافتہ است تافت آں رُو، کہ سر نتافتہ است

جو اس کا طالب ہے اس نے اسے پالیا وہ منہ نورانی ہو گیا جس نے اس سے سر نہ پھیرا۔

۳۴۵ آفرین خدا، براں مردے کہ بریں در، شُدست، چُوں گردے

خدا کی طرف سے اس جوانمرد پر آفرین ہو۔ جو اس دروازہ پر خاک کی طرح آ پڑا۔

۳۴۶ از پئے وصلِ آں مُہیمن پاک اوفتادہ، سرِ نیاز بخاک

اس پاک مہیمن کے وصل کی خاطر وہ گرا اور عاجزی سے اپنا سر خاک پر رکھ دیا۔

۳۴۷ ہرزماں با خُدائے یکتائے بر زمین و بر آسماں جائے

وہ ہر وقت خدائے واحد کے ساتھ زمین اور آسمان پر قرار پاتا ہے۔

۳۴۸ ذرّہ ذرّہ، جُدا شُدہ زِ زمیں دِل پریدہ، بسُوئے عرشِ بریں

اس کا ذرہ ذرہ زمین سے بے تعلق ہو گیا اور اس کا دل عرش بریں کی جانب اڑ گیا۔

۳۴۹ بر رُخِ اُو، تجلّیاتِ خُدا در دِلش، جلوہ گاہِ ذاتِ خُدا

اس کے چہرہ پر خدا کی تجلی ہے اور اس کا دل ذات باری کا جلوہ گاہ ہے۔

۳۵۰ ایں ہمہ حالت، از خُدا آید چُوں یقیں از کلامش اَفزاید

یہ سب حالت خدا کی مہربانی سے ہی آتی ہے جب کلام الٰہی کی وجہ سے بندہ کا یقین زیادہ ہو جاتا ہے۔

۳۵۱ تو نفہمی ہنُوز ایں سُخنم در دِلت چُوں فروشَوم چہ کُنم

تو ابھی میری بات کو نہیں سمجھتا۔ میں تیرے دل میں کیونکر گھس جاؤں؟ بتا کیا کروں۔

۳۵۲ اَے دریغا کہ دِل زِ درد گُداخت درد مارا، مُخاطَبے نہ شناخت

افسوس کہ ہمارا دل درد کے مارے گداز ہوگیا۔ مگر ہمارے درد کو مخاطب نے نہ پہچانا۔

۳۵۳ اَے خُورِ رُوئے یار، زُود برآ کہ دِل آزُرد، از شبِ یلدا

اے یار کے چہرہ کے سورج! جلدی باہر نکل کہ اندھیری رات کی وجہ سے ہمارا دل آزردہ ہوگیا ہے۔

۳۵۴ عُمرِ ما، ہم رَسید تا بکنار بکنارم، در آئی اَے دِلدار

ہماری عمر بھی ختم ہونے کو آ گئی۔ اے دلدار میری گود میں آ جا۔

۳۵۵ اَیکہ، تو طالبِ خُدا ہستی آں یقیں جو، کہ بخشَدَت مَستی

اے وہ شخص کہ جو خدا کا طالب ہے تو ایسا یقین تلاش کر جو تجھے سرشار کر دے۔

۳۵۶ آں یقیں جو، کہ سَیلِ تو گردد ہمہ در یار، مَیلِ تو گردد

وہ یقین ڈھونڈ جو تیرے لئے سیلاب بن جائے اور تیری ساری محبت خدا کیلئے ہی ہو جائے۔

۳۵۷ آں یقیں جو، کہ آتش افروزَد ہرچہ غیرِ خُدا، ہمہ سوزَد

وہ یقین ڈھونڈ جو ایسی آگ جلائے جو کہ ہر ماسوا اللہ کو بھسم کر ڈالے۔

۳۵۸ از یقین شت، زُہد و عِرفاں ہم گُفتمَت آشکار و، پنہاں ہم

یقین ہی کی بدولت زہد اور عرفان بھی حاصل ہوتا ہے یہ بات میں نے تجھ سے ظاہراً بھی کہہ دی اور مخفی بھی۔

۳۵۹ جُز یقیں، دینِ تو چو مُردارے سر پُر از کبرو، دِل ریاکارے

بغیر یقین کے تیرا دین مردار کی طرح ہے سر تکبر سے بھرا ہوا اور دل ریا میں مبتلا۔

۳۶۰ بے یقیں، نَفس گردَدَت چو سگے جُنبَدَش، نزدِ ہر فساد، رگے

بغیر یقین کے تیرا نفس کتے کی طرح ہو جاتا ہے۔ ہر فساد کے وقت اس کی رگ حرکت میں آ جاتی ہے۔

۳۶۱ ہر کہ دُور از نگار، خواہد ماند   نفسِ دُوں را، شکار خواہد ماند

جو شخص محبوب سے دور رہے گا۔ وہ ہمیشہ نفس دنی کا شکار رہے گا۔

۳۶۲ گر تُرا، آرزُوئے دیدارست   پاک دِل شو، نہ مُشکل ایں کاراست

اگر تجھے دیدار کی خواہش ہے تو پاک دل ہو جا۔ یہ بات مشکل نہیں ہے۔

۳۶۳ ایں مُراد، از خرَد، چہ مے جوئی   وَحیِ حق شوید، از سِیَہ رُوئی

تو اس مراد کو عقل کے زور سے کیا ڈھونڈتا ہے۔ خدا کی وحی ہی منہ کی کالک کو دھو سکتی ہے۔

۳۶۴ ایں خرَد، جُملہ خَلق میدارَند   ناز کم کُن، کہ چُوں تو بِسیاراند

عقل تو سارے جہان کے پاس ہے اس پر فخر نہ کر کیونکہ تیرے جیسے بہتیرے پڑے پھرتے ہیں۔

۳۶۵ چارۂ دِل، کلامِ دِلداراست   ہر چہ غیرش کُنَند، بیکاراست

دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے اس کے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں وہ فضول ہے۔

۳۶۶ زہرِ فُرقت چَشِی و ناکامی   باز، مُنکِر زِ وَحی و اِلہامی

تو جدائی کا زہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے مگر پھر بھی وحی والہام سے منکر ہے۔

۳۶۷ جانِ تو برلَب، از نخُوردنِ آب   باز، از آبِ زِندگی رُوتاب

پانی نہ پینے سے تو جاں بلب ہو رہا ہے۔ پھر بھی آب حیات سے روگردان ہے۔

۳۶۸ دارُوئے ہر شکے کہ در دِل ہاست   آں بدار الشِّفاءِ وَحیِ خُداست

ہر اس شک کا علاج جو دلوں میں پیدا ہو وہ خدا کی وحی کے شفاخانہ میں ہے۔

۳۶۹ ہست بر عقل، مِنّتِ اِلہام   کِہ از و پُخت، ہر تصوُّرِ خام

عقل پر۔ الہام کا احسان ہے کہ اس کی برکت سے ہر کمزور خیال پختہ ہو جاتا ہے۔

۳۷۰ **آں گماں بُرد و، ایں نمُود فراز — آں نہاں گُفت و، ایں کشُود آں راز**

اس نے صرف گمان کیا اور اس نے دکھلایا۔ اس نے دل میں ایک بات سوچی اور اس نے وہ راز ہی کھول کر رکھ دیا۔

۳۷۱ **آں فرو ریخت، ایں بکف بسپرد — آں طمَع داد و، ایں بجا آوُرد**

اس نے گرایا اور اس نے ہاتھ میں دیا۔ اس نے امید دلائی اور اس نے پوری کر دی۔

۳۷۲ **آنکہ بشکست، ہر بُتِ دِل ما — ہَست وحیِ خُدائے بے ہَمتا**

وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بت کو توڑ دیا۔ وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے۔

۳۷۳ **آنکہ مارا رُخِ نِگار نمُود — ہَست اِلہامِ آں خُدائے وَدود**

وہ چیز جس نے ہمیں معشوق کا چہرہ دکھایا۔ وہ خدائے مہربان کا الہام ہی تو ہے۔

۳۷۴ **آنکہ داد، از یقینِ دِل جامے — ہَست گُفتارِ آں دِلآرامے**

وہ چیز جس نے دلی یقین کا جام پلایا۔ وہ اس معشوق کی گفتار ہی تو ہے۔

۳۷۵ **وصلِ دِلدار و، مَستی از جامَش — ہمہ حاصل شُدہ، زِ اِلہامَش**

محبوب کا وصل اور اس کے جام شراب کی مستی۔ سب اس کے الہام ہی سے حاصل ہوئی۔

۳۷۶ **اَے بُریدہ اُمیدہا زِ خُدا — تَوبہ کُن، از فسادِ خُود باز آ**

اے وہ شخص جس نے اپنی امیدیں خدا سے توڑ لی ہیں توبہ کر اور اپنے اس فساد سے باز آ جا۔

۳۷۷ **عَیش دُنیائے دُوں، دمے چنداست — آخرش، کار با خُداوند است**

اس ذلیل دنیا کا عیش تو تھوڑی سی دیر کی چیز ہے آخر کار خدا سے ہی واسطہ پڑنا ہے۔

۳۷۸ **ترک کُن، کین و کبر و ناز و دلال — تا نہ کارت کشَد، بسُوئے ضلال**

دشمنی تکبر اور ناز نخرہ کو ترک کر دے۔ تا کہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو۔

۳۷۹ چُوں ازِیں دام گہ، بِبَندی بار   بازنائی، درِیں بِلاد و دِیار

جب تو اس شکارگاہ سے اپنا بوریا بستر باندھ لے گا تو پھر تو ان ملکوں اور شہروں میں واپس نہیں آئے گا۔

۳۸۰ اَے زدِیں بے خَبَر، بخُور غمِ دِیں   کہ نجاتت مُعَلّق است بدِیں

اے دین سے بے خبر انسان۔ دین کا غم کھا۔ کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے۔

۳۸۱ ہاں تغافُل مکُن، ازِیں غمِ خویش   کہ تُرا کارِ مُشکِل ست بہ پیش

دیکھ اپنے اس غم سے غفلت نہ کریو۔ کہ تجھے مشکل کام درپیش ہے۔

۳۸۲ دِل ازِیں درد و غم، فگار بکُن   دِل چہ، جاں نیز ہم نثار بکُن

اس درد و غم سے اپنے دل کو زخمی کر دل تو کیا اپنی جان بھی قربان کر دے۔

۳۸۳ ہَست کارت ہمہ، باآں یکذات   چُوں صبُوری کُنی ازُو، ہَیہات!

تجھے تو اسی خدائے یگانہ سے ہی کام پڑے گا۔ افسوس پھر تو اس خدا سے کیونکر صبر کر سکتا ہے۔

۳۸۴ بخت گردَد، چو زُو بگردی باز   دَولت آید، زِ آمدن بہ نیاز

جب تو خدا سے روگردانی کرے گا تو تیری قسمت بگڑ جائے گی اور عاجزی کے ساتھ اس کی طرف آنے میں دولت ملے گی۔

۳۸۵ اَے رَسَن ہائے آز، کردہ دراز   زِیں ہَوَس ہا چرا نیائی باز

اے وہ شخص جس نے خواہشوں کی رسی لمبی کر دی ہے تو ان لالچوں سے کیوں باز نہیں آتا۔

۳۸۶ دَولتِ عُمر، دمبدم بزوال   تو پریشاں، بفکرِ دَولت و مال

عمر کی دولت دمبدم کمی پر ہے اور تو زر و مال کی فکر میں پریشان ہو رہا ہے۔

۳۸۷ خویش و قوم و قبیلہ، پُر زِ دَغا   تو بُریدہ، برائے شاں، زِ خُدا

رشتہ دار۔ قوم اور قبیلہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تو نے ان کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

اِیں ہمہ را بکُشتنت آہنگ — گہ بصُلحت کُشند و گاہ بجنگ ۳۸۸

ان سب کا ارادہ تیرے قتل کرنے کا ہے کبھی یہ صلح کر کے تجھے قتل کرتے ہیں کبھی جنگ کر کے۔

ہست آخر، باآں خُدا، کارت — نہ تو یارِ کسے، نہ کس یارت ۳۸۹

آ خر اسی خدا سے تیرا واسطہ پڑے گا۔ نہ تو تو کسی کا دوست ہے نہ کوئی تیرا دوست۔

ہر کہ دارد، یکے دِلآرامے — جُز بوَصلش، نیابد آرامے ۳۹۰

جو شخص ایک معشوق رکھتا ہے اسے بغیر اس کے وصل کے آرام نہیں آتا۔

تا نہ بیند، صبُوریش نایَد — ہر دَمش، سَیلِ عِشق بِربایَد ۳۹۱

اور جب تک اسے نہیں دیکھ لیتا اسے صبر نہیں آتا۔ عشق کا سیلاب اسے بہائے لئے جاتا ہے۔

در دِلِ عاشِقاں، قرار کُجا — توبہ کردن، زِ رُوئے یار کُجا ۳۹۲

عاشقوں کے دل کو کہاں قرار ہے دوست کے منہ سے روگردانی کس طرح ممکن ہے۔

حُسنِ جاناں، بگوشِ خاطِرِ شاں — گُفت رازے، کہ گُفتنش نتُواں ۳۹۳

محبوب کے حسن نے ان کے دل کے کانوں میں وہ راز پھونک دیا ہے جس کا اظہار ناممکن ہے۔

کامیاباں، و زِیں جہاں ناکام — زِیرکاں، دُور تر پریدہ زِ دام ۳۹۴

یہ لوگ کامیاب ہیں مگر اس جہان سے نامراد۔ یہ لوگ عقلمند ہیں جو جال سے اڑ کر دور چلے گئے ہیں۔

از خُود و نفسِ خُود، خلاص شُدہ — مَہبِطِ فَیضِ نُورِ خاص شُدہ ۳۹۵

وہ اپنی خودی اور نفسانیت سے آزاد ہو گئے اور انوار الٰہی کے فیضان کے نزول کی جگہ بن گئے۔

در خُداوندِ خویش، دِل بَستہ — باطِن، از غَیرِ یار بگُسستہ ۳۹۶

انہوں نے اپنے خدا سے دل لگا لیا اور غیر اللہ سے اپنا دل توڑ لیا۔

پاک از دخلِ غیر، منزلِ دل یار کردہ ،بجان و دِل منزل ۳۹۷

غیر کے دخل سے ان کے دل کا خانہ پاک ہے اور دوست نے ان کے جان و دل میں گھر بنالیا ہے۔

ریزہ ریزہ شُد، آبگینۂ شاں بُوئے دلبر دَمَد، ز سینۂ شاں ۳۹۸

ان کے (ننگ وناموس) کا شیشہ چکنا چور ہوگیا۔ دلبر کی خوشبوان کے سینہ میں سے مہک رہی ہے۔

نقشِ ہستی بِشُست، جلوۂ یار سَرزَد آخر، ز جَیبِ دِل، دِلدار ۳۹۹

یار کی تجلی نے ان کے نقشِ ہستی کو دھوڈالا اور ان کے دل کے گریبان سے یار نمودار ہوگیا۔

فانیان و پُر از خُدائے وحید پاک و رنگیں، برنگِ ربِّ مجید ۴۰۰

وہ فانی ہیں مگر خدائے واحد سے بھرے ہوئے وہ پاک ہیں اور خدائے مجید کے رنگ میں رنگین۔

آں خُدا دِیگر و، دِگر انساں لیکن اِیناں، درُو شُدند نہاں ۴۰۱

خدا کی ذات علیحدہ ہے اور انسان کی علیحدہ۔ مگر یہ لوگ تو گویا خدا کے اندر چھپ گئے ہیں۔

نے زِسر ہوش، نے زِپا خَبرے در سرِ دِلستاں بخاک سرے ۴۰۲

نہ سر کا ہوش نہ پیر کی خبر۔ محبوب کے خیال میں ان کا سر خاک پر ہے۔

ہر کسے را بخود سر و کارے کارِ دِلدادگاں، بدِلدارے ۴۰۳

ہر شخص اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ مگر عاشقوں کا کام صرف محبوب کے ساتھ ہے۔

عالَمِ دِیگر است، عالَمِ شاں دُور از غَیرِ حق، مَعالِمِ شاں ۴۰۴

ان کا جہان ایک اور ہی جہان ہے اور ان کا عالم غیر اللہ سے دور ہے۔

خُفتہ اند و، بچشمِ تو بیدار جُز خُدا، کس نہ محرمِ اَسرار ۴۰۵

وہ سوئے ہوئے ہیں اگرچہ تیری نظر میں بیدار ہیں خدا کے سوا کوئی ان کا محرم اسرار نہیں ہے۔

۴۰۶ فارِغاں، از مذمّت و تحسیں — نے زِ مدحے خبَر، نہ از نفریں

مذمت اور تحسین کے خیال سے بے پرواہیں۔نہ انہیں تعریف کی خبر ہے نہ لعنت کی۔

۴۰۷ ہر کہ باذاتِ اُو، سرے دارَد — پُشت، بر رُوئے دِیگرے دارَد

جو شخص خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے وہ اوروں کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔

۴۰۸ ہر کہ گیرد درش، بصِدق و حُضُور — از در و بامِ اُو ، بِبارَد نُور

جو شخص اس کے دروازہ کو صدق اور اخلاص سے اختیار کرتا ہے اس کے دروازہ اور چھت سے نور برسنے لگتا ہے۔

۴۰۹ نُورِ تاباں، چو مَہ ، ز پیشانی — پُر ہمہ رُو ، ز عِشقِ ربّانی

اس کی پیشانی سے چاند کی طرح نور چمکتا ہے اور عشق الٰہی سے سارا چہرہ روشن ہو جاتا ہے۔

۴۱۰ عِشقِ آں یار، مُدّعا گشتہ — دِل، زغیرِ خُدا، جُدا گشتہ

اس دوست کا عشق اس کا مدعا بن گیا ہے اور غیر اللہ سے اس کا دل جدا ہو گیا ہے۔

۴۱۱ لُطفِ اُو، ترکِ طالباں نکُنَد — کس، بکارِ رَہش، زیاں نکُنَد

خدا کا لطف ہمیشہ اپنے طالبوں کے شامل حال رہتا ہے اس کی راہ میں کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔

۴۱۲ ہر کہ آں در گرفت ، کارش شُد — صد اُمیدے، بروزگارش شُد

جس نے وہ دروازہ اختیار کر لیا اس کا کام بن گیا اور اس کے کاروبار کی کامیابی پر سینکڑوں امیدیں بندھ گئیں۔

۴۱۳ مِثلِ آں دِلستاں، کُجا دِیدی؟ — پس چِرا، ہجرِ اُو پَسندِیدی؟

تو نے اس محبوب کی طرح کا کوئی اور محبوب کہاں دیکھا ہے پھر کیوں اس کی جدائی کو پسند کر لیا۔

۴۱۴ بہ کہ توزُود تر، رَہش گیری — اِیں نباشد، کہ پیش ازاں مِیری

بہتر ہے کہ فوراً تو اس کا راستہ اختیار کرے۔ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے ہی مر جائے۔

۴۱۵ عُمرِ اوّل بِبیں، کُجا رفت است رفت و بِنگر، زِ تو چہا رفت است

اپنی پہلی عمر کو دیکھ کہ کدھر چلی گئی۔ وہ تو ضائع ہوگئی مگر دیکھ تیرے پاس سے کیا کیا چلا گیا۔

۴۱۶ پارۂ عُمر رفت، در خُردی پارۂِ را، بسر کشی بُردی

عمر کا ایک حصہ تو بچپن میں چلا گیا۔ اور ایک حصہ عمر کا تو نے سرکشی میں گزارا۔

۴۱۷ تازہ رفت و، بِماند پس خُوردہ دُشمناں شاد و، یار آزُردہ

اچھا حصہ تو گیا۔ اب بچا کھچا رہ گیا ہے۔ دشمن خوش ہیں اور دوست ناراض۔

۴۱۸ بِشْنَو، از وضعِ عالَمِ گُذراں چُوں کُنَد، از زبانِ حال بیاں

اس جہان فانی کی حالت پر کان رکھ۔ کس طرح وہ زبان حال سے بیان کر رہا ہے۔

۴۱۹ کِیں جہاں، با کسے وَفَا نکُنَد نکُنَد صَبْر، تا جُدا نکُنَد

کہ یہ دنیا کسی سے وفا نہیں کرتی اور صبر نہیں کرتی جب تک اسے اپنے سے جدا نہیں کر لیتی۔

۴۲۰ گر بُوَد گوش، بِشْنَوی صد آہ از دِلِ مُردۂِ دُرون تباہ

اگر تیرے کان ہوں تو سو آہیں سنے۔ خود اپنے مردہ اور تباہ حال دل سے۔

۴۲۱ کہ چِرا رُو بِتافتم، زِ خُدا دِل نِہادم، در آنچہ گشت جُدا

کہ میں نے خدا سے کیوں منہ پھیرا۔ اور ایسی چیز سے کیوں دل لگایا جو جدا ہوگئی۔

۴۲۲ ہمچُنیں ساعتے، تُرا در پیش گور آوازہا دِہد، چُوں خویش

اسی طرح تجھے بھی ایک ایسی گھڑی پیش آنے والی ہے۔ قبر تجھے اپنے عزیزوں کی طرح بلا رہی ہے۔

۴۲۳ یاد کُن، وقتِ کُوچ و ترکِ جہاں جاں بلب، خانہ پُر زِ شور و فُغاں

کوچ کے وقت اور دنیا کے چھوڑنے کی گھڑی کو یاد کر۔ کہ تو جان بلب ہوگا اور گھر میں آہ و فغاں کا شور برپا ہوگا۔

۴۲۴ زن بنالد، بدیدۂ خُوں بار   پسرے گرید، از پسِ دیوار

تیری بیوی خون کے آنسوؤں سے روتی ہوگی اور بیٹا دیوار کے پیچھے گریہ وزاری کررہا ہوگا۔

۴۲۵ دُخترے، سر برہنہ، اَشک رواں   ہمہ خویشاں شُدہ، تنِ بیجاں

لڑکی ننگے سر آنسو بہاتی ہوگی۔ اور سب رشتہ دار مردہ کی مانند ہوں گے۔

۴۲۶ ناگہاں بانگ آمد، از سَرِ دَرد   کہ فُلاں، زِیں سرائے رِحلت کرد

کہ یکدم یہ دردناک آواز آئے گی۔ کہ فلاں شخص اس دنیا سے گذر گیا۔

۴۲۷ چند فرزند را، گذاشت یَتیم   بیوہ، بیچارہ ماندہ باصد بِیم

چند بچوں کو یتیم چھوڑ گیا اور بچاری بیوہ سینکڑوں دکھ اٹھانے کے لئے رہ گئی۔

۴۲۸ اِیں مآل ست، عَیشِ دُنیا را   گر نَدانی، بپُرس دانا را

دنیا کی زندگی کا یہ انجام ہے۔ اگر تجھے خبر نہیں تو کسی عقلمند سے ہی پوچھ لے۔

۴۲۹ بر سرِ گور، پائے تُست، اَے خام   ہوش کُن، تا نہ بَد شَوَد انجام

اے نادان تیرا قدم قبر کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ ہوش کر کہ تیرا انجام برا نہ ہو۔

۴۳۰ اِیں جہان است، مثلِ مُردارے   ہر طرف، چُوں سگے طلبگارے

یہ جہان مردار کی طرح ہے اور ہر جانب اس کے طالب کتوں کی طرح کھڑے ہیں۔

۴۳۱ رَست آنکس، کہ رَست زِیں مُردار   خاک شُد، تا مگر شَوَد خُوش یار

وہ شخص آزاد ہوگیا جس نے اس مردار سے رہائی پائی اور وہ خاک ہوگیا تا کہ دوست راضی ہوجائے۔

لُطفِ اُو، ترکِ طالباں نکُنَد کس بکارِ رَہَش، زیاں نکُنَد ۴۳۲

خدا کا لطف اپنے طالبوں کے شامل حال رہتا ہے اس کی راہ میں کوئی بھی نقصان نہیں اٹھاتا۔

۴۳۳
ہر کہ از خُود شُد، ایزدش خوانَد
نُکتۂ ہست، گر کسے دانَد

جو اپنی ہستی سے جدا ہو گیا۔ خدا اسے اپنے ہاں بلا لیتا ہے یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے اگر کسی کی سمجھ میں آ جائے۔

(نزول المسیح صفحہ ۹۷ تا ۱۰۷ مطبوعہ ۱۹۰۹ء)

از طمع جُستیم، ہر چیزے کہ آں بیکار بُود　　　خُود فزُوں کردیم، ورنہ اندکے آزار بُود

ہم نے طمع کے مارے ہر وہ چیز ڈھونڈی جو بیکار تھی ہم نے آپ ہی تکلیف کو بڑھالیا ورنہ دراصل وہ کم تھی۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱ تو خواہی خُسپ، یا خُود مُردہ مے باش — کہ بر ما نیست، جُز ہُشیار کردن

خواہ تو سو یا رہ یا مر ہی جا ہم پر سوائے ہشیار کر دینے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں۔

۲ فضُولی باشد، اندر وقتِ مستی — حَدیثِ مَردُمِ ہُشیار کردن

نشے کے وقت بے فائدہ ہے کہ ہشیار لوگوں کی سی باتیں کی جائیں۔

۳ فضُولی ہَست، با گیسُوئے مُشکیں — حدیث از تبّت و تاتار کردن

سیاہ زلفوں کے ہوتے ہوئے بے فائدہ ہے کہ تبت اور تاتار کا ذکر کیا جائے۔

۴ پس از مُردن، شَوَد معلُوم َت، اَے یار — خلافِ رائے سُلطاں کار کردن

اے دوست تجھے مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ خدا کی مرضی کے برخلاف کام کرنے کا کیا نتیجہ ہے۔

۵ کمر بَستن، برائے خدمتِ بُت — نِشانش، بر بَدَن زُنّار کردن

بت کی خدمت کے لئے تیار ہو جانے کا اور جسم پر اس کے نشان کے زنار بنانے کا۔

۶ نکردی خُوب، اَے نامِہرباں یار — پس از اِقرارہا، انکار کردن

اے بے مہر دوست! تو نے اچھا نہ کیا۔ اقرار کرنے کے بعد انکار کرنے سے۔

۷ فضُولی ہَست، پیشِ رُوئے آں یار — حدیث از گُلبُنِ پُرخار کردن

اس دوست کے چہرے کے روبرو فضول ہے کہ کانٹے والے چمن کا ذکر کیا جائے۔

۸ رہِ نیکاں، گرفتن ،ہمچو نیکاں   ز فِکرِ باطِل اِستغفار کردن

نیک بختوں کی طرح نیکوں کا طریقہ اختیار کرنا اور فضول خیالات سے استغفار کرنا ضروری ہے۔

۹ بالفاظِ سُخَن ،چسپیدن از جہل   نہ فِکر اندر تہِ اَسرار کردن

جہالت کے باعث محض الفاظ سے چمٹے رہنا اور اسرار کی باریکیوں میں غور نہ کرنا۔ نامناسب ہے۔

۱۰ بخوابِ مَوت،آں شخصے کہ خُسپید   نمے برخیزد، از بیدار کردن

جو شخص ایک دفعہ موت کی نیند سوگیا۔ وہ جگانے سے نہیں اٹھ سکتا۔

۱۱ سَر،از فرمانِ آں حاکِم، مبردار   کہ دارَد، قُدرتِ بردار کردن

اس حاکم کے حکم سے سرتابی نہ کر۔ جو پھانسی پر چڑھانے کی قدرت رکھتا ہو۔

۱۲ ببایدحُبت،ازمردانِ حَق،دِیں   نہ مَیل وطَمَع در دِینار کردن

مردان خدا سے دین حاصل کرنا چاہئے۔ اشرفیوں سے طمع اور محبت نہیں رکھنی چاہئے۔

۱۳ بکوری ہرچہ مانَد، غَیرمَعلُوم   سوالَش،از اُولی الابصار کردن

جو بات اپنی نابینائی کی وجہ سے معلوم نہ ہو۔ وہ اہل بصیرت سے دریافت کرنی چاہئے۔

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۹ء)

رائے واعظ، اگرچہ رائے من است

لیک ،عشقِ تو، بندِ پائے من است

اگرچہ میری رائے بھی وہی ہے جو واعظ کی رائے ہے لیکن تیرے عشق کی بیڑی میرے پیروں میں پڑی ہوئی ہے۔

۱ آہ صد آہ، رفت عُمر بباد نفسِ بدکیشِ ما نشُد مُنقاد

افسوس صد افسوس کہ عمر برباد ہوگئی مگر ہمارا بدسرشت نفس مطیع نہ ہوا۔

۲ ہیچ دُشمن، بدُشمنے نکُند آنچہ کردیم، ما بخود بیداد

دشمن بھی دشمن کے ساتھ وہ نہیں کرتا جو ظلم ہم نے آپ اپنے اوپر کیا۔

۳ کافِراں، مُردگانِ دِل باشند برنیاید ز مُردگاں فریاد

کافر دل کے مردے ہوتے ہیں اور مردے فریاد نہیں کیا کرتے۔

۴ دِل نہادن بفکرتِ دُنیا باز دارد، ز کارہائے مَعاد

دنیا کی فکر میں دل کو مصروف رکھنا۔ آخرت کے کاموں سے (انسان کو) باز رکھتا ہے۔

۵ شخصِ دُنیا پرست، در دُنیا چند روزے بسَر کُند، دِلشاد

دنیا پرست شخص دنیا میں چند روز ہی خوشی کے بسر کرتا ہے۔

۶ فضلِ حَق باید و ریاضتِ سخت تا برآید، زِکذب و شرّ و فساد

خدا کے فضل اور سخت مجاہدے ہی سے انسان جھوٹ شرارت اور فساد سے نجات پاسکتا ہے۔

۷ ہر کہ از شرِّ نفسِ خویش بِرَست
گُنہَش طاعت است و، جَورش داد

جو اپنے نفس کی شرارتوں سے بچ گیا۔ اس کا گناہ بھی طاعت ہے اور اس کی سختی بھی انصاف ہے۔

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

من نہ واعِظ، کہ عاشِق زارم آیَد، از طَورِ واعِظاں، عارم

میں واعظ نہیں ہوں بلکہ عاشق زار ہوں مجھے تو واعظوں کے طریقوں سے عار آتی ہے۔

نزدِ بیگانگاں، جُنُوں زَدَہ ام نزدِ معشُوق، نیک ہُشیارم

غیروں کے نزدیک میں جنون میں مبتلا ہوں۔ مگر محبوب کے نزدیک بڑا ہوشیار ہوں۔

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

نہ در فراق قرار آیدم، نہ وقتِ وصال　　بحیرتم، کہ من از عشقِ اُو، چہ مے جویم

نہ مجھے فراق میں چین آتا ہے نہ وصل میں۔ حیران ہوں کہ میں اس کے عشق میں کیا تلاش کرتا ہوں۔

کاش تا دوست راہ یافتمے　　فرصتِ یک نگاہ یافتمے

کاش میں دوست تک پہنچ سکتا۔ اور اسے ایک نظر دیکھنے کی مہلت مجھے مل جاتی۔!

رفتی و دردِ عشق بجانم گذاشتی　　ہیچم خبر نشُد، بدِل اندر، چہ داشتی

تو چلا گیا اور اپنے عشق کا درد میری جان کے لئے چھوڑ گیا مگر مجھے کچھ بھی پتہ نہ لگا کہ تیرے دل میں کیا خیالات تھے۔

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱ اَے شوخ، ز ناتُواں چہ جوئی؟ از خستہ و نیم جاں، چہ جوئی؟

اے شوخ تو کمزور سے کیا ڈھونڈتا ہے اور زخمی نیم جان سے کیا چاہتا ہے۔

۲ رفتیم و فنا شُدیم و مُردیم از گُم شُدگاں نِشاں، چہ جوئی؟

ہم گذر گئے۔ فنا ہو گئے اور مر گئے۔ اب تم گم شدہ لوگوں کا کیا نشان ڈھونڈتا ہے۔

۳ یار است، قریب تر، ز جاں ہم اَے اَبلہ، تو از بُتاں، چہ جوئی؟

دوست تو جان سے بھی زیادہ قریب ہے اے بے وقوف تو بتوں سے کیا چاہتا ہے۔

۴ پِیراں نہ کُنند توبہ، از عشق اَے مُحتسِب، از جواں چہ جوئی؟

جب بوڑھے بھی عشق سے توبہ نہیں کرتے تو اے محتسب تو جوانوں سے کیا چاہتا ہے۔

۵ دُنیائے دنی است، چند روزہ زو راحتِ جاوداں، چہ جوئی؟

ذلیل دنیا چند روزہ ہے تو اس میں دائمی خوشی کیا ڈھونڈتا ہے۔

۶ زینجا بشتاب آ، تہی دست از مَزبلہ، ارمغاں، چہ جوئی؟

اے محروم یہاں سے جلدی روانہ ہو تو ایک کوڑی میں سے تحایف کیا ڈھونڈتا ہے۔

۷ تیرش، ز کسے خطا نہ کردست از ناوکِ اُو، اماں، چہ جوئی؟

اس کا تیر کبھی خطا نہیں گیا اس کے تیر سے کیا امان ڈھونڈتا ہے۔

۸ بر کاخِ فلک، تُرا بخوانند از خار و خَسِ آشیاں چہ جوئی؟

تجھے تو فرشتے آسمان کی طرف بلا رہے ہیں۔ پھر تو گھانس پھونس کا گھونسلہ کیوں تلاش کرتا ہے۔

۹ فرّخ، درِ یار را، فرا گیر پیرامَنِ این و آں چہ جوئی؟

اے فرخ یار کی چوکھٹ کو اختیار کر۔ زید و بکر کے ارد گرد کیا پھرتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان فروری ۱۹۱۱ء)

حضرتؒ اقدسؑ کی پُرانی نظمیں

تو نُورِ ہر دو جہانی، تُرا شناختہ ام　　ہمہ تن اند و تو جانی تُرا شناختہ ام

تو دونوں جہان کا نور ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے سب بدن ہیں اور تو جان ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔

مُرْدَم بدردِ عشق و صنم را خبر نہ شُد　　صد آہ کردم و بَدِلِ اُو اَثر نہ شُد

میں عشق کے درد سے مر گیا مگر صنم کو خبر تک نہ ہوئی سینکڑوں آہیں کیں مگر اس کے دل پر اثر نہ ہوا۔

دامن کَشاں رَوی زِ مَن، اَے یارِ مَہْوَشَم　　دستم نمے رَسَد، کِہ دِلَت را بخود کَشَم

اے میرے ماہرو دوست تو بڑی رعنائی کے ساتھ میرے پاس سے گزر رہا ہے مگر مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تیرے دل کو اپنی طرف کھینچ سکوں۔

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۱۳ء)

آمد تمام شہر، بہ بیمار پُرسی ام وآں شوخ دِیدہ بیں، کہ بدیں طرف رُو نکرد

تمام شہر میری بیمار پرسی کے لئے آیا۔ مگر اس شوخ چشم کو دیکھ کہ اس نے ادھر کا رخ بھی نہ کیا۔

اَے مُونِسِ جانِ بے قرارم فرسُودِ زِغم، تِنِ نزارم

اے میری بے قرار جان کے رفیق میرا کمزور جسم غم کے مارے دبلا ہو گیا ہے۔

برمن، غمِ فُرقتِ تو، سخت است دریاب، کہ سخت گشت کارم

تیری جدائی کا رنج میرے لئے بہت سخت ہے فریاد کو پہنچ کہ میری حالت تباہ ہے۔

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۱۳ء)

ہفت کشور، گر ز حالم، بے خبر باشد چہ باک　　من ازیں نالم کہ جاناں ہم ندارد خبر

اگر ساتوں ولائتیں میرے حال سے بے خبر ہوں تو مضایقہ نہیں مجھے تو یہ غم ہے کہ محبوب کو بھی میرے حال کی خبر نہیں۔

گوش باید کرد، قولِ کاملاں، در علم و عقل　　گفتۂ ہر ناتراشیدہ، نہ باشد معتبر

صاحبان علم و عقل کی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ہر کندہ ناتراش کی بات معتبر نہیں ہوا کرتی۔

عاقلاں را ایک اشارت مے کند، در دل اثر　　جاہلاں را، دفترِ صد پند ناید کارگر

عقلمندوں کے لئے تو ایک اشارہ بھی دل پر اثر کر جاتا ہے مگر جاہلوں پر سینکڑوں دفتر نصیحتوں کے بھی کارگر نہیں ہوتے۔

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۱۳ء)

۱ کُجا آں مُفسِدے را جائے باشد کِہ رفت از حضرتِ عُلیائے سُلطاں

اس مفسد کا کہاں ٹھکانا ہے جو سلطان کی عالی بارگاہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

۲ اَلا گر عافِیت خواہی ، بناچار بباید بُرد ، فرماں ہائے سُلطاں

خبردار۔ اگر تو خیریت چاہتا ہے تو ضرور تجھے سلطان کے احکام کو ماننا پڑے گا۔

۳ کسے کو خویشتن را بندہ داند کُجا گیرد دِگر ، در جائے سُلطاں

وہ شخص جو اپنے تئیں بندہ سمجھتا ہے وہ سلطان کی جگہ دوسرے کو کب اختیار کرتا ہے۔

۴ گدا را ، رائے باشد حسبِ قدرش نہ چُوں رائے جہاں پیمائے سُلطاں

فقیر کی رائے تو اس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے نہ کہ سلطان کی جہاں دیدہ رائے کی طرح۔

۵ زجان و مایہ و عِزّت بشو دست اگر سرتابی ، از ایمائے سُلطاں

جان۔ مال اور عزت سے ہاتھ دھو رکھ۔ اگر تو سلطان کے اشارے سے سرتابی کرتا ہے۔

۶ ہنوزت ، از سیاست ہا خبر نیست کہ مے بینی ، تحمّل ہائے سُلطاں

ابھی تک تجھے سیاست کا علم نہیں ہوا کیونکہ تو نے تو صرف سلطان کا تحمل ہی دیکھا ہے۔

۷ بزرگاں ، سر فرو آرند ، فی الفور بحُکمِ درگہِ والائے سُلطاں

بزرگ لوگ فوراً سر نیچا کر دیتے ہیں سلطان کی باعزت بارگاہ کے احکام کے سامنے۔

۸ نشانِ گردشِ بخت است و اِدبار زدن رائے، خِلافِ رائے سُلطاں

یہ بدقسمتی اور ادبار کی علامت ہے کہ سلطان کی رائے کے برخلاف رائے دی جائے۔

۹ مَرو بیروں، ز قانونِ شریعت مزن رائے، خِلافِ رائے سُلطاں

شریعت کے قانون سے باہر نہ نکل اور سلطان کی رائے کے خلاف رائے نہ دے۔

۱۰ بزِنداں مے فتد آں شوخ، کز جہل ندارد، از خطا، پروائے سُلطاں

وہ بیباک قید خانہ میں ڈالا جاتا ہے جو جہالت کی وجہ سے غلطی کر کے سلطان کی پروا نہیں کرتا۔

۱۱ ہماں باید گزیدن، از سر و چشم کہ باشد اندراں، اِیمائے سُلطاں

وہی بات کامل انقیاد کے ساتھ اختیار کرنی چاہئے جس کے بارے میں سلطان کا ایما ہو۔

۱۲ کُنَد با جانِ خُود بازی، جُہولے
کہ پندارد دِگر، ہمتائے سُلطاں

وہ بیوقوف اپنی جان کے ساتھ کھیلتا ہے جو سلطان کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک سمجھتا ہے۔

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۱۳ء)

ہر کہ بے تحقیق بکشاید دہن   خود بمیرد، مے کشد بسیار تن

جو شخص بغیر تحقیق کے منہ کھولتا ہے وہ خود بھی مرتا ہے اور بہت سے دوسروں کو بھی مارتا ہے۔

زہر باشد، آں سخن، کز مُردہ است   زینکہ، بے نور است و دل افسردہ است

وہ بات زہر ہوتی ہے جو روحانیت سے بے نصیب شخص کی طرف سے ہو کیونکہ وہ تو خود بے نور اور پژمردہ دل ہے۔

زندگی دارد سخن، کز زندہ است   ہمچو باراں، زندگی بخشندہ است

جو زندہ ہے اس کی بات بھی جان رکھتی ہے اور بارش کی طرح سے زندگی بخش ہوتی ہے۔

لب بِبَند اَے کور تا کو راست دِل　　تا نہ پیشِ عارِفاں، گردی خَجِل

تا بگردد، سینۂ تو پاک و صَاف

اے اندھے جب تک تیرا دل نابینا ہے تو اپنے ہونٹوں کو بند رکھ تا کہ عارفوں کے روبرو شرمندہ نہ ہو۔

جب تک تیرا سینہ پاک وصاف ہو جائے (اس وقت تک خاموشی اختیار کر)

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء)

۱ صَید کردن کارِ ما آمد ، مگر صَیدِ خنزیراں، نہ سہل است اَے پِسر

ہمارا کام شکار کرنا ہے مگر اے صاحبزادے سؤروں کا شکار آسان کام نہیں ہے۔

۲ جاں بکف، دردشتِ خوکاں مے رَوم در رہِ مَولیٰ فِدا، جان و دِلَم

میں ہتھیلی پر سر رکھ کر خنزیروں کے جنگل میں جاتا ہوں۔ خدا کی راہ میں میرے دل و جان قربان ہوں۔

۳ از عَدَم، آں کس ہمیں بخشَد، وجُود آں کہ خُود معدُوم شُد، گویا نبُود

عدم سے وہی شخص وجود حاصل کرتا ہے جو پہلے خود ایسا فنا ہو چکا ہو گویا وہ تھا ہی نہیں۔

۴ جانِ ما، قربانِ راہِ یارِ ما تا مگر کاری شَوَد، اِیں کارِ ما

ہماری جان ہمارے دوست کی راہ میں نثار ہو تا کہ ہمارے اس کام سے کوئی فائدہ پہنچے۔

۵ فتح و نُصرت، خادِمِ ما، چُوں غلام
اَللّٰہُ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلیٰ مُدام

فتح و نصرت غلاموں کی طرح ہمارے خادم ہیں اللہ ہم کو غالب کرے گا اور ہم کبھی بھی مغلوب نہ ہوں گے۔

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء)

فریادِ اہلِ اسلام

۱ دردا کہ حُسنِ صُورتِ فُرقاں عیاں نماند آں خُود عیاں، مگر اَثرِ عارفاں نماند

افسوس کہ قرآن کے چہرہ کی خوبصورتی ظاہر نہ رہی مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ خود تو ظاہر ہے لیکن اس کے قدر شناس نہ رہے۔

۲ مَردُم طَلَب کُنند، کہ اِعجازِ آں کُجاست؟ صَد درد و صَد دریغ، کہ اِعجازداں نماند

لوگ پوچھتے ہیں کہ اس کا اعجاز کہاں گیا (اعجاز تو ہے) لیکن سخت رنج اس کا ہے کہ کوئی اعجاز داں نہیں رہا۔

۳ کوریم واز کمالِ تغافُل، بچشمِ ما آںروئے خُوب و گیسُوئے عَنبرفشاں نماند

ہم خود تو اندھے ہیں مگر حد درجہ غفلت کی وجہ سے ہماری نظر میں وہ خوبصورت چہرہ اور خوشبودار زلفیں نہیں رہیں۔

۴ بینم کہِ ہر یکے، بہ غمِ نفس مُبتلاست کس راغمِ اِشاعتِ فُرقاں بجاں نماند

میں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اپنے ذاتی تفکرات میں مبتلا ہے۔ کسی کو بھی قرآن کی اشاعت کا فکر نہیں۔

۵ یُوسُف شُنیدہ اَم، کہ شُدش کارواں مُعیں اِیں یُوسُفے کہ ہیچ کَسَش کارواں نماند

میں نے یوسف کی بابت سنا تھا کہ قافلہ نے اس کی مدد کی تھی۔ مگر یہ یوسف بے کس اور بے قافلہ ہے۔

۶ جانم کباب شُد، زغمِ ایں کتابِ پاک چنداں بسوختم، کہ خُود اُمیّدِ جاں نماند

اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہوگئی اور میں اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی امید نہیں۔

۷ دوش، اندکے مرا بخیالے شکیب بُود اِمشب مپُرس حال، کہ تاب و تواں نماند

کسی خیال کی وجہ سے کل کسی قدر مجھے صبر تھا۔مگر آج رات میرا حال نہ پوچھ کہ کچھ بھی تاب وتواں باقی نہیں رہی۔

۸ اَے سَیّدالوریٰ! اَمَدَدے، وقتِ نُصرت است در بوستاں سرائے تو، کس باغباں نماند

اے مخلوقات کے سردار مدد فرمایہ نصرت کا وقت ہے کیونکہ تیرے باغ میں کوئی بھی باغباں نہیں رہا۔

۹ صَد بار رقص ہا کُنَم، از خُرّمی اگر بینم کہ حُسنِ دِلکشِ فُرقاں، نہاں نماند

میں خوشی کے مارے سینکڑوں دفعہ رقص کروں۔اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دل کش جمال پوشیدہ نہیں رہا۔

۱۰ در رنج و درد، مے گُذرانیم روزگار یارب بتَرَحُّمیکہ، دِگر مہرباں نماند

ہم رنج اور درد میں زندگی گذار رہے ہیں اے رب رحم فرما کہ تیرے سوا ہمارا اور کوئی مہربان نہیں رہا۔

۱۱ یارب! اچہ بہرِ من، غمِ فُرقاں مُقدّر است یا خُود، دریں زمانہ، کسے از داں نماند

اے رب کیا میری تقدیر میں ہی فرقان کے لئے غم کھانا لکھا ہے یا اس زمانہ میں میرے سوا اور کوئی واقف حقیقت ہی نہیں۔

۱۲ دِیدم کہ زاھداں، رہِ فُرقاں گُذاشتند ناچار در دِلم، اَثَرِ مہرِ شاں نماند

میں نے دیکھا کہ زاہدوں نے قرآن کا راستہ چھوڑ دیا ہے اس لئے میرے دل میں بھی ان کی محبت کا نشان باقی نہیں رہا۔

۱۳ اَے خواجہ پنج روز بُوَد لُطفِ زندگی — کس از پئے مُدام درِیں خاکداں نماند

اے خواجہ! زندگی کا لطف چند دن کے لئے ہے کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہا۔

۱۴ اِمروز گر دِل از پئے قرآں نسوزدت — عُذرے دِگر ترا بجنابِ یگاں نماند

اگر آج کے دن تیرا دل قرآن کے لئے نہیں جلتا تو پھر خدا کی درگاہ میں تیرا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔

۱۵ بگذار وِردِ مثنوی و شُغلِ غزل و شِعر — ایں خُود چہ چیز ہست اگر قدرِ آں نماند

مثنوی کے ورد اور شعر وغزل کے مشغلہ کو چھوڑ۔ یہ چیزیں کیا حقیقت رکھتی ہیں اگر قرآن ہی کی قدر نہ رہی۔

۱۶ در خادِماں نشینی و صد ناز میکنی — آنرا کہ سیّد است، کس از خادِماں نماند

تو نوکروں میں بیٹھ کر سینکڑوں ناز نخرے کرتا ہے مگر وہ جو اصلی سردار ہے اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں۔

۱۷ خَلق از برائے شوکتِ دُنیا چہا کُنند — دردا کہ مِہرِ کعبہ، چو مِہرِ بُتاں نماند

لوگ دنیا کی شان شوکت کے لئے کیا کیا کرتے ہیں مگر افسوس کہ کعبہ کی محبت بتوں کی محبت کے برابر بھی نہیں رہی۔

۱۸ اَے بیخبر، بخدمتِ فُرقاں کمر بہ بند
"زاں پیشتر، کہ بانگ برآید فُلاں نماند"

اے بے خبر۔ فرقان کی خدمت کے لئے کمر باندھ لے اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں شخص مر گیا۔

(اشتہار اہل اسلام کی فریاد)

۱ اَے ز تعلیمِ وید آوارہ مُنکِر از فیض بخشِ ہموارہ

اے کہ تو وید کی تعلیم کی وجہ سے گمراہ ہو گیا ہے اور دائمی فیض رساں خدا کا منکر ہے۔

۲ آں قدیرے کہ نیست زو چارہ نزدِ تو عاجز ست و ناکارہ

وہ قادر جس کے سوا کسی کا گذارہ نہیں ہے تیرے نزدیک عاجز اور ناکارہ ہے۔

۳ بِشنَوی، گر بُوَد بحق رُوئے شورِ قَالُوْا بَلٰی، ز ہر سُوئے

اگر تیرا منہ خدا کی طرف ہو تو تو ضرور سنے گا ہر طرف سے قالوا بلیٰ کا شور۔

۴ آنکہ با ذاتِ اُو، بقاؤ حیات چُوں نباشد، بدیعِ ما آں ذات

وہ کہ جس کی ذات سے ہر بقا اور زندگی وابستہ ہے وہ ذات ہماری خالق کیوں نہیں ہو سکتی۔

۵ ناتُوانی ست طَورِ مخلوقات کَے خُدا اِینچُنیں بُوَد، ہَیہات

کمزوری تو مخلوقات کا خاصہ ہے مگر خدا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ افسوس!

۶ کَے پَسنَدَد خِرَد کہ رَبِّ قدیر ناتُواں باشد و، ضعیف وحقیر

عقل کب پسند کرتی ہے کہ قادر خدا کمزور ضعیف اور حقیر ہو۔

۷ کے پسند د خرد کہ ربِّ قدیر ناتُواں باشد و، ضعیف وحقیر

عقل کب پسند کرتی ہے کہ قادر خدا کمزور ضعیف اور حقیر ہو۔

۸ نظرے کُن، بہ شانِ ربّانی داوری ہا مکُن، بنادانی

خدا تعالیٰ کی شان پر غور کر اور نادانی کی وجہ سے جھگڑا نہ کر۔

۹ اِینچہ دین ست و، اِینچہ آئین ست کہ خُدا ناتوان و مِسکین است

یہ کونسا دین ہے اور یہ کیسا قانون ہے کہ خدا بھی کمزور اور بیکس ہے۔

۱۰ گر بدِیں دِین وکیش ہستی شاد
مایۂ عُمر را دِہی برباد

اگر تو اس دین ومذہب پر خوش ہے تو تو اپنی عمر بھر کی کمائی کو برباد کر رہا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

طالب دعا: فہیم احمد خالد